مجموعہ فتاوی

جلد دوم

مؤلفہ حضرت خاتم الفقہاء والمحدثین جناب مولانا مولوی
حاجی حافظ ابو الحسنات محمد عبد الحی نور اللہ مرقدہ

جسکو

مولانا مولوی محمد ایوب سلمہ نبیرہ مؤلف نے نہایت
جانفشانی سے موافق ترتیب ابواب فقہی کے مرتب کیا

سنہ ۱۳۲۱ھ حسب الحکم سنہ ۱۹۰۳ء

جناب مفتی محمد یوسف صاحب مالک مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ

ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۱ھ

مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ میں چھپا

مجموعہ فتاوی

جلد دوم

مولفہ حضرت خاتم الفقہاء والمحدثین جناب مولانا مولوی
حاجی حافظ ابوالحسنات محمد عبدالحی نور اللہ مرقدہ

جسکو

مولانا مولوی محمد ایوب سلمہ نبیرہ مؤلف نے نہایت

جانفشانی سے موافق ترتیب ابواب فقہی کے مرتب کیا

سنہ ۱۳۴۱ھ حسب الحکم سنہ ۱۹۲۳ء

جناب مفتی محمد یوسف صاحب مالک مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ

بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۱ھ

مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ میں چھپا

فہرست کتب مطبوعات مطبع یوسفی جنکا حق کاپی رائٹ بنام مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ محفوظ ہے و بعض کتب جنکا خاص تعلق مطبع یوسفی سے ہے مع کتب مصریہ

نام کتاب

ایضاً مع تحشیۃ المغلوطات از مولانا عبدالحلیم رح
الفیہ ابن مالک یوسفی۔
بدیع المیزان تحشیہ مولانا عبدالحلیم رح
تحفۂ شاہجہانی۔
تحقیقات مرضیہ نیز رسالہ مولانا عبدالحلیم رح
تبیان شرح میزان الصرف از مولانا محمد عبدالحی رح
تقویم العام یعنی جنتری صد سالہ جسمیں ابتدا سے
عالم سے آخر زمانہ تک کی جنتری اور نقشہ طلوع
وغروب ہر ایک مقام مندرج ہے مولوی ابوالحسن
محمد محی الدین افغان صاحب جج ہائیکورٹ نظام
نے بہت کوشش سے لکھی ہے۔
جامع صغیر تحشیہ مولانا عبدالحی رح
حمد اللہ تحشیہ مولوی محمد برکت اللہ صاحب
حصن حصین تحشیہ مولانا محمد عبدالحی رح
حسامی تحشیہ نفیسہ۔
خیالی سفید و بادامی۔
ذیل اللآلی یہ چار کتابوں کا مجموعہ ہے
جسمیں [illegible] المصنوعہ للسیوطی و تعقبات
علی الموضوعات للسیوطی کشف الاحوال
فی نقد الرجال للفاضل [illegible]

نام کتاب

مقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث
المشتہرۃ علی الالسنہ للسخاوی۔
ذکر شہنشاہ جسمیں شاہ ایڈورڈ ہفتم کی
پوری سوانح عمری قاضی عزیز الدین صاحب
ڈپٹی کلکٹر نے بطور ناول کے لکھی ہے
رسائل الارکان از مولانا بحر العلوم رح
الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل از مولانا محمد عبدالحی رح
رشیدیہ شرح شریفیہ تحشیہ مولانا حافظ محمد عبدالحی رح
،، کاغذ گندہ ۱۷–۲۷ تقطیع
زجر الشبان والشیبہ عن ارتکاب الغیبۃ از مولانا محمد عبدالحی رح
جو غیبت کے بیان میں اردو زبان میں ہے۔
سعی مشکور از مولانا محمد عبدالحی رح در رد مذہب ماثور
در بیان زیارت رسول مقبول صلعم اردو زبان میں ہے
سلم العلوم متن صرف تصدیقات
سیر دربار جسمیں دربار دہلی منعقدہ ۱۹۰۳ء کا پورا
حال مع تصویر و نقشہ دربار دہلی و فہرست مہمان
وغیرہ درج ہے بہت کوشش سے قاضی عزیز الدین صاحب
ڈپٹی کلکٹر نے بطور ناول کے جمع کیا ہے
سراجی تحشیہ مولانا قیام الدین محمد عبدالباری صاحب
فرنگی محلی و بیاض مولانا محمد عبدالحی رح

نام کتاب

سعایہ شرح شرح وقایہ از مولانا محمد عبدالحی رح در دو جلد
جلد اول تا کتاب الطہارت
،، جلد ثانی از باب الاذان تا باب القراءت
سعدیہ شرح شمسیہ
شرح وقایہ تحشیہ مولانا عبدالحی رح کامل در چہار جلد
جلد اول مع عمدۃ الرعایہ۔
جلد ثانی مع عمدۃ الرعایہ۔
جلد ثالث تحشیہ نفیسہ
جلد رابع ،، ،،
شرح عقائد نسفی تحشیہ مولوی عبدالاحد الہ آبادی
شرح ملا جامی تحشیہ نفیسہ
شرح تہذیب تحشیہ مولانا محمد عبدالحلیم رح
شریفیہ شرح سراجیہ تحشیہ مولانا محمد عبدالحی رح
شرح چغمینی تحشیہ مولانا محمد عبدالحی رح
شمس بازغہ تحشیہ مولانا محمد عبدالحی رح
شرح سلم مولانا احمد عبدالحق و
شرح سلم مولانا محمد مبین و حاشیہ
میر زاہد ملا جلال و حاشیہ میر زاہد شرح مواقف
از حضرت شاہ احمد عبدالحق رح
صرف تصدیقات

مجموعہ فتاویٰ

جلد دوم

مولفہ حضرت خاتم الفقہاء والمحدثین جناب مولانا مولوی
حاجی حافظ ابو الحسنات محمد عبد الحی نور اللہ مرقدہ

جسکو

مولانا مولوی محمد ایوب سلمہ نبیسہ مولف نے نہایت

جانفشانی سے موافق ترتیب ابواب فقہی کے مرتب کیا

سنہ ۱۳۴۱ھ حسب الحکم سنہ ۱۹۲۳ء

جناب مفتی محمد یوسف صاحب مالک مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ

بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۱ھ

مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب التصرف

استفتا کیا فرماتے ہیں علمای دین اور مفتیان شرع متین محقق شامی کے اس
قول میں اوپر قول درمختار کے وفی الشرنبلالیۃ عن الخانیۃ لا یصح ومن قسمۃ الوہبانیۃ ولیس لہم
قال الامام تقاسم بدرب ولم ینفذ کذا البیع یذکر قال ابن الشحنۃ والمسئلۃ من التتمۃ عن النوادر ابن رستم
قال ابو حنیفۃ فی سکۃ غیر نافذۃ لیس لاصحابہا ان یبیعوہا ولو اجتمعوا علی ذلک ولا ان یقسموہا
فیما بینہم لان الطریق الاعظم اذا کثر الناس فیہ کان لہم ان یدخلوا ہذہ السکۃ حتی یخف الزحام قال
الناطفی وقال شداد فی دور بین خمسۃ باع احدہما نصیبہ من الطریق فالبیع جائز ولیس للمشتری
المرور فیہ الا ان یشتری دار البائع واذا ارادوا ان ینصبوا علی راس سکتہم دربا ویسدوا راس السکۃ
لیس لہم ذلک لانہا وان کانت ملکا لہم ظاہرا لکن للعامۃ فیہا نوع حق انتہی ملخصا ثم افاد ان ما توہمہ
الشارح فی شرحہ من اختلاف الروایتین مدفوع فان ما ذکرہ ابن رستم فی بیع الکل وما ذکرہ شداد
فی بیع البعض والفرق ان الثانی لا یفضی الی ابطال حق العامۃ بخلاف الاول ہذا وقد علمت مما
قررناہ سابقا ان ما فی الوہبانیۃ غیر ما ذکرہ المصنف لان مراد المصنف الطریق الخاص المملوک

لواحد او طریق مشترک فی سکۃ مشترکۃ انتہی جو واقع ہے صفحہ ۱۷۰ جلد رابع شامی مین آیا یہ روایت ملک مشترک مین وارد ہے یا ملک خاص مین شخص واحد کی اور اگر ملک مشترک مین وارد ہے تو اوس سے ملک خاص کا بھی حکم دربارۂ منع تصرف نکلتا ہے یا نہین اور یہ قول ظاہر الروایۃ ہے یا نادر الروایۃ اور قول مفتی بہ ہے یا غیر مفتی بہ بینوا توجروا

ہو المصوب یہ روایت نوادر کی ہے اور ملک مشترک مین ہے نہ ملک خاص مین اور ملک خاص مین مفتی بہ یہی ہے کہ صاحب ملک اپنے ملک مین ہر طرح کا تصرف کرسکتا ہے مگر وہ تصرف کہ جسمین ضرر بین دوسرون کا ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ہو المصوب مخفی نرہے کہ ملک خاص مین مالک کو ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے بشرطیکہ کسی غیر کا ضرر بین نہو اور جس تصرف مین کہ دوسرے کا ضرر بین ہو اوس تصرف سے ممنوع رکھا جاوے گا تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے قال فی التنویر وشرحہ الدر المختار لا یمنع الشخص من تصرفہ فی ملکہ الا اذا کان الضرر بینا فیمنع من ذلک وعلیہ الفتوی بزازیۃ واختارہ فی العمادیۃ وافتی قاری الہدایۃ وافتی بذلک ایضا الشیخ برہان الائمۃ وبہ یفتی کما فی شرح الوہبانیۃ لابن الشحنۃ نقلا عن کتاب الحیطان للصدر الشہید وفی حواشی الاشباہ لبیری زادہ لہ التصرف فی ملکہ وان تضرر جارہ فی ظاہر الروایۃ والذی استقر علیہ رای المتاخرین ان الانسان یتصرف فی ملکہ وان اضر بغیرہ مالم یکن ضررا بینا وہو ما یکون سبب الہدم وما یوہن البناء بسببہ او یخرج عن الانتفاع بالکلیۃ وہو ما یمنع عن الحوائج الاصلیۃ کسد الضوء بالکلیۃ والفتوی علیہ انتہی اور جامع الفصولین مین ہے الحاصل ان القیاس فی جنس ہذہ المسائل ان من تصرف فی خالص ملکہ لا یمنع منہ ولو اضر بغیرہ لکن ترک القیاس فی محل یضر بغیرہ ضررا بینا وقیل بالمنع وبہ اخذ کثیر من المشائخ انتہی اور کوچہ غیر نافذہ مین جسمین ملک مشترک وحق مرور علی سبیل التساوی ہوتا ہے کسی شخص کو تصرف نہین جائز ہے اگرچہ دوسرون کو مضر نہو بدون اجازت جملہ اہل سکہ کے تعالیق الانوار علی الدر المختار مین ہے وغیر النافذ لا یتصرف مطلقا ای باحداث شئ کالبناء او الحفر اما الانتفاع فجائز قال فی منیۃ المفتی اہل السکۃ اذا رادوا ان ینصبوا علی راس سکتہم دربا او سیدوا راس السکۃ لیس لہم ذلک لانہا

وان کانت ملکا لہا لکن للعامۃ فیہا نوع حق وہو انہ اذا ازدحم فی الطریق کان لہم ان یدخلوہا حتے
یخف الزحام وہذا فی المملوک فکیف بغیر المملوک فلا یجوز سدہ ومنع الناس منہ وفیہا سکۃ غیر نافذۃ
احدث رجل فی آخر السکۃ شیئا لم یملک الا باذن جمیع اہل السکۃ الاعلی والاسفل انتہی اور مجمع البرکات
مین ہے لو احدث ذلک فی طریق غیر نافذ لا یسعہ ذلک بلا اذن الشرکاء فی ذلک الطریق وان لم یضرہم
انتہی اور برجندی کی شرح مختصر وقایہ مین ہے وفی غیر نافذ لا یسعہ احداث ذلک الا باذن الشرکاء
اضرہم او لا لانہ مملوک للجمیع انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے فی غیر النافذ لا یجوز ان یتصرف
باحداث مطلقا اضرہم او لا الا باذنہم لانہ کالملک الخاص لہم شرح التنویر للعلائی انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کاغذات مثل مقدمۂ مولوی اعجاز حسین صاحب مدعی صدر مرافع بنام مسماۃ عمدہ بیگم مدعی علیہا
یعنی دو قطعۂ نقل استفتا اور ایک قطعۂ نقل موجبات ناراضی گذرانیدہ مدعی اور دو قطعۂ نقول
فیصلہ عدالت مرافعہ و یک قطعہ نقشہ موقع متنازع فیہ مین نے من اولہا الی آخرہا
معاینہ کیے قبل اسکے کہ یہ کاغذات رامپور سے میرے پاس پہونچین مدعی نے دو فتوے کہ جنکی
نقل منسلک مثل ہے پیش کیے تھے اور استدعا تحریر جواب کی موافق اونکی استدعا کے مین نے
اوس سوال پر جسمین روایت نوادر بن رستم سے استفسار تھا لکھدیا یہ روایت نوادر کی ہے اور
ملک مشترک مین ہے نہ ملک خاص مین اور ملک خاص مین مفتی بہ یہی ہے کہ صاحب ملک
اپنے ملک مین ہر طرح کا تصرف کرسکتا ہے مگر وہ تصرف کہ جسمین ضرر بین دوسرون کا ہو فقط
اور دوسرے سوال پر یہ تحریر کر دیا بعد تحقیق اس امر کے کہ وہ زمین ملک زید ہے زید چوکھٹ وغیرہ
لگانے سے اوسمین منع کیا جاویگا مگر یہ ہمسایہ کو اوس سے ضرر ظاہر پہونچے اور جس وقت زید مالک مانع
مرور نہین تو ضرر بھی نہوگا انتہی بحاصلہ اب بعد معاینہ کاغذ نقشہ وغیرہ کے ثابت ہوا کہ یہ دونون
فتوے مفید مدعی نہین ہین اور مدعی علیہا کو حق ممانعت پہونچتا ہے ایک تو اس وجہ سے کہ ضرر بین کا
اعتبار ملک خاص مین ہے نہ سکہ غیر نافذہ مین اور زمین متنازع فیہ ملک خاص مدعی نہین ہے بلکہ
سکۂ غیر نافذہ کی زمین ہے کہ جسمین سب اہل سکہ کو حق مرور علی السویہ ہے پس اوسمین چوکھٹ
وکواڑ لگانا بدون اجازت جملہ اہل سکہ کی نہین ممکن ہے جیسا کہ عبارات سابقہ سے واضح ہے

بلکہ بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اتفاق جملہ اہل سکنہ بھی ایسے امور کا احداث بلحاظ
حق عامہ نہین درست ہے دوسرے یہ مکان مدعی علیہا کا اوس سکنہ کے ایک گوشہ مین
واقع ہے اور کوئی دوسرا امر اوسکا نہین ہے پس گو بالفعل مدعی اوسکو مرور سے ممانعت نکرے مگر بعد تقرر
اس بناء جدید کے اور تزاید خصومت کے احتمال اس امر کا ہے کہ مدعی علیہا کو ضرر پہونچے الحاصل
اس مقدمہ مین حکم حکام عدالت اور مرافعہ کا مطابق شرع کے ہے اور دونون فیصلے قابل نفاذ
ہین واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الربوا

استفتا چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ اگر کسے بہ
حربیان زر خطیر بطور قرضہ سودی بدہد وبرای اخذ ربوا وکیل خود را بدار الحرب مقرر سازد
گرفتن زر ربوا از دار الحرب بوساطت وکیل جائز است یا نہ

ہو المصوب در دار الحرب از حربیان ربوا گرفتن جائز است خواہ وکیل باشد یا موکل
زیرا کہ نائب مثل منیب ست در در مختار می نویسد ولا ربوا بین حربی ومسلم مستامن ولو بعقد فاسد
او قمار ثمہ لان مالہ ثمہ مباح فیحل برضاہ مطلقا بلا عذر خلافا للثانی والثلاثۃ انتہی و در رد المحتار
می آرد قولہ لان مالہ ثمہ مباح قال فی فتح القدیر لا یخفی ان ہذا التعلیل انما یقتضی حل مباشرۃ العقد
اذا کانت الزیادۃ ینالہا المسلم والربوا اعم من ذلک اذ یشمل ما اذا کان الدرہمان فی بیع درہم
بدرہمین من جہۃ المسلم والکافر وفی السیر الکبیر وشرحہ اذا دخل المسلم دار الحرب بامان فلا باس بان یاخذ
منہم اموالہم بطیب انفسہم بای وجہ کان لانہ انما اخذ المباح علی وجہ عری عن الغدر فیکون ذلک
طیبا لہم والاسیر والمستامن سواء حتی لو باعہم درہما بدرہمین او باعہم میتۃ بدراہم او اخذ مالا منہم
بطریق القمار فذلک کلہ طیب لہ انتہی ملخصا واللہ اعلم وعلمہ احکم تمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد محمد علی عفی عنہ اللہ الاحد

ہو المصوب اگر مسلم معاملہ ربوا از حربی در دار الاسلام کردہ ووکیل خود را برای قبض آن
بدار الحرب فرستادہ جائز نخواہد شد چہ معاملہ ربوا در دار الاسلام ممنوع است واگر در دار الحرب
[illegible] داست البتہ جائز خواہد شد در اشباہ می آرد الربوا حرام الا فی ست مسائل بین المسلم

والحربی ثمہ ودین مسلمین لم یہاجرا الینا الخ واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین او مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے دعوی دلاپانے زر کثیر کا کہ بعض سود اور بعض اصل ہے بوکالت بکر بنام ہندہ عدالت مین دائر کیا تھا وکیل زید نے پیش قاضی وقت گفتگوی مقدمہ بہ نسبت زر مدعا بہا کے یہ الفاظ بیان کیے کہ دراصل یہ تنازع بیچ رقم سود کے درمیان فریقین کے واقع ہے آیا اس بیان وکیل زید سے وصول یابی زر اصل کی اور باقی رہنا سود کا سمجھا جاتا ہے یا نہین اگر قاضی بیان مذکور کو وکیل زید سے وصول یابی زر اصل کی اور نزاع حال کو نزاع سود سمجھکر دعوی مدعی خلاف شرع تصور کرکے خارج اور نامسموع کردے تو بجا اور درست ہے یا نہین اور وکیل کا زر مدعا بہا کی نسبت رقم سود کہنا مخالف اور متناقض قول مدعی کے کہ وہ بعض مدعا بہا کو سود اور بعض کو اصل کہتا ہے ہوسکتا ہے یا نہین یا قول وکیل بمنزلۂ قول موکل قرار پاکے بحکم اسکے کہ بیان اخیر معتبر ہے چنانچہ حاشیۂ فتاوی شامیہ آخر وقف مین قاعدۂ اصول یون منقول ہے فان التعیین اذا تعارضا عمل بالتاخر منہما یہ نزاع کل مدعا بہا کی رقم سود کی سمجھی جائیگی اور قول وکیل کا بحکم اس روایت کے بمنزلۂ قول موکل کے ہوسکتا ہے یا نہین وصح اقرار الوکیل کذا فی الدر المختار علامۂ شامی تصریح اوسکی یون فرماتے ہین یعنی اذا صحت وکالۃ الوکیل بالخصومۃ فاقر علی موکلہ سواء کان موکلہ المدعی فاقر باستیفاء الحق او المدعا علیہ فاقر بثبوتہ علیہ بینوا توجروا

ہو المصوب اس صورت مین وکیل نے ایسا کوئی کلمہ نہین کہا کہ جس سے زر اصل سے برائت یا اقرار وصول وغیرہ سمجھا جاوے تا قول اوسکا بعینہ قول موکل سمجھکے تناقض وغیرہ ثابت کیا جاوے بلکہ مفہوم قول وکیل کا اسیقدر ہے کہ اصل خصومت رقم سود مین ہے اسمین یہ بھی احتمال ہے کہ رقم اصل اتفاقا لازم ہو اور رقم سود مین نزاع ہو پس اس صورت مین نہ تناقض ہے نہ اقرار وصول اصل وغیرہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الحظر والاباحۃ

استفتا چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین صورت کہ زید از ہندہ عقد
نکاح کردہ بعد مدتے زید و اہل قرابتش میخواہند کہ ہندہ را از شخصی کہ نہ از قرابت بعیدہ ہست
ونہ از قریبہ بلکہ اجنبی محض ہست روبرویش برآرند و ہندہ و اہل قرابتش را این امر منظور نیست
درین صورت ہندہ را شرعا میرسد کہ برگفتۂ شوہر و اہل قرابتش عمل نماید یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب درصورت مسئولہ شخصے اجنبی را دیدن کف و وجہ زن اجنبیہ بشرطیکہ مامون
از شہوت باشد درست نیست علی الخصوص فی زماننا بسبب خوف فتنہ برلے مرد شاب و زن
شابہ مگر بوقت ضرورت کہ از ان گریزی نباشد مثل قاضی و شاہد و طبیب و یا کسی کہ ارادہ نکاح
دارد والروایۃ وینظر من الاجنبیۃ الی وجہہا وکفیہا فقط للضرورۃ فان خاف الشہوۃ او شک امتنع
نظرہ الی وجہہا فحل النظر مقید بعدم الشہوۃ والا فحرام ہذا فی زمانہم واما فی زماننا فمنع من الشابۃ
قہستانی وغیرہ الا النظر لا المس لحاجۃ کقاض وشاہد یحکم ویشہد علیہا درمختار قولہ اما فی زماننا الخ
لا لانہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ رد المحتار واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب محمد سراج الدین خان مفتی حیدرآباد دکن

محمد علیم الدین الجواب صحیح والمجیب نجیح فانہ لاطاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق واللہ اعلم وعلمہ احکم محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا حامدا ومصلیا ومسلما اول تمہید چند مقدمہ می سازد بعد ازان سوال میکند
مقدمۂ اولی اینکہ مستحسن از صفت مامور بہ ہست خواہ لعینہ باشد خواہ لغیرہ واستحسان بعد الامر
معلوم می شود ان الامر حکیم والحکیم لا یامر بالفحشاء کما ذکر فی الاصول پس ہر انچہ مامور نیست استحسانش
معلوم نیست **مقدمۂ ثانیہ** اینکہ درخبرست من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد ومراد
از امر تا دین ہست واصول وفروع دینی از ادلۂ اربعہ ثابت میشود یعنی کتاب وسنت واجماع
وقیاس مجتہد وآنکہ مجتہد مستقل مثل ائمہ اربعہ نیست لائق تقلید نیست وقیاس او معتبر نہ واجماع
نیز از تعامل بعض علما یا اکثر منعقد نمی شود بلکہ اجماع آنست کہ اتفاق جمیع مجتہد عصر باشد
یا فتوای بعض وسکوت دیگران بعد اطلاع تا سہ یوم واجماع غیر مجتہدین را در شرع اعتباری
نیست خصوص در امری کہ محتاج قیاس باشد کما ثبت فی کتب الاصول پس ہر انچہ از ادلۂ اربعہ
ثابت نشود بدعت ہست کما یفہم من کلامہ علیہ السلام فہو رد **مقدمۂ ثالثہ** آنکہ از جزئیت
جمیع اجزا فردا فردا جزئیت مجموع لازم نیست چہ حکم افراد فردا فردا دیگرست وحکم مجموعی دیگر

کما ثبت فی مقامہ مقدمۂ رابعہ آنکہ مفتی غیر مجتہد فتوی از قول مجتہد میتوان داد جائز نیست
کہ از کلیات مسائل استخراج کند مقدمۂ خامسہ آنکہ قولہ تعالی ویتبع غیر سبیل المؤمنین الآیۃ وقولہ تعالی
کنتم خیر امۃ الآیۃ وقولہ تعالی جعلناکم امۃ وسطاً الآیۃ وقولہ علیہ السلام لا تجتمع امتی علی الضلالۃ
وقولہ علیہ السلام ما راٰہ المؤمنون حسنا فہو عند اللہ حسن وقولہ علیہ السلام من سن سنۃ حسنۃ
الحدیث ونحوہا من الآیات والاحادیث واز لفظ مومنین وامت مجتہدین مراد اند کما یفہم
من کتب الاصول وسن بمعنی رواج ست ودر احداث ورواج فرقی ظاہر ست پس تعامل علمای
غیر مجتہدین خواہ علمای حرمین شریفین باشند یا بلاد دیگر حجت نباشد مقدمۂ
سادسہ آنکہ سکوت عن الحق شان علما نیست پس از امر حق ہدایت فرمایند بعد تمہید
این مقدمات می گویم چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ زید مجلس
مولود شریف میکند بدین طور کہ چند کسان را جمع میکند وذکر تولد حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ
وسلم مع دیگر حالات آنسرور علیہ السلام میکند وسوای این جمع کردن مردمان برای ہمین مجلس
امر دیگر خلاف شرع نیست پس این امر از ادلۂ اربعۂ شرعیہ مستحسن ہست یا بلحاظ مقدمات مذکورۂ بالا بدعت
ضلالہ است بینوا بالکتاب او السنۃ او الاجماع او قیاس المجتہدین امید وار است
کہ بجواب سوال عبارت کتاب نقل شود ونشان فصل وباب نیز ترقیم یابد کہ بصحت نقل تردد
نگردد وجواب مسئلہ عام فہم باشد کہ مستفتی یفہمہ وہو من العوام

ہو المصوب اول التمہید چند مقدمات میکنم بعد از ان بر اصل می آیم مقدمۂ اولی محدث
امریست کہ نہ وجود آن بخصوصیتہ در از منۂ ثلاثہ یعنی زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
وزمانۂ صحابہ وزمانۂ تابعین کہ مشہود لہا بالخیر ہستند باشد ونہ اصلش از ادلۂ اربعہ یعنی کتاب
وسنت واجماع وقیاس یافتہ شود وعلامہ سید شریف در حواشی مشکوۃ در شرح حدیث من احدث
فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد می نویسد المعنی ان من احدث فی الاسلام رایا لم یکن لہ من الکتاب
والسنۃ سند ظاہر او خفی ملفوظ او مستنبط فہو مردود علیہ انتہی وفاضل معین بن صفی در شرح اربعین
نووی می نویسد فان قلت قد اشتہر ان البدعۃ نوعان حسنۃ وسیئۃ فکیف یکون کل بدعۃ ضلالۃ
بلا تخصیص قلت المراد من البدعۃ فی الحدیث البدعۃ الشرعیۃ وہی ما لیس لہ دلیل شرعی وکل ما فعلہ

الشارع او امر بہ فہو لیس ببدعۃ شرعیۃ انتہی وحافظ ابن حجر در ہدی ساری مقدمۂ فتح الباری
در فصل خامس کہ موضوع ست برای شرح غریب می آرند قولہ من احدث حدثا ای فعل فعلا
لا اصل لہ فی الشرع انتہی و در فتح الباری می آرند قولہ محدثاتہا بفتح الدال جمع محدثۃ والمراد بہا ما احدث
ولیس لہ اصل فی الشرع ویسمی فی عرف الشرع بدعۃ وما کان لہ اصل فی الشرع فلیس بدعۃ والبدعۃ
فی عرف الشرع مذمومۃ بخلاف اللغۃ انتہی وابن حجر مکی در فتح مبین شرح اربعین می نویسند المراد
من قولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ ما ینافیہ او لا یشہد لہ قواعد الشرع
وادلتہ العامۃ انتہی وہمچنین ملا علی قاری در شرح اربعین وابن مالک در شرح مصابیح وبیضاوی
در شرح مصابیح وغیرہ نوشتہ اند پس معلوم شد کہ ہر امری کہ وجودش در زمانے از ازمنۂ ثلثہ باشد
یا سندش از دلیلے از ادلۂ اربعہ یافتہ شود بدعت ضلالت نخواہد شد مقدمۂ ثانیہ این کہ گمان نبری
کہ استحسان شرعی صفت آن مامور بہ است کہ صراحۃ در دلیلی از ادلۂ اربعہ امر باو وارد شدہ باشد
بلکہ استحسان صفت ہر مامور بہ است خواہ صراحۃ امر باو وارد شدہ باشد یا از قواعد کلیہ شرعیہ
سندش یافتہ شدہ باشد وخواہ واجب باشد یا مندوب کما لا یخفی علی من تامل فی العبارات السابقۃ
وآنچہ کہ در کتب اصول اختلاف در اطلاق مامور بہ ومندوب مذکور ست نزاع لفظی است کما
حققہ ابن الہمام فی التحریر الحاصل ہمچنان کہ اطلاق مامور بر واجبات می شود بر مندوب نیز
می شود وہمچنان کہ استحسان در واجبات ظاہر میگردد ہمچنان در مندوبات پس ہر محدثے کہ
وجودش بخصوصہ در زمانے از ازمنۂ ثلثہ نباشد لیکن سندش در دلیلے از ادلۂ اربعہ یافتہ شود
ہم مستحسن خواہد شد نمی بینی کہ بناء مدارس را جملہ فقہا شرقًا وغربًا ومحدثین جنوبًا وشمالًا مستحسن میگویند
حالانکہ وجودش در زمانۂ نبوی نبود مگر اصلش از حدیث اذا مات ابن آدم انقطع الا من ثلاث
صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ رواہ البخاری ومسلم وابو داؤد والنسائی
والترمذی چون ثابت میشود لہذا حکم باستحسانش دادند ودر بدعت ضالہ داخل نساختند
ومقدمۂ ثالثہ مفتی را لازم کہ ہر واقعہ کہ درپیش شود اگر حکم آن صریح باشد در کتاب یا سنت
یا اجماع یا قیاس باید کہ حسب آن فتوی دہد ورنہ آن واقعہ را زیر قواعد کلیۂ شرعیہ پیش سازد
واز جزئیات ہر کلیہ کہ یابد حسب آن فتوی دہد وہمین حال علمائے مقدمین وفقہائے متبحرین ماندہ

آری بر فتہ کہ بجز نقل عبارت کتب واقوال مجتہدین طاقت استنباط مطلقا ندارد آنرا اسیتہ بجز نقل
چارۂ دیگر نیست علامۂ سعد الدین تفتازانی درحواشی عضدی می نویسند المراد باہل النظر بعض اصحاب الذ
ممن لہ ملکۃ الاقتدار علی الاستنباط من الاصول التی مہدوہا وہو المسمی بالمجتہدین فی المذہب
کالغزالی والنووی من اصحاب الشافعی ہو فی المذہب بمنزلۃ المجتہدین المطلق فی الشرع
واما الذین یفتون بما حفظوہ او وجدوہ فی کتب الاصحاب فہم بمنزلۃ النقلۃ والرواۃ انتہی
وعلامۂ عمر حنفی درجواہر نفیسہ می آرند اعلم ان الفقہاء والعلماء علی سبع طبقات الاولی طبقۃ المجتہدین
فی الشرع کالائمۃ الاربع الثانیہ طبقۃ المجتہدین فی المذہب کابی یوسف ومحمد والاساتذۃ
من اصحاب ابی حنیفۃ القادرین علی تخراج الاحکام من الادلۃ علی مقتضی القواعد التی مہدہا اساتذتہم
فانہم وان خالفوہم فی بعض الفروع لکنہم موافقون لہم فی الاصول الثالثۃ طبقۃ المجتہدین فی المسائل
التی لا روایۃ فیہا عن صاحب المذہب کالخصاف والطحاوی والکرخی والحلوائی والسرخسی
والبزدوی وقاضی خان الرابعۃ طبقۃ اصحاب التخریج من المتقدمین کالبزازی واحزابہ فانہم
لا یقدرون علی الاجتہاد اصلا لکنہم باحاطتہم بالاصول وضبطہم بالمذہب یخرجون الاقوال الخامسۃ
طبقۃ اصحاب الترجیح من المقلدین کالقدوری وصاحب الہدایۃ وشانہم تفضیل بعض الروایات
علی بعض یقولون ہذا اولی وہذا اصح درایۃ وہذا اوضح روایۃ وہذا اوفق بالقیاس وھذا
ارفق بالناس السادسۃ طبقۃ المقلدین القادرین علی التمیز علی الاقوی والقوی والضعیف وظاہر
المذہب فظاہر الروایۃ والروایۃ النادرۃ کاصحاب المتون المعتبرۃ عند المتاخرین کصاحب الکنز
والمختار والوقایۃ والمجمع وشان کل منہم ان لا ینقل فی کتابہ الاقوال الضعیفۃ والمردودۃ والروایات
الضعیفۃ السابعۃ طبقۃ المقلدین الذین لا یقدرون علی ما ذکروا لا یعرفون الغث والسمین ولا یمیزون
الشمال عن الیمین بل یجمعون ما یجدون کحاطب لیل وہذا مذکور فی طبقات الفقہاء مع تطویل لا یسعہ
ہذا المختصر انتہی بعد تمہید این مقدمات میگویم کہ نفس ذکر مولد بدعت ضلالت نیست بدو وجہ وجہ اول
ذکر مولد عبارت است ازین کہ ذاکر آیتے از آیات قرآنیہ یا حدیثے نبویہ تلاوت کردہ در شرح آن قدرے
از فضائل نبویہ ومعجزات احمدیہ و برخے از احوال ولادت ونسب نبوی وخوارقے کہ بوقت ولادت
وقبل ازان ظاہر گردیدند وامثال آنہا بیان سازد کما حققہ ابن حجر المکی فی النعمۃ الکبری علی العالم بمولد

سید ولد آدم وغیرہ من العلماء الماہرین ووجود این حقیقت در زمانہ نبوی و زمانہ اصحاب ہم بود اگرچہ مسمے باین تسمیہ نباشد بر ماہرین فن حدیث مخفی نخواہد بود کہ صحابہ در مجالس وعظ و تعلیم علم ذکر فضائل نبویہ و کیفیات ولادت احمدیہ میکردند و در صحاح مرویست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حسان بن ثابت را در مسجد خود بر منبر نشانیدند و اوشان مدائح نبویہ را کہ نظم کردہ بودند خواندند و آنحضرت اوشان را دعاے خیر دادند و فرمودند اللہم ایدہ بروح القدس و بر ناظر دیوان حسان مخفی نخواہد ماند کہ در قصائد شان معجزات نبویہ و کیفیات ولادت و ذکر نسب شریف وغیرہ موجود ست پس خواندن ہمچو اشعار بر سر مجلس عین ذکر مولد ست و این قصہ خواندن حسان اشعار در مسجد صحیح بخاری ہم موجود ست من شاء الاطلاع فلیرجع الیہ والی غیرہ پس در حقیقت ذکر مولد کہ بیان او گذشت و این قصہ فرقے معتد بہ معلوم نمی شود دیگر این کہ این قصہ مسمے بہ مجلس مولد نبود پس این امر سہل ست دیگر اگر اختلاج این امر شود کہ اگرچہ وجود نفس ذکر مولد و فضائل وغیرہ ثابت شدہ مگر ذکر مولد بجمع کردن مردم و طلب کردن احباب از خانہا بثبوت نرسید دفع آن باین طرح کردہ شود کہ جمع کردن مردم و طلب اوشان برای نشر علم در حدیث ثابت ست فقیہ ابو اللیث در تنبیہ الغافلین می آرد حدثنا ابی قال حدثنا ابو بکر محمد بن احمد حدثنا ابو عمران حدثنا عبد الرحمن حدثنا داؤد حدثنا عباس بن الکثیر عن عبد خیر عن علی بن ابی طالب قال نزلت اذا جاء نصر اللہ فی مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فما لبث ان خرج یوم الخمیس فرقی المنبر وجلس علیہ ثم دعا بلالا و قال نا د فی المدینۃ ان اجتمعوا لوصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فنادی بلال فاجتمع صغیرہم وکبیرہم و ترکوا ابواب بیوتہم مفتحۃ حتی خرجت العذاری من خدورہن حتی غص المسجد باہلہ والنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یقول وسعوا لمن وراءکم وسعوا لمن وراءکم ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی الانبیاء ثم قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم العربی الحرمی المکی لا نبی بعدی الحدیث انتہی ملخصاً علاوہ ازین کلام در نفس ذکر مولد ست و تخصیصات عرفیہ اگر بالفرض ازین اجتماع ثابت نشود عدم جواز نفس ذکر مولد لازم نمے آید وجہ دوم آنکہ سلمنا کہ وجود ذکر مولد در زمانے از ازمنۂ ثلاثہ نبودہ پس میگوییم کہ در شرع این قاعدہ ثابت شدہ کل فرد من افراد نشر العلم فہو مندوب ابن ماجہ از ابی ہریرہ روایت کردہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مما یلحق المؤمنون من حسناتہ بعد موتہ علم نشرہ و بخاری در کتاب العلم از عمر بن عبد العزیز روایت کردہ کہ ولیفشوا العلم ولیجلسوا حتی یعلم من لا یعلم فان العلم لا یہلک حتی یکون سرا و علامہ سیوطی در بعض رسائل خود در شرح حدیث اذا مات ابن آدم الحدیث می نویسند حمل العلماء الصدقۃ الجاریۃ علی الوقف والعلم المنتفع بہ علی التصنیف والتعلیم انتہی و ظاہر ست کہ در ذکر مولد تحقیق کہ گذشت فردیست از افراد نشر علم پس در ینجا دو مقدمہ حاصل شد اول اینکہ ذکر المولد فرد من افراد نشر العلم دوم و کل فرد من افراد نشر العلم مندوب نتیجہ بر آمد ذکر المولد مندوب و بخاری از ابی وائل روایت کردہ قال کان عبد اللہ بن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس فقال لہ رجل یا ابا عبد الرحمن لوددت انک ذکرتنا کل یوم قال اما انہ یمنعنی من ذلک انی اکرہ ان املکم وانی اتخولکم بالموعظۃ کما کان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یتخولنا بہا مخافۃ السامۃ علینا و ہم نسازی کہ ہر گاہ ذکر مولد در ازمنہ ثلاثہ نبود و نہ در زمان مجتہدین اثرش یافتہ شد پس بچہ طور فتوی بجوازش جائز باشد چہ سابقا ذکر کردہ شد کہ مفتی را فتوی بطور استنباط باید کہ ضروری ست پس اگر تسلیم کنیم کہ ذکر مولد در ازمنہ ثلاثہ نبود و نہ از مجتہدین حکم او منقول شد لیکن چون در شرع این قاعدہ ممہد شدہ است کل فرد من افراد نشر العلم فہو مندوب و ذکر مولد نیز زیر آنست لابد حکم مندوبیت او دادہ خواہد شد و برہمین مسلک فقہائے متبحرین و اہل افتائے مستنبطین مثل ابو شامہ و حافظ ابن حجر و سیوطی و شامی و امثال آنہا رفتہ اند و حکم بہ ندب ذکر مولد دادہ اند حالا مقدماتے کہ سائل آوردہ است باید شنید و بغور باید دید اما مقدمہ اولے پس اگر مراد جملہ ہر انچہ مامور بہ نیست استحسانش معلوم نیست این ست کہ ہر انچہ مامور بہ بصراحت نیست استحسانش معلوم نیست پس غلط ست چہ بسیار امور ازین قبیل ہستند کہ مامور بہ بصراحت نیستند مگر فقہائے متبحرین از قواعد استنباط آنہا کردہ حکم بہ ندب آنہا دادہ اند و اگر مراد این است کہ ہر انچہ مامور بہ اصلا نیست نہ صراحۃ و نہ اندراجا پس صحیح ست لیکن مضر مقام نیست چہ ذکر مولد بر تقدیر تسلیم عدم وجودش در ازمنہ ثلاثہ در قاعدہ مندرج ست پس لابد مامور بہ خواہد شد و استحسانش ظاہر خواہد شد کما مہدنا لک سابقا فی المقدمۃ الثانیۃ و اما مقدمہ ثانیہ پس آنہم مضرتے ندارد چہ مدلول ما احدث و محدث امریست کہ سندش از ادلہ اربعہ یافتہ نشود و کما مہدنا لک فی المقدمۃ الاولی و ذکر مولد این چنین نیست و اما مقدمہ ثالثہ پس اگر چہ از جزئیت فرد فرد جزئیت مجموع لازم

نمی آید مگر ہر گاہ جزئیت مجموع بسبب اندراجش زیر قاعدۂ شرعیہ معلوم شدہ جای چون و چرا باقی نماند
واما مقدمۂ رابعہ پس غلط محض ست کما مہدنا لک فی المقدمة الثالثة حاصل مرام وملخص مقام اینکہ
ذکر مولد فی نفسہ امریست مندوب خواہ بسبب وجود او در خیر الازمنہ یا بسبب اندراجش زیر سند شرعی
کسے ندبش را منکر نشدہ مگر یک طائفۂ قلیلہ کہ رب النوع آن طائفہ تاج الدین فاکہانی مالکی ست
واو را طاقتی نیست کہ مقابلۂ علمای مستنبطین کہ فتوے بہ ندب ذکر مولد دادند کند پس قولش درین باب
معتبر نیست آری اگر بحقیقت ذکر مولد کہ سابقا گذشت تخصیصات غیر مشروعہ و تشریعات غیر ماثورہ
منضم شوند حکم ندبش آن باقی نخواہد ماند لیکن این امریست دیگر در نفس جواز مولد شکی نیست واللہ اعلم
بالصواب وعندہ حسن الثواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
آصاب المجیب جزاہ اللہ خیر الجزاء نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد در حقیقت
این فعل زید بدلالت ادلۂ شرعیہ کہ بالتصریح والتشریح در سبل الہدی والرشاد فی
سیرة خیر العباد مذکورند مستحسن و مندوب ست در عجالات و فتاوی شیخ شہاب الدین احمد بن حجر
ہیثمی مکی مکتوب ست الموالید والاذکار التی تفعل عندنا اکثرہا تشتمل علی خیر کصدقة وذکر والصلوة
والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ومدحہ علی تنزیل وشرور وبعضہا لیس فیہا شر ولاشک
ان النوع الثانی سنة وتشملہ الاحادیث الواردة فی الاذکار المخصوصة والعامة کقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم لا ینعقد قوم یذکرون اللہ تعالی الا حفتہم الملائکة وغشیتہم الرحمة وذکرہم اللہ تعالی فیمن عندہ
رواہ مسلم وروی ایضا انہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قال لقوم جلسوا یذکرون اللہ تعالی ویحمدونہ علی ان
ہداہم الاسلام اتانی جبرئیل علیہ السلام فاخبرنی ان اللہ تعالی یباہی بکم الملائکة وفی الحدیثین اوضح
دلیل علی فضل الاجتماع علی الخیر والجلوس لہ وان الجالسین علی خیر کذلک یباہی اللہ بہم الملائکة وتنزل
علیہم السکینة وتغشاہم الرحمة ویذکرہم اللہ تعالی بالثناء علیہم بین الملائکة فای فضائل اجل من ہذہ
وقول السائل وہل الاجتماع جائز جوابہ نعم ہو جائز انتہی مختصراً فصح الجواب واللہ علیم بالصواب

کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ اللہ العلی الرب الحکیم ؏

استفتا چہ میفرمایند علماے دین اندرین مسئلہ کہ حقیقت سحر چیست آیا بامتزاج بعض اشیا
واعمال امر عجیبی کہ پیدا شود سحر ست ویا از تاثیرات کلمات خبیثۂ شیطانیہ کہ بدان کلمات

استغاثه بخبائث وشیاطین می کنند وامرے عجب حادث میگردد میان سحر وطلسم وشعبده فرق چیست
وحرام وکفر ازینها چه چیز ست وتمیز میان سحر ومعجزه وکرامت چیست امید وارم که مفصلاً
ارشاد شود ونیز ارشاد فرموده شود که آیا سحر هرچه باشد موجب حدوث ایذا ومرض
بجسم انسان میگردد وضرر میرساند وقتل میکند یا نه ظلکم ممدود باد

هو المصوب جواب سوال اول سحر را بسیار اقسام اند واکثر اطلاق آن بر امر عجیبی می شود که
بسبب تقرب الی الشیاطین پیدا شود بیضاوی در تفسیر قوله تعالی یعلمون الناس السحر مینویسند
المراد بالسحر ما یستعان فی تحصیله بالتقرب الی الشیطان مما لا یستقل به الانسان وذلک لا یستتب
الا لمن یناسبه فی الشرارة وخبث الباطن فان التناسب شرط فی التضام والتعاون انتهی وعلامه
ابن حجر مکی در زواجر عن اقتراف الکبائر می آرند السحر علی اقسام اولها سحر الکلدانیین الذین کانوا
فی قدیم الدهر یعبدون الکواکب ویزعمون انها المدبرة للعالم ومنها یصدر کل ظهر خیر وشر وهم الذین
بعث الیهم ابراهیم علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام النوع الثانی سحر اصحاب الاوهام والنفوس القویة
الثالث الاستعانة بالارواح الارضیة والقول بالجن مما انکره بعض متاخری الفلاسفة والمعتزلة واما
اکابر الفلاسفة فلم ینکروها الا انهم سموها الارواح الارضیة الرابع التخیلات والاخذ بالعیون الخامس الاعمال
العجیبة التی تظهر من ترکیب آلات علی النسب الهندسیة مثل صورة فرس فی یده بوق فاذا مضت ساعة
من النهار صوتت البوق من غیر ان یمسه احد وکان سحر سحرة فرعون من هذا القبیل السادس تعلیق الاستعانة
بخواص الادویة المزیلة للعقل ونحوها السابع تعلیق القلب وهو ان یدعی الانسان انه یعرف الاسم الاعظم
مثلاً فاذا کان السامع ضعیف القلب عتقد انه حق وحصل فی نفسه انه نوع من الرعب فح انه یتمکن
الساحر حینئذ ان یفعل ما یشاء **جواب سوال دوم** هر نفس انسانی را از جناب باری تاثیرے
عنایت شده است که آن تاثیر در نفس دیگر نیست و هر نفسے را خاصیتے ست بحسب استعداد که در
دیگری نیست و هر یکه از سحر وطلسمات وشعبده از قبیل تاثیرات نفوس اند وفرق میان اینها اینست
که اگر تاثیر نفس در دیگر باستعانت ارواح خبیثه وغیره باشد بغیر استعانت بتاثیرات کواکب وخواص
اعداد وغیره آن را سحر می نامند وتاثیرے که باستعانت امثال اینها باشد آنرا طلسمات میگویند
وتاثیرے که در قوت متخیله شخص دیگر گردد آنرا شعبده می نامند علامه عبدالرحمن حضرمی معتزلی معروف

بابن خلدون در مقدمۂ تاریخ خود می نویسند علوم السحر والطلسمات علوم بکیفیۃ استعدادات تقتدر النفوس البشریۃ بہا علی التاثیرات فی عالم العناصر اما بغیر معین او بمعین من الامور السماویۃ الاول ہو السحر والثانی الطلسمات وذلک لان النفوس البشریۃ وان کانت واحدۃ بالنوع فہی مختلفۃ بالخواص نفوس الانبیاء لہم خاصیۃ تستعد بہا للمعرفۃ الربانیۃ ونفوس الکہنۃ لہا خاصیۃ الاطلاع علی المغیبات بقوی شیطانیۃ والنفوس الساحرۃ علی ثلث مراتب اولہا المؤثر بالہمۃ فقط من غیر آلۃ ومعین وہذا ہو الذی تسمیہ الفلاسفۃ السحر والثانی بمعین من مزاج الافلاک والعناصر وخواص الاعداد ویسمونہ الطلسمات والثالث تاثیر فی القوی المتخیلۃ یعمد صاحب ہذا التاثیر الی صاحب القوۃ المتخیلۃ فیتصرف فیہا بنوع من التصرف ویلقی فیہا انواعا من الخیالات ثم ینزلہا الی الحس من الرائین بقوۃ نفسہ المؤثرۃ فیہ فینظر الراؤن کانہا فی الخارج ولیس ہناک شیئ ویسمی ہذا الشعوذۃ او الشعبذۃ واختلف العلماء فی السحر ہل ہو حقیقۃ او انما ہو تخلیل فالقائلون بالاول نظروا الی المرتبتین الاولیین والقائلون بانہ لاحقیقۃ لہ نظروا الی الآخرۃ انتہی ملخصا وصاحب مصباح اللغۃ می آرد شعوذ الرجل شعوذۃ ومنہم من قال شعبذ شعبذۃ لسب یری الانسان منہا مالیس لہ حقیقۃ انتہی وعلامہ ابراہیم لقانی در شرح جوہرۃ التوحید می آرند الطلسمات نقش اسماء خاصۃ لہا تعلق بالافلاک والکواکب علی زعم اہل ہذا العلم فی اجسام تحدث لہا خاصیۃ ربطت بہا فی مجاری العادات انتہی **جواب سوال سوم** اتفاق دارند برین کہ سحر حرام وکبیرہ است وبعض ائمۂ فقہ اطلاق کفر ہم برآن کردہ است حتی کہ تفتازانی در حواشی کشاف اجماع نقل میکند السحر مزاولۃ النفوس الخبیثۃ لافعال واقوال تترتب علیہا امور خارقۃ للعادۃ ولا یرے خلاف فی کون العمل بہ کفرا انتہی واصح نزد ارباب تحقیق این ست کہ سحرے کہ مشتمل باشد بر امور کفر موجب کفر است وسحرے کہ این چنین نیست نفس آموختن وارتکاب او کفر نیست البتہ اعتقاد استقلال آن کفر ست خود تفتازانی در شرح عقائد می نویسد لا کفر فی تعلم السحر بل فی اعتقاد ترتب الاثر علیہ انتہی وعلامہ علی قاری در شرح فقہ اکبر می نویسند اتفق کلہم علی ان ما کان من جنس دعوۃ الکواکب السبعۃ او السجود لہا او التقرب الیہا بما یناسبہا کفر وہو من اعظم ابواب الشرک انتہی وابن حجر مکی در زواجر می آرند اختلف الناس فی کفر الساحر ولیس محل الخلاف النوع الاول اذ لانزاع فی کفر من اعتقد ان الکواکب مؤثرۃ لہذا العالم او ان الانسان یصل بالتصفیۃ الی ان تصیر نفسہ مؤثرۃ

فی ایجاد جسم واما ان یعتقد الساحر او بلغ فی التصفیۃ الی ان تصیر نفسہ بحیث یطیعہ الجنۃ فالمعتزلۃ لیضرونہ ادون
غیرہم واما بقیۃ انواعہ فقال جماعۃ انہا کفر مطلقا واما النوع الثالث وما بعدہ فان اعتقد ان فعلہ
مباح قتل لکفرہ لان تحلیل المحرم کفر انتہی وعلامہ اردبیلی در فتاوی انوار می نویسند اطلق المالکیۃ
وجماعۃ الکفر علی الساحر ولا شک ان ہذا قریب من حیث الاجمال غیر انہ عند الفتاوی فی جزئیات الوقایع
یقع غلط عظیم والسبب فی ذلک انہ اذا قیل للفقیہ ما السحر وما حقیقۃ حتی یقضی علیہ بالکفر یعسر جدا
وانا بہ طول عمری ما رائیت من یفرق بین ہذا الامور انتہی وابن ہمام در فتح القدیر می طرازند السحر حرام
بلا خلاف واعتقاد اباحتہ کفر وعن اصحابنا ومالک واحمد یکفر الساحر بتعلمہ وتعلیمہ ویقتل وعند الشافعی
لا یجب قتلہ ولا یکفر الا اذا اعتقد اباحتہ ویجب ان لا یعدل عن مذہب الشافعی فی کفر الساحر
واما قتلہ فیجب اذا عرفت مزاولتہ علی السحر لسعیہ بالفساد فی الارض انتہی باقی ماند حال طلسمات وشعبدہ
پس صاحب در مختار علم طلسمات وعلم شعبدہ مثل علم سحر مذموم وحرام نوشتہ وابن خلدون نوشتہ
الشریعۃ لم تفرق بین السحر والطلسمات وجعلتہ کلہ بابا واحدا لان الافعال انما اباح لنا الشرع منہا
ما یہمنا فی دیننا او دنیانا فان کان فیہ نوع ضرر کالسحر ویلحق بہ الطلسمات یکون ضرح محظورا فجعلت
الشریعۃ باب السحر والطلسمات والشعوذۃ واحدا انتہی **جواب سوال چہارم** معجزہ عبارت است
از امر خارق عادت کہ بردست مدعی نبوت بمقابلہ منکرین نبوت صادر شود وکسی مثل او کردن نتواند
وکرامت عبارت ست از خارق عادتی کہ بردست ولی صادر شود بغیر دعوی امرے واما سحر پس
صادر شود از نفوس خبیثہ کہ مناسبت بنفوس شیطانیہ می دارند ومثل او ہر کس کہ مناسبت
پیدا سازد ممکن الصدور ست تفتازانی در شرح مقاصد می نویسد المعجزۃ امر خارق للعادۃ مقرون
التحدی مع عدم المعارضۃ واحترز بقید المقارنۃ للتحدی عن کرامات الاولیاء وبقید عدم المعارضۃ
عن السحر والشعبدۃ انتہی **جواب سوال پنجم** شکے نیست کہ سحر امرے ست مؤثر بہر امرے کہ ساحر
خواہد نہ باستقلال ساحر بلکہ حسب جریان عادت اللہ ابن حجر از قرطبی نقل می سازد قال العلماء
لا ینکر ان یظہر علی ید الساحر خرق العادات بما لیس فی مقدور البشر من مرض وزوال عقل وتعویج
عضو ولا یکون السحر علۃ لذلک ولا موجبا لہ بل تخلیق اللہ ہذہ الاشیاء عند وجود السحر انتہی
وملا علی قاری در شرح فقہ اکبر می نویسد الاکثرون یقولون ان السحر قد یؤثر فی موت المسحور ومرضہ

من غیر وصول شئ ظاہر الیہ انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

استفتا چہ میفرمایند علماء دین اندرین صورت کہ در مسجد بر چارپائی خفتن جائز است یا ممنوع ہرچہ باشد بموجب حکم شرع ثبت فرمایند

ہو المصوب جائز است چہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم در مسجد سریرے نہادہ شدی وبرآن در ایام اعتکاف آرام میفرمودند کما فی سفر السعادۃ وابن ماجہ از ابن عمر روایت کردہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کان اذا اعتکف طرح لہ فراشہ او یوضع لہ سریرہ وراء اسطوانۃ التوبۃ

واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

استفتا چہ می فرمایند علماء دین اندرین مسئلہ کہ شانہ از دندان فیل یا شاخ گاومیش وغیرہ مردار کشیدن جائز است یا نہ

ہو المصوب جائز است در ہدایہ می آرد لاباس ببیع عظام المیتۃ وصوفہا وقرنہا وشعرہا وبرہا والانتفاع بہا لانہا طاہرۃ لایحلہا الموت لعدم الحیوۃ والفیل کالخنزیر نجس العین عند محمد وعندہما بمنزلۃ السباع حتی یباع عظمہ وینتفع بہ انتہی وشیخ عبدالحق دہلوی در شرح مشکوۃ در تفسیر حدیث یا ثوبان اشتر لفاطمۃ قلادۃ من عصب وسوارین من عاج کہ در سنن ابوداؤد وغیرہ مروی ست مینویسد المعروف بین العامۃ ان العاج سن الفیل وقیل ہو عظم ظہر السلحفاۃ البحریۃ او عظم دابۃ بحریۃ غیرہا اسمہا الذبل تتخذ منہ السوار والمشط وفی القاموس العاج الذبل وعظم الفیل وقال التوربشتی ذکر الخطابی فی تفسیرہ انہ الذبل ونقل ذلک عن الاصمعی والعجب لعدول عن اللغۃ المشہورۃ الی ما اشتہر بین اہل اللسان انتہی ودر فتح القدیر می نویسد قیل روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم انہ اشتری لفاطمۃ سوارین من عاج وظہر استعمال الناس لہ من غیر نکیر ومنہم من حکی اجماع العلماء علی جواز بیعہ وفی صحیح البخاری قال الزہری ادرکت ناسا من سلف العلماء یمتشطون بعظام المیتۃ نحو الفیل ونحوہ ویدہنون فیہا لایرون بہ باسا وقال ابن سیرین وابراہیم لاباس بتجارۃ العاج انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

استفتا چہ میفرمایند علماء دین درین امر کہ رام چندر وکرشن وغیرہ اوتاران مذہب اہل ہنود کہ نزد شان لفظ اوتار بمعنی رسول ست وافعال وکردار ایشایان بہتر بودند وایشایان خود ہا را

بندۂ خدامی دانستند وخلقت را ہدایت می ساختند برایشان لعنت کردن جائز است یا نہ۔
ہو المصوب بشرط صدق مستفتی لعنت کردن برایشان جائز نیست واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ زید عالم علم دین خالد عالم کی محفل مین آیا اور خالد اور جملہ حاضرین مجلس سنے واسطے تعظیم زید کے قیام کیا اور وقت رخصت کے بھی قیام کیا پس ایسا قیام شرعاً درست ہی یا نہین اور اگر درست ہو تو کس دلیل سے درست ہی

ہو المصوب قیام واسطے تعظیم علما اور رئیس قوم اور سادات کے درست ہے بدلیل اسکے کہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابو سعید خدری سے ان اناسا نزلوا علی حکم سعد بن معاذ فارسل الیہ فجاء علی حمار فلما بلغ قریبا من المسجد قال قوموا الی خیرکم او سیدکم الحدیث اسیواسطے امام غزالی احیاء العلوم کے کتاب آداب السماع مین لکھتے ہین القیام عند الدخول الداخل لم یکن من عادۃ العرب بل کان الصحابۃ لایقومون لرسول اللہ فی بعض الاحوال کما رواہ انس ولکن لم یثبت فیہ نہی عام ولا نری بہ باسا فی البلاد التی جرت العادۃ فیہا باکرام الداخل بالقیام فان المقصود منہ الاحترام والاکرام وتطییب القلب بہ وکذلک سائر انواع المساعدات اذا قصد بہا تطییب القلب واصطلح علیہا جماعۃ فلا باس بمساعدتہم علیہا بل الاحسن المساعدۃ الا فی ما ورد فیہ نہی لایقبل التاویل انتہی آرزے قیام سے محبت رکھنا اور اس امر کو چاہنا کہ لوگ ہماری تعظیم کرکے واسطے کھڑے ہوجاوین البتہ مکروہ ہے بدلیل اسکے کہ روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت معاویہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من احب ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوء مقعدہ من النار امام نووی رسالہ قیام مین تحریر کرتے ہین معناہ الصحیح الظاہر الزجر والوعید الشدید للانسان ان یحب قیام الناس لہ ولیس فیہ تعرض للقیام نہی ولا غیرہ انتہی اور قنیہ مین مشکل الآثار سے منقول ہے القیام لغیرہ لیس بمکروہ لعینہ انما المکروہ محبۃ القیام من الذی یقام لہ فان لم یحب القیام قاموا لا یکرہ لہم انتہی اگر کسی کو شک ہووے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابو امامہ باہلی سے روایت کی ہے قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم متکئا علی عصا فقمنا الیہ فقال لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا پس اس سے معلوم ہوا کہ قیام تعظیماً

ممنوع ہو تو اسکو یون دفع کرے کہ اس حدیث مین مطلق قیام کی نہی نہین ہو بلکہ اُس قیام سے کہ عجم کیا کرتے تھے اور اُنکا قیام بطور التزام کے تھا یعنی وہ لوگ قیام تعظیمی کو امر ضروری جانتے تھے اور محبت رکھتے تھے پس آنحضرتؐ نے ایسے قیام سے منع فرمایا کہ بالتزام و محبت قیام ہو نہ مطلق قیام سے کیونکہ بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہو قال کان رسول اللہ صلعم یجلس معنا یحدثنا فاذا قام قمنا حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ پس اگر مطلقا قیام تعظیما ممنوع ہوتا صحابہ ہرگز بوقت برخاست قیام نکرتے علاوہ یہ ہے کہ قیام عجم کا بنظر تعظیم کے ہوتا تھا جیساکہ اُون مین سلاطین کے واسطے سجدہ تعظیما مروج تھا پس آنحضرتؐ نے ایسے قیام تعظیمی سے منع کیا خلاصہ حاشیہ طیبی مین ہے قال النووی القیام للقادم من اہل الفضل مستحب وقال الغزالی المنہی القیام للتعظیم لا علی سبیل الاکرام انتہی زیادہ برین انیست کہ قیام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ثابت ہو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی قالت ما رأیت احدا اشبہ سمتا ولا ہدیا برسول اللہ من فاطمۃ فی قیامہا وقعودہا وکانت اذا دخلت علیہ قام الیہا فقبلہا واجلسہا فی مجلسہ الحدیث الحاصل قیام کی محبت رکھنا یا اُسکا التزام کرنا جیساکہ امور ضروریہ کا التزام ہوتا ہو یا بنظر تعظیم عجمی کے قیام کرنا شرعاً ممنوع ہے لیکن قیام واسطے اکرام آنے والے کے مطلقا ممنوع نہین اور اُسکی نہی مین کوئی حدیث وارد نہین بلکہ احادیث اُسکے ثبوت پر دلالت کرتے ہین ہٰذا ہو مذہب العلماء المحققین ومسلک الفقہاء والمحدثین واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ القوی

استفتا چہ می فرمایند علماے دین اندرین مسئلہ کہ ریش را از زنخدان شق کردن و از ہر دو طرف برخدین بالا نمودہ مدور ساختن درست است یا نہ

ہو المصوب درست نیست ابوداؤد ونسائی از رویفع بن ثابت رض روایت میکنند قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یقول یا رویفع لعل الحیوۃ ستطول بک بعدی فاخبر الناس ان من عقد لحیتہ او تقلد وترا او استنجی برجیع دابۃ او عظم فان محمدا بری منہ ابن الاثیر در نہایۃ غریب الحدیث در شرح لفظ عقد می آرد قیل کانوا یعقدونہا فی الحرب فامرہم بارسالہا کانوا یفعلون ذلک تکبرا وتعجبا انتہی ودر مطالب المؤمنین وغیرہ می آرد زاد الشیخ محی الدین النووی فی مکروہات اللحیۃ عقدہا وتصفیفہا طاقۃ فوق طاقۃ انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ القوی

استفتا[۹] کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ چرٹ وغیرہ پینا عند الشرع شریف درست ہے یا نہین اگر کسی صورت مین درست ہے تو مصداق حدیث شریف من تشبہ بقوم فہو منہم اسپر صادق آئیگا یا نہین درصورت صادق آنے اس حدیث کے اگر حاکم شرع ہو اُسکو سزا شرع مین چاہیے یا نہین بینوا بسند الکتاب توجروا بیوم الحساب

ہو المصوب چرٹ پینا مثل حقہ پینے کے مکروہ تحریمی ہی بلا ریب و بلا شک اور چرٹ مین بسبب مشابہت نصاری کے زیادہ تر کراہت ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا[۱۰] کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ فاتحہ جو مروج ہے مشائخ صوفیہ مین اور بعض کتب مثل آداب الطالبین وغیرہ مین مذکور ہے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ شیرینی یا طعام وغیرہ رکھکے سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھکے میت کو ثواب بخشتے ہین یہ فاتحہ نام عرف مین فاتحہ ہی جائز ہی یا نہین اور یہ ثواب بمذہب اہلسنت میت کو پہونچتا ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب ثواب اموات کو بمذہب اہل سنت پہونچتا ہے اور پڑھنا فاتحہ اور اخلاص وغیرہ کا اور اُسکا ثواب بخشنا مردون کو موجب رفعت درجات کا ہے لیکن یہ طریقہ فاتحہ کا مروج ہے کہ شیرینی وغیرہ سامنے رکھے کھڑے ہو کے فاتحہ دیتے ہین اسکی اصل شرع مین نہین ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ القوی

استفتا[۱۱] چہ میفرمایند علماے دین درین مسئلہ کہ سود گرفتن از کافر در دار الحرب صحیح و درست ست یا نہ فی الہدایۃ لا ربوا بین المسلم والکافر فی دار الحرب دار الحرب کدام شہر اطلاق کردہ میشود تا در آنجا گرفتن سود از کافر جائز باشد بینوا توجروا

ہو المصوب سود گرفتن در دار الحرب از کفار بقول امام ابو حنیفہؒ و محمدؒ جائز است خلافا لابی یوسفؒ کذا فی فتح القدیر و دار الحرب عبارت از دارے ست کہ در ولایت کفار باشد و در آن حکمی از احکام اسلام جاری نشود و کفار از اجرای احکام شرع مانع شوند بلکہ احکام کفر را علی سبیل الاشتہار جاری سازند و کسی از اہل اسلام بلا اجازت و امان کفار در آنجا اقامت کردن نتواند کذا فہم من تقریر الامام محمد فی الزیادات واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات اسے لغے | محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا چہ می فرمایند علمای دین دریں مسئلہ کہ در یوم عاشورہ مثل اعیاد تزئین وغیرہ درست ست یا نہ بینوا توجروا

ہو الموفق صاحب صواعق محرقہ می آرد وایاہ ثم ایاہ ان یشغل ببدع الناصبیۃ المتعصبین علی اہل البیت او الجہال للقابلین للفاسد بالفاسد والبدعۃ بالبدعۃ والشر بالشر من اظہار غایۃ الفرح والسرور واتخاذہ عیدا او اظہار الزینۃ فیہ کالخضاب والاکتحال ولبس جدید الثیاب وتوسیع النفقات وطبخ الاطعمۃ والحبوب الخارجۃ عن العادات واعتقادہم ان ذلک من السنۃ والمعتاد والسنۃ ترک ذلک کلہ فانہ لم یرد فی ذلک شئی یعتمد علیہ ولا اثر صحیح یرجع الیہ وقد سئل بعض ائمۃ الحدیث والفقہ عن الکحل والغسل والحناء وطبخ الحبوب ولبس الجدید واظہار السرور یوم عاشوراء فقال لم یرد فیہ حدیث صحیح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن احد من اصحابہ ولا استحبہ احد من ائمۃ المسلمین لا من الاربعۃ ولا من غیرہم ولم یرد فی الکتب المعتمدۃ فی ذلک صحیح ولا ضعیف وما قیل ان من اکتحل یومہ لم یرمد ذلک العام ومن اغتسل لم یمرض کذلک ومن وسع علی عیالہ فیہ وسع اللہ سائر سنتہ علیہ وامثال ذلک فکل ذلک موضوع الا احادیث التوسعۃ علی العیال لکن فی سندہ من تکلم فیہ فصار ہؤلاء لجہلہم یتخذونہ موسما کذا ذکر ذلک جمیعہ بعض الحفاظ وقد صرح الحاکم بان الاکتحال یومہ بدعۃ مع روایتہ خبر ان من اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم ترمد عینہ ابدا لکنہ قال انہ منکر ومن ثم اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات من طریق الحاکم وقال بعض الحفاظ من غیر تلک الطریق ونقل المجد اللغوی عن الحاکم ان سائر الاحادیث فی فضیلۃ غیر الصوم کفضل الصلوۃ فیہ والانفاق والخضاب والادہان والاکتحال وطبخ الحبوب وغیر ذلک کلہ موضوع ومفتری وبذلک صرح ابن القیم ایضا فقال حدیث الاکتحال والادہان والتطیب یوم عاشوراء من وضع الکذابین انتہی مختصرا واللہ علیم بالصواب وعندہ ام الکتاب. کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲۸۹ھ

فی الواقع زینت لباس وغیرہ در روز عاشورہ بدعت ست قبیحہ واحادیث کہ دریں باب بعض ارباب سلوک می آرند جملہ آنہا موضوع اند علامہ وقت خود احمد بن تیمیہ در منہاج السنۃ مینویسند مانند کردن فی فضائل عاشوراء وما ورد من التوسعۃ علی العیال وفضائل المصافحۃ والحناء والخضاب

والاغتسال ونحو ذلک ویذکرون فیہا صلوۃ کل ہذا کذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لم یصح فی عاشوراء الا فضل صیامہ انتہی کلامہ درجائے آخراز ہمان کتاب می نویسند قد یہ درج علی کثیر ممن ینتسب الی السنۃ احادیث یظنونہا من السنۃ وہی کذب باتفاق اہل المعرفۃ کالاحادیث المرویۃ فی فضائل عاشوراء وفضل الکحل فیہ والاغتسال والخضاب والمصافحۃ ونحو ذلک انتہی وعلامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی در مقاصد حسنہ حدیث کحل را موضوع گفتہ چنانچہ در حرف المیم می نویسند من اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم ترمد عینیہ ابدا الحاکم والدیلمی من حدیث جویبر عن الضحاک عن ابن عباس بہ مرفوعا قال الحاکم انہ منکر قلت بل موضوع اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات من ہذا الوجہ من حدیث ابی ہریرۃ انتہی وحدیث توسعہ عیال را حسن گفتہ [illegible] من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلہا الطبرانی والبیہقی فی الشعب وفضائل الاوقات وابو الشیخ عن ابن مسعود والاولان فقط عن ابی سعید والثانی فقط عن ابی ہریرۃ وجابر قال العراقی فی امالیہ لحدیث ابی ہریرۃ طرق صحح بعضہا ابن ناصر الحافظ انتہی الحاصل روز عاشورہ بجز روزہ کہ از احادیث صحاح سنیت واستحباب آن ثابت ست وسعت طعام بر عیال واحباب کہ حدیث این ہم اصلی دارد امرے دیگر نباید کرد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی

تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن [illegible]

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولہم رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مصافحہ کرنا وقت رخصت کے مسافر سے ہو خواہ غیر مسافر سے ثابت ہے یا نہیں در صورت ثبوت کے سنت موکدہ ہے یا کیا ہے حکم اسکا بینوا وافتوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ حسن المآب

ہوالمصوب مصافحہ بوقت ملاقات کے سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ وقت ملاقات کے مصافحہ کرتے تھے اور اُسپر ترغیب فرماتے تھے ابو داؤد نے ابو ذر سے روایت کی ! لقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط الا صافحنی اور طحاوی نے شرح معانی الآثار میں شعبی سے روایت کی ہے ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا اذا التقوا تصافحوا واذا قدموا من سفر تعانقوا اور ترمذی نے براء ابن عازب سے روایت کی قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقیا المسلمان فتصافحا وحمدا اللہ واستغفرا غفر لہما اور اسی طرح احمد اور طبرانی اور بزار وغیرہ نے روایتین کی ہے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ملاقات مصافحہ سنت ہے فاما بوقت رخصت کے پس کسی حدیث صحیح سے ثابت نہین کہ آنحضرتؐ یا اصحاب وقت رخصت کے بھی مصافحہ کرتے تھے اور ملا علی قاری شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین محل المصافحۃ المشروعۃ اول الملاقات انتہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت رخصت کے سنت نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی ابو الحسنات)

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم الی یوم القیام سے مصافحہ کرنا وقت رخصت کے مسافر سے ہو خواہ غیر مسافر سے کتاب شرعۃ الاسلام مین مذکور ہے ونصہ ہکذا وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تلاقوا تعانقوا واذا تفرقوا تصافحوا وحمدوا اللہ واستغفروا عند ذلک وان التقوا وافترقوا فی الیوم مرارا انتہی البتہ جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام اور تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے اب تک کسی کتاب مین نظر نہین آیا اور صحابۂ کرام سے بھی اب تک اور کتاب مین دیکھا نہین گیا اور در صورت ثبوت سنت مؤکدہ نہین ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۲۷ ذیحجہ ۱۲۹۸ اصاب المجیب کتبہ محمد امان الحق عفی عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ ایک شخص قوم چمار سے ہے اور اب تک وہ اپنے آبا اور اجداد کے دین پر ہے لیکن مالدار ہے اسنے اپنی لڑکی کی شادی کی اور تمام رسومات مثلاً شراب خواری و باجا و ناچ و آتشبازی و پوجا اپنے دیوتاؤن کا وغیرہم بڑی دھوم دھام سے کیا چنانچہ صرف شراب دو ہزار روپیہ کی آئی تھی وقس علی ہذا سب سامان مہیا کیا اور چند اہل ایمان کی بھی دعوت کی اور مسلمانون نے انکار کیا تب اوسنے ایک مولویصاحب کی کچھ نذر کی مولوی صاحب نے اپنا پیٹ بھر کر کہدیا کہ اسکی دعوت لینی درست ہے انکے حسب ارشاد انکے ساتھ چند مسلمانون نے اور بھی دعوت قبول کی اور اسکے وہان جا کر کھانا کھایا باوجودیکہ اشیاء مذکورہ موجود تھے اب عوام الناس مین بڑا فساد برپا ہے بعض کہتے ہین کہ ایسی دعوت لینی درست ہے ورنہ فلانے مولویصاحب کیون لیتے بعض کہتے ہین کہ نادرست ہے کیونکہ ایک تو وہ چمار ہے دوسرے وہان پوجا و رقص و سرود و شراب خواری وغیرہ

موجود تھا لہذا آپکی خدمت مین گذارش یہ ہو کہ اللہ جسقدر جلد ہوسکے موافق کتب معتبرہ دینیہ کے آپ رقم فرمائیے کہ مولوی صاحب مذکور کا کہنا حق تھا یا ناحق اگر حق تھا تو اس کی حقیقت کی دلیل اگر ناحق تھا تو انپر کیا لازم ہو اور چمار کی دعوت قبول کرنی مسلمانون کو درست ہے یا نہین اور جو شخص اُسکی اس قسم کی مجلس مین جاوے اور کھاوے اور اُسکی مجلس کو زینت دے وہ فاسق ہے یا نہین بینوا توجروا

هو المصوب ایسی مجلس دعوت مین کہ وہان ناچ و باجا و شراب خواری و پوجا وغیرہ افعال محرمہ واطوار شرک موجود ہون اوران امور کا ہونا پہلے سے معلوم ہووے کسی مسلمان کو جانا اور شرکت کرنا نہین درست ہے بلکہ ایسے امور مین برضا و رغبت شرکت کرنا فسق ہو اور اگران امور کا ہونا پہلے سے نہین معلوم تھا بلکہ بعد جانے کے صاحب دعوت کے مکان پر معلوم ہوا پس اگر محرمات اُسی مقام پر ہون جہان کھانا کھلایا جاتا ہے وہان سے واپس آنا لازم ہو اور شریک ہونا اور اس مجلس مین دعوت کھانا نہین درست ہے اور اگر اُس مقام پر نہون بلکہ دوسرے درجے مین ہون اُس صورت مین اگر یہ شخص جسکی دعوت کی گئی ہے مقتداء مثلاً عالم یا مفتی ہے اُسکو دعوت کھانا نہین درست ہے اگر مقتدا نہین ہو تو اُسکو شریک ہونا درست ہے مگر بشرط قدرت منکرات سے منع کرنا لازم ہو درمختار مین ہے دعی الی ولیمۃ وثمہ لعب او غناء قعد واکل لو المنکر فی المنزل فلو علی المائدۃ لا ینبغی ان یقعد بل یخرج معرضا فان قدر علی المنع فعل والا صبر ان لم یکن ممن یقتدی بہ فان کان مقتدی ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد لان فیہ شین الدین وان علم اولا باللعب لا یحضر اصلا سواء کان ممن یقتدی بہ اولا لان حق الدعوۃ انما یلزمہ بعد الحضور لا قبلہ انتہی ملخصا

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

صح الجواب نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم [مہر: محمد ابراہیم]

استفتا سوال خطبۂ آخر جمعہ رمضان مین الوداع یا الفراق کا پڑھنا درست ہو یا نہین

سوال مردے کو قبر مین جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھلایا جاتا ہے یا نہین

هو المصوب الوداع یا الفراق کا خطبۂ آخر رمضان مین پڑھنا اور کلمات حسرت

ورخصت کے ادا کرنا فی نفسہ امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ سامعان ہوے تو امید ثواب ہے مگر اس طریقے کا ثبوت قرون ثلثہ مین نہین ہے البتہ آخر شعبان مین خطبہ استقبال رمضان احادیث مین وارد ہے جیساکہ درمنثور مین ہے اخرج العقیلی وضعفہ ابن خزیمۃ والبیہقی والخطیب والاصبہانی عن سلمان الفارسی قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی آخر یوم من شعبان فقال الحدیث بطولہ اور شاید جسنے اس طریقے کا ایجاد کیا اوسنے خطبہ آخر رمضان کو خطبہ استقبال پر قیاس کیا لیکن اہتمام کرنا خطبہ وداع کا جیساکہ اس زمانہ مین مروج ہے اور اوسکے التزام تک پہونچانا خالی ابتداع سے نہین علمای معتمدین کو لازم ہے کہ اس طریقے کے التزام کو چھوڑدین تا عوام اعتقاد استحباب و سنیت بلکہ ضروری ہونے اس طریقہ خاص سے نجات پاوین اور مردے کو قبر مین جمال مبارک کا دیکھنا نہین ثابت ہے جلال الدین سیوطی کے رسالہ شرح الصدور مین مرقوم ہے سئل الحافظ ابن حجر ہل یکشف للمیت حتی یری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجاب بانہ لم یرو ہذا فی حدیث وانما ادعاہ بعض من لا یحتج بہ بغیر مستند سوی قولہ فی ہذا الرجل لا حجۃ فیہ لان الاشارۃ الی الحاضر فی الذہن انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا [۱۸] کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ بعض کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی تمسے احتراز کرے تم بھی اوس سے احتراز کرو آیا یہ احتراز صرف اکل و شرب مین ہے یا ہمہ امورات مثل موانست و مشاورت وغیرہا مین فقط بینوا توجروا

ہو المصوب جملہ امور موانست اور محبت مین کفار سے احتراز اولی ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۹] نیکو آگاہان علم دین و خوبتر دانندگان شرع متین چہ زبان میزنند و چہ سخن می سنجند اندرین معنی کہ سگ کہ پلید ترا عنی نجس العین ست پرورانیدنش چہ مایۂ علم ثواب و امنی برمی افرازد و فرو ریختن مو الیش بخانہ فرشتگان رحمت را بخانہ راہ میشود یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب پروردن سگ اگر برای شکار کنانیدن یا برای حفاظت زراعت یا جانوران یا پاسبانی بوقت ضرورت باشد درست ست و بدون این امور و بغیر ضرورت پروردنش ناجائز و باعث حرمان ثواب اعمال صالحہ است در موطا امام محمد ست اخبرنا مالک اخبرنا

یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید اخبرہ انہ سمع سفیان بن ابی زہیر یحدث انا سامعہم وہو
عند باب المسجد قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اقتنی کلبا لا یغنی بہ زرعا ولا ضرعا
نقص من عملہ کل یوم قیراط قال محمد یکرہ اقتناء الکلب بغیر منفعۃ فاما کلب لزرع او الضرع او الصید
او الحرس فلا باس اخبرنا مالک عن عبد الملک بن میسرۃ عن ابراہیم النخعی قال رخص رسول اللہ صلعم
لاہل البیت القاصی فی الکلب یتخذونہ قال محمد فہذا للحرس اخبرنا مالک اخبرنا عبد اللہ بن دینار
عن ابن عمر قال من اقتنی کلبا الا کلبا ماشیۃ او ضاریا نقص من عملہ کل یوم قیراطان انتہی ملخصاً
ودر احادیث صحیحہ وارد ست کہ پروردن سگ وبودن در مکان سد راہ نزول ملائکہ رحمت میگردد
وسیوطی در رسالہ خود الحبائک فی اخبار الملائک می آرد اخرج ابن ماجہ عن علی قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ واخرج احمد ومسلم وابو داؤد والترمذی
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصحب الملائکۃ رفقۃ فیہا کلب ولا جرس
واخرج ابو داؤد والنسائی والحاکم عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ
بیتا فیہ صورۃ ولا کلب ولا جنب انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء چہ میفرمایند علمای دین درین مسئلہ اگر زن تابعداری شوہر نکند وسخن او نشنود باوجودیکہ باو فہمائش تاچنانکہ باید کردہ شد پس شوہر او را چہ لازم خواہد بود ودیگر تابعداری والدین از تابعداری شوہر مقدم دارد ودانند ۔

ہو المصوب تابعداری شوہر بر زن مقدم ست از تابعداری والدین، وزنے کہ در خلاف مرضی شوہر سرگرم ماند اولا شوہرش نصیحت نسائے سازد واگر موثر نگردد زجراً از ترک کلام ومجامعت سازد تا او را تنبیہ حاصل شود اگر برین ہم اثرے نشود ضرب آن بشرطیکہ زائد تکلیف دہ نگردد درست ست قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ وَاللّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَہُنَّ فَعِظُوْہُنَّ وَاہْجُرُوْہُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْہُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْہِنَّ سَبِیْلًا واخرج الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن انس ان رجلا انطلق غازیا واوصی لامرأتہ ان لا تنزل من فوق البیت وکان والدہا فی اسفل البیت فاشتکی ابوہا فارسلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم تخبره وتستامره فارسل الیها اتقی اللہ واطیعی زوجک ثم ان والدہا توفی فارسلت الیہ تستامره
فارسل الیہا مثل ذلک اخرج البزار والطبرانی فی الاوسط عن عائشۃ سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ای الناس اعظم حقا علی المرأۃ قال زوجها قلت ای الناس اعظم حقا علی الرجل قال امه واخرج
ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی سننه عن ابن عباس فی قوله تعالی واللاتی تخافون
نشوزهن قال تلک المرأۃ تنشز وتستخف بحق زوجها ولا تطیع امره فامره اللہ ان یعظها ویذکرها
باللہ فان قبلت والا یهجرها فی المضاجع ولا یکلمها من غیر ان یذر نکاحها فان رجعت والا ضربها
ضربا غیر مبرح ولا یکسر لها عظما ولا یجرح بها جرحا کذا فی الدر المنثور لجلال الدین السیوطی واللہ اعلم
حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی

استفتا ۲۱ نیل یعنی وسمہ سیاہ کا موی ریش سفید مین خضاب لگانا حرام محض ہے
اور مرتکب اس کا صرف خاطی ہے یا مرتکب گناہ بینوا توجروا

ہو المصوب خضاب برنگ سیاہ خالص ممنوع وگناہ کبیرہ ہے ابن حجر مکی نے
زواجر مین اسکو کبائر مین شمار کیا ہے اسوجہ سے کہ حدیث مین وارد ہے یکون فی آخر الزمان
قوم یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ رواہ ابو داؤد والنسائی یعنی آخر زمان
مین ایسے لوگ ہونگے کہ سیاہ خضاب کرینگے مانند رنگ دانہ دان کبوترون کے وہ لوگ نہ پاوینگے
بوی جنت کو اور طبرانی نے روایت کیا ہے من خضب بالسواد سود اللہ وجهه یوم القیمۃ یعنی
جو شخص سیاہ خضاب کریگا بروز قیامت حقتعالی اوسکو سیاہ رو کریگا اور ملا علی قاری
شرح شمائل ترمذی مین لکھتے ہین ذہب اکثر العلماء الی کراہۃ الخضاب بالسواد وجنح النووی الی انها
کراہۃ تحریم وان من العلماء من رخص فیه للجهاد ولم یرخص فیه لغیره انتہی پس برگ نیل سے اگر سیاہ
خضاب ہووے وہ ممنوع ہے مثل اسکے کہ پہلے بالون کو مہندی سے رنگین کرے اوسکے بعد
استعمال نیل کا کرے اس صورت مین رنگ سیاہ ہوتا ہے اور اگر رنگ خالص سیاہ نہووے
مثلاً نیل کے ساتھ مہندی وغیرہ شریک کی جاوے جس سے رنگ تا مل بسرخی ہو تو درست ہے جیسا کہ
امام محمد موطا مین لکھتے ہین لا نری بالخضاب بالوسمۃ والحناء والصفرۃ باسا انتہی واللہ اعلم
حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی

استفتا سوال ۲ — سانڈہ کا کھانا درست ہے یا نہین جب وہ کسی شخص خاص کی ملک نہین ہے تو بنام خدا ذبح کرکے کھانا جائز ہوگا یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب نہین جائز ہوگا جب تک مالک اوسکا اجازت نہ دیوے اسوجہ سے کہ چھوڑ دینا کسی جانور کا بغیر اجازت اوس شخص کے جو پاوے باعث ملک مالک سے اوسکو نہین نکالتا ہے جیسا کہ رد المحتار مین ہے المختار فی الصید انہ لا یملکہ الا اذا لم یجد وکذا فی الدابۃ اذا سیبہا صاحبہا

کذا فی سیصطلہ الشرنبلالی انتہی اور در مختار مین ہے ان کان مرسلا فہو مال الغیر فلا یجوز تناولہ الا باذن صاحبہ زیلعی انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا سوال ۲۳ — مالش کرنا چربی شیر کا دوائً جائز ہے یا نہین اور بغیر دہونے اوسکے نماز درست ہوگی یا نہین

ہو المصوب چربی شیر کی حرام اور نجس ہے اور تداوی بالمحرم مین اختلاف فقہا کا ہے بعض مطلقاً ممنوع کہتے ہین اور بعض بشرط ضرورت اسطرح پر کہ باخبار طبیب حاذق مسلم یہ معلوم ہو کہ اوس مرض کی کوئی اور دوا نہین ہے اور اسمین شفا مظنون ہے جائز رکھتے ہین جیسا کہ در مختار مین ہے اختلف فی التداوی بالمحرم فظاہر المذہب المنع کما فی رضاع البحر لکن نقل المصنف ثمہ وہٰہنا عن الحاوی قیل یرخص اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیہ الفتوی انتہی وبر تقدیر استعمال بغیر دھوئے ہوئے کوئی نماز نہین جائز ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا سوال ۲۴ — کیا فرماتے ہین علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ خضاب کرنا مسنون ہے تو کس چیز کا اور کس حدیث سے ثابت ہے جس چیز کا مسنون ہو اوسکے سوا دوسری چیز کا خضاب جیسے وسمہ نیل کا یا دوسرا نسخہ ہو تو کیا حکم ہے اگر ممانعت ہے تو کس حدیث سے اور جائز ہے تو کس حال مین یعنی روزگار پیشہ کو یا ہر شخص کو اور اگر ممانعت ہو تو کس طرح سے اور اوسکے خلاف روی مین کسطرح کا عذاب ہوگا یا کس نعیم جنت سے محروم رہیگا صاف صاف بیان فرمائیے اور اسکا جواز و حرمت متفق علیہ یا مختلف فیہ ہو تو ویسا ارقام فرمائیے بینوا توجروا

ہو المصوب خضاب کرنا سرخ یا زرد یا اور کسی کا سوائے سیاہی خالص کے مستحب ہے اور خضاب نکرنا اور سپیدی قائم رکھنا بھی جائز ہے اور سیاہ خضاب ممنوع اور گناہ کبیرہ ہے

فتاوی قاضیخان مین ہے الخضاب بالحنا حسن انتہی اور صحیح مسلم مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے مروی ہے غیروا ہذا الشیب اجتنبوا السواد یعنی تغیر کرد سپیدی کو اور اجتناب کرد
سیاہی سے اور سنن ابی داؤد مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے یکون فی
آخر الزمان قوم یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لایجدون رائحة الجنة یعنی آخر زمانہ مین ایسے لوگ
ہونگے کہ خضاب سیاہ کرینگے مثل رنگ کبوتر کے سینہ کے وہ لوگ نہ پاوینگے بوسے
جنت کو اور معجم طبرانی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے من خضب بالسواد
سود اللہ وجہہ یوم القیمة انتہی یعنی جو شخص سیاہ خضاب کریگا قیامت کے روز وہ روسیاہ
محشور ہوگا اور شیخ دہلوی شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین خضاب بحنا بالاتفاق جائزست ومختار
در سواد حرمت ست انتہی اور خضاب وسمہ یعنی نیل کا اگر بغیر اشتراک مہندی وغیرہ کے ہو
کہ جس سے سیاہی خالص حاصل نہین ہوتی بلکہ سیاہی مائل بسبزی ہو تو وہ درست ہے جیسا کہ
امام محمد مؤطا مین لکھتے ہین لا نری بالخضاب بالوسمة والحناء والصفرة باسا وان ترکہ
ابیض فلا باس بذلک کل ذلک حسن انتہی اور اگر بشرکت مہندی ہو یا اور کوئی نسخہ ہو جس سے
رنگ بالکل سیاہ ہو تو حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی　［مہر: محمد عبد الحی / ابو الحسنات］

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم **سوال** کیا حکم ہے اس مسئلہ مین کہ ایک شخص ذی علم ہے
جسکو فی الجملہ تمیز کتاب وسنت کی اور کتب فقہ مین مثل علماء اس زمانہ کے نظر وقدرت رکھتا ہے وہ
شخص ایک عارضہ سخت مین بیمار ہے اور علاج بقدر امکان بہت کیا ہے مگر اطباء ہانکے دوا واسطے عارضہ کی
ایسی مجرب اور قوی العمل نہین دیسکتے ہین جس سے صحت ہو مگر اوسکے واسطے بعض جانور حشرات الارض
تجویز کرتے ہین کہ وہ بحسب تصریحات کتب طبیہ اور تجربۂ اطبا اس زمانے کے بہت مجرب ہین
پس بنظر اختلاف فقہا بمسئلۂ تداوی بالحرام وبنظر عبارت مرقاة الصعود شرح سنن ابی داؤد کے
اور بنظر اختیار صاحب ہدایہ کے جو تجنیس مین لکھا ہے وہ شخص داعی مذکور کو حالت موجودہ مصرحہ صدر
مین کھلا استعمال کرسکتا ہے یا نہین حکم اس مسئلہ کا بملاحظہ در المختار وحاشیۂ شامی وہدایہ وشرح ہدایہ وغیرہ
وملاحظہ صحاح در خصوص حدیث عرنیین بجادۂ استحسان یعنی شرع کے بسند کتاب ارقام فرمایا جاوے

عبارت مرقاۃ الصعود کی یہ ہے قولہ ولا تداووا بحرام قال البیہقی فی سننہ ہذا الحدیث وحدیث النہی عن الدواء الخبیث ان صحا محمولان علی النہی عن التداوی بالمسکر وعن التداوی بکل حرام فی غیر حال الضرورۃ لیکون جمعا بینہما وبین حدیث العرنیین فقط

ہو المصوب ہرچند کہ اس باب میں فقہا کا بڑا اختلاف واقع ہے اور فتوی بھی مختلف ہے ایک جماعت فقہا کی مطلقا عدم جواز تداوی کے فتوی دیتی ہے اور ایک جماعت بضرورت تداوی بالمحرم جائز رکھتی ہے لیکن بظاہر اگر کوئی شخص موافق فتوی جم غفیر علما عبارت بعض محدثین عند الضرورت استعمال اشیاء محرمہ کا کریگا مواخذہ نہوگا انشاء اللہ تعالے

عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں اجابوا عن حدیث العرنیین بانہ قد کان للضرورۃ فلیس فیہ دلیل علے انہ مباح فی غیر حال الضرورۃ لانہ ثمہ اشیاء ابیحت فی الضرورات ولم تبح فی غیرہا کما فی لبس الحریر فانہ حرام للرجال وقد ابیح لبسہ فی الحرب او للحکۃ او لشدۃ البرد اذا لم یجد غیرہ ولہ امثال کثیرۃ فی الشرع وقال ابن حزم صح یقینا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما امرہم بذلک علی سبیل التداوی من السقم الذی کان اصابہم والتداوی منزلۃ ضرورۃ وقد قال اللہ الا ما اضطررتم الیہ فما اضطر الیہ فہو غیر محرم علیہ من الاکل والشرب انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا نحمدہ ونصلی کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سوانح اور وقائع شہادت امام حسین وغیرہما میں سامان کرنا اور اوسپر رونا اور رولانا اور اوسکے واسطے انعقاد مجلس تعزیت کرنا موجب ثواب ہے یا باعث عقاب علی قول مفتی بہ اور نوحہ اور مرثیہ خوانی کہ جسپر وعید نازل ہوئی ہے اوسکی یہی حقیقت ہے کہ موتی کے مصائب وتکالیف بیان کیجاویں یا کچھ اور بینوا مستندین بالکتاب

ہو المصوب نفس ذکر محاسن موتے وتحسر بران ممنوع نیست بلکہ گریستن بآواز بلند ہمراہ آواز بلند کردن یا بیان مصائب ومناقب ممنوع ودداخل نوحہ است در کشف الغمہ اما لزم الموتی علی الاحیاء شیخ الاسلام محمدی مینویسد گریستن بنوحہ بلند کہ آنرا در احادیث آواز شیطان خواندہ خصوص کہ با ذکر مناقب مردہ جمع کنند چنانکہ عادت جاہلیت است

در قنیہ [illegible] حرام ست مطلقا اما اصل تنا و ذکر محاسن مردہ بر وجہ ندبہ
جائز است [illegible] اصل گریستن کہ ناشی از رقت قلب باشد بے جزع و اضطراب
لاباس بہ ست بلکہ آنرا در احادیث رحمت خواندہ و ازان حضرت در وقائع متعددہ وقوع یافتہ
انتہی و نفس بیان وقائع شہادت و گریستن بران بشرطیکہ از نوحہ و متعلقات آن معرا باشد و از
عقد مجلس کہ موجب تشبہ روافض است تبرء درست ست و خصوص عقد مجلس برای آن خالی
از تشبہ و کراہت نیست در جامع الرموز می نویسد و اذا اراد ذکر مقتل الحسین ینبغی ان یذکر اولا مقتل
سائر الصحابۃ لئلا یشابہ الروافض کما فی العون و در صراط المستقیم می آرد و ذکر قصہ شہادت بعقد
مجلس باین قصد کہ مردم بشنوند تا سعنہا نمایند و گریہ و زاری کنند ہر چند در نظر ظاہر خللے دران
ظاہر نمیشود اما فی الحقیقۃ آنہم مذموم و مکروہ ست در مجالس الابرار می نویسد قد روی احمد
وابن ماجۃ عن فاطمۃ بنت الحسین عن ابیہا ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یصاب بمصیبۃ
فیذکرہا وان قدم عہدہا فیحدث لہا الاسترجاع الاکتب لہ اجر مثلہا یوم اصیب وہذہ الحدیث
رواہ الحسین وعنہ ابنتہ التی شہدت مصرعہ وقد ثبت فی علم اللہ ان مصیبۃ الحسین یذکر مع تقادم
العہد وکان من سنۃ الاسلام ان تجری ہذہ السنۃ کلما ذکرت المصیبۃ بان یسترجع لہا
فیکون للانسان من الاجر الذی کان لمن استرجع یوم اصیب المسلمون لہا انتہی واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا شافعی گفت کہ شطرنج مباح ست امام — کج مبازید کہ جز راست نہ فرمود امام
حنبلی گفت کہ گر زانکہ بغم دریابے — بستۂ بنگ تناول کن و سرخوش بخرام
بوحنیفہ بہ ازان گوید در باب شراب — کہ ز جوشیدہ بجوز تا نہ بود بر تو حرام
گر کنی پیروی مفتی چارم مالک — او ہم از بہر تو تجویز کند وطی غلام
بنگ و می بخور و کون بکن و می باز قمار — کہ مسلمانی بر این چار امام ست تمام

ہو المصوب این اشعار مشتمل اند بر افترا بر ائمہ اربعہ و متضمن اند بر اقوال مردودہ
بیانش آنکہ نزد شافعیہ اگرچہ شطرنج فی نفسہ حرام نیست لیکن خالی از کراہت نیست
و مداومت بران گناہ صغیرہ است و اگر مشتمل بر اخذ مال و قمار باشد حرام ست پس مطلقا

نسبت حلت شطرنج خصوصاً بوقتی کہ مشتمل بر قمار باشد بطرف امام شافعی افترا است علامہ
کمال الدین موسی دمیری شافعی در حیوٰۃ الحیوان در بحث عقعق می نویسد و اما الشطرنج مکروہ
کراہۃ تنزیہ وقیل حرام وقیل مباح والاول الصحیح واما اذا انضم الیہ استعمال یخرج صلوٰۃ او غیرہ
فالتحریم اذ ذاک لیس للشطرنج لنفسہ وہو مکروہ اذا لم یواظب علیہ فان واظب علیہ فانہ یصیر
صغیرۃ کما ذکرہ الغزالی فی کتاب التوبۃ من الاحیاء انتہی ملخصاً و ابن حجر مکی ہیتمی شافعی در زواجر
عن اقتراف الکبائر میگوید فی فتاوی النووی الشطرنج حرام عند اکثر العلماء وکذا عندنا ان فوت
بہ صلوٰۃ او لعب بہ علی عوض فان انتفی ذلک کرہ عند الشافعی وحرم عند غیرہ انتہی و نسبت
حلت بنگ بطرف امام احمد نیز درست نیست بنگ کہ بعربی آن را حشیشہ و ورق القنب
میگویند در زمانۂ ائمۂ اربعہ نبود بعد مرور زمانۂ کثیر شائع شدہ و فقہای مذاہب اربعۃ بالاتفاق
فتوی بحرمتش دادند در زواجر می نویسد حکی القرافی و ابن تیمیۃ الاجماع علی تحریم الحشیشۃ قال
ومن استحلہا فقد کفر وانما لم یتکلم فیہا الائمۃ الاربعۃ لانہا لم تکن فی زمنہم وانما ظہرت فی آخر المائۃ
السادسۃ و اول المائۃ السابعۃ حین ظہرت دولۃ التتار انتہی و حلت شراب جوشیدہ
اگرچہ در بعض کتب حنفیہ واقع شدہ مگر آن قول مردود است و انتساب آن بسوی امام اعظم
افترا است در منح الغفار شرح تنویر الابصار می نویسد الطبخ اذا قصد بہ التحلیل منع من ثبوت الحرمۃ
لا رفعہا بعد ثبوتہا الا انہ لا یحد فیہ ما لم یسکر منہ علی ما قالوا لان الحد بالقلیل فی النیء خاصۃ لما ذکرنا فلا یتعداہا
الی المطبوخ ذکرہ فی تبیین الکنز من غیر ذکر خلاف وہذا ہو الظاہر الذی یجب ان یعول علیہ وبہ یظہر
لک ضعف ما فی القنیۃ من قولہ خمر طبخت و زالت مرارتہا حلت انتہی ملخصاً و در در المختار و نیز
و در رد المحتار است لعل ہذا الفرع متفرع علی ما قدمناہ عن بعض المعتزلۃ من ان الحرام
من الخمر ہو المسکر یدل علیہ ان فی القنیۃ نقلہ عن القاضی عبد الجبار احد شیوخ المعتزلۃ انتہی و نسبت
حلت لواطت بطرف امام مالک بہتان محض است در رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ می نویسد
اتفق الائمۃ الاربعۃ علی تحریم اللواطۃ وانہ من الفواحش العظام وہل یوجب الحد قال الثلاثۃ
یوجب الحد وقال ابو حنیفۃ یعزر فی اول مرۃ فان تکرر منہ قتل انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات [illegible] محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی [illegible]
ابو الحسنات

استفتا ما قول العلماء رحمہم اللہ (جزاکم اللہ عنا جزاء حسنا) در آن کس کہ عمداً و سہواً و بغضاً ہمہ علما وارث الانبیاء را دشنام بہ مثل بہن چود و لچا اعاذنا اللہ از روی تفاخر و کبر و بغض دہد و بآن صاحبان مسند نشین تفاخر ورزد در حق آنکس چہ حکم ست بینوا توجروا

ہو المصوب اگر مقصود آن دشنام دہندہ استخفاف علم و تحقیر علما من حیث العلم ست فقہا حکم بکفرش میدہند ورنہ در فاسق و فاجر بودن آنکس و مستحق غضب الٰہی و مستوجب عذاب دنیوی و اخروی شدن آن شبہ نیست سب و شتم و طعن بر مسلم کائنا من کان موجب فسق ست چہ جائیکہ سب و شتم علما صاحب فتاوی عالمگیری ازیں مینویسد الاستخفاف بالعلماء لکونہم علماء استخفاف بالعلم والعلم صفۃ اللہ منحہ و فضلا علی خیار عبادہ لیدلوا خلقہ علی شرعہ نیابۃ عن رسلہ فاستخفافہ بہذا العلم انہ الی من یعود انتہی و نیز مینویسد قال الفقیہ تسمیہ کل علوی علویک یکفر ان قصد بہ الاستخفاف بالدین انتہی و نور الدین علی سمہودی در رسالۂ خود جواہر العقدین فی فضل الشرفین می آرند قد ترجم الامام النووی فی مقدمۃ شرحہ للمہذب للنہی الاکید والوعید الشدید لمن یوذی او ینتقص الفقہاء والحث علی اکرامہم و تعظیم حرماتہم ثم اورد قولہ تعالیٰ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ و قولہ تعالیٰ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ و قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا قلت وجہ الدلالۃ فی الآیتین الاولیین ظاہر لان علماء الدین من اعظم شعائر اللہ اذ المراد من شعائر اللہ اعلام دینہ وہم من اعظم حرماتہ واما وجہ الدلالۃ من الآیۃ الثالثۃ فہو ان ہذا الوعید اذا ثبت لفاعل ذلک بالنسبۃ الی عامۃ المومنین فذلک بخاصتہم و عن ابی امامۃ مرفوعا ثلاثۃ لا یستخفہم الا المنافق ذو الشیبۃ فی الاسلام و ذو العلم و امام مقسط رواہ الطبرانی فی الکبیر و عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا ومن لم یعرف لعالمنا حقہ رواہ الترمذی و عن ابی بکرۃ رض سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول اغد عالما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن خامسۃ فتہلک قال عطاء قال لی مسعر روایۃ خامسۃ لم یکن عندنا والخامسۃ ان تبغض العلم واہلہ رواہ الطبرانی فی الثلاثۃ والبزار ورجالہ موثقون و قال النووی فی التبیان و شرح المہذب قال الحافظ ابو القاسم ابن عساکر اعلم یا اخی ان لحوم العلماء مسمومۃ و عادۃ اللہ فی ہتک استار منتقصیہم معلومۃ

وان من اطلق لسانہ فی العلماء ابتلاہ اللہ قبل موتہ موت القلب انتہی ملخصاً واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۲۷ شخصے بمریدان خود تعلیم میکند کہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ بطور دعا وورد بخوانند برائے قضائے حاجات مفید ست وبعض کسان باین طریق تعلیم میکنند کہ یا شیخ برائے حصول یا بدرگاہ خدا دعا کنید پس برای تعلیم کنندہ چہ حکم ست وہر دو کلام کلام شرک ست یا نہ وآیا شیخ عبد القادر چنین قدرت دارند کہ فریاد ہر کس شنیدہ برای ندا کنندہ دعا کنند و بفریاد رسند یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب ازین چنین وظیفہ احتراز لازم وواجب اولاً ازین جہت کہ این وظیفہ متضمن شیئاً للہ است وبعض فقہا ازہمچو لفظ حکم کفر کردہ اند چنانکہ در درمختار مے نویسد کذا قول شئ للہ قیل یکفر انتہی ودر رد المحتار مے آرد لعل وجہہ انہ طلب شیئاً للہ واللہ غنی عن کل شئ والکل مفتقر ومحتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت اطلب شئ اکراماً للہ شرح الوہبانیۃ قلت فینبغی او یجب التباعد عن ہذہ العبارۃ وقد مر ان مافیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح انتہی ثانیاً ازین جہت کہ این وظیفہ متضمن ست ندائے اموات را از امکنۂ بعیدہ وشرعاً ثابت نیست کہ اولیا را قدرتے حاصل ست کہ از امکنۂ بعیدہ ندا را بشنوند البتہ سماع اموات سلام زائر قبر را ثابت ست بلکہ اعتقاد این کہ کسے غیر حق سبحانہ حاضر وناظر وعالم خفی وجلی در ہر وقت وہر آن ست اعتقاد شرک ست در فتاوی بزازیہ می نویسد تزوج بلا شہود وقال خدای ورسول خدا وفرشتگان را گواہ کردہ ام یکفر لانہ اعتقد ان الرسول والملک یعلمان الغیب قال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر انتہی وحضرت شیخ عبد القادر اگرچہ از اجلۂ اولیا امت محمدیہ ہستند ومناقب وفضائل شان لا تعد ولا تحصے اند لیکن چنین قدرت شان کہ فریاد را از امکنۂ بعیدہ بشنوند وبفریاد رسند ثابت نیست واعتقاد این کہ آنجناب ہر وقت حال مریدان خود میدانند وندائے شان میشنوند از عقائد شرک ست واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفی عنہ

استفتا ۲۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمکم اللہ اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عبارت دوسرے

اخبار سے اپنے اخبار میں بغرض اعلان اور اشاعت کے نقل کر کے چھاپی وہی ہذہ عبارت
لفافہ خط کی مختصر ہونی چاہیے نہ طول طویل مثل شیطان کی آنت کے مثلاً انشاء اللہ تعالی بمنہ و کرمہ
لفافہ ہذا در خاص شہر فلان و محلہ فلان ٹکٹ لگایا گیا وغیرہ اُسکو عمرو نے دیکھکر کہا آپ
ایسے ثقہ اور دیندار کے اخبار میں نسبت الفاظ معظمہ انشاء اللہ تعالی بمنہ و کرمہ کو شیطان کی
آنت لکھنا سوء ادبی بلکہ منجر بکفر ہے کہ توہین استعانت باری تعالی شانہ نکلتی ہے ایسے
امور کا لحاظ رکھیے زید نے اسکے جواب میں کہا کہ ہرگز اسمیں سوء ادبی اور انجرار بکفر لازم نہیں آتا
اسواسطے کہ ہمنے حکم طول طویل شیطان کی آنت کا نسبت کل عبارت مذکور کے دیا ہے اور جو
حکم کل کا ہووے وہی اُسکے اجزا کا ہو ضرور نہیں اگر بالفرض تحریر اُس فقرہ کی منجر بکفر اور
بے ادبی کے ہو تو ناقل اسکا بری ہے کہ نقل کفر کفر نباشد انتہی پس تاویل اور توجیہ
کرنے والا اسکا از روے آداب شریعت محمدیہ کے کیسا ہے بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل

ہو المصوب اگر مقصود توہین اسم باری عز شانہ ہو تو اس قسم کی عبارت موجب
کفر ہو جاتی اور ہر گاہ مقصود توہین نہیں اور حکم ساتھ اُس عبارت قبیحہ کی مجموع من حیث
المجموع پر ہے صرف انشاء اللہ پر نہیں اسوجہ سے کفر نہوگا مگر چونکہ ظاہر عبارت
سے ایہام خلاف مقصود کا بھی ہوتا ہے اسوجہ سے ایسی عبارت کے ساتھ تکلم منع ہے
اور خالی سوء ادبی سے نہیں ہے اور توجیہ اور بیان مقصود رافع سوء ادبی کا نہیں ہو سکتا
رد المحتار علی الدر المختار میں تحت قول صاحب در مختار میں ذکرہ قولہ فی دعائہ بمقعد العز من عرشک
ہی المجرد الایہام کاف فی المنع عن التکلم بہذا الکلام وان احتمل معنی صحیحا ولنا علی المشائخ بقولہم
لانہ یوہم تعلق عزہ بالعرش لنظیرہ ما قالوا فی انا مومن انشاء اللہ فانہم کرہوا ذلک وان قصد التبرک
دون التعلیق لما فیہ من الایہام انتہی اور بھی رد المحتار میں تحت قول صاحب در مختار کے کذا قول
شئ للہ قیل بکفرہ مرقوم ہے لعل وجہہ انہ طلب شیئا للہ واللہ غنی عن کل شئ والکل مفتقر ومحتاج الیہ
وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت ان اطلب شیئا اکراما للہ شرح
الوہبانیۃ قلت فینبغی او یجب التباعد عن ہذہ العبارۃ انتہی یہان سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی عبارتیں
کہ محتمل معنی غیر مشروع کو ہوں اگرچہ مراد اُن سے معنی صحیحہ ہوں تکلم ساتھ اُنکے ناجائز ہے

اور نقل کفر اگرچہ کفر نہین لیکن سو ادبی سے خالی نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین اہین علماے دین یعنی زیدنے نہ کسی مفتی کا فتوی دیکھا آنکھ سے نہ عبارت اُسکی دیکھی نہ سُنی اور الزام لگا دیا کہ پانی کسی عورت مسلمان کا جھوٹا پینے کو ناجائز اور مکروہ لکھا ہے اور اسپر لعن وطعن اور وہابی اور بے ایمان کہنا کیسا ہے

ہو المصوب زید اس حالت مین گنہگار ہوا توبہ نصوح اُسکو لازم ہے بغیر اطلاع حقیقۃ الامر الزام لگا دینا اور افترا کرنا کبائر سے ہے اور لعن وطعن کرنا اور وہابی اور بے ایمان کہنا ہر مسلمان کے حق مین کبیرہ ہے چہ جائے کہ کسی عالم کے حق مین تمام نصوص قرآنیہ واحادیث ایسے امور کی ممانعت سے مالا مال ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین کہ زید کے پاس ایک مسماۃ قوم ہنود سے آئی اور بیان کیا کہ مین مسلمان ہون یعنی مسلمان کے ساتھ گھر سے خاوند کو ترک کرکے رہتی ہون مجھے دین محمدی مین آنا منظور ہے اچھی طرح سے مجھے کلمہ پڑھا دو زید نے محض انکار کرکے جواب دیا کہ بخوف سرکار ہم ایسا نہین کرینگے مسماۃ نے زید سے کہا کہ مین ایک سال سے پاس مسلمان کے ہون جسکو زید جانتا تھا اگر دعوے ہے خاوند کو تو وہ زیور کا مدعی ہے عدالت مین نہ میرا کیونکہ مین اُسکے کام کی کب ہون دوسری ملت مین مین آگئی ہون مگر زید نے جواب ہی دیا ہرگز کلمہ نہ پڑھایا واقعی جب وہ پاس مسلمان کے ہے اور اُسکے خاوند کو دعوی عورت کا نہین بلکہ زیور کا ہو اور اُس کا علم ہے تو جواب دینا اُسکو باقاعدہ کلمہ نہ پڑھانا کیسا ہوا

ہو المصوب ایسی صورت مین کلمہ نہ پڑھانا اور مسلمان نکرنا حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین کہ زید نے بکر سے پچاس روپیہ قرض لیکر سودی ایک روپیہ ماہواری پر صاف تمسک لکھدیا چند سال تک تبدیلی تمسک کرتا رہا

بعد عزم بیت اللہ شریف کیا زید نے بکر سے درخواست حج جانے اور تہیدستی ادائے قرضہ مذکورہ کی بیان کی بکر نے وہ قرضہ مع سود کے معاف کیا زید روانہ حج کو ہوا صرف بیت اللہ شریف جاکر حج کرکے مکان پر واپس آیا زید جہاز پر سوار ہوا ایک شخص مسافر اس طرف کا جانیوالا جس مقام پر مکان زید کا تھا جہاز پر ساتھی ہوا اور علیل ہوا اُسنے دو اشرفی دین کہ میرے مکان مین لڑکے کو دینا وہ مسافر مرگیا جب زید مکان پر پہونچا مسافر کے لڑکے کو خبر ہوئی وہ تقاضی ہوا بمشکل تمام نصف سے کم دلایا باقی کا عذر ہے آرے بلے ہوتا ہے اُسنے تقاضا ترک کیا محول بقیامت کردیا اور اب بھی زید سودی روپیہ لیکر اپنے صرف مین لاتا ہے بروی حکم شرع شریف کیا ہے

ہو المصوب زید اس صورت مین بوجہ ارتکاب ان امور کے فاسق ہے اسپر توبہ کرنا لازم ہے ایک تو بوجہ خیانت کے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا اور حدیث صحیح مین وارد ہے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ دوسرے بوجہ سود دینے اور سودی قرضہ لینے کے حدیث صحیح مین وارد ہے لعن اللہ آکل الربا و موکلہ وکاتبہ وشاہدہ اور قرآن پاک مین ارشاد ہے واحل اللہ البیع وحرم الربوا الی آخر الآیات فی سورۃ البقرۃ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۳۲ چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ اگر زید از عمرو رخصت شد وکسے ازینہا مسافر نیستند و باہم مصافحہ نمودند پس این مصافحہ جائز خواہد شد یانہ مع سند کتاب بیان فرمایند بینوا توجروا

ہو المصوب مصافحہ بوقت ملاقات مسنون ست ملا علی قاری در شرح مشکوۃ می نویسند محل المصافحۃ المشروعۃ اول الملاقات انتہی و بوقت رخصت مسنون نیست البتہ در شرعۃ الاسلام مذکورست کہ صحابہ بوقت رخصت مصافحہ میکردند عبارتش این است کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تلاقوا تعانقوا واذا افترقوا تصافحوا وحمدوا اللہ واستغفروا بعد ذلک وان التقوا وافترقوا فی الیوم مرارا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۳۳ ایک عورت نے زنا اور رقص کے ذریعہ سے روپیہ پیدا کیا اسمین سے

خیرات کرکے اگر امید وار ثواب کی ہو تو کافر ہو جاویگی یا مسلمان رہیگی ۲؂ ایسی عورت کے ہاتھ
کوئی چیز بیچکر اُسکے روپیہ مین سے قیمت لینا حلال ہے یا حرام ۳؂ کوئی ڈاکٹر یا طبیب عورت
مذکورہ کا علاج کرے تو حق العلاج اُسکے روپیہ مین سے لینا درست ہے یا نہین
۴؂ عورت مذکورہ کو اپنے گھر مین کرایہ پر رکھکر اُسکے روپیہ مین سے کرایہ لینا کیسا ہے ۵؂
وہ عورت اگر للہ کسی کو روپیہ نذر کرے تو اُسکی نذر لینا حلال ہے یا حرام ۶؂ جو روپیہ
اُسنے زنا کے ذریعہ سے پیدا کیا اور جو ناچ گا کے ان دونون مین کچھ فرق ہے یا حرمت مین
برابر ہے اُسکے واسطے اور نذر لینے دینے کے واسطے ۷؂ وہ عورت اگر دعوت کرے یا کچھ تحفہ
بھیجے تو اُسکو قبول کرنا درست ہے یا نہین ۸؂ وہ عورت جسکے پاس مال حلال
بالکل نہین فقط زنا اور رقص کی اجرت کا روپیہ ہے اگر وہ خیرات کرنا چاہی تو کیونکر کری
۹؂ اگر وہ عورت قرض لیکر خیرات کرے اور پھر اپنے روپیہ سے قرض ادا کردے تو ثواب
خیرات کا پائیگی یا نہین ۱۰؂ اگر قرض لیکر وہ عورت کسیکو نذر دے تو وہ نذر قبول کرنا جائز ہی
یا نہین ۱۱؂ زنا اور رقص کے صلہ مین اُسکی ایک رقم تنخواہ مقرر ہے اُسکے سوا بھی اور
روپیہ وہ اپنی خوشی سے دیتا ہے جسکی وہ نوکر ہے یہ دونون رقمین حرمت مین برابر ہین یا نہین
ہو المصوب زنا اور رقص و رغنا کے ذریعہ سے جو مال پیدا ہو وہ خبیث اور حرام ہے
اور اس باب مین زنا اور ناچ گانا سب برابر ہین اور ایسی ہی بذریعۂ اجرت کسی معصیت کی
جو حاصل ہووے وہ خبیث ہے ہان وہ مال جو مغنیہ یا زانیہ کو کسی نے بغیر اجرت و بغیر شرط کے
ابتداءً تبرع کیا وہ خبیث نہین ہے اور مال خبیث کا حکم یہ ہے کہ کل مال واپس کردینا
اصل مالک کو اگر معلوم ہو واجب ہے اگر نہ معلوم تو تصدق کل کا واجب ہے لیکن نہ بہ نیت
طلب ثواب کے بلکہ بہ نیت فراغ ذمہ کے اور اگر ایسے مال کے تصدق مین نیت طلب
ثواب کی کی جاوے گی پس اگر حرمت اُس مال کی قطعی ہے جیسا کہ مال غصب وغیرہ تو وہ شخص
کافر ہو جاویگا اور اگر قطعی نہین ہے یعنی دلائل قطعیہ سے نہین ثابت ہے تو وہ کافر نہوگا
جیسے مال زنا و رقص کو اسکی حرمت دلائل ظنیہ سے ثابت ہے مگر اس نیت سے وہ شخص
قابل مواخذہ ہوگا اور صدقہ اُسکا مقبول نہوگا فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب درالمختار

حاشیۂ درمختار نے کتاب الاجارہ کے باب الاجارۃ الفاسدۃ مین ہے فی المنتقی امرأۃ نائحۃ
اوصاحبۃ طبل اوزمر اکتسبت مالا ردتہ علی اربابہ ان علموا والا تتصدق بہ وان من غیر شرط فہو لہا
وقال الامام الاستاذ لایطیب والمعروف کالمشروط انتہی قلت وہذا مما یتعین الاخذ بہ فی زماننا
لعلمہم انہم لایذہبون الا باجر البتۃ طحطاوی انتہی اور درمختار کے کتاب الاجارہ کے باب الاجارۃ
الفاسدۃ مین ہے ولا تصح الاجارۃ لعسب التیس وہو نزوہ علی الاناث ولا لاجل المعاصی مثل الغناء
والنوح والملاہی ولو اخذ بلا شرط یباح انتہی اور بھی اسمین کتاب الزکوۃ مین ہے فی شرح الوہبانیۃ
عن البزازیۃ انما یکفر اذا تصدق بالحرام القطعی انتہی ردالمحتار مین ہے قولہ اذا تصدق بالحرام القطعی
ای مع رجاء الثواب الناشی عن استحلالہ اور شرنبلالی کے رسالہ حفظ الاصغرین عن اعتقاد ان
الحرام لا یتعدی الی ذمتین مین ہے لا لقصدہ ای بالتصدق من المال الخبیث تحصیل الثواب
بل تفریغ الذمۃ اور ایسی عورت جسکے پاس مال حرام ہو اگر اوسکا مال حلال بھی اُسکے پاس ہے
اور وہ بہ نسبت حرام کے زائد ہے تو اُسکی نذر قبول کرنا اور اُسکی دعوت کھانا اور اُسکا
صدقہ اور ہدیہ لینا اور اجرت کرایۂ مکان یا اجرت علاج وغیرہ لینا درست ہے بشرطیکہ یہ معلوم ہو
کہ یہ جو اسنے دیا ہے عین مال حرام سے ہے اور اگر یہ معلوم ہو یا یہ کہ مال حرام غالب ہو تو کچھ
نہین درست ہے اشباہ والنظائر مین ہے اذا کان غالب مال المہدی حلالا فلا باس بقبول ہدیتہ
واکل مالہ مالم یتبین انہ من حرام وان کان غالب مالہ الحرام لا یقبلہا ولا یاکل الا اذا قال انہ حلال
ورثہ او استقرضہ انتہی اور حفظ الاصغرین مین ہے فان قلت کیف ساغ للفقیر تناول ما فیہ حیث
قلت محلہ عدم علمہ بحقیقۃ الحال وان علم بہ فہو کغیرہ لا یحل لہ انتہی اور خزانۃ الروایات مین ہے فی
ملتقط الناصری آکل الربا وکاسب حرام اہدی الیہ او اضافہ وغالب مالہ حرام لا یقبل ولا یاکل
مالم یمیزہ ان ذلک المال حلال ورثہ او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالا لا باس بقبول ہدیتہ
والاکل منہ انتہی اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر وہ شخص کہ کل مال اُسکا حرام ہے وہ اگر خیرات کرنا
چاہے تو قرض لیکے کرے اور اپنے مال خبیث سے اُس قرض کو ادا کرے اور قرض لیکے
جو وہ دیگا اُسکا ثواب اُسکو ملیگا اور نذر وتحفہ وغیرہ اُس سے لینا بھی درست ہوگا
حفظ الاصغرین مین ہے فی الخلاصۃ قال فی شرح حیل الخصاف لشمس الائمۃ ان الشیخ ابا القاسم

كان ممن يأخذ جائزة السلطان وكان يستقرض جميع حوائجه ويقضي دينه بما يأخذه من الجائزة انتهى والله اعلم حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي

استفتاء ۴۲ ما قولكم ايها العلماء المتورعون والمنصفون في حق رجال عام او خاص يذكرون الله بارادة الوصول الى الحقيقة قياما وقعودا ويتواجدون ويهتزون ويرقصون في حالة الذكر ويصفق رجل للاشارة او ليتهيج الذاكرون هل يجوز هذا الفعل ام لا افتونا بالصواب اسقونا بالجواب توجروا بالاجر مع تكرم من المولى الدارين

هو المصوب ذكر الله تعالى حسن على كل حال وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الله في كل احيانه اخرجه ابو داؤد وغيره وقال الله جل وعلا في كتابه في وصف اولي الالباب والمتفكرين في خلق السموات والارض الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم الآية لكن التواجد والاهتزاز والرقص والتصفيق وامثال ذلك ان صدرت من الذاكر في حالة الطرب والخروج عن حيز الاختيار وغلبة الشوق غلبة اخرجته عن حيز الخبرة فهو في ذلك معذور وغير ملام واما ارتكاب هذه الامور مع الاختيار فلا يجوزه الشرع ولا يرخص لهذه الامور قال في نصاب الاحتساب للسنامي الحنفي لا يجوز الرقص والسماع ومن اباحه من المشائخ فذلك للذين صارت حركاته حركات الارتعاش وانه ليس له اصل في الشرع حصته وذكر في العوارف انه لا يليق بمنصب المشائخ الذين يقتدى بهم لانه يشبه اللهو انتهى وفي الامتاع في احكام السماع لجعفر بن ثعلب الادفوي الشافعي ذهبت طائفة الى التفرقة بين ارباب الاحوال الذين يقومون بوجد فيجوز لهم الرقص ويكره لغيرهم وهذا ما اورده الاستاذ ابو منصور واشار اليه القاضي حسين في تعليقه والغزالي في الاحياء انتهى وفي تبعيد الشيطان مختصر كتاب ابن القيم الحنبلي المسمى باغاثة اللهفان عن مصائد الشيطان قال ابن عباس كانت قريش يطوفون بالبيت عراة ويصفرون ويصفقون وقال مجاهد كانوا يعارضون النبي صلى الله عليه وسلم في الطواف ويصفرون ويصفقون يخلطون عليه طوافه وصلاته فالمتقربون الى الله بالصفير والتصفيق اشباه النوع الاول والمخلطون به على اهل الصلوة والذكر والقراءة اشباه النوع الثاني انتهى وفيه ايضا لم يشرع الله التصفيق للرجال عند الحاجة في الصلوة بل امروا بالعدول الى التسبيح فكيف اذا فعلوه لا لحاجة انتهى وفي الدرة المنيفة

شرح الجواہر المنیفہ والبزازیۃ ورد المختار وغیرہا من کتب الحنفیۃ الرقص والغناء الذی یفعلہ متصوفۃ زماننا عند الذکر حرام انتہی والکلام فی ہذا البحث طویل مشروح فی کتب الفقہ والحدیث وفیما ذکرناہ کفایۃ لارباب البصیرۃ واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ۲۵ کیا فرماتے ہین علماے محققین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص جناب خیر البشر علیہ صلوۃ اللہ الاکبر کی نعت مین معلم ہر خیر وشر کے لکھے تو معنی اصطلاحی کیا ہونگا اور اگر معنی لغوی لیے جاوین تو لفظ معلم شر فعل شر پر مشیر ہوگی یا ترک شر پر اور ان دونون صورتون مین کاتب اس نعت کا مرتکب کسی گناہ کا یا داخل کسی سوء ادب مین ہو سکتا ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اس لفظ کے یہ معنی ہو سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر خیر کی خیریت کو اور ہر شر کی شریت کو تعلیم کیا باین معنی اس لفظ کا اطلاق درست ہوگا مگر احتمال اسمین دوسرے معنی قبیح کا ہے کہ آپنے ارتکاب شر کے تعلیم کی پس اطلاق ایسے لفظ کا خالی سوء ادبی سے نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۶ کیا فرماتے ہین علماے دین ان مسئلون مین (۱) شیعہ کو کافر کہنا چاہیئے یا نہین (۲) حضرت کو دافع البلا کہنا چاہیئے یا نہین (۳) جو شخص کہ خلاف لا تقربوا الزنا ولا تاکلوا الربا کرے اوسکو کافر کہنا چاہیئے یا نہین

ہو المصوب جو شیعہ کہ منکر ضروریات دین ہین وہ کافر ہین صرف تبرائی شیعہ کافر نہین ہین اور جو شخص لا تقربوا الزنا وغیرہ کے خلاف کرے وہ کافر نہین فاسق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلا باین معنی کہنا کہ آپکے ذریعہ سے بلا دفع ہوتی ہے درست ہے اور باین معنی کہ آپ خود استقلالاً دفع کرتے ہین نہین درست ہے ایسے الفاظ سے کہ موہم معنی غیر شرعی کے ہووین اجتناب اولی ہے الفاظ تعریفات صحیحہ شرعیہ منقولہ کچہہ کم نہین ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۷ بعالی خدمت علماے دین وسفتیان شرع متین اینکہ کسے نام خود کہ ہدایت علی میداشت بایہام اسمای شرکیہ تبدیل نمودہ ہدایت العلی نہاد شخصے برآن معترض شد کہ لفظ

مرسلہ [illegible] علی صاحب [illegible] ربیع الاول [illegible] ہجری

مرسلہ مولوی محمد سعید صاحب [illegible] ربیع الاول [illegible] ہجری

ہدایت مشترک ست بین معنیین ارادۃ الطریق والایصال الی المطلوب وہکذا لفظ علی بغیر الف و لام مشترک ست بین اسماء آلہیہ وحضرت علی کرم اللہ وجہہ مجیب گفت کہ درین صورت تائید اثبات مدعای من ست چہ ہرگاہ لفظ ہدایت وعلی مشترک شد بین معنیین پس برین تقدیر چہار احتمال متحقق میشوند یکے ازآن از ہدایت معنی اول واز علی اللہ جل شانہ دوم از ہدایت معنی ثانی واز علی جل جلالہ سوم از ہدایت معنی اول واز علی حضرت علی کرم وجہہ چہارم از ہدایت معنی ثانی واز علی حضرت علی پس سہ احتمال اول خالی از ممانعت شرعیہ ہستند البتہ احتمال رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ در جملہ اسمای شرکیہ مفہوم می شود پس ہر اسم کہ دائر شود بین اسماے شرکیہ وعدمہ احتراز ازآن لابدیست بلکہ واجب کما ہو ثابت واگر کسے بر اسم متنازع فیہ قیاس نمودہ بر عبد اللہ شرک ثابت کند ویا یا علی گفتن ممانعت نماید آیا اعتراض معترض وقیاس او صحیح ست یا نہ وبر تقدیر صحت اعتراض تائید کلام مجیب قرار می یابد یا چنانکہ معترض صاحب تصور فرمودہ اند بینوا توجروا

ہو المصوب لفظ علی کہ از اسماے آلہیہ است الف لام برآن زائد می شود یا براے تعظیم چنانکہ در الفضل والنعمان وغیرہ رضی در شرح کافیہ می نویسد وقد یزاد اللام فی العلم وقال الکوفیون قد یکون اللام للتعظیم کما فی اللہ وفی الاعلام ولا یعرفہا البصریون انتہی ملخصا وابن مالک در الفیہ وشرح الفیہ در اعلام زیادت لام ذکر کردہ بہ الفضل ونحو ذلک مثل کردہ اند وعلی کل تقدیر لام بر اسمای آلہیہ سواے لفظ الرحمٰن علم نیست وبر لفظ علی کہ از اسمای مرتضیٰ است لام داخل نمی شود بحر العلوم در حواشی میر زاہد ملا جلال می نویسند دخول اللام علی الاعلام فصیح سوے لفظۃ محمد علی مسماہ الصلوۃ والسلام وسوے لفظ علی رضی اللہ عنہ عن مسماہ انتہی بناء علیہ ہدایت العلی اولی ست از ہدایت علی چہ در اولی اشتباہ اضافت ہدایت بسوے علی مرتضی رض نیست ودر صورت ثانیہ بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال واشتراک لفظ علی اشتباہ امر ممنوع موجود ودر اسامی ازینچنین کہ ابہام مضموم غیر مشروع سازد احتراز لازم بہمین سبب علما از تسمیہ بعبد النبی وغیرہ منع ساختہ اند واما در عبد اللہ وغیرہ پس ابہام امر غیر مشروع نیست بل ہو احب الاسماء الی اللہ علی ما ورد بہ الحدیث وہمچنین در یا علی ہرگاہ مقصود نداء پروردگار باشد تزاحمی نیست واللہ اعلم حررہ الراجی

عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

مرسلہ مولوی محمد اسحاق صاحب از صاحب گنج ٢٦ ربیع الثانی روز چہارشنبہ ١٢٩٦ ہجری

استفتا اس دیار مین عرصہ دو ماہ سے لوگون نے عجیب ایک نئی صورت ذکر کی جاری کی ہے وہ یہ ہے کہ نماز فرض کے سلام کے بعد زور سے تین چار بار سب مقتدی لا آلہ الا اللہ کہتے ہین اور سر بھی دھنتے مین جب اللہ اکبر کہتے ہین کیا اس طرح سے سر دھن دھن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین لوگ اللہ اکبر کہا کرتے تھے فرض نماز کے بعد یا اصحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے مین کہا کرتے تھے یا ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وقت مین یہ دستور ہوا یا امام کے شاگردون سے یہ صورت کذائی ذکر کی منقول ہے اگر اسطرح کے ذکر ان حضرات مین کسی سے کسی معتبر کتاب مین منقول ہون تو ہم لوگ بھی ذکر خیر و کار خیر جانکر ذکر مذکور کو بہیئت کذائی رواج دین اور اگر اس طرح کے ذکر امام اور شاگردان امام سے منقول نہین تو پھر اس ذکر محدث کو کیا کہینگے اور ایسے ذکر سے لوگون کو بصورت اختیار باز رکھین یا اجازت کرنے کی دیوین اور ہمارے حنفی مذہب مین علاوہ اس محل خاص کے جو ذکر کہ ثابت ہے وہان زور سے ذکر کرنا افضل ہے یا آہستہ بینوا توجروا

ہوالمصوب اس قسم کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے اور ائمہ وغیرہ سے منقول نہین اور بتصحیح علماے حنفیہ وغیر حنفیہ ذکر بعد نماز کے سرًا مستحب ہے نہ جہرًا البتہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین صحابہ بعد نماز کے جہرًا تکبیر کہتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ہے ابن عباس سے قال کنت اعرف انقضاء صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتکبیر انتہی فتح الباری مین ہے الظاہر انہ لم یکن یحضر الجماعۃ لانہ کان صغیرا لا یواظب علی ذلک فکان یعرف انقضاء الصلوۃ بما ذکر وقال غیرہ یحتمل ان یکون حاضرا فی آخر الصفوف فکان لا یعرف انقضاءہا بالتسلیم وانما کان یعرفہا بالتکبیر انتہی لیکن شراح حدیث نے اسکو حالت جہاد وغیرہ پر محمول کیا اور سر کو جہر سے افضل قرار دیا اور بعضون نے اسکو بعض اوقات پر محمول کیا اور التزام کو اُسکے منع کیا کتاب المدخل لابن الحاج المالکی مین ہے اما ما رواہ ابن الزبیر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلاتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن الجمیل لا الٰہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون فی مارواہ البخاری

عن ابن عباس ان رفع الصوت بالذكر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان على عهد رسول الله صلى الله عليه
وسلم فالجواب من وجهين احدهما ما ذكره الامام الشافعي في الام حيث قال واختار للامام والماموم ان
يذكرا الله بعد الانصراف من الصلوة ويخفيان الذكر الا ان يكون اماما يجب ان يتعلم منه فيجهر حتى
يرى انه قد تعلم منه ثم يسر فان الله يقول ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها يعني بالدعاء لا تجهر ترفع
ولا تخافت حتى لا تسمع نفسك واحسب ما روى ابن الزبير من تهليل النبي صلى الله عليه وسلم وما روى
ابن عباس من تكبيره كما رويناه انما جهر قليلا ليتعلم الناس منه وذلك لان عامة الروايات التي
كتبناها ليس يذكر فيها بعد التسليم ولا تكبير انتهى كلامه بلفظه فهذا الامام الشافعي حمل ذلك على سبيل التعليم
فان حصل التعليم امسك وهذا بخلاف ما يعهد اليوم من القراءة والذكر جهرا وجماعة فانهم لا يريدون
التعليم بل الثواب والجواب الثاني ما ذكره ابو الحسن ابن بطال في شرح صحيح البخاري لما ان تكلم على حديث
ابن عباس قال يحتمل ان يكون اراد به المجاهدين فان كان كذلك فهو الى الآن وعليه العمل وهو ان
المجاهدين اذا صلوا الخمس فيستحب لهم ان يكبروا جهرا يرفعون اصواتهم ليرهبوا العدو فان لم يحمل على
ذلك فيكون منسوخا بالاجماع لانه لا يعلم احد من العلماء يقول به انتهى اور یہی مدخل میں دوسرے
مقام میں ہے وليحذروا جميعا من الجهر بالذكر والدعاء عند الفراغ من الصلوة ان كان في جماعة
فان ذلك من البدع انتهى اور علامہ شیخ الاسلام بدر الدین العینی الحنفی بنایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں
قال ابو بكر الرازي قال مشايخنا التكبير جهرا في غير ايام التشريق لا يسن الا بازاء العدو واللصوص
وقيل وكذا في الحريق والمخاوف كلها انتهى وفي نصاب الاحتساب الذكر والثناء اثر الصلوة جهرا مكروه وانه
بدعة يعني سوى ايام النحر والتشريق انتهى اور عبارات حنفیہ اس قسم کے بہت ہیں جس سے
کراہت ذکر جہری بجز چند مواضع مستثناۃ کے ثابت ہوتی ہے تفصیل اسکی میرے رسالہ
سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر میں موجود ہے الحاصل ذکر جہری بعد نماز کے سوا ایام التشریق وغیرہ
کے اگر احیاناً ہو تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ جہر مفرط نہو اور ایسی اگر مقصود جہر سے تعلیم ہو اور
بدون ان اغراض کے اوسکا التزام واہتمام کرنا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے خلاف طریقہ
نبویہ و طریقہ سلف صالح ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بطور شوق کے کوئی جانور چرندیا پرند پالا گیا ہو اُس مین گناہ ہے یا نہین اگر گناہ ہے تو کفارہ سے آگاہی بخشیے اور شکار کے بارے مین کیا فرماتے ہین۔

ہو المصوب جانور پالنا بطور شوق کے درست ہے بشرطیکہ اُس کو تکلیف نہ دے مجتبی شرح مختصر قدوری مین ہے لاباس بحبس الطیور والدجاج فی بیتہ ولکن یعلفہا انتہی اور ردالمحتار مین فتاوای قاری الہدایہ سے منقول ہے یجوز حبسہا للاستیناس انتہی اور جامع الرموز مین ہے لاباس بحبس الطیور والدجاج فی بیتہ ولکن یعلفہا وہو خیر من ارسالہا فی السکک انتہے اور شکار کرنا جائز ہے بشرطیکہ محض تلعب وایذاے حیوانات مقصود و منہو اور بعضون نے حرفہ بنالینا مکروہ لکہا مگر صحیح یہ ہے کہ نہین مکروہ ہے بزازیہ مین ہے الصید مباح الا للتلہی او حرفۃ انتہی اور حواشی اشباہ للحموی مین ہے فیہ نظر لانہ نوع اکتساب بما ہو مخلوق لذلک والاکتساب مباح فصار کالاحتطاب انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

مرسلہ قاضی سعادت علی صاحب [illegible]

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ بعد خطبہ عیدین کے جو مصافحہ ومعانقہ لوگون مین مروج ہے وہ مسنون ہے یا بدعت بینوا توجروا

ہو المصوب وقت مصافحہ ومعانقہ ابتداے ملاقات ہے پس بعد نماز عید کے مصافحہ ومعانقہ مسنون نہین اور علما اس باب مین مختلف ہین بعض بدعت مباحہ کہتے ہین اور بعض بدعت مکروہہ علی کل تقدیر ترک اسکا اولی ہے کتاب الاذکار للنووی مین ہے اعلم ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاء واما ما اعتادہ الناس من المصافحۃ بعد صلوۃ الصبح والعصر فلا اصل لہ فی الشرع ولکن لاباس بہ فان اصل المصافحۃ سنۃ وکونہم حافظوا علیہا فی بعض الاحوال وفرطوا فی کثیر من الاحوال او اکثرہا لایخرج ذلک البعض عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلہا انتہی اور درمختار مین ہے واطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایۃ والنقایۃ والمجمع والملتقی یفید جوازہا مطلقا ولو بعد العصر وقولہم بدعۃ ای مباحۃ انتہی اور ردالمحتار مین ہے قد یقال ان المواظبۃ علیہا بعد الصلوۃ خاصۃ یؤدی الجہلۃ الی اعتقاد سنیتہا فی خصوص ہذہ المواضع مع ان ظاہر کلامہم لم یفعلہا احد من السلف ونقل عن الشرنبلالی عن ابن حجر انہا بدعۃ

مرسلہ مولوی محمد حسن [illegible] ضلع مدراس معرفت قاضی قادر میان صاحب ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ [illegible]

مکروہۃ لا اصل لہا فی الشرع انتہی اور مدخل ابن الحاج مین ہے جاز المعانقۃ ابن عیینۃ عند اللقاء من غیبۃ کانت واما فی العید لمن ہو حاضر معک فلا واما المصافحۃ فانہا وضعت فی الشرع عند لقاء المؤمن لاخیہ واما فی العید علی ما اعتادہ بعضہم عند الفراغ من الصلوۃ یتصافحون فلا اعرفہ لکن قال الشیخ ابو عبد اللہ ابن نعمان انہ ادرک بمدینۃ فاس والعلماء العاملون بعلمہم متوافرون انہم کانوا اذا فرغوا من صلوۃ العید صافح بعضہم بعضا فان کان یساعدہ النقل عن السلف فیا حبذا وان لم ینقل فترکہ اولی انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا نانا کی زوجہ جسے اُسکی مان و نانی سے کچھ قرابت نہین حرام ہے یا حلال بینوا و توجروا

ہو المصوب حنفیہ کے نزدیک نانا کی زوجہ حرام ہے خزانۃ الروایات مین نقلا عن خزانۃ الفقہ مرقوم ہے امرأۃ الجد ابی الام حرام انتہی اور بھی مرقوم ہے المنکوحۃ للجد وابی الجد وجد الجد وابی جد الجد من قبل الاب والام حرام انتہی اور حرمت اسکی نہ بسبب اسکے ہے کہ یہ امہات نساء وو امہات کی آیت مین داخل ہے بلکہ بسبب اسکے کہ ولا تنکحوا ما نکح آباءکم اُسکو شامل ہے ہدایہ مین ہے ولا بامرأۃ ابیہ واجدادہ لقولہ تعالی ولا تنکحوا ما نکح آباءکم انتہی واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ایک مقام پر چند قبرین پرانی ہین کہ قریب پچیس تیس سال کی ہونگی اُنمین بعض بالکل نیست و نابود ہو گئی ہین اور بعض باقی ہین پس ایسی جگہ قبر کھود کر جگہ برابر کرکے کوئی مکان بود و باش کے لیئے بنانا درست ہے یا نہین

ہو المصوب درست ہے بحر رائق مین ہے وفی التبیین ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفی عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین مقام لکھنؤ رحمکم اللہ ان مسائل مین کہ یہان ہر شہر و قصبے مین سلطانی قصاب ہین وہ بھی مسلمان کہلاتے ہین اور احکام و ارکان دین و اسلام مین ہم مسلمانون کے ساتھ شریک رہتے ہین یعنی کلمۂ شہادتین پڑھتے اور ہمارے ساتھ جماعت سے جمعہ و عیدین و صلوۃ پنجگانہ مکتوبہ گذارتے ہین اور رمضان شریف کے روزے رکھتے اور ختنہ کرواتے اور نکاح پڑھواتے ہین مگر مسلمانون کے آب و طعام سے

پرہیز کرتے ہین بلکہ مسجد کے پانی سے وضو تک نہین کرتے مسلمانون نے کہا کہ ہم تمپر شرعی حکم کرتے ہین کہ تم مسجد کے پانی سے وضو کر لو اُنھون نے کہا کہ یہ ہماری قدیم سے عادت نہین بنابراس قول کے اُنپر کفر کا فتوی دینا اور احکام کفر کے اُنپر جاری کرنا جائز ہے یا نہین اور بغیر تناول آب وطعام ہمارے انکی توبہ شرعًا قبول ہوتی ہے یا نہین اور اکثر مسلمان کہتے ہین کہ یہ لوگ اپنے گھرون مین بُت رکھتے ہین ہمیشہ اُنکی پرستش کرتے ہین اور وے اس سے انکار کرتے ہین یہ انکار اُنکی توبہ ہے یا نہین اور انکو توبہ سے انکار نہین توبہ کرنا قبول کرتے ہین درین صورت انپر توبہ کا حکم کرنا یا کفر کے احکام انپر جاری کرنا کیسا ہے اور یہ قول بعد جاری کرنے احکام کفر کے بسبب تنگی معیشت کے بواسطہ حاصل کرنے ذبیحت بیع شرا گوشت کے حاکم وقت کے پاس اقرار کیئے کہ ہم منہ دوبارہ پھرو ے اس اقرار سے نادم ہو گئے اور توبہ کا ارادہ کیا تو توبہ ان کی بے تناول آب وطعام ہمارے قبول ہے یا نہین یہ لوگ اپنے جانور ایک مسلمان مسافر شخص سے ذبح کرواتے ہین تو یہ کفر کرنے والے ذابح مسلم کو ڈھیر کا فر خاکروب اور انکے گوشت کو جو پاک وحلال ہے حرام کہتے ہین یہ کلمۂ کفر ہے یا نہین اور کافر قصاب کی دوکان کا گوشت کہ ذابح بالیقین مسلمان معروف ہے اور مسلمان کے سوا کوئی کافر ذبح نہین کرسکتا اور گوشت کی حلت مین کسی ایک مسلمان کو شبہہ نہین درین صورت بغیر گواہی کسی ایک عدل کے خریدنا اور کھانا اُسکا حلال ہے یا نہین۔ جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے رسالہ مالا بد منہ کے کتاب التقوی مین اس مسئلہ کی تشریح اُسکے حاشیہ پر مرقوم ہے

مسئلہ گوشت کہ از مسلمان یا کتابی خریدہ شود حلال ست وآن از بت پرست خریدہ شود حرام ست انتہی حاشیہ کی عبارت یہ ہے قولہ حرام است الخ اگر معلوم بناشد کہ ذبح کنندۂ آن مسلمان است اسکے محشی ومصحح چار شخص عالم متدین ہین کہ جنکے اسماء عظام رسالہ مذکور کے مقدمۃ الطبع مین مرقوم ہین مگر اُنھون نے یہ حاشیہ کس کتاب سے نقل کیا ہے سوا اشارہ نہ فرمایا اس جہت سے ناظرین کم علم کو شک واقع ہوتا ہے

ہو المصوب جواب سوال اول ہرگاہ وہ لوگ عبادات خاصہ اہل اسلام ادا کرتے ہین او کلمۂ شہادت ادا کرتے ہین وہ لوگ اہل اسلام مین شمار کئے جاوینگے اور صرف

اس امر سے کہ وہ مسلمان کے طعام وغیرہ مین شرکت نہین کرتے ہین گو یہ فعل اُنکا شنیع اور خلاف شرع ہے کافر نہ سمجھے جاینگے بحر الرائق مین ہے اعلم ان الاسلام یکون بالفعل ایضا کالصلوٰۃ بجماعۃ او الاقرار بہا او الاذان فی بعض المساجد او الحج وشہود المناسک انتہی **جواب سوال دوم** ہر گاہ وہ کفر سے انکار کرتے ہین اور کلمۂ شہادت ادا کرتے ہین اور اپنے کو مسلم کہتے ہین یہ قول اُنکا مثل رجوع و توبہ کے سمجھا جاویگا اور حکم اسلام کا اُنپر جاری ہوگا رد المحتار مین ہے رأیت فی البیری شرح الاشباہ قال کون مجرد الانکار توبۃ غیر مراد بل ذلک مقید بثلثۃ قیود قال فی الذخیرۃ عن شرح ابن ابو لیدا ذا جحد المرتد الردۃ واقر بالتوحید وبمعرفۃ رسول اللہ وبدین الاسلام فہذا منہ توبۃ **جواب سوال سوم** جب وہ اقرار سابق سے نادم ہوے اور اقرار اسلام کا اُنھون نے کیا احکام اسلام کے اُنپر جاری کیئے جاوین گے اور توبہ اُنکی باقرار دین اسلام مقبول ہوجاویگی گو شرکت طعام سے وہ انکار کرین رد المحتار مین مسطور ہے یصیر الوثنی مسلما بقولہ انا مسلم او علی دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم او الحنفیۃ او الاسلام انتہی **جواب سوال چہارم** ہر گاہ یہ امر یقینًا معلوم ہے کہ اُس مقام پر بجز مسلمان کے کوئی ذبح نہین کرتا ہے ایسی حالت مین کافر کی دوکان سے گوشت خریدنا اور اُسکا کھانا حلال ہے اشباہ وغیرہ مین ہے الیقین لا یزول بالشک انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا بخدمت جناب مولانا محمد عبد الحی صاحب لازال شموس علمکم طالعۃ

بعد ہدیۂ سلام مسنون گذارش اینکہ درین روزہا بعض تحریرات طعن آمیز بہ نسبت سلف صالحین از تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ سیما بہ نسبت حضرت امام ہمام نعمان بن ثابت ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالی خاطر جماعۃ حق پسند آنرا از مقلد و غیر مقلد آزار رسانیدہ و ہمون عبارت بعض برادران اردو دان و فارسی سوا دان را جسارت بر طعن و زبان درازی دادہ بیباکانہ بہ تمسک و دستاویز ہمان عبارات زبان تشنیعات بہ نسبت امام اعظم رح میکشانید کہ امام بہرہ از علم حدیث نمیداشتند و بانعین این چنین کلمات اکثر مردمان میگویند کہ اگر مولانا محمد عبد الحی صاحب این کلمات را کہ بذیل نوشتہ می آید موجب قباحت و سوء ادب بہ نسبت

مہر ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ

امام اعظم رحمہ اللہ فرمانید تلقی بقبول کردہ البتہ کف لسان کنیم وآن جماعت بزعم خود آنجناب
را ہم مثل خود از طاعنان ابی حنیفہ رح می انکارند لہذا کلمات اسارت ادب ما نقلا از دفتر صحائف
طاعنین برچیدہ بخدمت میفرستیم کہ آیا از کلمات ذیل مطاعن برمی آید یا نہ واانچہ ارادت بہ نسبت
فضل وکمال علمی جناب را باشد قلم و دستخط خود برین قرطاس تحریر فرمانید کہ بیچارہ براداران
از ہامون بی تحقیقی و بدزبانی برہنہ و بمین تحریر آن تحریر زمان بکف لسانی متوجہ شوند فقط بینوا توجروا
آنحضرت کو یعنی حضرت امام کو سفر کا اتفاق کم ہوا اور انکے وقت مین جمع ہونے کتب حدیث کا
اتفاق نہوا پس جو کچھ کوفہ مین بیٹھے بیٹھے معلوم ہوا سو ہوا اور جو کچھ رہگیا سو رہگیا ع۲ فقہ اور
اجتہاد انکا شہرۂ آفاق ہے اور حدیث کے دفتر مین انکا نام نہین ع۳ صحاح ستہ کو
اول سے آخر تک دیکھو گے تو انکی روایت کا نام نپاؤ گے بجز ایک جگہ کے کتاب علل
ترمذی مین سو بھی ایک شخص جابر جعفی کے کاذب ہونے کی اُنسے نقل ہے باقی بالخیر ع۴
صاحب صحائف اپنے مجد والعلم کی عبارت اتحاف النبلاء سے اسی بارے مین ناقل ہے
لہذا جمعی از اہل حدیث گفتہ اند کہ بضاعت وے یعنی ابا حنیفہ در حدیث مزجاۃ است یعنی قلیل
باقی صفحہ ۲۴ صحیفہ ۱۳۰۸ مین ملاحظہ فرمائیے اور سوا اسکے ہزارہا کلمات سبکی اور اہانت کے اپنی
تصانیف مین درج کیئے ہین کہ جسکے ذکر سے قلم اشک سیاہ برساتا ہے فقط

ہوالمصوب مضمون اول کے دونون فقرے اگرچہ مطابق واقع کے ہین مگر عنوان بیان
خالی سوء ادبی سے نہین اور مضامین باقیہ کا عنوان بھی مشتمل بے ادبی پر ہے اور حدیث کے دفتر مین
نام امام اعظم رح کا نہونا غلط ہے بہت سے کتب حدیث مین سوائے صحاح ستہ کے انکی روایتین
موجود ہین اور بہت سے مورخین و محدثین انکو محدثین سے شمار کر گئے ہین ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ
مین انکو حفاظ حدیث مین شمار کیا ہے اور نووی نے تہذیب الاسماء واللغات مین اور ابن عبد البر
اور ابن حجر عسقلانی نے اور سیوطی وغیرہم نے انکے مدائح واوصاف جمیلہ مین کمال بسط
کیا ہے اور صحاح ستہ مین امام اعظم رح سے روایت نہونا کسی طرح سے باعث نقص نہین ہے
صدہا صحابہ ایسے ہین کہ اُنسے کتب ستہ مین روایت نہین ہے اور اتحاف النبلاء مین اور
ایسے اور تالیفات مؤلف اتحاف مین جو معائب ومطاعن امام اعظم کے منقول ہین وہ سب لغو

اور بے اصل ہین والحق انہ من اجلۃ المحدثین وثقات التابعین حشرنا اللہ فی زمرتہم یوم الدین واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی　[مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم **سوال** چار پانچ شخص جو سرکار انگریزی مین باعزت و وقار ہین اور اُنھون نے قانون مخالف شرع کے بنایا ہے ایسے قانون کو قبول کرنا اہل اسلام کو درست ہے یا نہین اور وہ لوگ بسبب اس قانون بنانے کے کافر ہوگئے یا نہین اور اُنکے ساتھ اہل اسلام مجالس شادی وغمی مین جو انکے گھر مین ہو شریک ہون یا نہین اور حق اُنکا اوقات اسلام سے جیسے مساجد ومقابر چلا گیا یا نہین اور اُنکے جنازہ پر نماز پڑھی جاوے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب حق جل شانہ کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اور بھی ارشاد ہوتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون اور بھی ارشاد ہوتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون پس ایسا قانون جو مخالف شرع کے ہو قبول کرنا اُسکا اہل اسلام پر حرام ہے اور جو اُسکے موافق عمل کرے گا گناہ اُس کا اُن مقنن قانون کی گردن پر ہوگا حدیث صحیح مین وارد ہے من سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا ووزر من عمل بہا اور ایجاد کرنے والون نے اگر قانون شرعی کو بُرا سمجھا اور اُس کے ساتھ راضی ہوے اور اُسکو خلاف مصلحت وغیر کافی تصور کیا تو وہ کافر ہوگئے اُن کے جنازہ پر نماز پڑھنا اور مسجد ومقبرہ مین اُنکو شریک رکھنا اور دعوت اُنکی کرنا یا انکی دعوت مین جانا اور اُنکے یہان شادی وغمی مین جانا اہل اسلام کو نہین درست ہے اور اگر اُنھون نے قانون شریعت کو برا نہ سمجھا تو اگرچہ کافر نہین ہوے مگر بہت بڑے فاسق ہوگئے اہل اسلام کو چاہیئے کہ اُنکی مجالست موقوف کردین اور مجالس شادی وغمی مین اُنکی شرکت نہ کرین تا وہ اپنے فعل سے توبہ کرین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی　[مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ حق اُس شخص کے جو کہ لوگون کو یہ فہمائش کرتا ہے چنانچہ شرذمۃ قلیلا متبع بھی ہوے کہ کل کا بنا ہوا کپڑا جسکے خریدنے کی بابت تم کسی کی جانب سے مجبور نہین کیے گئے ہو اس زمانہ مین مت استعمال مین لاؤ کیونکہ یہ کل قوم جولاہون اور سوت کاتنے والون کے حق مین فتنۂ عظیم اور

بلکے خسیم ہے کیونکہ ان بیچارون کو سوائے اس حرفہ کے بالفعل کوئی ایسا پیشہ نہین کہ ہمارے ساتھ
بھی رہین اور اپنا پیٹ بھی بھرین پس ہمارے نزدیک جتنے لوگ کہ صرف بوجہ ارزانی یا بسبب
باریکی اُسکے پارچہ کے کل سے متمتع ہوتے ہین درحقیقت بانی کل سے بڑھکے مرتکب فتنہ کے
ہین اور فتنہ بلاشبہہ قتل سے بڑھکے مصیبت رہے قتل تو صرف ایک لمحہ کی مصیبت ہے بخلاف فتنہ کے
کہ لڑکے بالونکا بھوکون مرنا دیکھنا پڑتا ہے اور اپنی جان بھی روزانہ بھوک کے باعث گھل گھل کے
نکلتی ہے بھیک مانگنا پڑتا ہے ہزارون مصیبتین لاحق ہوتی ہین خیال کرو کہ غربا کی بھوک کے دفعیہ کی
بابت کسقدر تاکید اللہ تعالی فرماتا ہے قال اللہ تعالی وانفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم
الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین اور نہ کھوج رکھنا
غربا کے کھانے کی جرم کو اللہ تعالے ساتھ جرم کفر کے ذکر فرماتا ہے قال اللہ تعالے
ارایت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین ایضا قال اللہ
تعالے ثم فی سلسلۃ ذرعہا سبعون ذراعا فاسلکوہ انہ کان لا یؤمن باللہ العظیم ولا یحض علی طعام
المسکین فے المشارق قال ابو ہریرۃ الساعی علی الارملۃ والمسکین کالمجاہد فے سبیل اللہ
قال ابو ہریرۃ واحسبہ قال کالقائم لا یفتر وکالصائم لا یفطر اور بلاشبہہ جتنا مال خرید اشیا مین
صرف ہوتا ہے اُتنا مال خیرات مین خرچ نہین ہوتا ہے چنانچہ اسی بنا پر حدیث شریف مین
وارد ہے کہ قرض حسنہ سے غیر حسنہ قرض کا دینا زیادہ ثواب رکھتا ہے سود کا حرام ٹھہرانا یہ سب
بخیال رعایت غربا ہے پس کپڑے کے پیچھے اے لوگو اپنے مسلمان بھائیون کو تلف کرنا تمکو
کیونکر ناگوار نہین معلوم ہوتا تفسیر فتح العزیز مین مذکور ہے اہل تحقیق گفتہ اند کہ ہر قوم را گوسالہ
الیست کہ در پرستش او مشغول اند گو بظاہر خود را مسلمان و دیندار گویند چنانچہ در حدیث شریف
نیز اشارہ باین معنی فرمودہ اند تعس عبد الدینار و عبد الدرہم و عبد الخمیصۃ ان اعطی رضی وان
لم یعط سخط یعنی بدحال ست کسے راکہ بندۂ اشرفی یا بندۂ روپیہ یا بندۂ شال و جامۂ بازیست
اگر او را از جانب خدا این چیز عطا شود خوش میگذراند والا ناخوش می ماند و باب شکایت وا میکند
انتہی البتہ ہمارا یہ مطلب نہین کہ سب لوگ موٹا کپڑا پہنین بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو امیر ہین یہان کا
مہین کپڑا اگر چاہین پہنین اور زیادہ قیمت خرچ کرین اور غربا کو لازم ہے کہ اپنی وسعت کے

موافق کا کپڑا کہ جسکی قیمت ادا کرسکیں پہنیں اپنے تھوڑے نفع کے واسطے غربا کا نقصان نکریں مگر
اس کا لحاظ ضرور چاہیئے ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن حذیفۃ بن الیمان انہ تزوج یہودیۃ
بالمدائن فکتب الیہ عمر بن الخطاب ان خل سبیلہا فکتب الیہ احرام ہی یا امیر المومنین فکتب الیہ
اعزم علیک ان لا تضع کتابی حتی تخلی سبیلہا فانی اخاف ان یقتدی بک المسلمون فیختاروا نساء
اہل الذمۃ بجمالہن وکفی بذلک فتنۃ لنساء المسلمین وقیل لعمر رض ان ہہنا رجل من الانبار نصرانیا لہ
بصر بالدیوان لو اتخذتہ کاتبا فقال لقد اتخذت اذا بطانۃ من دون المومنین ہند کے مسلمان بھی اگر
کل بنا دین تاہم خالی از فتنہ نہین ہے کیونکہ کل سے نفع تجارت پیشیون کا ہے نہ اہل حرفہ کا
خیال کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالے غربا کی پرورش کے لیئے امرا سے فرماتاہے کہ تم اپنی جانبازی
کے مال مین سے غربا کو دو اگر ہم ایسا حق نہ مقرر کرین تو مال صرف امرا مین رہجاوے کما قال
اللہ تعالے کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم پس اے لوگو ہمارا کہا نہ مانو گے تو قطعًا بلاے
عظیم مین مبتلا ہوگے جیسا کہ اگلی ظالم قومین خراب ہوئین واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم
خاصۃ ہرگز یہ مت خیال کرو کہ اب ویسا حال نہو گا دیکھو کتب اہل سنت وجماعت کو تمام اہلسنت
متفق ہین کہ بیچ وقت ظہور ایمہ راشدین کے بھی حجت اللہ بندون پر قائم ہوتی ہو سو آپ لوگ ضرور
ہمارا کہنا مانو اگر نہین مانتے ہو تو ہم یہی کہتے ہین کہ یا قوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل سوف
تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ومن ہو کاذب وارتقبوا انی معکم رقیب الحاصل خلاصہ اس استفتے کا
یہ ہے کہ آیا قول قائل پر بنظر غور وفکر ہر کہ ومہ کو توجہ کرنا ضروری ہے یا نہین اسکے جواب سے مطلع فرمایئے فقط

الجواب حسب قول سائل فہمایش قائل پر ہے ہر کہ ومہ کو توجہ کرنا اور اپنی طبیعت کو ایک جامہ
عمدہ کے خریدنے سے ناجائز جانکر روکنا شرعًا کسی طور پر جائز نہین کیونکہ اللہ تعالی نے دین محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم مین ہر طرح کی آسانی رکھی ہے جب کپڑا کل کا بنا ہوا پہننا جائز ٹھہرا تو کیون بلاوجہ
آدمی اپنی طبیعت کو ایک چیز عمدہ کے لینے سے روکے اور کسی قوم کی روزی کسی حرفہ پر موقوف نہین
اللہ تعالی رزاق حقیقی ہے جسطرح اُسکو روزی پہونچانا منظور ہو گا عنایت فرماویگا البتہ احتیاطًا
جس شخص کو یہ منظور ہے کہ ہماری قوم ہملوگون سے منفعت حاصل کرے اور ہم سب اپنی قوم سے
خرید و فروخت کرین مثلًا کوئی رئیس یا بادشاہ اہل اسلام یہ چاہے کہ ہم اپنی ریاست یا سلطنت

مین اہل اسلام نوکر رکھین اور اہل اسلام سے اشیا بنوا کر استعمال مین لاوین تو احسانا جائز ہے
واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ عبدہ المسکین محمد تقی الدین عفاہ العافی عن اثم الآثمین محمد تقے الدین سے
شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۱۲۹۲ھ الحق لایجاوز عن الجواب واللہ اعلم بالصواب محمد شمس الدین
سمی ہمام ابن القیم الجوزیہ۔ اصاب من اجاب محمد بشیر السہسوانی العفوی

جناب ہین مولانا محمد عبدالحی صاحب مجیب نے دلائل مندرجہ سوال سے یعنے آیات واحادیث
وآثار کی نسبت کچھ تعرض نہین کیا کہ جس سے جواب مجیب کا قائل پر حجت پیش کرنے کے لائق ہو
پھر کیف آپکے نزدیک جواب مجیب مقرون بصدق ودیانت ہے یا نہین اور دلائل مندرجہ
سوال مثبت مدعای قائل ہین یا نہین اگر نہین ہین تو ہر آیت وحدیث واثر کی نسبت یہ تحریر
کرنا چاہیئے کہ فلان آیت وفلان حدیث وفلان اثر مدعاے قائل مین قابلیت حجت کی نہین رکھتے
اور قائل کے استدلال مین بذریعہ علم میزان کے یہ یہ مغالطے واقع ہین اور اگر آپ کے
نزدیک قول قائل کا قابل التفات ہر گرو مہ کے ہے تو ویسا تحریر فرمائیے اور مجیب نے جو نسبت غیر ملی
سلطان کے احسانا خاص کیا ہے یہ جا ہے یا بیجا جمیع امور مستفسرہ بالا کا جواب مفصلاً وشرحاً تحریر فرمائیے

ہوالمصوب قول قائل پر ہر شخص کو لزوما توجہ کرنا اور عمدہ کپڑون کے خریدنے سے بالکلیہ
باز رہنا شرعاً لازم نہین ہے البتہ مقتضای تورع واحتیاط یہی ہے جو قائل مذکور کہتا ہے اور دلائل
جو قائل نے پیش کیے ہین وہ مثبت لزوم نہین ہین اور اُنسے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ عمدہ چیزونکے
استعمال کرنے مین گناہ ہو گا یا عمدہ کپڑون کا جو کل مین بُنے جاتے ہین خریدنا باعث فساد وفتنہ
شرعیہ کا ہو گا اور یہ خیال کہ اُسمین سدباب رزق حائکین ہے خیال خام ہے واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم **سوال اول** کیا فرماتے ہین علمای دین کہ قبل شادی
یا وقت نکاح کے ولی لڑکی کا اگر نوشہ سے روپیہ لیکر برات کو کھانا کھلاوے وہ کھانا درست ہے
یا نہین اور ولی پر روپیہ لینے کا کچھ گناہ ہے یا نہین بینوا توجروا

ہوالمصوب برات کے لوگونکو کھانا کھلانا دولھن کی لوگون کی طرف سے درست ہے
بلکہ یہی طریقہ ماثورہ حضرات انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام سے ہے مدارج النبوۃ وغیرہ مین لکھی

تصریح موجود ہے اور نوشہ سے روپیہ لینا اگر وہ بطیب خاطر دیتا ہو شرعاً کچھ اسمین حرج نہین واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی ابوالحسنات

استفتا سوال دوم جو کہ ختم انبیا اور ختم یونس اور ختم قرآن وغیرہ مجتمع ہو کر پڑھتے ہین اور اجرت ختم کی لیتے ہین اسطرح کا پڑھنا اور اجرت لینا درست ہے یا نہین

ہو المصوب متاخرین کے نزدیک تعلیم قرآن پر اجرت لینا درست ہے اور قدما کے نزدیک نہین باقی نفس تلاوت قرآن و ختم قرآن کہ جسمین صرف طلب ثواب مقصود ہوتا ہے اسکی اجرت دینا اور لینا عین درست ہے اتفاقاً تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین خیریہ سے منقول ہے

فی التاتارخانیۃ اذا اوصی بان یدفع الی انسان کذا من مالہ لیقرأ القرآن علی قبرہ فالوصیۃ باطلۃ لاجنۃ سواء کان للقاری معیناً او لا لانہ بمنزلۃ الاجرۃ ولا یجوز اخذ الاجرۃ علی طاعۃ اللہ وان کانوا استحسنوا جوازہ علی تعلیم القرآن فذلک للضرورۃ ولا ضرورۃ الی القول بجوازہا علی القراءۃ علی قبور الموتی انتہی اور بھی اسمین حاشیہ بحر الرائق سے منقول ہے المفتی بہ جواز اخذ الاجرۃ استحساناً علی تعلیم القرآن لا علی القراءۃ المجردۃ انتہی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین یمنع القاری للدنیا والاخذ والمعطی آثمان انتہی

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی ابوالحسنات

استفتا سوال سوم کیا فرماتے ہین علماے دین کہ صرف نوشہ کے لئے عمدہ فرش بچھانا اور پیچھے اُسکے پردہ کپڑے کا کہ اس ملک مین اُسکو مسہری بولتے ہین کھڑا کرنا اور خاص نوشہ کو سواری پر جانا گو ہمیشہ پیدل جاتا ہوا ور سر پر چاندنی کھڑی کرنا اور جو متعلق نوشہ یعنی باپ بھائی بھتیجا وغیرہ ہون اُنکو عمدہ کھانا کھلانا یہ امور مذکورہ بدعت ہین یا نہین اور اگر بدعت ہین تو کونسی بدعت اور یہ امور مثل ناچ باجا اور فاتحہ جو کہ کھانیکے سامنے ہاتھ اُٹھا کر پڑھتے ہین برابر ہین یا کم بینوا توجروا

ہو المصوب یہ امور مثل ناچ باجہ کے کہ جنکی حرمت منصوص ہے نہین ہین بلکہ قبیل بدعات مباحہ سے ہین مگر چونکہ اس قسم کے امور مین اکثر ریا وسمعہ وتفاخر منظور ہوتا ہے اسوجہ سے بعض فقہاء حکم کراہت کا دیتے ہین نصاب الاحتساب مین بحث مفاسد مجالس نکاح مین مذکور ہے الاول احضار المغنیین واظہار الغناء فانہ حرام والثانی احضار المعازف والملاہی وانہ حرام والثالث اظہار لعب اللاعبین وانہ حرام والرابع ستر حیطان البیت بالثیاب

الجمیلۃ تزیینا وانہ مکروہ عندنا والخامس رکوب الخیول والطواف بالبلد من غیر حاجۃ فی جمیع الناس نتیجہ واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی ابوالحسنات

استفتا ماقولکم رحمکم اللہ اس مسئلہ مین کہ ہنود اشیاء ذوی الارواح کو مثل خصی وبکری کے گنگا پر چڑھاتے ہین اور پانی مین زندہ چھوڑ دیتے ہین اور اُس گھاٹ کے زمیندار ہنود و دیگر اشخاص جانورونکو دریا سے نکالتے ہین اور بیچتے ہین اور چڑھانے والے کچھ تعرض نہین کرتے پس ان جانورون کو خرید کر یا نکال کر ذبح کرکے کھانا حلال ہے یا حرام اور یہ جانور مااہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہین یا بحیرہ و سائبہ مین اور بحیرہ و سائبہ حلال ہین یا حرام اور مااہل بہ لغیر اللہ کے کیا معنی ہین وماجعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ آلخ کے کیا مطلب ہین بینوا توجروا

ہوالمصوب مااہل بہ لغیر اللہ سے مراد وہ جانور ہے جو بقصد تقرب الی غیر اللہ ذبح کیا جاوے اور مقصود اراقۃ الدم سے تعظیم غیر خدا ہو اور جان دینا خاص غیر کے لحاظ سے ہووے ایسا جانور حرام ہے اگرچہ وقت ذبح کے بسم اللہ اُسپر کہی جاوے درمختار مین ہے ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ علیہ ولو ذبح للضیف لایحرم انتہی اور تفسیر نیشاپوری مین ہے قال العلماء لوان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد انتہی اور تفسیر درمنثور مین ہے اخرج ابن المنذر عن ابن عباس وما اہل قال ذبح واخرج ابن ابی حاتم عن مجاہد وما اہل قال ماذبح لغیر اللہ انتہی پس بکرا شیخ سدو وغیرہ کا کہ خاص غیر خدا کے واسطے جان دینا اُسمین منظور ہوتا ہے اور خون بہانا تقربا الی غیر اللہ تعالی مقصود ہوتا ہے حرام ہے نہ ذبیحۂ فاتحۂ بزرگان کہ جسمین اراقۃ الدم اللہ تعالے کے واسطے ہوتا ہے اور مقصود ایصال ثواب ہوا کرتا ہے اور جو جانور کہ ہنود زندہ چھوڑ دیتے ہین وہ آیت مین داخل نہین اور حرمت اُنکی اس آیت سے ثابت نہین اسوجہ سے کہ وہان ذبح نہین ہوتا ہے بلکہ زندہ رہا کرنا ہوتا ہے باقی رہی آیت ماجعل اللہ اسکی تفصیل یہ ہو کہ کفار مکہ نے جانورون مین اپنی رائے سے تحلیل وتحریم کردی تھی کبھی مادہ شتر کو کان شق کرکے بتون کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اُسکا دودہ کسیکو نہین دیتے تھے اور اُسکے ذبح کو حرام سمجھتے تھے اور اُسکے اکرام مین خوشنودی اصنام تصور کرتے تھے اسکو بحیرہ کہتے ہین اور سائبہ اُس جانور کو کہتے ہین

بادرجب ۱۲۹۸ ہجری از دارالپور قریب جامع مسجد بلدہ مولوی عبدالغفور صاحب

جو بتون کے نام پر چھوڑ دیا جاوے اور اُس سے کسی قسم کی بار برداری کی محنت نہ لیجاوے حق جل شانہ نے اس حکم کا اُن سے ابطال کر دیا اور ما جعل اللہ من بحیرۃ الخ ارشاد فرمایا پس آیت سے صرف اُسکے احکام کا ابطال ثابت ہوتا ہے نہ تحریم ذبح بحیرہ وسائبہ ہرگاہ یہ امر ممہد ہوا پس سمجھنا چاہیے کہ جو جانور کہ گنگا پر چڑھاے جاتے ہین یا بتون کے نام پر چھوڑے جاتے ہین اُنکو پکڑکے یا نکال کے ذبح کرنا نہ اسوجہ سے حرام ہے کہ وہ ما اہل لغیر اللہ مین داخل ہین اور نہ اسوجہ سے کہ بحیرہ وسائبہ کا ذبح حرام ہے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ جانور اس رہا کرنے سے ملک مالک سے خارج نہین ہوتے ہین پس بدون اذن مالک کے اُنکا حکم مغصوب ومسروق کا ہوگا اور اگر مالک اجازت دیدے یا اباحت عامہ کردے تو اُس وقت اُنکو بسم اللہ کہکے ذبح کرنا اور اُسکو کھانا درست ہوگا اور حرکت قبیحہ اور نیت شنیعہ رہا کرنیوالے سے حکم حرمت کا نہوگا رد المحتار مین ہے المختار فی السیب انہ لا یملکہ اذا لم یجہ وکذا فی الدابۃ اذا سیبہا کما بسطہ الشرنبلالی فی شرحہ اور زیلعی کی شرح کنز مین ہے ان کان مرسلا فھو مال الغیر فلا یجوز تناولہ الا باذن صاحبہ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علماے اہلسنت وجماعت اس مسئلہ مین کہ بنانا صورت وشبیہ روضۂ مقدسہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بطرز عمارت کے اس زمانے مین واسطے حصول ثواب زیارت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درست وجائز ہے یا نہین

ہو المصوب بنانا صورت وشبیہ روضۂ مقدسہ کا واسطے حصول ثواب کے داخل بدعات ہے اور شرعًا ناجائز ہے اولًا اسوجہ سے کہ زمانۂ صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمۂ مجتہدین مین باوجود وقوع ضرورت کے یہ صورت نہین پائی گئی صدہا علما اُن زمانون مین مشتاق زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہتے تھے اور بعض صحابہ مثل ابن عمر وغیرہ کے بارہا قبر شریف کے پاس حاضر ہوکے زیارت کا ثواب حاصل کرتے تھے باایںہمہ کسی شخص سے ان حضرات مین سے منقول نہین کہ اُنھون نے اپنے شہر یا مکان مین نقشہ یا صورت قبر شریف یا حجرۂ شریفہ بناکے حصول ثواب زیارت کا قصد کیا ہو یا ایسی صورت کے جواز کا فتوی دیا ہو

اور جس چیز کی ضرورت قرون ثلثہ متبرکہ مین ہوا اور باوجود اسکے پھر اوسکی طرف توجہ قولا یا فعلاً نہوئی ہو وہ بدعت سیئہ ہے اور بحکم حدیث کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار غیر مشروع ہے وثانیاً اسوجہ سے کہ کسی شئے متبرک کی شبیہ وصورت پر حکم اوس شئے کا دینا اور اوس سے طلب حصول ثواب کا کرنا امر باطل ہے اور یہ گمان کرنا کہ جس طرح اصل کی تعظیم وتکریم سے ہمکو ثواب حاصل ہوتا ہے تعظیم نقل وشبیہ سے بھی ثواب حاصل ہوتا ہے گمراہی ہے جیسا کہ رسالہ الملی مین

ہے من الاوہام تقریر حکم شئے لشبیہہ وہذا الوہم قد اضل عبدۃ الاصنام من طریق الصواب واقعہم فی ہاویۃ الجہالۃ انتہی بنا برعلیہ شبیہ وصورت روضۂ مقدسہ کا بطور عمارت کے بنانا اور اوس سے طلب حصول ثواب زیارت کرنا امر لغو وباطل ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا خلال چاندی کے اور بوتام صدف کے استعمال کرنا جائز ہے یا نہین

ہو المصوب بوتام صدف کا استعمال جائز ہے اور خلال چاندی کی نہین درست ہے رد المحتار مین ہے المحرم ہو الاستعمال فیما صنعت لہ فی متعارف الناس انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ما قولکم اندرین مسئلہ کہ شاعرے در شعر خود وجودیہ وشہودیہ را ذم کردہ عالمے از علما نسبت آن شاعر حکم تکفیر کردہ چراکہ وجودیہ وشہودیہ یا انبیاء بودہ اند یا اولیاء وہیچ یکے از عارفان خارج ازین دو گروہ نبودہ اند عالمی دیگر نسبت مفتی مذکور بخطا کردہ وبفتوی خود نوشتہ کہ ہیچ یکے از انبیا واولیا نہ وجودے بودند نہ شہودی بلکہ وجودیہ وشہودیہ از اہل بدعت

بجرہ اند بیو انچہ درین مسئلہ صواب باشد ارقام فرمایند

ہو المصوب اکابر اولیا را مت محمدیہ بدو فرقہ مختلف اند بعضے قائل توحید وجودی شدہ اند ازین طائفہ شیخ محب اللہ الہ آبادی ہستند کہ رسالہ تسویہ درین بحث نوشتہ اند ومولانا محمود جونپوری در رد شان رسالہ حرز الایمان نوشتہ از تحقیقات انیقہ آنرا مملو ساختہ اند واز ایشان مولانا عبد الرحمن لکھنوی اند کہ رسالہ کلمۃ الحق نوشتہ بزعم خود اثبات توحید وجودی بدلائل عقلیہ ونقلیہ کردند وشارح آن رسالہ جابجا اقوال شان را مخدوش ساختہ واز ایشان

سید الطائفہ محی الدین بن عربی مولف فتوحات وفصوص ہستند چنانکہ ظاہر عبارات شان برآن دلالت میسازند وبعضے قائل توحید شہودی شدہ اقوال اکابر را بر محامل صحیحہ محمول کردہ اند مجدد الف ثانی درمکتوبات خودمی نویسند آنچہ لابدست توحید شہودی ست کہ فنا بآن مربوط است وبعقل وشرع مخالفت ندارد بخلاف توحید وجودی واقوال مشایخ را بتوحید شہودی باید فرود آورد انتہے وتحقیق این مبحث درمکتوبات ورسالہ تشھید فے مبانی کلمۃ التوحید موجود ست پس کسیکہ میگوید کہ وجودیہ وشہودیہ از اہل بدعت اند قولش قابل اعتبار نیست ومنشای قولش جہل و ناواقفیت ست از احوال اولیاء واز معنی توحید وجودی وشہودی وشاعری کہ ذم ہر دو فرقہ ساختہ قابل ملامت ست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا سوال اول تفضیلیہ کسے کہتے ہین اور اگر کوئی شخص حضرت علے کرم اللہ وجہہ کو باعتبار دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی ہاشم ہونے کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے تو وہ تفضیلی ہے یا نہین **سوال دوم** شیخین کی فضیلت نزدیک اہل سنت وجماعت کے من کل الوجوہ ہے یا بہ بعض الوجوہ **سوال سوم** اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق کون ہے اور حضرت علی رض اُسکے مصداق ہین یا نہین **سوال چہارم** یہ جو عوام الناس مین مشہور ہے کہ پنجتن پاک حضرت رسول صلعم اور حضرت علی رض اور حضرت فاطمہ رض اور حضرات حسنین رض ہین اسکی شریعت مین اصل ہے یا نہین **سوال پنجم** بعد خلع خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے امیر معاویہ رض ہوئے یا نہین **سوال ششم** اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ یزید علیہ ما یستحقہ خلیفہ برحق تھا اور خروج امام علیہ السلام کا اُسپر ناحق ہوا تو وہ شخص گنہگار ہے یا نہین

ہو المصوب جواب سوال اول شاہ عبدالعزیز رح تحفہ اثنا عشریہ مین لکھتے ہین

دوم فرقہ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل میدادند واین فرقہ از ادناے تلامذہ آن لعین شدند یعنی عبداللہ بن سبا وشمہ از وسوسہ وے قبول کردند وجناب مرتضوی درحق انہا تہدید فرمود کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بہ شیخین تفضیل میدہد او را حد افترا کہ ہشتاد چابک ست خواہم زد انتہی اور جو شخص حضرت علی رض کو باعتبار دامادی رسول اللہ صلعم وغیرہ کے

تفضیل دے اگر غرض اُسکی اس سے تفضیل مرتضوی شیخین پر کثرت ثواب مین ہے یا اُن فضائل کسبیہ مین کہ جسکی وجہ سے ارباب عقول کے نزدیک تفضیل ہوتی ہے یا یہ غرض ہو کہ فضیلت مرتضویہ جملہ فضائل شیخین پر غالب ہے تو وہ تفضیلی ہوگا اور اگر صرف یہ مقصود ہو کہ یہ فضیلت خاصہ شیخین مین نہین ہے اگرچہ اُنکے اور فضائل اس فضیلت سے بڑھکے ہین تو کچھ حرج نہوگا **جواب سوال دوم** فضیلت شیخین رض کی باعتبار اکثریت ثواب واکرمیت عند اللہ تعالی ہے نہ باعتبار ہر جزئی کے کیونکہ فضائل جزئیہ حضرت مرتضوی مین بعض ایسے ہین کہ حضرات شیخین مین نہین ہین لیکن اور فضائل شیخین رض کے ان فضائل جزئیہ پر تفوق رکھتے ہین محقق دوانی حاشیۂ جدیدۂ شرح تجرید مین لکھتے ہین انہم انما اختلفوا فی الافضلیۃ من حیث کثرۃ الثواب کما ہو الشائع فی کتب العقائد اذ لا ینکر احد من اہل السنۃ رجحان علی فی کثیر من الفضائل انتہی اور شرح مقاصد مین ہے الکلام فی الافضلیۃ بمعنی الکرامۃ عند اللہ وکثرۃ الثواب انتہی اور شرح موقف مین ہے مرجعہا ای مرجع الافضلیۃ التی نحن بصددہا الی کثرۃ الثواب والکرامۃ عند اللہ وذلک یعود الی الاکتساب للطاعات والاخلاص فیہا انتہی **جواب سوال سوم** حضرت علے رض فاطمہ رض وحسنین رض بھی مصداق اہلبیت نبوی مین داخل ہین ہؤلاء اہل بیتی انکے حق مین وارد ہے **جواب سوال چہارم** خاص اس شہرت کی کوئی اصل معتد بہ نہین ہے البتہ اگر روایات ہؤلاء اہل بیتی واصحاب عباء سے استنا کیا جاوے تو ممکن ہے مگر تخصیص کی کوئی وجہ معتبر نہین ہے کیونکہ اگر طہارت بمعنی عصمت کے ہو تو وہ مختصات انبیاء سے ہے اور اگر مطلق ہو تو اختصاص کے ساتھ ان حضرات کی کوئی وجہ نہین ہے **جواب سوال پنجم** وہ خلافت کہ جسکے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ فرمایا زمانہ اسکا خلع امام حسن رض تک منقضی ہوگیا بعد اسکے حضرت معاویہ رض کی خلافت اُس سے خارج ہوئی لیکن مطلق خلافت مین کہ جسکے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے کہ قیام بالعدل کرینگے داخل ہے ابن حجر مکی منح مکیہ شرح قصیدۂ ہمزیہ مین امام حسن رضی اللہ عنہ کے حالات مین لکھتے ہین فکان الحسن آخر الخلفاء الراشدین بنص جدہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ فی الحدیث الصحیح الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ فمدۃ خلافۃ ہی الستۃ اشہر الباقیۃ منہا وعند مضیہا سار الی معاویۃ فی اربعین الفا فیلی

الجمعان علم الحسن انه لن یغلب احدی الطائفتین حتی یذهب اکثر الاخری فرضی بالنزول لمعاویة عن الخلافة شفقة علی الامة بشروط قبلها معاویة فنزل له وح صار هو الامام الحق وقبل ذلک متغلبا لکن لاجتهاد لم یکن آثما بل ماجورا انتہی **جواب سوال ششم** ایسا کلمہ وہ جو شخص کہیگا وہ گنہگار ہے تو بہ اسپر واجب ہے منح مکیہ میں ہے نقل عنه ای ابن العربی المالکی بما یقشعر منه الجلد انه قال لم یقتل الحسین الا بسیف جده ای بحسب اعتقاده الباطل ان یزید هو الخلیفة والحسین باغ علیه انتہی اور یہی اسمیں ہے قول بعضهم لا یلام علی قتل الحسین لانهم انما قتلوه بسیف جده الامر بسله علی البغاة لا یعول علیه لان یزید لم تنعقد بیعته عند الحسن وغیره من لم یبایعوه والمبایعون له اکرهوا علی البیعة کما هو معروف وغایة امر یزید انه جابر فاسق متغلب انتہی واللہ اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم چہ میفرمایند علمای اہلسنت درین مسئلہ زید میگوید کہ نزد اہلسنت وطی فی الدبر جائز ست ومیگوید کہ در صحاح ستہ وتفاسیر معتبرۂ ایشان روایات جواز در شان نزول آیۂ کریمہ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم موجود ست فی تفسیر الدر المنثور للسیوطی اخرج اسحق بن راهویه فی مسنده وتفسیره والبخاری وابن جریر عن نافع قال قرأت ذات یوم نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم قال ابن عمر اتدری فیم انزلت هذه الآیة قلت لا قال نزلت فی اتیان النساء فی ادبارهن و اخرج البخاری وابن جریر عن ابن عمر فاتوا حرثکم انی شئتم قال فی الدبر وامام مالک وبعضی دیگر از علمای شان باین فتوی داده اند پس قول زید درین مسئلہ باین استدلال صحیح است یا نہ بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل

ہو المصوب نسبت حلت وطی فی الدبر اگرچہ بعض علماء در تحریرات وتصانیف خود بطرف امام مالک رح کردہ اند لیکن صحیح آنست کہ امام مالک رح ازان رجوع کردہ اند قسطلانی در ارشاد الساری شرح صحیح بخاری می آرد روی الخطیب عن مالک من طریق اسرائیل بن روح قال سالت مالکا عن ذلک فقال ما انتم قوم عرب هل یکون الحرث الا فی موضع زرع لا تعدوا الفرج قلت یا ابا عبد اللہ انهم یقولون انک تقول ذلک قال یکذبون علی فالظاهر ان اصحابه المتاخرین اعتمدوا علی هذه القصة ولعل مالکا رجع عن قوله الاول انتہی واما روایت ابن عمر پس محمول ست بر اتیان

فرج از طرف دبر نہ برا تیان دبر و آنانکہ برکنہ قول ابن عمر کما حقہ نرسیدند اتیان دبر روایت کردند
در صحیح نسائی باسناد صحیح از ابی نضر روایت ست قلت لنافع قد اکثر علیک القول انک تقول
عن ابن عمر انہ افتی ان یؤتی النساء فی ادبارہن قال کذبوا علی ولکنی ساحدثک کیف کان الامر
ان ابن عمر عرض المصحف وانا عندہ یوما حتی بلغ نساؤکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم فقال یا نافع ہل
تدری من امر ہذہ الآیۃ قلت لا قال انا کنا معشر قریش نجبی النساء فلما دخلنا المدینۃ ونکحنا نساءہم
اردنا منہن مثل ما کنا نرید فاذا ہن قد کرہن ذلک واعظمن وکانت نساء الانصار قد اخذن بحال
الیہود انما یؤتین علی جنوبہن فانزل اللہ نساؤکم حرث لکم واگر بالفرض والتقدیر ابن عمر قائل جواز
وطی فی الدبر باشند قول شان درین باب نزد اہل سنت معتبر نیست چہ بسیاری از احادیث مرقومہ
کہ در صحاح وغیرہ مروی اند دلالت میکنند بر حرمت وطی در دبر و در و وعید شدید مثل لعنت وغیرہ
بر فاعل آن و ہرگاہ قول صحابی مخالف قول رسول اللہ صلعم باشد احتجاج بآن جائز نیست بلکہ
آن صحابی معذور داشتہ خواہد شد باین طور کہ احادیث مرقومہ او شان را نرسیدند اگر میرسیدند اینچنین
فتوی نمیدادند واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا سوال اول کوت یعنی تخمین کرنا غلہ جات کا کھیت میں قبل کاٹنے زراعت کے
نزدیک حنفیوں کے درست ہے یا نہیں **سوال دوم** تقسیم کرنا غلہ کا اسطور پر کہ زمیندار نصف سے
زائد اور رعیت نصف سے کم لے مفید ملک رعیت و زمیندار ہے یا نہیں بینوا توجروا

ہو المصوب تخمین کرنا غلہ اور پھل وغیرہ کا قبل کاٹنے زراعت اور پھلون کے صرف
بغرض دریافت اجمالی اور اطمینان کے درست ہے باقی ثبوت ملک اور لزوم حکم شرعی اس
تخمین پر مبنی کرنا نزدیک حنفیہ کے نہیں درست ہے اور احادیث مین جو تخمین وارد ہے وہ
نزدیک حنفیہ کے صورت اول پر محمول ہے عینی کی شرح صحیح بخاری مسمی عمدۃ القاری مین ہے
قال الشعبی والثوری وابو حنیفۃ ومحمد وابو یوسف ومحمد الخرص مکروہ حتی قال الشعبی الخرص بدعۃ
وقال الثوری خرص الثمار لا یجوز وقال الطحاوی احتج ابو حنیفۃ بما رواہ جابر مرفوعا نہی عن الخرص
وبانہ تخمین وقد یخطی ولو جوزنا خرص الثمار وخرص الزرع بعد جذاذہا فانہ اقرب من خرص
ما علی الاشجار فلما لم یجز فی القریب لم یجز فی البعید وقال الخطابی انکر اصحاب الرای الخرص وقال

مرسلہ غلام محسن صاحب پھلواری عظیم آباد ماہ صفر ۱۲۹۷ ہجری

بتضمینهم انما کان یفعل تخویفا للمزارعین لئلا یجوزوا الیلزم بالحکم لانہ تخمین وغرور او کان یجوز قبل تحریم الربوا والقمار انتهی اور بھی اسی مین ہے انهم فعلوا ذلک ای الخرص لیعلم مقدار ما فی ایدی الناس من الثمار فیوخذ مثلہ بقدرہ فی ایام الصرام لانهم یاکلون شیئا انتهی اور بھی اسی مین ہے کان یفعل ذلک تخویفا لئلا یجوزوا وان یعرفوا مقدار ما فی النخل وامالزام بہ بحکم شرعی فلا انتهی اور تقسیم غلہ کی اس طور پر کہ زمیندار نصف سے زائد لے اور رعیت نصف سے کم بتراضی طرفین درست ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا سوال انگریزون کی نوکریان مثل منصفی و ڈپٹی وغیرہ سب حرام ہین یا نہین اگر کل حرام نہین تو کس کس قسم کی حلال ہین اور کس قسم کی حرام اور خلاف شرع نوکری کرنیوالا کافر ہے یا فاسق اور برابین تقدیر ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون کی کیا تاویل ہے بینوا توجروا

ہو المصوب جس نوکری مین پابندی اجراء احکام غیر شرعیہ کی اور اجراء احکام ظلم وغیرہ کی نہو وہ درست ہے اور جن مین یہ امور ہون وہ حرام ہین اور جو انکی اطاعت کرین اور خلاف شرع احکام جاری کرین وہ فاسق ہین نہ کافر کما قال اللہ تعالی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون وقال اللہ تعالی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون اور آیۂ فاولئک ہم الکافرون یہود وغیرہ کے حق مین ہے نہ اہل اسلام کے حق مین یا مراد اس سے کفر عملی ہے یا محمول ہے مستحل وحسن پر تفسیر جامع البیان مین ہے نزلت فی اہل الکتاب دون من اساء من ہذہ الامۃ ومن ترکہ عمدا واجازہ وہو یعلم فہو من الکافرین اولیس بکفر ینقل عن الملۃ ولکن کفر دون کفر انتهی رسالۂ احکام الاراضی مین ہے من اطعہم عن ضرورۃ فہو علی صحۃ الاسلام وان کانت اطاعتہم لا عن ضرورۃ فکذلک لکنہم فساق انتهی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مندرجۂ ذیل مین کہ زید کہتا ہے کہ ذبیحہ کسی مشرک وبدعتی وکافر کا حلال نہین ہے سوای موحد باللہ ومتبع سنت رسول اللہ کے اور عمرو کہتا ہے کہ مجھے تصدیق اس امر کی آیت کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ سے

معلوم نہین ہوئی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ
پس اس آیت کریمہ مین اللہ تعالی نے محض قید ذکر اسم اللہ کی کی نہ کافر کی نہ مشرک کی نہ شیخ کی
پس میرے نزدیک بحکم عموم اس آیہ کریمہ کے اور مطابق حدیث حضرت عایشہ رض کے جسکی تخریج کی
نسائی وابو داؤد وابن ماجہ نے ان قوما قالوا یا رسول اللہ ان قوما حدیث عہد بجاہلیۃ یاتوننا بلحمان لا ندری ذکروا اسم اللہ علیہا
ام لم یذکروا ناکل منہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سموا اللہ وکلوا وحدیث رافع بن خدیج کے
کہ ما انہر الدم وذکر اسم اللہ علیہ فکلوا وارد ہے موافق تحقیق علمای محققین مثل مجتہد زمانہ
علامہ شوکانی وغیرہ کے حرمت اسکی معلوم نہین پس مشرک ہو یا بدعتی ہو یا کافر جب خدا کا
نام ذکر کریگا تو مین اسکو کھاونگا پس علما محققین کی خدمت بابرکت مین عرض ہے کہ موافق
کتاب وحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فیصل مابین زید وعمرو بیان فرماوین
تا نزاع مرتفع ہو اور عند اللہ ماجور ہون

ہو المصوب عمرو کا قول قابل اعتبار کے نہین ہے حق جل شانہ سورۂ مائدہ مین ارشاد فرماتا ہے
وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اور مراد یہان طعام سے بالاتفاق ذبیحہ ہے پس اگر ذبیحہ مشرکین کا
حلال ہوتا حتی کہ مشرکین کا بھی تو اہل کتاب کی تخصیص کی کوئی وجہ نہتھی اور اس آیت فکلوا مما ذکر اسم
اور آیت ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم علیہ وغیرہ مین صرف شرط حلت ذبیحہ کی وقت ذبح کے بیان ہے
اور مقصود اُنسے فقط اسیقدر ہے کہ بدون بسم اللہ کے ذبیحہ حلال نہین ہے اور ذابح کا عموم وخصوص
اس آیت سے ثابت نہین ہوتا ہے اور اگر ایسا ہی ان آیات کے اطلاق سے استدلال لیا جاوے تو باب
اطلاق مذبوح مین اسپر عمل کرنا پڑے گا کیونکہ کسی مذبوح کو ان آیات مین خاص نہین کیا بلکہ جس پر اسم
اللہ کا ذکر ہوا وسپر حکم حلت کا ہو پس لازم آتا ہے کہ اگر کوئی شخص کتا یا سوئر یا اور جانور جسکا گوشت
حلال نہین ہے بسم اللہ کہکے ذبح کرے تو اسکا کھانا درست ہو جاوے اس تقریر سے کہ اللہ نے
ان آیات مین قید صرف اسم اللہ کی کی نہ کسی ذبیحہ خاص کی حالانکہ اسکا کوئی مسلمان قائل نہین ہے
الحاصل ان آیات مین صرف کیفیت ذبح کا بیان اور شرط حلت کا بوقت ذبح کے بیان ہے ذابح
ومذبوح کے اطلاق وتخصیص سے انمین کچھ غرض نہین ہے پس جسطرح سے تخصیص مذبوح اور آیات
واحادیث سے ثابت ہوئی اسیطرح تخصیص ذابح کی بھی اور جگہ سے ثابت ہوئی ایک تو آیت

سابقہ دوسری وہ حدیث جو مصنف عبدالرزاق مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس یعنی آتش پرست کے حق مین فرمایا ہے من اسلم منہم قبل ومن لم یسلم ضربت علیہ الجزیۃ غیر ناکحی نسائہم ولا آکلی ذبائحہم یعنی جو اُنمین سے اسلام لاویگا اُسکا اسلام قبول ہوویگا اور جو اسلام نہ لاویگا اُس سے جزیہ لیا جاویگا مگر اُنکی عورتون سے نکاح نکیا جاویگا اور نہ اُنکا ذبیحہ کھایا جاویگا اسیطرح سے اور بھی احادیث اور آثار صحابہ اس باب مین موجود ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیحہ کسی کافر کا سواے اہل کتاب کے نہین درست ہے اور حدیث عایشہ رض اسپر نہین دلالت کرتی ہے کہ ذبیحہ ہر کافر و مسلم کا حلال ہے کیونکہ اُس حدیث مین سوال اُن لوگونکے ذبیحہ سے ہوا ہے جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور رسوم جاہلیت مین مبتلا تھے نہ ذبیحۂ کافر سے اور علامہ شوکانی کہ جنکا انتقال ۱۲۵۰ھ یا ۱۲۵۵ھ مین ہے گو علم ادب مین تحقیق اونکی اچھی ہو مگر اجتہاد اور فتوی اونکا مقابلہ مین اجتہاد اور فتوی ائمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین سابقین کے قابل اعتبار کے نہین ہے اس مسئلہ مین ائمہ اربعہ بلکہ اکثر مجتہدین بھی تحقیق کر گئے کہ سواے مسلمان اور کتابی کے کسیکا ذبیحہ حلال نہین پس اب شوکانی کہ اس صدی کے علما سے تھے اگر اُسکے مخالف لکھین تو انکا اعتبار نہین ہوسکتا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

استفتا چہ میفرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ اولا احادیث صحیح مین وارد ہے کہ حقوق اسلام سے ہے کہ جب باہم دو مسلمان ملاقات کرین تو مصافحہ کرین بعض مسلمان جو اس سنت کو ادا نکرین تو تارک سنت ہین یا نہین ثانیا بعد نماز جمعہ کے مصلیان مسجد جو باہم مصافحہ کرتے ہین یہ طریق سنت ہے یا نہین بعض کتب مثل شرح مشکوۃ شریف شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ اور غایۃ الاوطار شرح درمختار مین امر ثانی کو بدعت ٹھہرایا ہے اور بعض لوگ جو شی اول کے مصداق ہین وہ اوسکو سنت بتلاتے ہین پس کیا ہے حق درمیان ہر دو اقوال کے ثالثا وقت نماز جمعہ کا بعد دوپہر کے کتنے منٹ بعد شروع ہوکر کسقدر عرصہ تک رہتا ہے کہ جسمین نماز جمعہ ادا ہوا ور تنگ وقت نہ گنا جاوے

ہو المصوب عند الملاقات مصافحہ کرنا امر متوارث وسنت قدیمہ ہے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم اور صحابہ کا یہ طریقہ مستمر تھا تارک اسکا تارک سنت ہے بیہقی نے شعب الایمان مین اور طبرانی وغیرہ نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان المؤمن اذا لقی المؤمن فسلم علیہ واخذ بیدہ فصافحہ تناثرت خطایاہما کما تتناثر ورق الشجر اور سنن ابو داؤد اور جامع ترمذی وغیرہ مین مرفوعاً مروی ہے ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لہما قبل ان یفترقا اور سنن ابو داؤد مین ابو ذر سے روایت ہے ما لقیتہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا صافحنی اور ترمذی نے ابن مسعود سے روایت کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمام التحیۃ الاخذ بالید اور صحیح بخاری مین بھی قتادہ سے مروی ہے قلت لانس رضی اللہ عنہ کان المصافحۃ فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم اور بعد نماز جمعہ کے یا بعد نماز صبح یا عصر کے مصافحہ کرنا بعض فقہا نے اسکو بدعت مباحہ لکھا ہے اور بعضون نے بدعت مکروہہ لکھا ہے لیکن اسمین شک نہین کہ یہ طریقہ خلاف طریقۂ سلف صالح ہے پس اسکو ترک کرنا اور طریقہ مسنونہ کو اختیار کرنا لازم ہے رد المحتار مین مذکور ہے قد یقال ان المواظبۃ علیہا بعد الصلوۃ خاصۃ قد یؤدی الی اعتقاد سنیتہا فی خصوص ہذہ المواضع وان لہا خصوصیۃ زائدۃ علی غیرہا مع ان ظاہر کلامہم انہ لم یفعلہا احد من السلف فی ہذہ المواضع ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوۃ بکل حال لان الصحابۃ ما صافحوا بعد اداء الصلوۃ ولانہا من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر من الشافعیۃ انہا بدعۃ مکروہۃ لا اصل لہا فی الشرع ثم نقل عن ابن الحاج من المالکیۃ ان موضع المصافحۃ فی الشرع انما ہو عند لقاء المسلم لاخیہ لا فی ادبار الصلوات انتہی اور وقت نماز جمعہ عین وقت ظہر ہے بمجرد زوال آفتاب شروع ہوتا ہے اور تا وقت عصر باقی رہتا ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے عظام اس صورت مین کہ بعض لوگ ایک احاطہ پختہ تیار کرا کر اسمین ایک چبوترہ نصب کرکے اسکو منسوب بمحبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی کرتے ہین اور اس چبوترہ پر غلاف چڑھاتے ہین اور چراغان روشن کرتے ہین اور ریوڑی چڑھاتے ہین اور اسپر فاتحہ کرتے ہین یہ امور درست ہین یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب مرتکب ایسے امور کا مبتدع ہے اور ایجاد ایسے افعال کی بدعت ضلالت ہے

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا جو شراب کہ مطلقاً نشہ آور ہے اُس کا کیا حکم ہے

ہو المصوب جو شراب کہ مطلقاً نشہ آور نہین نہ قلیل اُسکا نہ کثیر وہ حلال ہے اور جسکا کثیر مسکر ہے جیسے سیندھی اور تاڑی اسکا ایک قطرہ بھی بمذہب مفتی بہ حرام ہے بحدیث ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام کذا فی الدر المختار وحواشیہ حررہ ہذا الجواب الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ چند ایسے مسلمان جن کے والدین بھی مسلمان ہین جمع ہوے اور کچھ روپیہ باہم چندہ سے جمع کرکے خوک اور شراب خرید کی اور بھوانی کا پوجا کیا اور وہ سور مارکے اور شراب بھوانی کو چڑھایا اس غرض سے کہ بھوانی مذکورہ جسکو کالی اور دیبی بھی کہتے ہین مرض ہیضہ سے نجات دے اور محفوظ رکھے جب یہ کیفیت دیندار مسلمانون کو معلوم ہوئی اور ایسے فعل کے وقوع کا کماحقہ یقین ہوا تو شرکا پوجا کا حقہ پانی پینا ترک کیا تا پھر کوئی مسلمان پوجا نکرے اور ایسی گمراہی مین نہ پڑے ایسے فعل سے سب باز رہین لیکن ایک شخص نے بخلاف دیندار مسلمانون کے عمداً دیدہ و دانستہ اپنا حقہ پانی پوجنے والون کو دیا اور دیندار مسلمانون کو حقہ ترک کرنے کی وجہ سے کلمات سخت کہے اور جوتیان مارنے کو کہا انتظام اہل اسلام خراب کیا اس صورت مین پوجا کا چندہ دینے والے اور پوجا کرنے والے مرتد اور کافر ہوے یا نہین اور جس شخص نے بخلاف دیندار مسلمانون کے حقہ دیا ہے اُسکا کیا حال ہے وہ کیسا ہے اور اگر یہ مرتد اور کافر ہین تو توبہ کرین تو عند الشرع مقبول ہو یا نہین اور کیونکر کسطرح سے توبہ کرین انکی عورتین نکاحون سے باہر ہوگئین یا نکاح قائم رہا بینوا توجروا

ہو المصوب اس صورت مین وہ پوجا کرنیوالے کافر ہوگئے اور عورتین اُنکی نکاح سے باہر ہوگئین اہل اسلام کو چاہیے کہ اُنکی شرکت نہ کرین تا وقتیکہ وہ توبہ نکرین اور جو انکا شریک ہوا اُسکو بھی برادری سے باہر کردین جبتک وہ اس شرکت سے توبہ نکرے اور پوجا کرنیوالون پر لازم ہے کہ پھر اسلام لاوین اور کلمہ شہادت ادا کرین اور توبہ واستغفار کرین بعد اسلام کے اپنی اپنی عورت سے نکاح کرین جب وہ اسلام لاوین اور توبہ کرینگے سوقت وہ شریک برادری کر لیے جاوین

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین ان سوالات مین **سوال اول** در کتاب اوزجندی کہ از ملا علی قاری ست روایت ست فلما کان الیوم الثالث عن وفات ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابوذر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ تمرۃ یابسۃ ولبن الناقۃ وخبز الشعیر فوضعہا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرء النبی علیہ الصلوۃ والسلام الفاتحۃ مرۃ وسورۃ الاخلاص ثلاث مرات وقرء اللہم صل علی محمد انت لہا اہل وہو لہا اہل فرفع یدیہ ومسح وجہہ فامر ابی ذر ان یقسمہا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثواب ہذہ الاطعمۃ لابنی ابراہیم فقط صحت نام کتاب اور روایت کی اسمین ہے یا نہین یا اور کس کتاب مین ہے **سوال دوم** در فتاوی مجمع البرکات از مطالب المومنین آوردہ است ولیقوم عند وجہ المیت ویضع یدہ الیمنی علی تربتہ ویقول اللہم اغفر لہ فانہ قد افتقر الیک فان کان قبر عبد صالح ویمکنہ ان یطوف حولہ فعل ذلک ثلث مرات یہ عبارت مجمع البرکات یا مطالب المومنین مین ہے یا نہین یا اور کسی کتاب کی ہے **سوال سوم** ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی خلفت ان اقبل عتبۃ الجنۃ والحور العین فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تقبل رجل الام ووجہ الاب فقال یا رسول اللہ ولم یکن لی ابوان فقال قبل قبرہما قال فان لم اعرف قبرہما قال خط خطین احدہما قبر الام والآخر قبر الاب فقبل ہما فلا تحنث فی یمینک فقط یہ حدیث شریف کس کتاب اور کس باب مین ہے **سوال چہارم** سنا ہے بیچ تسویہ رویۃ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ روشنی اور تاریکی اور پس وپیش اور قریب اور بعید سب برابر ہین یہ صحیح ہے یا غلط اور اگر صحیح ہے تو امیدوار ہون کہ عبارت حدیث شریف کی مع نام کتاب وباب وفصل ارقام فرمایا جاوے **سوال پنجم** سنا ہے کہ ایک صحابی نے طواف کیا گرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ واقعی حدیث مین آیا ہے یا نہین اور سنا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ نے طواف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سویہ روایت

مع نشان کتاب وباب وفصل ارقام فرمائیے

ہو المصوب جواب سوال اول کتاب اوزجندی از تصانیف ملا علی قاری ست نہ روایت مذکور صحیح ومعتبر ست بلکہ موضوع ست وباطل بر آن اعتماد نشاید در کتب حدیث

نشان نداد و چنین روایات یافته نمی شود **جواب سوال دوم** عبارت مذکوره در مجمع البرکات موجود ست لیکن مخالف کتب معتبره است ملا علی قاری مکی در شرح عین العلم می نویسد ولا یمس
ای القبر ولا التابوت ولا الجدار لورود النهی عن مثل ذلک بقبر النبی علیه السلام فکیف بقبور سائر الانام ولا التقبیل فانه زیادة علی المس فهو اولی بالنهی فالتقبیل مختص بالحجر الاسود وبایدی الانبیاء والعلماء والصلحاء انتهی وهم ایشان در شرح باب المناسک می نویسد ولا یطوف حول البقعة الشریفة فان الطواف من مختصات الکعبة فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء انتهی ودر نور الایمان بزیارة آثار حبیب الرحمان مرقوم ست ومافی مجمع البرکات ویکفیه ان یطوف حوله فعل ذلک ثلث مرات فلا یعبأ به انتهی **جواب سوال سوم** نشان این روایت در کتب حدیث معتبره یافته نمی شود البته در مطالب المومنین از کفایۂ شعبی نقل کرده لیکن هر دو کتاب از کتب غیر معتبره اند ودر باب روایات حدیث اعتماد بر تصریحات محدثین می شود نه بر نقل هیچ فقهای غیر معتبرین شیخ عبد الحق دهلوی در مدارج النبوة می نویسد در بوسه دادن قبر روایت فقهی نقل میکنند وصحیح آنست که لا یجوز است انتهی **جواب سوال چهارم** فی الواقع این صفت در آن حضرت صلی الله علیه وسلم موجود بود لیکن نه دائما بلکه در بعض اوقات فاسی در شرح دلائل الخیرات می نویسد قد ثبت رویته صلی الله علیه وسلم من خلفه فی حدیث ابی هریرة وانس عند الشیخین وعند عبد الرزاق فی جامعه وعند الحاکم عن ابی هریرة انتهی وحافظ ابن حجر عسقلانی در تلخیص الحبیر می نویسد کان یری من وراء ظهره کما یری من قدامه هو فی الصحیحین وغیرهما من حدیث انس وغیره والاحادیث الواردة فی ذلک مقیدة بحال الصلوة وبذلک یجمع بین هذا وبین قوله صلی الله علیه وسلم لا اعلم ما وراء جداری هذا انتهی **جواب سوال پنجم** این قصه موضوع وباطل ست در کتب معتبره نشان آن یافته نمی شود والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

استفتا ما قولهم رحمهم الله تعالی اس مسئله مین که تاڑی تاڑ کی فی نفسه نشه دار ہے
٦٢
تهوڑی پینے سے نشه نهین ہوتا صرف منه مین بو آتی ہے پس بعد پینے تاڑی کے جب تک نشه نه ہو اسوقت تک کلی یا وضو کرکے نماز پڑھنا درست ہے یا نهین اور مسجد مین مسلمانون کی صف مین جنکو اسکی بو نا خوش معلوم ہوتی ہے جانا درست ہے یا نهین اور اگر بفحوای آیۂ کریمه

لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری عدم جواز کیواسطے نشہ ہونا شرط ہے تو کس درجہ تک نشہ مشروط ہے
اور تاڑی اور خمر کے حکم حرمت ونجاست وحدود وغیر ذلک مین کچھ فرق ہے یا نہین اور اگر ہے تو کیا بینوا توجروا
ہو المصوب حد عدم جواز نماز کی حالت سکر مین خود قرآن مین مذکور ہے لا تقربوا الصلوۃ
وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون انتہی پس جبتک ایسی کیفیت نشہ کی ہو کہ انسان اُسکے
سبب سے نہ سمجھتا ہو کہ کیا ہم پڑھتے ہین اور کیا ہماری زبان سے نکلتا ہے اُسوقت تک
نماز نہ ادا کرے اور بعد پینے تاڑی کے جبتک نشہ نہو اُسوقت تک کلی کر کے نماز درست ہے
لیکن مسجد مین جانا تاڑی پی کے گو نشہ نہو ممنوع ہے اور ایسے شخص کو مسجد سے نکلوا دینا
درست ہے وسیلۂ احمدیہ شرح طریقۂ محمدیہ مین ہے قال الفقہاء کل من وجد فیہ رائحۃ کریہۃ
یتاذی بہ الانسان یلزم اخراجہ ولو بجر من یدہ او رجلیہ دون لحیتہ وشعر راسہ انتہی اور عینی کی شرح
صحیح بخاری مین ہے اوقع فی الاحادیث من تخصیص النہی عن دخول المسجد بالثوم والبصل من جہۃ
کلہا فی ذلک الزمان والا فحکمہا کل شئ لہ رائحۃ کریہۃ من الماکولات وغیرہا لان الحدیث معلل
بایذاء المومنین والملائکۃ انتہی اور یہی ہے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اور ملا علی قاری کی شرح موطا
وغیرہ مین اور تاڑی خواہ تھوڑی ہو یا بہت نشہ کرے یا نکرے مطلقاً اُسکا پینا حرام ہے
کیونکہ جس چیز کا کثیر مسکر ہو اُسکا قلیل بھی حرام ہے اور تاڑی نجس بھی ہے عینی کی شرح کنز مین
ہے قال محمد وایمۃ ثلثۃ کل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان لقول النبی اللہ علیہ وسلم
کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواہ مسلم من روایۃ ابن عمر وعن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد وابن ماجۃ والدارقطنی والفتوی علی قول محمد انتہی اور ہدایہ مین ہے
نجاستہا ای سائر الاشربۃ خفیفۃ فی روایۃ وغلیظۃ فی روایۃ ونجاسۃ الخمر غلیظۃ فی روایۃ واحدۃ
انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علمای دین ومفتیان شرع متین مسئلہ تقبیل ابہامین
جو مروج فی زماننا ہے آیا جائز ہے یا ناجائز بشق اول واجب ہے یا سنت مستحب ہے یا مباح اور ادلہ عقلیہ و نقلیہ
اُسکی کتب معتبرہ مین کیا ہین و بشق ثانی حرام ہے یا مکروہ اور اگر مکروہ ہے تو تنزیہی یا تحریمی اس حال مین کیا جواب اُن
حدیثون کا جو مثبتین پیش کرتے ہین آیا وہ موضوع ہین یا ضعیف اس مسئلہ کو بالتنقیح بیان فرمائیے بینوا توجروا

الجواب اس تقبیل کو بعض کتب فقہ مین مستحب لکھا ہے نہ واجب و نہ سنت مثل کنز العباد وخزانۃ الروایات وجامع الرموز وفتاوی صوفیہ وغیرہ کے مگر اکثر کتب معتبرہ متداولہ مین اُسکا نشان نہین ہے اور وہ کتب جنمین یہ مسئلہ مذکور ہے وہ غیر معتبر ہین جیسے جامع الرموز وفتاوی صوفیہ وکنز العباد وغیرہ بوجہ اسکے کہ ان کتب مین رطب و یابس بدون تنقیح کے مجتمع ہے تفصیل اُسکی میرے رسالہ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر وغیرہ مین موجود ہے اور احادیث جو اس باب مین فقہا نقل کرتے ہین وہ بتحقیق محدثین صحیح نہین ہین فوائد مجموعہ فی احادیث الموضوعہ مین شوکانی لکھتے ہین حدیث مسح العینین بباطن اعلی السبابتین عند قول المؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ الخ رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی بکر الصدیق مرفوعا قال ابن طاہر فی التذکرۃ لا یصح انتہی اور یہی اُسمین ہے حدیث من قال حین یسمع اشہد ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ ثم یقبل ابہامیہ ویجعلہما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابدا قال فی التذکرۃ لا یصح انتہی اور شمس الدین محمد ابن عبد الرحمن السخاوی مقاصد حسنہ فی الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ مین بعد ذکر چند روایات کے لکھتے ہین لا یصح فی المرفوع من کل ہذا شیٔ انتہی اور ایسی ملا علی قاری نے تذکرۃ الموضوعات مین لکھا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم ایہا العلماء السادات فی الحیوان البحری اے حیوان منہ یوکل وما علامۃ السمک وہل الجریث والمارماہی من السمک ام لا وصورۃ الجریث ماہی والکوسج الذی لہ خرطوم کالمنشار والقرش الذی تنفر منہ الحیوانات البحریۃ والحیوان المدور الذی لہ ذنب طویل کالسوط وعلی اصل الذنب شوکۃ ویقال لہ اللحم وغیرہ ہل ہی من السمک ام لا بینوا توجروا

جواب قال فی فتاوی قاضیخان ولا یوکل ما فی البحر سوی السمک وطیر الماء عندنا وقال الشافعی رحمہ اللہ لا بأس باکل ما فی البحر ولہ فی الضفدع قولان انتہی واما علامۃ السمک فلم ار ہا فی الکتب لکن بالنظر الیہ یظہر ثلاث علامات احدہا اسفاط وثانیہا انفتاح لحییہ وثالثہا جناح ذو شوک بینہن ستور وکذا الذنب ولبعض انواع السمک العلامات الثلاث کلہا ولبعضہا لبعضہا کما شاہدنا کم ثم رأیت ما نصہ المفتی فصیح الدین فی رسالۃ احکام الحیوان ونشان ماہی آنست کہ لسان یعنی زبان نداشتہ باشد ومشہور آنست کہ فلس دارد ودو نشان یعنی دریدگی بہر دو جانب

حلقوم بود واگر از آب بیرون شود طپیدن گیرد تا آنکہ بمیرد واما الجریث والمار ماہی فہما من السمک کما فی فتاوی قاضی خان ولا باس بسائر انواع السمک نحو الجریث والمار ماہی انتہی اما صورۃ الجریث فہو سمک اسود کما فی الدر المختار وقال فی حاشیۃ رد المحتار ہو نوع من السمک مدور کالترس انتہی وہو صغیر الوجہ وذنبہ ایضا صغیر غایۃ الصغر مشقوق شقین واسمہ فی الاردو کردی ترکی کما بین مولانا المولوی حضرت غلام قادر صاحب رحمہ اللہ تعالی فی فتواہ وفی السمکین المذکورین ایضا اسقاط صغار غایۃ الصغر خفیۃ کما شاہدنا ولہذا قال فی الدر المختار وافردہما بالذکر للخفاء انتہی الخفاء کونہما من جنس السمک رد المحتار فقد علم ان غیر الجریث من انواع المدور لیس من جنس السمک کما یوذن افرادہ بالذکر ولان الجریث لیس باسم لمطلق المدور بل ہو اسم لنوع واحد منہ وکذا الکوسج والقرش لیسا من جنس السمک لانہما مختلف فیہما عند الشافعی مع ان عندہ یجوز اکل ما فی البحر کما مر فکیف یحلان عندنا ولانہما لیس علیہما علامات السمک لا علانیۃ ولا خفیۃ ثم رایت ما نصہ المفتی فصیح الدین فی رسالۃ احکام الحیوان قرش حیوانیست وانیقدر بزرگ میشود کہ سفائن ومراکب را ضائع گرداند آنرا سید الدواب می نامند وقریش لقب ماخوذ ازہمین ست ودر سواحل بلاد مغرب باورا مورگی نامند حکمش حرام ست نزد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ونزدیک آئمہ ثلاثہ حلال ست ثم رأیت ما نصہ محمود شاہ فی فتاواہ السمک ما لہ شق وشوک قال فیہ ایضا والسمک ما لہ فلوس وما یبیض فی الماء وما لہ شقاق ویکون مولدہ ومعاشہ فی الماء ولیس لہ لسان اصلا انتہی فقد علم مما ذکر ان الفلوس اشہر علامات السمک ولذا قد حکم فی الجریث والمار ماہی بانہما سمکان مع انہما یتولدان ولا یبیضان ولا لہما شقاق بخلاف القرش والکوسج فانہما لیس علیہما فلوس ولا لہما شقاق ولا اشواک وانہما یقطعان الانسان کالسیف الماضی واللہ اعلم بالصواب کتبہ افقر العباد الی اللہ شیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہما وعن اسلافہما صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۷۹] ما قولکم رحمکم اللہ اندرینکہ شخصے صحابی را قبل اسلامش نصرانی بود بعد تواتر ثبوت صحبت واسلام او بنصرانیت طعن وتعییر میکند واو را النصرانی میخواند ودربارۂ قبول روایتش باین لفظ تعلل مینماید کہ روایت عدی نصرانی برائے او مخصوص بود وآن را بر مومنان قیاس نباید کرد

خبر آحاد عدی بن حاتم نصرانی الی قولہ اعتبارے نیست انتہی بلفظہ وجابجا عدی نصرانی وعدی نصرانی
می نگارد واشاعت میکند پس مشرعًا تعلق شخص مذکور قابل قبول ست یانہ وشخص مذکور

مؤمن کامل ست کہ فاسق قابل تعزیر بینوا توجروا

ہو المصوب آنکس فاسق وواجب التعزیرست بعد اسلام کسی را تعبیر بکفر سابق واطلاق
ہمچو الفاظ بروحرام ست لقولہ تعالیٰ ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب
فاولئک ہم الظالمون چہ جائے کہ ہمچو صحابی جلیل القدر رکہ ایمہ بر قبول روایتش اتفاق دارند
ودر شمار صحابہ آنرا ذکر سازند واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وبارک
وسلم اما بعد سلام علیکم مستدعی جواب مسئلہ ہون کہ ایک شخص برہمن ہندو بت پرست
کہ رام کنہیا کو خالق مانتا ہے دین اسلام ومسلمانون کو برا کہتا ہے بلکہ اُنکے سایہ کو نجس
جانتا ہے صاحب دولت داس کرکے مشہور ہے زید بکر خالد وعمرو یہ چار شخص صاحب
ریش کلان شریف صورت ہین اگر دس پندرہ بیس پچیس تیس روپیہ کی نوکری نزد برہمن مذکور
قبول کرین وبعدہ امور ذیل کے مرتکب ہون اوّل جبکہ برہمن مذکور اپنی نشستگاہ پر بیٹھا ہو
اور زید وبکر وغیرہ بھی حسب دستور دربار عام نام بردہ مین حاضر خدمت بیٹھے ہون اور بت
موسومہ ٹھاکر کو جسے کہ وہ برہمن اپنا خالق جانتا ہے ایک برہمن پوجیری چاندی کی طشت مین
رکھے ہوئے بڑے تزک سے سامنے لاوے تو برہمن مذکور سروقد اُٹھکر تعظیم اُس بت کی کرے
وزید وبکر بھی بخوف ناخوشی وسوء ادبی وبرخواستگی خود وبخیال اسکے کہ گستاخی ہوگی اور بے ادب
کہلاؤنگا مشاہرہ بند ہوجائیگا ساتھ ہی کیا بلکہ فی الفور بنظر تعظیم بت مذکور اوٹھ کھڑا ہو دوم
برہمن مذکور بروز تولید بتان خود مجلس جشن برقص زنان بدکار بحضور بت قایم کرتا ہے تو یہ حکم
دیتا ہے کہ ہر ایک نوکران ہمارے اگر شریک مجلس نوروز ہون اور اگرچہ ہم نہیب انجمن ہون
مگر ہر ایک نوکران وحاضران مجلس پر ہمارا حکم ہے کہ حسب دستور بت پرستی جب بت سامنے
آوے یا بت کا پوجا ہو تو سب کے سب حاضران اوٹھکر کھڑے ہوکر ہمارے بت کی تعظیم کرین

از [illegible] مرسلہ [illegible] قاضی [illegible] الدین صاحب [illegible] جمادی الثانی سنہ [illegible] ہجری

چنانچہ یہ دستور بت پرستی برہمن مذکور و تعظیم و تکریم ہمیشہ سے جاری ہے پس زید بکر اکثر بہ تعمیل
حکم زینت بخش مجلس مذموم رہتے ہین باوجودیکہ برہمن مذکور نہین رہتا ہے زید بکر خود بخود
بہ تعمیل دستور العمل بت پرستی نام بردہ یکبارگی فی الفور سب کے سب حضار مجلس بت کو
اوٹھکر تعظیم کرتے ہین اور جب بت کی پوجا ہونے لگتی ہے تو باد ب پیش بت جشن مذکور مین
تعظیماً کھڑے رہتے ہین بخوف برخاستگی روگردان ہوکر علیحدہ ہو نہین سکتے بطمع زر کھڑے
رہتے ہین سوم جبکہ بت مذکور ایک تبکدہ سے دوسرے تبخانہ مین پونہچایا جاتا ہے تو بڑی
طیاری سے مثل بارات اقوام ہنود برہمن مذکور بت کے پیچھے پیچھے پاپیادہ جاتا ہے اور تمامی
زید بکر وغیرہ کو یہ حکم عام رہتا ہے کہ اُس وقت خوش پوش ہوکر جلوس مین پیچھے پیچھے بُت کے
تا در تبخانہ چلین چنانچہ زید بکر وغیرہ بطمع زر مشاہرہ خود بفراموشی وعدہ فی السماء رزقکم وما من
دابۃ الخ بخوشی اس فعل کو بجالاتے ہین چہارم برہمن مذکور کی تعمیل حکم کو مقدم جانکر روز مرہ
اذان سنکر جماعت مین نہین آتے ہین اور جمعہ کے روز جان بوجھکر کہ آج جمعہ ہے حکم
یاایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الخ سے روگردان ہوکر تارک جمعہ ہوکر یہ عذر کرتے ہین
کہ رزق کا معاملہ ہے حکم حاکم مرگ مفاجات بوجہ مجبوری انجام امور اسلام نہین کرسکتے
پس بظہور امور موجبات کفر متذکرۂ صدر جبکہ زید بکر استعمال کلمات رد کفر سے غافل و سالہا سال
موجبات کفر پر مصر ہین تو ان سبکو تجدید ایمان و نکاح لازم ہے یا نہین وبطمع زر زید بکر جان بوجھکر
باز نہ آوین تو کافر و بی بی اُنکی نکاح سے باہر ہوئین یا نہین اور بہ نسبت اولاد اُنکے کے
شرع کیا حکم کرتی ہے بہ تصریح و تشریح بحوالہ و سند دستخط علمای مشاہیر سے مزین فرماکر زینت بخش اسلام ہوجیے فقط
ہو المصوب فقہا کتب فقہ مین ایسی صورت کہ اسمین تحسین اعمال کفار اور شرکت افعال کفار اور موافقت
اُنکی عبادت کے ہو حکم کفر لکھتے ہین اور جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہووے جسکا ذکر سوالات مین ہے اُسپر حکم لزوم
تجدید ایمان و تجدید نکاح کا دیتے ہین خزانۃ الروایات مین ہے فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی السدۃ
فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من
المسلمین کفر انتہی اور بھی اسمین ہے وکذا الخروج فی اللیلۃ التی یلعب فیہا کفرۃ الہند بالنیران والموافقۃ معہم فیما
یفعلون تلک اللیلۃ فیلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج الی لعب کفرۃ الہند فی الیوم الذی یدعوہ الکفرۃ بسرہتی والموافقۃ معہم فیہ

یفعلون من تزیین القبور والافراس والذہاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا انتہی اور بھی اُسمین ہے فی الفصول قال فی الجامع الاصغر رجل اشتری یوم النیروز شیئا لم یکن یشتریہ قبل ذلک ان اراد بہ تعظیم النیروز کما یعظمہ المشرکون کفر انتہی اور بھی اُسمین ہے فی نوادر الفتاوی ہر کہ رسوم ہنود در این تحسین کند کافر گردد انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ما قولکم رحمکم اللہ اندرینکہ اولیاء منکوحہ حین النکاح چیزے از ماکولات و مشروبات و نقدیات کہ ماسوائے زیور و مہر مصرح و مہر مسکوت عنہ است برای اطعام و اعطائے اہل محلہ و ہمسائگان بروجہ شرط کہ اگر اشیائے مذکورہ بدہند اولیائے منکوحہ در ازدواج و انکاح آن راضی شوند ورنہ نہ از ناکح و خاطب میگیرند پس این قسم گرفتن شرعا درست است یا نہ بینوا توجروا

الجواب مستعینا باللہ العظیم و مستنصرا بالرحمن الرحیم گرفتن این قسم چیزہا شرعا جائز نیست و درست نیست قال فی الوسیلۃ الاحمدیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ ولعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی ومن الرشوۃ ما اخذہ ولی المرأۃ قبل النکاح اذا کان بالسوال او کان اعطاء الزوج بناء علی عدم رضائہ علی تقدیر عدمہ اما اذا کان بلا سوال ولا عن عدم رضائہ فیکون ہدیۃ فیجوز کما فی حاشیۃ لخواجہ زادہ وغیرہ انتہی وقال فی رد المحتار ومن السحت ما یاخذہ الصہر من الختن بسبب بنتہ بطیب نفسہ حتی لو کان بطلبہ یرجع الختن بہ انتہی وقال فی المعدن لا یجوز لاب البنت ان یاخذ من الخاطب شیئا لانہ رشوۃ وقال فی العالمگیریۃ خطب امرأۃ فی بیت اخیہا فابی ان یدفعہا حتی یدفع الیہ دراہم فدفع وتزوجہا یرجع بما دفع لانہ رشوۃ کذا فی القنیۃ وقال فی قاضیخان رجل خطب امرأۃ وہی تسکن فی بیت اخیہا وزوج اختہا لا یرضی بنکاح ہذا الرجل الا ان یدفع الیہ دراہم فدفع الخاطب الیہ دراہم کان لہ ان یسترد ما دفع الیہ لانہ رشوۃ نعم اگر چیزے بلا سوال و طلب اولیائے منکوحہ بہ ناکح بدہند البتہ جائز و درست شدن میتواند زیرا کہ اشیائے مذکورہ برین تقدیر از تحفہ و ہدیہ شمار کردہ شود چنانچہ در عبارت وسیلۂ احمدیہ شرح طریقۂ محمدیہ مشروحا مرقوم گشت ہکذا حکم الکتاب واللہ اعلم بالصواب محمد اشرف علی عفی عنہ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب ویوافقہ ما فی البحر الرائق لو اخذ اہل المرأۃ شیئا عند التسلیم فللزوج ان یستردہ لانہ رشوۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ما قولکم رحمکم اللہ تعالی کہ خروج زنان شایہ در ولائم بشرطیکہ دران مداخلت غیر و بے پردگی ومانع دیگر از ممنوعات شرعیہ متصور نگردد درست ست یا نہ بینوا ہذہ المسئلۃ بدلائل من الفقہ والاحادیث فقط

ہو المصوب از معائنہ کتب فقہ واضح ست کہ ممانعت از رفتن زنان بمجالس ولائم برائے احتراز از فتنہ است بسبب اجتماع درہمچو مجالس چنانچہ در رد المحتار زیر قول صاحب در مختار ومنعہا من زیارۃ الاجانب وعیادتہم والولیمۃ الخ می نویسد ظاہرہ ولو کانت عند المحارم لانہا تشتمل علے جمع فلا یخلو من الفساد عادۃ انتہی پس ہرگاہ در مجلس ولیمہ مداخلت غیر و بے پردگی ومانع شرعی دیگر نباشد دریں صورت ممانعت را وجہی نیست البتہ ضرورت اذن شوہر خواہد بود ودر صحیح بخاری از انس مرویست ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم نساء وصبیانا مقبلین من عرس فقام ممتنا فقال اللہم انتم من احب الناس الی انتہی قسطلانی در شرح آن می نویسد فیہ شہود النساء والصبیان لولیمۃ العرس فلو دعت امرأۃ امرأۃ لولیمۃ او دعت رجلا وجب او استحب لا مع خلوۃ محرمۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا اکثر ادویۂ انگریزی از قبیل عرق جو ولایت سے تیار ہو کر آتے ہیں علے ہذا بعضے اقسام بسکٹ کے جو بکس ٹین میں بند ہو کر فروخت کے لیے آیا کرتے ہیں اسمیں خلط وامتزاج شراب کا شبہہ بشتر بوجہ سرعت نفوذ سرعت تاثیر کے باوصف قلت مقدار کے جو خصائص شراب سے ہے اور بھی باین وجہ کہ اہل یورپ اکثر خوگر استعمال شراب کے دواؤں اور اسکے شرب کے بہر طور عادی ہوتے ہیں ہوتا ہے اور بعضے ڈاکٹروں سے بعض عرقیات وبسکٹ میں اختلاط شراب کا سنا جاتا ہے ایسے حال میں استعمال وتناول ان ادویہ وبسکٹ کا شرعًا از روی فتوی کے بھی منع ہے یا تا وقت ثبوت یقینی جواز استعمال وتناول فتوی اور تحرز واجتناب تقوی ہوگا بینوا توجروا

ہو المصوب جب یقین یا ظن اختلاط شراب وغیرہ کا ہووے اسوقت استعمال ان چیزوں کا ممنوع ہوگا ورنہ نفس جواز بطور فتوے کے اور اجتناب بطور تقوے کے ہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا جوزان یا بسکٹ مخمر بخمیر تاڑی ہو جو منجملہ مسکرات ہو سکا کھانا جائز ہے

یا حرام علماے کلکتہ نے فتوی اُسکے جواز اکل کا دیا ہے لہذا اکثر عوام بے تکلف اُسکو کھاتے ہین
اور نہین کھانے والے پر تعجب کرتے ہین لہذا جواب اس مسئلہ کا مفصلاً بتقریر عام فہم مستند بسند
کتب معتبرہ حنفیہ درکار ہے بینوا توجروا

ہو المصوب بمذہب مفتی بہ جتنے اشربہ اور اشیاء سیال مسکر ہین وہ سب نجس ہین اور
ایک قطرہ بھی ان کا حرام ہے اگرچہ نشہ نہ پیدا کرے لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اخرجہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ وغیرہم رمز الحقائق شرح کنز الدقائق
مین شیخ الاسلام بدر الدین محمود عینی لکھتے ہین قال محمد والائمۃ الثلثۃ کل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام
من ای نوع کان لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواہ مسلم عن ابن عمر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد وابن ماجۃ والدارقطنی وصححہ والفتوی
علی قول محمد انتہی اور فتاوی بزازیہ مین ہے قال محمد ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام قالوا وبقول محمد ناخذ
ومذہب محمد انہ حرام ونجس انتہی اور سراج منیر مین ہے جملۃ انواع النجاسات خمسۃ وعشرون
الخمر وما عداہ من الاشربۃ المحرمۃ انتہی اور شرح جامع صغیر حسامی مین ہے ہل ہی ای الاشربۃ وراء
الخمر مثل الخمر فی النجاسۃ عن اصحابنا فیہ روایتان فی احدی الروایتین نجاسۃ غلیظۃ تمنع اذا زاد علی
قدر الدرہم وفی روایۃ اخری خفیفۃ مقدرۃ بالکثیر الفاحش انتہی ہرگاہ ان عبارات سے
حرمت اور نجاست تاڑی کی ثابت ہوئی پس ثابت ہوگیا کہ بسکٹ ونان پاؤ وغیرہ جسکے
خمیر مین تاڑی مخلوط ہو کھانا اُسکا ناجائز ہوگا مثل خمیر خمر کے فتاوی قاضی خان مین ہے
بخلاف الدقیق اذا عجن بالخمر وخبز فانہ یکون نجسا ولا یطہر انتہی اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے اذا عجن
الدقیق بالخمر لا یوکل انتہی اسوجہ سے کہ جب تاڑی اور خمر دونون نجس ہین پس اسکے خلط سے وہ
مخلوط بھی نجس ہوگا اور کھانا اُسکا حرام ہوگا اور قیاس اُسکا سرکہ تاڑی یا شراب پر باطل ہے
اسوجہ سے کہ سرکہ مین انقلاب حقیقت ہوجاتا ہے اسوجہ سے حکم طہارت اور حلت کا دیا جاتا ہے
بخلاف خمیر تاڑی اور شراب کے کہ ان مین انقلاب ماہیت نہین ہوتا بلکہ [illegible] اور ان مین
کمال اتصال اور التصاق ہوجاتا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص انگریزی پڑھے نہ اس واسطے زبان دانی حاصل کرنیکے کیونکہ اکثر وقت ضرورت پڑتی ہے تو جائز ہے یا نہین اور اگر اس نیت سے نہ پڑھے بلکہ اُسکی نیت کچھ بھی نہو تو جائز ہے یا نہین اور اگر بغرض حصول روزگار کے پڑھا تو کیا حکم شرع ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ سرکار انگریزی مین روزگار بجز اسکے نہین ملسکتا تو ان تینون صورتون مین کسی صورت مین جائز ہے یا نہین

ہو المصوب انگریزی پڑھنا اور زبان سیکھنا جائز ہی بشرطیکہ منجر تخلل دینی کی طرف نہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص استنجا پاک کرکے بچے ہوے پانی سے وضو کرے تو وضو مکروہ ہوگا یا نہین فقط بینوا توجروا

ہو المصوب مکروہ نہوگا مگر ترک اولے ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا حضرات علماے سنیہ سے استفتا کیا جاتا ہی کہ اہل تشیع کے ہاتھ کا ذبیحہ یا مطاعمت ومناکحت اُنکے ساتھ جائز ہی یا نہین اور اُن امور کے حلت وحرمت باسناد متصل ومرفوع ومتواتر بحوالہ کتب مستند صحیحہ کے ثابت کرنا ضرور ہی جسمین جاے قیل وقال نرہے اور امر حق بھی ہاتھ سے نجاوے تعصب ونفسانیت کی بو نپائی جاوے آجکل یہان اس امر پر مباحثہ ومناظرہ ہورہا ہی سنی تو بحوالہ غنیۃ الطالبین وغیرہ کے کہتے ہین کہ مطاعمت ومناکحت وذبیحہ غیر مطلق جائز نہین ہی بلکہ جن سنیون نے شیعہ کے یہان کھایا پیا ہی اُنکو دائرہ سنیت سے خارج کردیا ہی اور اُنکو اپنی مسجد مین نماز نہین پڑھنے دیتے بلکہ اطلاق کفر وارتداد کا کرتے ہین اور باہم مشاربت ومطاعمت مین اجتناب کلی اور احتراز قطعی ہی یہ جو لوگ دائرہ سنیت سے خارج ٹھہراے گئے ہین یہ دلائل پیش کرتے ہین کیا اہل تشیع اہل قبلہ نہین ہین یا توحید یا نبوت کے قائل نہین ہین یا اُنکے یہان سواے تکبیر معلومہ ومروجہ کے کوئی اور تکبیر سواے نام اللہ کے ہی پس اہل تشیع کے ساتھ مطاعمت کرنیسے ہمکو دائرہ سنیت سے کیونکر خارج ٹھہرا سکتے ہو ہندوستان مین امور مذکورہ پر کبھی ایسی بحث نہین ہوئی ہی بلکہ ہمیشہ برابر مطاعمت ومناکحت

ہوتی ہے علاوہ اسکے اہل کتاب کا ذبیحہ وصید اور اُنکے ساتھ مطاعمت و مناکحت تک درست ہو
اور یہ امور شیعہ کے ساتھ نہ درست ہون اسکے کیا معنی پس حضرات سے التماس یہ ہی کہ جو ہوا ور
حق امر کتب صحیحہ مروجہ و متداولہ سے لکھین اصلا نفسانیت و تعصب کا لگاؤ نہو زیادہ والسلام فقط
ہو المصوب ہر چند کہ ایک جماعت فقہا نے مطلقاً شیعہ کو بوجہ سب شیخین رض کے کافر لکھدیا اور
بربنا کفر اُنکے ساتھ مناکحت کی حرمت کا اور عدم حلت ذبیحہ روافض کا فتوی دیا مگر منقح اور
قول مفتی بہ و مرجح یہ ہے کہ جو شیعہ منکر ضروریات دین ہون وہ کافر ہین انکا ذبیحہ حلال
نہین مناکحت اُنکے ساتھ درست نہین شرکت اُنکے ساتھ مثل شرکت اہل اسلام کے
جائز نہین اور جو ایسے نہون گو سب صحابہ کرتے ہون وہ فاسق ہین کافر نہین ذبیحہ
انکے ہاتھ کا حلال ہے حرام نہین مناکحت بھی اُنکی درست ہے ابو شکور سلمی
کتاب التمہید فی التوحید مین لکھتے ہین کلام الروافض مختلف فبعضہ یکون کفرا وبعضہ
لا فلو قال ان علیا کان آلھا نزل من السماء کفر ولو قال النبوۃ کانت لعلی وجبرئیل اخطأ کفر ومنہم
من قال ان علیا افضل من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہذا کلہ کفر واما الذی یکون بدعۃ ولا یکون
کفرا فہو قولہم ان علیا افضل من الشیخین رض ومنہم من قال یجب اللعن علی من خالف علیا
کعائشۃ ومعاویۃ رض وہذا کلہ وما اشبہہ یکون بدعۃ ولیس بکفر لانہ صادر عن تاویل انتہی اور بحر العلوم
مولانا عبد العلی شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین الصحیح عند الحنفیۃ ان الروافض لیسوا بکفار
والوجہ فیہ ان تدینہم اوقعہم فیما وقعوا زعما منہم انہم علی الدین المحمدی وان کان زعمہم ہذا باطلا
والتزموا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فہم غیر ملتزمین للکفر والتزام الکفر کفر دون لزومہ انتہے اور در مختار
مین ہے فی النہر تجوز مناکحۃ المعتزلۃ لانا لا نکفر احدا من اہل القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث
انتہی اور فتح القدیر مین ہے اما المعتزلۃ فمقتضی الوجہ حل مناکحتہم لان الحق عدم تکفیر اہل القبلۃ وان
وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومۃ بالضرورۃ من الدین مثل القائل بقدم
العالم ونفی العلم بالجزئیات انتہی اور رد المحتار مین ہی بہذا ظہر ان الروافض ان کان ممن یعتقد
الالوہیۃ فی علی رض او ان جبرئیل غلط فی الوحی کان کافرا وان کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف
عائشۃ فہو کافر انتہی واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ میانجی و ملایان را بدعوت اجتماع نمودہ بعد اطعام طعام یا قبل اطعام طعام زیارت قبور علی الاجرۃ مے کنانند یعنی اگرچہ تعین فلوس وغیرہ نمایند لیکن دائمی دادن اجرت فرض و واجب بدانند و ملا و میانجی ہم بطمع فلوس بروند و اگر فلوس نہ دہند نروند درین نوع زیارت قبور و اطعام طعام در شرع شریف چہ حکم دارد و ایصال ثواب بر مردگان خواہد شد یا نہ بر تقدیر وصول ثواب اجرت گرفتن حلال باشد یا نہ و در حدیث لفظ زوروا بتاکید آمدہ است لیکن زیارت کنانیدن جائے ندیدہ شد آیا جائز است یا نہ و در ختم تسبیح و تحلیل تعین اجرت جائز است یا نہ بینوا بالدلیل توجروا بالاجر الجزیل

ہو المصوب در تسبیح و تہلیل و تلاوت قرآن و زیارت قبور وغیرہ اجرت گرفتن و دادن درست نیست در تنقیح فتاوی حامدیہ می نویسد اعلم ان عامۃ کتب المذہب من متون و شروح و فتاوی کلہا متفقۃ علی ان الاستیجار علی الطاعات لایصح عندنا و ستثنی المتاخرون من مشائخ بلخ تعلیم القرآن فجوزوا الاستیجار علیہ انتہی و ہم در آنست التلاوۃ المجردۃ عن التعلیم من اعظم الطاعات التی یطلب بہا الثواب فلایصح الاستیجار علیہا انتہی و ہم در آنست شرط الثواب الاخلاص للہ فی العمل والقاری بالاجرۃ انما یقرأ لاجل الدنیا لا لوجہ اللہ بدلیل انہ لو علم ان المستاجر لایدفع الیہ شیئا لایقرأ حرفا واحدا خصوصا من جعل ذلک حرفۃ ولذا قال تاج الشریعۃ فی شرح الہدایۃ ان قاری القرآن بالاجرۃ لایستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری انتہی و در فتاوی ولوالجیہ مرقوم است لو زار قبر صدیق او قریب فقرأ عندہ شیئا من القرآن فہو حسن اما الوصیۃ بذلک فلامعنی لہا ولامعنی ایضا للصلۃ القاری لانہ یشبہ استیجارہ علی قراۃ القرآن و ذلک باطل انتہی و در فتاوی بزازیہ می نویسد اوصی بقاری یقرأ القرآن عند قبرہ بشئ فالوصیۃ باطلۃ انتہی و در تاتارخانیہ مے آرد ولایجوز اخذ الاجرۃ علی طاعۃ اللہ انتہی ازین عبارات واضح شد کہ در ہیچ زیارت قبور و تسبیح و تہلیل وغیرہ کہ مقصود در لن تحصل دنیا می باشد ثواب نیست نہ بمیت و نہ بکاسب و اجرت ہیچ طاعات دادن و گرفتن ممنوع است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ باجا وتاشا ونقارہ ودف وغیرہ مزامیر بوقت نکاح یا شادی کے رسومات مین بجانا جائز ہے یا نہین بینوا و توجروا۔

ہو المصوب احادیث صحیحہ سے حرمت جملہ آلات غنا ومزامیر کی صاف صاف ثابت ہے مگر دف کہ اُسکی اباحت مین مجالس نکاح وغیرہ مین حدیثین وارد ہوئی ہین صحیح بخاری مین بطور تعلیق کے مذکور ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکونن من امتی قوم یستحلون الحریر والخمر والمعازف سنن ابن ماجہ مین مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا یعزف علی رؤسہم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بہم الارض ویجعل منہم القردۃ والخنازیر اور جامع ترمذی مین مروی ہے تکون فی امتی خسف ومسخ اذا ظہرت القینات والمعازف اور مسند احمد مین مروی ہے ان اللہ حرم الخمر والمیسر والکوبۃ اور مسند ابن ابی الدنیا مین مروی ہے یمسخ قوم من ہذہ الامۃ فی آخر الزمان قردۃ وخنازیر قالوا یا رسول اللہ الیس یشہدون ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ قال بلی ویصومون ویحجون ویصلون قیل فما بالہم قال اتخذوا المعازف والقینات اور مسند احمد مین مروی ہے ان اللہ بعثنی رحمۃ للعالمین وامرنی ان امحق المزامیر والکنارات اور ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے لیستحلن من امتی الحریر والخمر والمعازف اور سنن ابوداؤد وغیرہ مین مروی ہے عن نافع قال سمع ابن عمر رضی اللہ عنہ مزمارا فوضع اصبعیہ فی اذنیہ ونأی عن الطریق وقال یا نافع ہل تسمع شیئا فقلت لا فرفع اصبعیہ عن اذنیہ وقال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع مثل ہذا فصنع مثل ہذا اور جامع الترمذی مین مروی ہے اعلنوا ہذا النکاح واضربوا علیہ بالغربال ان اخبارون سے اور ایسی اور اخبار سے کہ ماہر فن حدیث پر مخفی نہین صاف ثابت ہے کہ جملہ آلات غنا کہ مسمی بمعازف ومزامیر ہین شرعًا حرام ہین سواے دف کے اور کتب حنفیہ کو دیکھیے تو بہت حنفیہ دف کو بھی منع کہتے ہین اور بہت حنفیہ مطلق غنا کو بھی حرام کہتے ہین تاتارخانیہ مین ہے ان کان السماع غنا فہو حرام لان التغنی واستماع الغنا حرام انتہی اور مبسوط مین ہے استماع الملاہی والتغنی کلہا حرام انتہی اور محیط مین ہے التغنی والتصفیق بہا واستماعہا کلہا حرام انتہی اور ہدایہ مین ہے دلت المسئلۃ علی ان الملاہی کلہا حرام حتی التغنی لضرب والتصفیق ...

اور نہایہ میں ہے التغنی والتصفیق والطنبور والبربط والدف وما اشبہہ ذلک حرام انتہے

قول فیصل اس باب میں جو موکد بالاحادیث ہی یہی ہو کہ نفس غنا عموماً ممنوع نہین بلکہ اسمین حرمت یا کراہت بوجہ عوارض خارجیہ کے عارض ہوتی ہے اور مزامیر سب ممنوع ہین بجز دف کے کہ اُسکی رخصت نکاح وغیرہ مین وارد ہوگئی ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

سوال ماقولکم ایہا العلماء السادات فی الجزار ای الذابح للشاۃ وغیرہا باجرۃ علی طریق الکسب ہل یکون امامتہ مکروہۃ ام لا بینوا ماجورین رحمکم اللہ

ہو المصوب امامتہ لیست بمکروہۃ ولیس اخذ الاجرۃ علی ذبح الشاۃ وغیرہا ممنوعا شرعا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

سوال ماقولکم ایہا العلماء السادات فی ذات اللہ عز وجل فہل یکون اصلا ومادۃ لذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ام لا وما معنی کونہ صلی اللہ علیہ وسلم من نور اللہ تعالی وایضا ذاتہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل ہو حادث ام قدیم بینوا ماجورین رحمکم اللہ

جواب ان ذات اللہ سبحانہ وتعالی قدیم وذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حادث فالقدیم لایکون اصلا ومادۃ للحادث لان القدیم فرد واحد لایتجزی ولایتبعض فلا تیفصل منہ شئے فالذی لایتجزی ولاینفصل منہ شئ لایکون اصلا لشئ کما یفہم من کتب العقائد وقال الزرقانی فی شرح المواہب اللدنیہ فی شرح من نورہ ای من نور ہو ذاتہ لا بمعنی انہا مادۃ خلق نورہ منہا بل بمعنی تعلق الارادۃ بہ بلا واسطۃ شئ فی وجودہ انتہی وامامعنی کونہ صلی اللہ علیہ وسلم من نور اللہ انہ منہ دون واسطۃ کما فیہ ایضا واما القدیم فہو قدیمان قدیم حقیقی وہو الذی لا ابتداء لوجودہ فہو الحق سبحانہ وتعالی وقدیم مجازی وہو ما لوجودہ ابتداء لکن باعتبار اصلیتہ کل شئ وطول تقدیم یطلق علیہ القدیم مجازا فہو ذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لما قال الزرقانی فی شرح المواہب اللدنیۃ الازل القدیم لیس لہ ابتداء ویطلق مجازا علی ما طال عمرہ والوجود ثلاثۃ لارابع لہا ازلی وابدی وہو الحق سبحانہ وتعالی ولا ازلی ولا ابدی وہو الدنیا وابدی غیر ازلی وہو الآخرۃ انتہی ملخصا

نعم ان لشأنہ مناسبۃ ما الی الحضرۃ الربوبیۃ کما فیہ ایضاً واللہ اعلم بالصواب کتبتہ خادم الطلبہ شیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہما وعن اسلافہما۔ ما احسن ہذا الجواب لقد فاز المجیب بالصواب وہذا ہو معتقد جمیع اہل الاسلام ومن اعتقد خلافہ فہو اما کافر مجاہر او ملحد وزندیق عند اہل الاسلام واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین **سوال** ما قولکم ایہا العلماء السادات فی ذاتہ سبحانہ وتعالی ہل یکون اصلا ومادۃ لذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ام لا وما معنی ان لشأنہ مناسبۃ الی الحضرۃ الربوبیۃ وایضاً ما قولکم فی ذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ہل ہو حادث ام قدیم بینوا ماجورین رحمکم اللہ

ہو المصوب ذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم حادثۃ والقدم بمعنی الازلیۃ وعدم سبق العدم مختص بالحق سبحانہ وتعالی عند اہل الاسلام خلافاً للفلاسفۃ حیث قالوا بقدم العقول ونحوہا کما ان القدم بمعنی عدم الاحتیاج الی الغیر مختص بالواجب اتفاقاً وقد دلت اخبار صحیحۃ علی انہ کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ والذات الالٰہیۃ لیست مادۃ للذات النبویۃ وکیف یجوز ان یکون القدیم مادۃ للحادث وما اشتہر من ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلق من نور اللہ فلیس المراد بہ کون النور الالٰہی مادۃ للنور احمدی بل الاضافۃ فیہ لتشریفیۃ کما یقال للکعبۃ بیت اللہ وسیدنا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ولما کان النور المحمدی مخلوقاً قبل نور جمیع الانبیاء وکان مشمولاً فی ذلک الوقت بالعنایۃ الربانیۃ والمواہب الربانیۃ قیل انہ من نور اللہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۷۹ بسم اللہ الرحمن الرحیم حمد اللہ تعالی مصلیاً ومسلماً علی رسولہ **سوال** وکل الاب رجلا بتزویج بنتہ الصغیرۃ فزوجہا الوکیل بحضرۃ ابیہا الموکل فی بیت ذلک الاب الموکل ثم ارادت البنت المزوجۃ خیار البلوغ فہل لہا خیار البلوغ ام لا بینوا توجروا

ہو المصوب لیس لہا خیار البلوغ لان تزویج الوکیل بحضرۃ الاب کتزویجہ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۸۰ کیا فرماتے ہین علماے دین کہ کسی کار خیر کے انجام کی خوشی مین دعوت کرنا یا شیرینی تقسیم کرنا مثلاً کسی کا لڑکا کلام مجید ختم یا شروع کرے یا محراب سنادے یا کوئی حج کرکے واپس آوے

یا کسی قسم کی ترقی ہو تو خوشی مین بنظر شکریہ اپنے رب کے دوستون و عزیزون و حاضرین ومساکین کو کھانا کھلا وے یا کچھ تقسیم کرے جائز ہے یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب جائز ہے اصل اسکی حدیث صحیح بخاری ہے جو باب الطعام عند القدوم مین مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم المدینۃ نحر جزورا او بقرۃ انتہی و در صحیح بخاری ومسلم وغیرہ مین قصۂ قبول توبہ کعب بن مالک مین مروی ہے فلما جاءنی الذی سمعت صوتہ یبشرنی نزعت لہ ثوبی فکسوتہما ایاہ ببشارتہ اور بھی اسمین ہے قلت یا رسول اللہ ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ والی رسولہ قال امسک بعض مالک قلت فانی امسک سہمی الذی بخیبر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ فال لینا مصحف قرانی یا کسی اور کتاب سے درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اسکے جواز کی کوئی دلیل صریح قرآن و حدیث مین پائی نہین گئی اور علما اسمین مختلف ہین بعضون نے اسکو حرام کہا اور بعضون نے مکروہ لکھا اور بعضون نے جائز رکھا ہے مگر بدین شرط کہ اگر مخالف مقصود کے نکلے تو خیال بد نہ آنے پاوے ابو عبد اللہ محمد بن الحاج مالکی مدخل مین لکھتے ہین التفاول فی الشرع ہو الذی لا یقصدہ الانسان حتی یسمعہ ابتداء واما من یقصدہ فلیس من التفاول فی شیٔ واشد من ذلک التفاول فی فتح الختمۃ والنظر فی اول سطر یخرج منہا او غیرہ وذلک باطل وبیان ذلک انہ قد یخرج لہ منہا ایۃ عذاب ووعید فیقع لہ التشویش من ذلک فرفع عنہ ذلک حتی ینقطع مادۃ التشویش بل یخشی علیہ ان تقع لہ ما ہو اشد من ذلک ویؤل امرہ الی الخطر العظیم ومن الذخیرۃ قال الطرطوسی ان اخذ الفال بالمصحف وضرب الرمل ونحوہما حرام وہو من باب الاستقسام بالازلام مع ان الفال حسن بالسنۃ تحریرہ ان الفال الحسن وہو ما یعزم من غیر کسب مثل قائل یقول ما مصلح ونحوہ والتفاول المکتسب حرام کما قالہ الطرطوسی فی تعلیقہ انتہی اور ملا علی قاری مکی حنفی شرح نخبۃ الفکر مین لکھتے ہین الفال بالمصحف ما صدر عن السلف واختلف فیہ المتاخرون ولا شک ان التشاؤم بما فیہ مکروہ سواء بالحروف وبالمعنی واما التفاول بالمعنی او بالظہور

از کراچی بندر صدر بازار دکان شیخ رحیم شال فروش مرسلہ سید محمد شاہ صاحب بماہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری

کبسملۃ ونحوہا فلا باس واما الحروف فلا دلالۃ لہا علی الحسن والقبح ابدا علامہ علی القاری شرح
فقہ اکبر مین لکھتے ہین ومن جملۃ علم الحروف الفال بالمصحف حیث یفتحونہ وینظرون فی اول صفحۃ
ای حرف وافقہ وکذا فی سابع الورقۃ السابعۃ فان جاء حرف من الحروف المرکبۃ من تسحلاکم حکموا
بانہ غیر مستحسن فی سائر الحروف بخلاف ذلک وقد قال ابن العجمی فی منسکہ لا یؤخذ الفال من
المصحف فان العلماء اختلفوا فی ذلک فکرہہ بعضہم واجازہ بعضہم ونص المالکیۃ علی تحریمہ انتہی
ولعل من اجاز او کرہ اعتمد علی المعنی ومن حرمہ اعتبر حروف المعنی فانہ فی معنی الاستقسام بالازلام
انتہی اور سید عبد الباقی بغدادی رسالۂ مناسک الحج مین لکھتے ہین ومن الاستخارات
الشائعۃ الاستخارۃ بالقرآن ویسمونہ تفاولا ولا نعلم منہا کیفیات شتی والظاہر ان ذلک مما لا دلیل
علی مشروعیتہ ومن البدع ما یستعملہ الشیعۃ بالتفاول من السبحۃ ونحوہا وکذا ما یفعلہ کثیر من الناس
بالتفاول بدیوان حافظ الشیرازی انتہی واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا سوال اول علم رمل سیکھنا سکھانا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اصل رمل کی زمانہ حضرت ادریس علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ہے
اور اُنکے معجزات مین شمار کیا گیا مگر ہماری شریعت مین اُسکی ممانعت وارد ہے سدا للذریعۃ
طحطاوی حاشیہ درمختار مین لکھتے ہین ہو علم بضروب اشکال من الخطوط والنقط بقواعد معلومۃ
تخرج حروفا تجمع وتستخرج جملۃ دالۃ علی عواقب الامور وقد علمت انہ حرام قطعا واصلہ لادریس
علیہ السلام انتہی اور ابن حجر مکی کے فتاوی مین ہے ان تعلمہ وتعلیمہ حرام شدید التحریم
لما فیہ من ایہام العوام ان فاعلہ یشارک اللہ فی غیبہ انتہی اور صحیح مسلم وسنن ابو داؤد وغیرہ
مین معاویہ بن حکم سے مروی ہے قال قلت ومنا رجال یخطون قال ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان نبی من الانبیاء یخط فمن وافق خطہ فذاک انتہی جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود شرح
سنن ابو داؤد مین لکھتے ہین قال النووی اختلف العلماء فی معناہ والصحیح ان معناہ من وافق
خطہ فہو مباح ولا طریق لنا الی معرفۃ ذلک والعلم الیقینی بالموافقۃ فلا یباح وقال عیاض معناہ
من وافق خطہ فذاک الذی تجدون اصابتہ فیما یقول لا انہ اباح ذلک لفاعلہ قال ویحتمل ان ہذا

نسخ من شرعنا وقال الخطابی ہذا الحدیث یحتمل النہی عن ہذا الخطو وان کان علما للنبوۃ ذلک النبی وقد انقطعت فنہی عن تعاطی ذلک قال النووی محصل من مجموع کلام العلماء الاتفاق علی النہی عنہ الآن انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی ابو الحسنات)

سوال دوم شب برات مین حلوا وغیرہ اور عیدین مین سیویان پکانا اگرچہ قرض وغیرہ لینے کی نوبت پہونچے پر ضروری سمجھکر ضرور پکانا کیسا ہے یا بلالحاظ رسوم اس نظر سے کہ پڑوس مین حلوا وغیرہ دیکھکے اپنے بچے روئین گے بخیال اونکے رنج کے یا یہ کہ خود بھی شیرینی کا شوق ہے ان چیزون کا پکانا کیسا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب اس باب مین کہ شرعا کوئی نص وارد نہین نہ نفیا نہ اثباتا حکم یہ ہے کہ اگر بپابندی رسم ضروری سمجھیگا کراہت لازم ہوگی اور اگر ضروری نہ سمجھے گا کچھ حرج نہین اور یہ کلیہ ہے تمام مباحات اور مندوبات اور بدعات مباحہ مین کہ منجملہ اونکے حلوا اور سیویان وغیرہ بھی ہین اور استنباط اسکا اس قول ابن مسعود رض سے ہے جو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد وابن ماجہ ونسائی نے روایت کیا ہے لایجعل احدکم للشیطان شیئا من صلاتہ یری ان حقا علیہ ان لاینصرف عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ طیبی اور سید کے حواشی مشکوۃ مین ہے فیہ ان من اصر علی مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین غیر خدا کی منت ونذر کے باب مین او سکا کھانا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب غیر اللہ کی نذر ومنت حرام ہے اور منذور غیر خدا کا شیرینی ہو یا فیرینی کھانا ہر امیر وفقیر پر حرام ہے اور کسی حاجت کے وقت ذبح جانور یا اطعام طعام یا تقسیم شیرینی اللہ کیواسطے ماننا درست اور بعد حصول مقصد کے وفا اوسکی واجب ہے مگر مصرف اوس کا محتاج وفقیر ہے ناذر کو اور امیر کو اوسکا کھانا روا نہین بحر رائق مین علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی کی شرح درر البحار سے منقول ہے النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع حرام بوجوہ منہا

انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ
میت والمیت لایملک ومنہا انہ ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقادہ ذلک کفر
اللہم الا ان قال یا اللہ انی نذرت لک ان شفیت مریضی او رددت غائبی او قضیت حاجتی
ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدۃ نفیسۃ او الامام الشافعی او الامام اللیث او اشتری حصیرا
لمساجدہم او زیتا لوقودہا او دراہم لمن یقوم بشعائرہا الی غیر ذلک مما یکون فیہ نفع للفقراء
والنذر للہ وذکر الشیخ انما ہو محل لصرف النذر لمستحقیہ القاطنین برباطہ او مسجدہ فیجوز بہذا
الاعتبار ولا یجوز ان یصرف ذلک لغنی ولا لشریف منصب او ذی نسب او علم مالم یکن فقیرا
ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف للاغنیاء للاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا یشتغل
الذمۃ بہ ولانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ الا ان یکون فقیرا او لہ عیال فقراء عاجزون
فیاخذونہ علی سبیل الصدقۃ المبتدأۃ واخذہ ایضا مکروہ مالم یقصد الناذر التقرب الی اللہ
وصرفہ الی الفقراء ویقطع النظر عن نذر الشیخ انتہی ملخصا اور اصل اس باب مین حدیث انما النذر
ما ابتغی بہ وجہ اللہ ہے جو مسند احمد مین مروی ہے اور سنن ابو داؤد مین ہے لا نذر الا فیما
ابتغی بہ وجہ اللہ اور بھی ابو داؤد نے روایت کی ہے ان رجلا نذر ان ینحر ابلا فی موضع سماہ
فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہل فیہ وثن من اوثان الجاہلیۃ یعبد قال لا قال اوف بنذرک
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین اس صورت مین کہ کسی دوست آشنا اوستاد بزرگ کی
قدوم کی خوشی مین ضیافت کی نیت سے جانور ذبح کرے یا میٹھی تقسیم کرے یا بلا قدوم کسی ور
خوشی مین ذبح کرنا یا شیرینی بانٹنا درست ہے یا نہین اور اُسکے کھانیکا کیا حکم ہے بینوا توجروا

ہو المصوب درست ہے فتاوی بزازیہ مین ہے ذبح شاۃ لضیف ذاکرا علیہا اسم اللہ
یحل اکلہ لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ ومن ظن انہ لایحل لعلۃ انہ ذبح لاکرام
بنی آدم فیکون کانہ اہل لغیر اللہ فقد خالف القرآن والحدیث والعقل فانہ ان القصاب یذبح
للربح ولو علم انہ بخسر لایذبح فیلزم علی ہذا الجاہل ان لایاکل ماذبحہ القصاب ولا ماذبح للولایم
والاعراس والعقیقۃ ولو ذبحہ لقدوم الامیر ولقدوم واحد من العظماء لایحل اکلہ وان ذکر اسم اللہ

علیہ لانہ فیح لتعظیم خلق اللہ ولہذا لایضعہ بین یدیہ بخلاف الاولی لانہ یقدمہ بین یدیہ وہو الفارق انتہی اور اصل اس باب مین قصہ کعب بن مالک کا ہے جو صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے کہ جب توبہ اُنکی قبول ہوئی اُنھون نے اُسکی خوشی مین اپنا سب مال صدقہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے فرمایا کہ کسیقدر اپنے مال سے رہنے دو تب اُنھون نے اپنا حصہ جو غزوۂ خیبر مین ملا تھا رہنے دیا باقی صدقہ کردیا اور یہی اصل اس بحث مین شریعت ولیمہ ہے کہ بعد شب زفاف کے مسنون کیا گیا ہے اور اُسکے فضائل مین احادیث صحاح مین مروی ہین اور وہ حدیثین جنمین بعد نکاح کے خرما وغیرہ لٹانا مروی ہے سنن بیہقی اور معجم طبرانی وشرح معانی الآثار طحاوی وغیرہ مین مروی ہین مگر اسانید مین اُنکے ضعف ہے اور اسی قسم سے اطعام اہل بارات ہے غرض احادیث متکثرہ سے جو وقائع مختلفہ مین وارد ہین یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ کسی خوشی کے وقت کھانا کھلانا یا تقسیم طعام کرنا اور کوئی چیز تقسیم کرنا جائز ہے اور اُسکا کھانا ہر امیر وفقیر کو مباح ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی　[مہر: محمد عبد الحی / ابو الحسنات]

استفتا ۸۵ ما قولکم ایہا العلماء فی ہذہ زید استعمال ناس میکرد وحقہ نوشیدن را حرام نمیگفت بکر می گوید کہ او کافر بود ومریدان او کافراند ونماز جنازہ حقہ کش نباید درین باب

انچہ حق باشد بیان سازید بینوا توجروا

ہو المصوب قول بکر درین باب محض لغو ست وہرگز قابل اعتبار نیست بر اہل اسلام لازم کہ تفہیم او سازند واز ین فتوی باز دارند مخفی نماند کہ در حقہ کشی از زمان حدوث کہ بعد سن ہزار واقع شدہ تا این زمان علماء مذاہب اربعہ مختلف ماندند بعضے حکم حرمت دادند وبعضے مائل بطرف کراہت تحریمیہ شدند وبعضے بکراہت تنزیہیہ قائل گشتند وبعضے حکم اباحت مطلقہ دادند چنانچہ عبارات ایشان مع ما لہا وما علیہا در رسالۂ خود ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان نقل ساختہ ام من اراد الاطلاع فلیرجع الیہا ودر رد المحتار علی الدر المختار می نویسد اضطربت آراء العلماء فیہ فبعضہم قال بکراہتہ وبعضہم قال بحرمتہ وبعضہم باباحتہ وافردوہ بالتالیف وفی شرح الوہبانیۃ الشرنبلالی ویمنع من بیع الدخان وشربہ وشاربہ فی الصوم لاشک یفطر

وللعلامۃ الشیخ علی الاجهوری رسالۃ نقل فیها انہ افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاهب الاربعۃ
قلت والف فی حلہ سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی الحنفی رسالۃ سماها الصلح بین الاخوان فی
اباحۃ شرب الدخان واقامۃ الطامۃ الکبری علی القائل بالحرمۃ او الکراهۃ فانهما حکمان شرعیان
لابد لهما من دلیل ولا دلیل علی ذلک فانہ لم یثبت اسکارہ ولا تفتیرہ ولا اضرارہ وان فرض اضرارہ
للبعض لا یلزم منہ تحریمہ علی کل احد انتهی وعبد الغنی نابلسی در حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ مینویسد
من البدع العادیۃ استعمال التتن والقهوۃ انتهی وشیخ عبد الخالق مزجاجی زبیدی حنفی در بعض
فتاوای خود می آرند قد تکلم ان العلماء المتاخرون فی ذلک لانہ لم یکن فی القرون السابقۃ فمن مفرط
فی ذمہ حتی جزم بالحرمۃ ومن مفرط فی مدحہ ومنهم من توسط فقال انہ مکروہ تحریما وهذا عندی احسن الاقوال
واعدلها اذ لا قاطع بتحریمہ ولیس کل موذ منتن حراما والا لکان اکل الثوم والبصل والفجل والکراث
حراما هذا اکلہ فی شرب دخانہ واما اکلہ وشمہ فهو مکروہ تنزیها عندی لانها دون شرب دخانہ انتهے
ملخصا وانچہ بعد تنقیح دلائل طرفین واضح شدہ این ست کہ قول حرمت لایعبأ بہ است چہ حرمت
موقوف بر دلیل قطعی تحریم ست وحاکمین بحرمت دلیلے قطعی برآن قائم نساختہ اند بلکہ جملہ دلائل
ظنیۂ شان هم مخدوش اند چنانچہ بر مطالع ترویح الجنان مخفی نخواہد ماند وقول اباحت بلا کراہت
هم خالی از خدشات نیست البتہ قول کراهت قابل اعتبار ست ایں ہمہ گفتگو در حقہ کشی ست
فاما خوردن تمباکو واستعمال آن در بینی پس دلیلے معتبر بر کراهتش هم قائم نیست پس معلوم شد
کہ تکفیر مسلمے بسبب استعمال ناس وحقہ کشی ونہ ادا کردن نماز جنازۂ حقہ کش جرأتے عظیمہ از شان
عالم هیچ جرأت بعید ست واگر بالفرض حرمت ثابت شود پس در مختلف فیہ بودنش شکے نیست
چہ جماعۃ از علما انکار حرمت ساختند وفتوی کراهت یا اباحت دادند ودر مسائل اختلافیہ تکفیر
چہ معنی دارد در شرح عقائد نسفیہ وغیرہ مسطور ست کہ حرامی کہ حرمتش بدلیل قطعی ثابت شود واختلافی
دران راہ نداده باشد حکم بحلت او البتہ موجب کفر میتواند شد فاما حرام مختلف فیہ
پس هرگز بہ محللش حکم کفر روا نیست وهمچنین ست در فتاوی بزازیہ وغیرہ واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۰ طریقۂ تکفیر کی ترویج دینے والا مولوی اور مدد دینے والا اور راضی

[illegible]

ہونے والا عوام و خواص اُن لوگوں کا شریعت مین کیا حکم ہے اور جو شخص مسلمان ہو کر دین اسلام کے طریق اور صورت اور لباس کو ناپسند کر کے برہما کے طریق کے موافق صورت اور لباس کو پسند کر کے اور بال لمبے بڑھا کر عورتون کے موافق جوڑا باندھتے ہین اور لباس برہما کا پہنتے ہین اور پسند اُسے کرتے ہین اُنکے لیئے شریعت کی روسے کیا حکم ہے بینوا توجروا

ہو المصوب ایسا شخص فاسق و فاجر ہے بلکہ طریقۂ کفار کے پسند کرنے مین خوف کفر ہے واللہ علم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا کیا فرماتے ہوائے علمائے دیندار رحمت کرے اللہ تعالی تم پر چونکہ اس ملک مین برہما لوگ شروع سال چیت مہینے مین تین روز تک اپنے برہما طریق کے موافق دریا مین قریب ہزار تک آدمی جمع ہو کر پانی کھیلتے ہین اور اُس پرب کو بیشو پرب کہتے ہین اور اُسی بیشو پرب مین جو برہما لوگ کا مبارک اور خوشی کا دن ہوتا ہے اور اُنکا بڑا پرب اور میلہ ہوتا ہے جیسا کہ مجوسی لوگ کا نوروزا اور ہندی لوگ کا دیوالی اور بارنی اشنان دو چار کشتی لیکر بازی لگا کر ہار اور جیت کی کشتی دوڑاتے ہین اور کھیلتے ہین اور کشتی میں لال اور کالے رنگ کا جھنڈا اوڑاتے ہین اور ناچ اور ڈھول بجاتے ہین شعر اور اشعار پڑھتے ہین اور ایک گھڑے مین لال رنگ لگا کر پانی بھر کر اور ایک چھوٹی ڈالی انبہ کی اوسمین رکھتے ہین اور کشتی دوڑاتے وقت جو آدمی کشتی دوڑانے کے لیے موجود رہتے ہین اُن لوگون کے بدن مین واسطے شگون کے کالیالال ایک ایک مرغی کا بچہ دیوتا کے نام پر چھوڑ دیتے ہین اس نیت پر کہ وہ کھیل کی کشتی دریا مین غرق نہو اسیطرح سے اس ملک کے مسلمان لوگ بھی اُسی برہما طریق کے موافق ان دنون مین اس فعل کو اچھا سمجھکر ذوق اور شوق اور خوشی اور خرمی سے کشتیان لے کر برہما لوگ کے ساتھ بازی لگا کر پانی کھیلتے ہین اور برہما کے ساتھ موافقت کر کے برہما لوگ کے افعال اور امورات سابق الذکر کو خوشی اور خرمی سے کرتے ہین اسیطرح مسلمانون کی عورتین بھی خوشی اور ذوق سے اچھی پوشاک اور لباس فاخرہ اور زیورات سونا اور چاندی وغیرہ پہنکر عطر اور خوشبو لگا کر خوانچہ مین بھات اور پکوان وغیرہ جہان کشتی کا تماشا ہوتا ہے اُسی کشتی دوڑانے والے لوگون کے کھانے کے لیے

لیجاتی ہین پردہ وغیرہ ندارد مثل عورات برہما کے اس افعال کرنیوالے مرد اور عورتون پراز روی
شریعت شریف کیا حکم ہوتا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب ایسے لہو ولعب کفار مین اہل اسلام کو شریک ہونا حرام ہے بلکہ انکی موافقت
ورضا موجب کفر ہوتی ہے حدیث مین وارد ہے من کثر سواد قوم فہو منہم اور خزانۃ الروایات
مین ہے فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ
اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معہم فیما
یفعلونہ فی ذلک الیوم من المسلمین کفر وکذا الخروج الی لعب کفرۃ الہند فی الیوم الذی یدعونہ
بسرتی والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ من تزئین البقور والافراس والذہاب الی دور الاغنیاء یلزم
ان یکون کفرا وکذا الخروج فی لیلۃ تلعب فیہا کفرۃ الہند بالنیران والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ
فی ذلک الیوم من المسلمین کفر انتہی اور فتاوی بزازیہ مین ہے الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ
معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم کفر واکثر ما یفعل ذلک من کان اسلم منہم فیخرج فی ذلک الیوم ویوافق
معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم فیصیر بذلک کافرا ولا یشعر بہ اجتمع المجوس یوم النیروز فقال مسلم
خوب سیرت نہادند یکفر انتہی اور یحیی الحسین ہے وماجرت العادۃ بسمرقند بنصب امیر نیروز
واجتماع الناس وخروجہم الی باب رحمہ واجتماعہم فیہ ثلاثۃ ایام فلاشک انہم ان ارادوا بہ تعظیم الیوم
لذلک کفروان ارادوا بہ غیرہ فالاصوب والاصوب ترکہ وکذا اجتماع المسلمین یوم فصح النصاری انتہی

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی　(محمد عبد الحی ابو الحسنات)

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ ہنود اس دیار کے ہر سال
برسم پرستش گنگا یا دریا مین غسل کرتے ہین اور منت لڑکون کی اتارتے ہین اور انکا سر
منڈلاتے ہین اور ایک راس بزغالہ کو سفید مادہ کو سیندور لگا کر ہار گلے مین پہنا کر دریا مین
ڈالتے ہین چنانچہ اس پاٹھے کو ملاحان یا مسلمانان نکال لاتے ہین بعض اسکو بیچ ڈالتے ہین
بعض اپنے مصرف مین لاتے ہین پس آیا اسکو ذبح کرنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب نہین درست ہے نہ اسوجہ سے کہ وہ ما اہل لغیر اللہ ہے کیونکہ اس
آیہ مین مراد مذبوح لغیر اللہ ہے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ جانور ملک مالک سے خارج نہین ہوتا ہے

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا نوشیدن تاڑی وہمچنین ہر شراب کہ کثیرش مسکر باشد وخوردن نان پاؤ کہ خمیرش از تاڑی باشد حرام ست یا حلال بمذہب معتبر ومفتی بہ بینوا توجروا

ہو المصوب نوشیدن تاڑی وہمچنین ہر شراب کہ کثیرش مسکر باشد وخوردن نان پاؤ کہ خمیرش از تاڑی باشد حرام است بمذہب معتبر وہر چند کہ از بعض اشربہ مسکرہ نزد امام ابو حنیفہ وابو یوسف مقدار مسکر حرام ست ومقدار غیر مسکر از ان حرام نیست مگر بمذہب امام محمد قلیل وکثیر مسکر حرام ست وہمین ست قول معتبر روایۃ ودرایۃ ودر خزانۃ المفتین ست ذکر فی شرح مجمع البحرین الصحیح ما ذہب الیہ محمد انتہی ودر مجمع البرکات می آرد الفتوی علی قول محمد انتہی ودر ملتقی الابحر می آرد والکل حرام عند محمد وبہ یفتی والخلاف انما ہو عند قصد التقوی واما عند قصد التلہی فحرام اجماعا انتہی وزیلعی در تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق می نویسد الفتوی الیوم علی قول محمد حتی یحد من یسکر من الحبوب المتخذۃ من الحبوب والعسل والتین واللبن انتہی وقاضی بدر الدین عینی در رمز الحقائق شرح کنز الدقائق می آرد قال محمد والثلثۃ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواہ مسلم وعن ابن عمر انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد وابن ماجۃ والدار قطنی وصححہ والفتوی علی قول محمد والاختلاف فیما اذا قصد بہ التقوی دون التلہی وان قصد بہ التلہی فہو حرام بالاجماع انتہی ودر فتاوی بزازیہ می نویسد قال محمد قلیلہ وکثیرہ حرام قالوا وبقول محمد ناخذ انہ حرام ومذہب محمد انہ حرام ونجس کما ہو مذہب مالک والشافعی واحمد وابی داؤد واذا کان شربہ للہو فقلیلہ وکثیرہ حرام اتفاقا کما ہو المعتاد فی الزمان بین الانام یجتمعون علی ہذہ المسکرات کاجتماعہم علی الخمر انتہی وابو المکارم در شرح مختصر وقایہ می نویسد قال الفقیہ ابو اللیث وبقول محمد ناخذ وفی الخلاصۃ ان الفتوی علی قول محمد انتہی ودر کفایہ حاشیۂ ہدایہ میگوید ذکر فی الفتوی ان الفتوی علی قول محمد کذا ذکرہ الامام المحبوبی انتہی وفصیح الدین ونظامی ہروی در شرح وقایہ می نویسد ثم ان فی مجمع البحرین ان الصحیح فی کل اشربۃ قول محمد وفی النہایۃ ان الفتوی علی قول محمد وفی الخلاصۃ قال الفقیہ ابو اللیث وبقول محمد ناخذ وعلیہ الفتوی وفی الواقعات الحسامیۃ وبقول محمد ناخذ

بماہ صفر سنہ [illegible] ہجری از ملک بنگال شہر میدنی پور محلہ میر بازار مکان مولوی محمد علی صاحب وکیل عدالت جج مرسلہ مولوی لائق الدین صاحب

انتہی و در جامع الرموز می نویسد حاصلہ ان شرب نبیذ الحبوب و الحلاوات بشرط حلال عند الشیخین
فلا یحد السکران منہ ولا یقع طلاقہ و حرام عند محمد فیحد و یقع کما فی الکافی و علیہ الفتوی کما فی الکفایۃ
و در شرح مختصر وقایہ الیاس زادہ رومی می نویسد الشیخ الخسروانی ذکر ان الفتوی علی قول محمد
انتہی و در تنویر الابصار می نویسد و حرمہا محمد مطلقا و بہ یفتی انتہی و در رد المحتار نوشتہ قولہ
غیرہ کصاحب الملتقی والمواہب والکفایۃ والنہایۃ والمعراج و شرح المجمع و شرح درر البحار والقہستانی
والعینی حیث قالوا الفتوی فی زماننا بقول محمد لغلبۃ الفساد انتہی و ہمچنین ست در بسیارے از
کتب معتبرہ متون و شروح و فتاوی چنانکہ بر ناظر کتب فقہ مخفی نخواہد ماند ہرگاہ ازین تفصیل معلوم
شد کہ بمذہب مفتی بہ قلیل و کثیر ہر مسکر حرام ست در حرمت یک قطرہ و زائد از آن از
تاڑی کہ کثیر آن بلا شبہہ مسکر ست شکے باقی نماند و ہمچنین در نجاست آن و حرمت نان پاؤ
کہ خمیرش از تاڑی باشد و آنچہ در اذہان بعض علمائے زمان مرتکز گشتہ کہ معتبر درین بحث
قول شیخین ست بسبب اینکہ در متون ذکرش گشتہ و قول اصحاب متون مقدم ست بر قول
اصحاب شروح و فتاوی باطل ست چہ متون حنفیہ درین باب بر سہ مسلک اند بعض
اصحاب متون قول شیخین را و قول محمد ہر دو را ذکر کردہ اند و بعضے از اصحاب متون تصریح فتوی
بر قول محمد کردہ اند و بعض اصحاب متون صرف بر ذکر قول شیخین اکتفا کردہ اند و آنچہ مشہور ست
کہ قول اصحاب متون مقدم ست مقید ست باینکہ شروح و غیرہم بر خلاف آن فتوی نداده باشند
و ہمچنین آنچہ مشہور ست کہ مسائل ظاہر روایۃ مقدم اند بر مسائل نوادر مقید بہمین قید ست و تفصیح
فتاوی خیریہ مرقوم است قد ذکروا ان ما فی المتون مصحح التزاما من التزام اصحاب المتون
ان یذکروا فیہا الصحیح و ان تصحیح الصحیح اقوی من تصحیح الالتزامی انتہی و در رد المحتار می آرد
فکان احد القولین ظاہر الروایۃ والآخر غیرہا فقد صرحوا اجمالا بانہ لا یعدل عن ظاہر الروایۃ فہو ترجیح
ضمنی فلا یعدل عنہ بلا ترجیح صریح لمقابلہ وکذا لو کان احد القولین فی المتون والشروح
او کان قول الامام او کان ہو الاستحسان انتہی پس در ما نحن فیہ اگرچہ قول شیخین
در کتب ظاہر الروایۃ و متون مذکور ست لیکن ہرگاہ شراح معتبرین و مشائخ معتمدین بر قول
محمد فتوی دادند اعتبار ترجیح ضمنی بسبب ذکر در باب متون و غیرہ نماند و قول الحنفی اہل ظاہرین فتوائے

مشائخ خلاف رسم مفتی ست بحسب اقتضای عبارت قاضیخان ان کانت المسئلۃ مختلفا فیہا بین اصحابنا فان کان مع ابی حنیفۃ احد صاحبیہ یاخذ بقولہما لوفور الشرائط واجتماع ادلۃ الصواب فیہما انتہی لغو ست بچند وجہ اول اینکہ لزوم افتاء بمذہب شیخین یا طرفین وقتے ست کہ ہر دو قول متساوی فی الدلیل باشند و اگر دلیل یکی ہر دو قول قوی باشد پس افتاء بر ہمان قول لازم ست گو خلاف شیخین یا طرفین باشد آرے کسے کہ اہلیت نظر فی الدلیل ندارد آنرا بجز اختیار ترتیب چارہ نیست در در مختار می نویسد الاصح کما فی السراجیۃ وغیرہا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد وصحح فی الحادی القدسی قوۃ المدرک انتہی و در رد المحتار می نویسد قال الحلبی الذی یظہر فی التوفیق ای بین ما فی الحاوی وما فی السراجیۃ ان من کان لہ قوۃ ادراک لقوۃ المدرک یفتی بالقول القوی المدرک ای الدلیل والا فالترتیب انتہی اقول یدل علیہ ما فی السراجیۃ والاول اصح اذا لم یکن المفتی مجتہدا فہو صریح فی ان المجتہد یعنی من کان اہلا للنظر فی الدلیل یتبع من الاقوال ما کان اقوی دلیلا والا اتبع الترتیب السابق انتہی و معلوم ست کہ در ما نحن فیہ دلیل قول محمد قوی ست علی ما سیاتی تفصیلہ پس فتوی مشائخ کہ بر قولش فتوی دادند موافق رسم مفتی واقع شد چہ اکثر از ایشان اہلیت نظر فی الدلیل میداشتند بعد تنقیح دلائل طرفین و ظہور قوت ادلہ قول محمد فتوے دادہ اند دوم اینکہ اگر رسم مفتی مذکور علی الاطلاق درست باشد لازم می آید کہ فتوی مشائخ بر قول زفر خلاف قول ابو حنیفہ معتبر نباشد و ہو خلاف الاجماع در رد المحتار میگوید وعن ہذا تراہم قد یرجحون قول بعض اصحابہ علی قولہ کما رجحوا قول زفر وحدہ فی سبع عشرۃ مسئلۃ فنتبع ما رجحوہ لانہم اہل النظر فی الدلیل انتہی سوم اینکہ بعد فتوی دادن مشائخ کہ ارباب نظر و ترجیح بودند مفتیان را جائے چون و چرا نمی ماند بلکہ متابعت ایشان کردن بر ایشان لازم ست در در مختار میگوید و اما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وصححوہ کما لو افتوا فی حیاتہم انتہی و علامہ قاسم بن قطلوبغا در فتاوی خود می طراز د الناس بین مقلد محض و مقلد لہ اہلیۃ النظر فعلی الاول اتباع ما صححہ المشائخ والثانی لہ الترجیح والتصحیح انتہی و انچہ در اذہان بعض اہل علم متمکن شدہ کہ فتوی مشائخ حنفیہ بر حرمت قلیل و کثیر از ہر مسکر صرف بر قول محمد نیست بلکہ بقول ابو حنیفہ و ابو یوسف نیز ہست زیرا کہ این فتوی در حق فاسقین شاربین بقصد لہو و سکر ست نہ در حق قاصدین تداوی و تقوی بے شبہ بیجا ست چہ از عبارت رمز الحقائق و ملتقی الابحر وغیرہ صاف واضح ست کہ شرب مسکر بقصد تلہی و سکر

بالاتفاق حرام ست پس درین صورت فتوی بر قول محمد چہ معنی دارد و اختلاف درمیان محمد و شیخین
درصورت شرب آنہا بقصد تداوی و تقوی بودہ است و درہمین اختلافیہ مشایخ فتوی بر قول
محمد دادہ اند پس این فتوی برخلاف قول شیخین گشتہ و لعلی ہذا ظاہر علی کل من الطلبۃ فکیف خفی علی
الکملۃ و انچہ بعض مدعیان علم ذی فضل میگویند کہ فتوی برارفق و اسہل و ہمچنین عمل بر ایسر باید بناءً علیہ
فتوی مشایخ بر قول محمد کہ موجب ضیق و عسر ست معتبر نیست غلط و باطل ست چہ اگر مراد این است
کہ در ہر مقام فتوی و عمل بر ایسر و ارفق باید اگرچہ دلیلش ضعیف باشد پس باطل ست نقلا و عقلا
سابقا از حاوی قدسی معلوم شد کہ باعتبار درباب افتاء برای قوت دلیل ست و ابن ہمام
در فتح القدیر و حلبی در غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی نوشتہ اند لاینبغی ان یعدل من الدرایۃ اذا وافقہا
روایۃ انتہی و بیری زادہ در شرح اشباہ والنظائر میگوید قال ابن الشحنۃ فی شرح الہدایۃ اذا صح الحدیث
وکان علی خلاف المذہب عمل بالحدیث ویکون ذلک مذہبہ ولایخرج مقلدہ عن کونہ حنفیا فقد صح
عن الامام ابی حنیفۃ اذا صح الحدیث فہو مذہبی انتہی و اگر مراد این ست کہ در مواضع فتوی و عمل بر ایسر
باید پس مفید نیست چہ در انتاج شکل اول کلیت کبری شرط ست علاوہ برین اگر ہر جا اعتبار رفق
و یسر باشد لازم می آید کہ درباب جماعت نماز قول استحباب اختیار کردہ شود و قول سنت موکدہ
و وجوب کہ مرجح ست متروک شود و درباب اشعار حجاج قول امام بکراہت اشعار بدنہ اختیار
کردہ شود و درباب مزامیر سوای دف مثل طبلہ و عود و بربط وغیرہ قول حلت اختیار کردہ شود
وہذا کلہ لایقول بہ الا المتلاعب فی الدین المعرض عن نصوص سید المرسلین قطع نظر ازین اعتبار
عسر و یسر در صورتے ست کہ در مسئلہ اقوال مختلفہ غیر مرجحہ باشند فاما در صورتے کہ مشایخ قولی را ترجیح
دادہ باشند دران صورت اعتبار فتوی شان لازم ست در در مختار می آرد و ما نحن فعلینا اتباع
ما رجحوہ و صححوہ کما لو افتوا فی حیاتہم فان قلت قد یحکون اقوالا بلا ترجیح قلت یعمل بمثل ما عملوا بہ
من اعتبار تغیر العرف و احوال الناس و ما ہو الارفق و ما ظہر علیہ التعامل و ما قوی وجہہ انتہی و آنانکہ
استدلال بر اعتبار یسر و رفق بقول صاحب قنیہ ینبغی للمفتی ان یفتی للناس بما ہو اسہل علیہم انتہی
و بقول صاحب کشف بزدوی یستحب للمفتی الاخذ بالرخص تیسیرا علی العوام انتہی می سازند ناواقف
اند از مصطلحات علمای حنفیہ چہ مفتی در عبارات شان بمعنی مجتہد می باشد قاسم بن قطلوبغا در فتاوای خود

می نویسد اعلم ان مشائخنا یطلقون لفظ المفتی علی من لہ نوع اجتہاد فی المذہب ویطلقون
علی امثالہا لفظ المتفقۃ انتہی وانچہ بعض افاضل میگویند کہ درما نحن فیہ جماعتے از حنفیہ قول
شیخین راہم تصحیح کردہ اند چنانکہ در خزانۃ المفتین می آرد فی الہدایۃ والنہایۃ وفتاوے قاضیخان
وظہیر الدین والخلاصۃ وفتاوی الکبری وفتاوی اہل سمرقند والحمیدی ان الاصح ما علیہ
ابو حنیفۃ وابو یوسف انتہی پس اعتبار این تصحیح باید نہ تصحیح قول محمد باطل است بچند
وجہ اول اینکہ مرجحان قول محمد اکثر اند بہ نسبت مرجحان قول شیخین چنانچہ بر ماہر کتب
فقہیہ مخفی نیست پس اعتبار مرجحان قول محمد لازم ست در تنقیح فتاوی حامدیہ می نویسد القیاس
ان یعمل بما علیہ الاکثر کما نقلہ الشرنبلالی فی شرح امداد الفتاح من باب صلوۃ المریض انتہی دوم اینکہ از
مرجحان قول شیخین اکثر از اصحاب فتاوی اند ومرجحان قول محمد اکثر از اصحاب متون وشروح اند چنانچہ
بر ناظر کتب فقہ ظاہر ست وبر ظاہر کہ قول اصحاب متون وشروح مقدم ست بر قول اصحاب
فتاوی سوم اینکہ الفاظ ترجیح قول محمد مثل وبہ یفتی وعلیہ الفتوی وغیر ذلک اکد اند بہ نسبت الفاظ
ترجیح قول شیخین مثل اصح وغیرہ پس بالضرور ترجیح قول محمد مرجح خواہد شد وانچہ مشہور ست
کہ بوقت اختلاف تصحیح مشائخ مفتی مخیر است در صورتے است کہ ہر دو تصحیح مساوی باشند رد المحتار
زیر قول صاحب در مختار من وقف البحر وغیرہ متی کان فی المسئلۃ قولان مصححان جاز القضاء والافتاء
باحدہما انتہی می نویسد ہذا المحمول علی ما اذا لم یکن لفظ التصحیح فی احدہما اکد من الآخر کما افادہ الحلبی
ای فلا یخیر بل یتبع الآکد اقول وینبغی تقیید التخییر ایضا اذا لم یکن احد القولین فی المتون لما قدمناہ آنفا عن
البیری ولما فی قضاء الفوائت من البحر من انہ اذا اختلف التصحیح والفتوی فالعمل بما وافق المتون اولی
کذا لو کان احدہما فی الشروح والآخر فی الفتاوی لما صرحوا بہ من ان ما فی المتون مقدم علی ما فی
الشروح وما فی الشروح مقدم علی ما فی الفتاوی انتہی ودر شروح مقدمۂ غزنویہ می طراز د ولفظۃ
الفتوی آکد وابلغ من لفظ المختار انتہی ودر کتاب لبۃ از تنقیح فتاوی حامدیہ می نویسد لفظ الفتوی آکد من
لفظ التصحیح انتہی ودر فتاوی خیریہ مرقوم ست بعض الفاظ الفتوی آکد من البعض فلفظ الفتوی آکد من
لفظ التصحیح والاصح والاشبہ وغیرہا ولفظ وبہ یفتی آکد من الفتوی علیہ انتہی ودر رد المحتار مرقوم ست
مقابل الصحیح والاصح ونحوہ قد یکون ہو المفتی بہ لکونہ ہو الاحوط والارفق بالناس والموافق لتعاملہم

وغیر ذلک مما یراہ المرجحون فی المذہب داعیا الی الافتاء بہ فاذا صرحوا بلفظ الفتوی فی قول علم انہ
الماخوذ بہ وظہیریہ ان لفظ وبہ ناخذ وعلیہ العمل مساو للفظ الفتوی انتہی ودر کتاب الکفالۃ از فتاوی
خیریہ مسطور ست قولہ والصحیح لایدفع قول صاحب المحیط وعلیہ الفتوی انتہی چہارم اینکہ بعد اختلاف
تصحیح وترجیح بجانب قول محمد قوت دلیل وموافقت شان بالنصوص صریحہ صحیحہ بحال خود ست
پس لابد اعتبار ترجیح قول امام محمد خواہد شد در رد المحتار میگوید والحاصل انہ اذا کان لاحد القولین مرجح
علی الآخر ثم صحح المشائخ کلا من القولین ان یکون الماخوذ بہ ما کان لہ مرجح لان ذلک المرجح لم یزل
بعد التصحیح فبقی فیہ قوۃ لم توجد فی الآخر انتہی اینہمہ کہ گفتہ شد موافق ابحاث فقہیہ بود فاما
باعتبار احادیث پس باید دانست کہ بسیارے از احادیث صحیحہ دلالت دارند بر حرمت قلیل کثیر مسکر بعض بصراحت
وبعض باطلاق خود ہا منجملہ آن احادیث کل مسکر خمر وکل خمر حرام کہ در صحیح بخاری وصحیح مسلم وجامع ترمذی
وسنن ابی داؤد وسنن نسائی وسنن بیہقی ومسند احمد ومسند ابو یعلی وصحیح ابن حبان ومصنف
عبد الرزاق وسنن دارقطنی وغیرہ باسانید کثیرہ معتبرہ مرویست وقول بعض علما کہ برین حدیث
طعن کردہ ابراہیم نخعی چنانکہ در فتاوی قاضیخان مذکور ست قال ابراہیم النخعی مایرویہ الناس کل مسکر
خمر خطأ لم یثبت انما الثابت کل مسکر حرام وکذا ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام لیس بثابت انتہی وطعن کردہ است
یحیی بن معین برآن چنانکہ در عنایہ مذکور ست روی عن یحیی بن معین انہ قال الحدیث الثلثۃ لیست
بثابتۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ الثابت کل مسکر حرام انتہی مردود ست چہ طعن یحیی بن
معین برین حدیث اگرچہ در ہدایہ وعنایہ وغیرہ مذکور ست لیکن جمال الدین عبد اللہ بن یوسف زیلعی
محدث حنفی در تخریج احادیث ہدایہ در حق آن میفرماید ہذا الکلام کلہ لم اجدہ فی شئی من کتب الحدیث
انتہی وطعن نخعی بر تقدیر ثبوت آن قادح نیست چہ او انکار کل مسکر خمر کردہ کل مسکر حرام را ثابت گفتہ
پس ہمین قدر باطلاق خود برای استدلال کافی ست علاوہ ازین ہرگاہ این حدیث در صحیح بخاری
کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ست باتفاق علماء وصحیح مسلم وغیرہ موجود ست عدم ثبوت آن چہ معنی دارد
وعجب نیست کہ نخعی وابن معین را این حدیث بسند صحیح نرسیدہ باشد ازین ہر دو انکار منقول گشتہ پس
بعد ثبوت آن بروایات معتبرہ در کتب حدیثیہ متعددہ احتجاج بقول این ہر دو از شان علما نیست
منجملہ آن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلعم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام کہ در سنن نسائی

وابن ماجه ومصنف عبد الرزاق مرویست وہمچنین در سنن ابو داؤد وابن ماجه از جابر روایت موجود ست وترمذی آنرا روایت کرده حکم بحسن اسنادش داده ومنجملۂ آن حدیث سعد بن ابی وقاص است که در سنن نسائی مرویست ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن ما اسکر کثیره وابن حبان هم در صحیح خود آنرا روایت کرده وحافظ عبد العظیم منذری در مختصر سنن ابی داؤد نوشته اجود احادیث الباب حدیث سعد انتهی ونسائی بعد روایتش گفته فی هذا الحدیث دلیل علی تحریم المسکر قلیله وکثیره ولیس کما یقول المخادعون لانفسهم بتحریمهم آخر الشربة وتحلیلهم ما تقدمها انتهی ومنجملۂ آن حدیث علی رضی الله عنه ست قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل مسکر حرام وما اسکر کثیره فقلیله حرام که در سنن دارقطنی مرویست ومنجملۂ آن حدیث عائشه رضی الله عنها سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول کل مسکر حرام وما اسکر الفرق منه فملأ الکف منه حرام که در سنن ابو داؤد وجامع ترمذی مرویست وہمچنین ست در صحیح ابن حبان ومسند احمد وترمذی بر اسنادش حکم حسن ساخته ومنجملۂ آن حدیث ابن عمر ست قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما اسکر کثیره فقلیله حرام که در مسند اسحق ابن راهویه ومعجم طبرانی مرویست ومنجملۂ آن حدیث فوات بن جبیر ست که در مستدرک حاکم ومعجم طبرانی وسنن دارقطنی مرویست قال رسول الله صلعم ما اسکر کثیره فقلیله حرام ومنجملۂ آن حدیث زید بن ثابت است که در معجم طبرانی مرویست پس بعد ورود این احادیث که صراحة دلالت دارند بر حرمت قلیل وکثیر هر شراب مسکر مجال چون وچرا باقی نیست فانه لا قول لاحد کائنا من کان بعد قول صاحب الشریعة صلی الله علیه وسلم وحدیثے که فقهاء در اثبات مذهب شیخین پیش میکنند حرمت الخمر لعینها والسکر من کل شراب پس زیلعی در تخریج احادیث هدایه تضعیفش پرداخته واز ینجا معلوم شد که انچه بعض فقها از حدیث کل مسکر حرام جواب داده اند که مراد ازان قدح اخیر است که بدرجۂ سکر رساند بعد ثبوت احادیث صریحه حرمت هر قلیل وکثیر هر مسکر قابل اعتبار نیست الحاصل بعد وضوح دلائل ترجیح قول محمد بحسب قواعد فقهیه وقواعد حدیثیه بر عالمے حلال نیست که فتوی حلت قلیل تاڑی ونان پاؤ که خمیرش از تاڑی باشد دهد فکل مسئول عنه یوم القیامة لا سیما من هو فی العلم والفقاهة والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۹۲ / ۹۰ **استفتا** ما قولکم ایها العلماء فی ان الجمل اذا غذی بلبن الخنزیر من حین ولد الی ان یکبر الجمل اکله ام لا بینوا توجروا

هو المصوب نعم یحل اکله بعد ذبحه لان لحمه لا یتغیر وما غذی به صار مستهلکا لم یبق له اثر صرح به التمرتاشی

فی کتاب الحظر والاباحۃ من شرحہ لکتابہ تنویر الابصار المسمی بمنح الغفار واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا ۹۱ ہمنے ہدیۃ الحرمین مین دیکھاہے کہ حضرت نے اپنے صاحب زادہ ابراہیم کے سوم و دسوین و بیسوین و چہلم وغیرہ مین چھوہارے پر فاتحہ دیا اور اصحابونکو کھلایا پس فی زماننا لوگ پھول پان وغیرہ کرنیسے چہلم سوم و دسوین و بیسوین مین مانع ہوتے ہین کیسا ہے

ہو المصوب یہ قصہ جو ہدیۃ الحرمین مین لکھاہے محض غلط ہے کتب معتبرہ مین اسکا نشان نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا ۹۲ دائی جنائی کہ قوم ریداس یعنی چمارسے ہوا سکو گوشت عقیقہ کا دینا کیسا ہے اگر دیا جاوے تو کسقدر بینوا توجروا

ہو المصوب ایک ران بکری کی قابلہ کو دینا بہتر ہے کذا فی زاد المعاد فی ہدی خیر العباد اگرچہ قابلہ قوم چمار سے ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۹۳ مردے کے مکان مین مرنیکے روز سے برابر طعام معمولی اُس مقام پر جہان ہمیشہ پکا کرتا تھا پکنا جائز ہے یا نہین

ہو المصوب جائز ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۹۴ اگر کوئی شخص مثل کافرون کے پرستش شراب و گوبر کی کرے اور اعتقاد رکھے کہ جو کچھ فلاح و بہبود ہمکو ہے وہ بوجہ اسکی پرستش کے ہے اور نماز فرض عمر بھر نہ پڑھی ہو اگرچہ عیدین کی نماز پڑھتا ہو یا نہین اور جنازہ مین میت کے شامل رہتا ہو پس اُسکے یہانکا کھانا اور جو اسنے قربانی دی ہو یا بکری کو کسی نمازی سے قربانی کرایا ہو اُس گوشت کا کھانا اور نماز جنازہ جائز ہے یا نہین

ہو المصوب ایسا شخص کافر ہے اسکے ساتھ مسلمانون کے برتاؤ نہین کرنا چاہیئے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا ۹۵ ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ ایک شخص کی والدہ سید کی بیٹی تھین اور انکے والد شیخ صاحب تھے اب وہ دعوی کرتے ہین سید ہونیکا بلکہ دستخط کرنے مین اپنے نام کے بعد قرشی الحسنی لکھا کرتے ہین اب یہ دعوی کرنا حق ہے یا غیر کے نسب مین داخل ہونا ہے

اور اپنے نسب سے خارج ہونا ہے از روے شرع شریف کے وہ شخص سید ہوگا یا شیخ بینوا
بالتفصیل من الکتاب توجروا بالاجر الجمیل یوم الحساب

ہو المصوب باب نسب مین اصل یہ ہے کہ انتساب باپ کی طرف سے ہوتا ہے نہ مان کی طرف سے پس جسکی والدہ سید کی بیٹی ہو اور باپ اُسکا سادات سے نہو اُسکو اگرچہ من وجہ شرافت حاصل ہوگی اور بہ نسبت اون لوگون کے جنکے والدین غیر سادات سے ہون کسیقدر فوقیت ہوگی مگر وہ شخص اپنے کو سید نہین کہہ سکتا اور نہ قرشی حسنی لکھ سکتا ہے غیر قبیلہ مین داخل ہونا اور اپنے آبائی سلسلہ کو ترک کرنا سخت گناہ ہے بعض روایات مین ایسے شخص پر جو اپنے سلسلۂ پدری کی طرف انتساب ترک کرکے دوسرے فرقہ مین داخل ہو لعنت وارد ہوئی اور بعض مین فقد کفر کا اطلاق آگیا ہے بمعنی کفر عملی کے تفصیل اسکی کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر لابن حجر المکی وغیرہ مین موجود ہے درر شرح غرر مین ہے الولد یتبع الاب فی النسب لانہ للتعریف والام لاتشتہر ویتبع خیرہما فی الدین رعایۃ بجانب الولد انتہی اور بحر رائق مین شرح مین قول صاحب کنز کی الولد یتبع الام فی الملک والحریۃ والرق والتدبیر والاستیلاد والکتابۃ مرقوم ہے قید بالتبعیۃ فیما ذکر للاحتراز عن النسب فانہ للاب لان النسب للتعریف وحال الرجال مکشوف دون النساء حتی لو تزوج ہاشمی امۃ انسان فاتت بولد فہو ہاشمی تبعا لابیہ رقیق تبعا لامہ کما فی فتح القدیر وہذا احتراز عن الدین فانہ یتبع خیر الابوین دینا لانہ انظر لہ انتہی اور طحطاوی حاشیہ درمختار مین لکھتے ہین قولہ ولا فی نسب ای لا یتبع امہ فی نسب بذا النص صریح فی ان الشریفۃ لیس لابنہا شرف وان کان لہ شرف حموی انتہی اور ابن عابدین شامی رد المحتار مین لکھتے ہین من کان امہ علویۃ وابوہ عجمی یکون العجمی کفوا لہا وان کان لہا شرف ما لان النسب للآباء ولذا جاز دفع الزکوۃ الیہا انتہی اور ہدایہ مین ہے لو اوصی لاہل نسبہ او لجنسہ فالنسب عبارۃ عمن ینسب الیہ النسب یکون من جہۃ الآباء وجنسہ اہل بیت ابیہ دون امہ لان الانسان یتجنس بابیہ انتہی اور فتاوی خیریہ مین ہے خط لا شبہۃ فی انہ شرفا کذا اولادہ الی آخر الدہر اما اصل النسب فمخصوص بالاحط انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۹۹ کیا فرماتے ہین علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل مین اول یہ کہ موجب

مذہب حنفی شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہین اگر نا جائز ہے تو اُسکا کھیلنے والا فاسق ہے یا کیا دوم عادت دائمی اور اعلان کے ساتھ کھیلنے والا شطرنج کا فاسق معلن بموجب مذہب حنفی قرار پاسکتا ہے یا نہین سوم عادت دائمی اور اعلان کے ساتھ شطرنج کھیلنے والیکے پیچھے جبکہ با وجود ممانعت مسلمانون کے وہ اس عادت کو ترک نکرے بموجب مذہب حنفی نماز بلاکراہت ہوجاتی ہے یا نہین اگر کراہت ہے تو کس قسم کی چہارم ایک مسجد مین جو امام مسلمانون کی طرف سے مقرر ہے وہ اوقات نماز مین شطرنج کھیلتا ہو اور نمازی جمع ہوکر بعد انتظار کسی اور شخص لائق امامت کو امام بناکر نماز پڑھلین تو ایسی صورت مین کوئی گناہ تو نہین ہے بینوا توجروا

ہو المصوب در مختار مین مرقوم ہے وکرہ تحریما اللعب بالنرد وکذا الشطرنج واباحہ الشافعی وابو یوسف فی روایۃ وہذا اذا لم یقامر ولم یداوم ولم یخل بواجب والا فحرام بالاجماع انتہی ملخصاً اور رد المحتار حاشیۂ در مختار مین ہے قولہ الشطرنج معرب شدرنج وانما کرہ لان من اشتغل بہ ذہب عناؤہ الدنیوی وجاء عناؤہ الاخروی فہو حرام وکبیرۃ عندنا وفی اباحتہ اعانۃ الشیطان علی الاسلام والمسلمین کما فی الکافی انتہی اور یہی اُسیمین ہے قولہ وہذا الخ وکذا اذا لم یکثر الحلف علیہ وبدون ہذہ المعانی لاتسقط عدالتہ للاختلاف فی حرمتہ انتہی اور مجمع البرکات مین ہے یکرہ اللعب بالشطرنج والنرد وثلثۃ عشر واربعۃ عشر وکل لہو ماسوی الشطرنج حرام بالاجماع واما الشطرنج فاللعب بہ حرام عندنا واختلفوا فی اللعب بالشطرنج فرخص فیہ بعضہم ولکن بثلث شرائط ان لایقامر ولا یؤخر الصلوۃ عن وقتہا وان یحفظ لسانہ عن الجفاء والفحش فاذا فعل شیئا منہا فہو مردود الشہادۃ وکرہ الشافعی کراہۃ تنزیہ لا تحریم کالنرد کذا فی مطالب المؤمنین وذکر الغزالی فی خلاصتہ انہ مکروہ عند الشافعی ایضا فلعل ما وقع فی کتبنا ہو قول الاول کذا فی نصاب الاحتساب ذکر الغزالی فی الاحیاء فی باب السماع اللعب بالشطرنج مباح ولکن المواظبۃ علیہ مکروہ کراہۃ شدیدۃ کذا فی مطالب المؤمنین انتہی ان عبارات سے یہ امر ثابت ہوا کہ شطرنج کھیلنے والا بطور عادت دائمی کے باتفاق حنفیہ وشافعیہ وغیرہم فاسق ہے اور اُسکے فاسق معلن ہونے مین کچھ شک نہین ہے اور نماز فاسق کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے پس اہل اسلام پر واجب ہے کہ ایسے شخص کو امام نہ بناوین اور اگر امام کسی مسجد کا مرتکب اس فعل کا ہو تو اوسکو امامت سے معزول کرین

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۹۵ کیا ارشاد ہے علماے دین کا اس مسئلہ مین کہ تمباکو کھانا از روی اتقا کیسا ہے ترک اُسکا اولی ہے یا نہین اور جن وجوہ ثلاثہ کی بنا پر حقہ پینا نزدیک بعض علما کے مکروہ تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اُسمین سے ایک وجہ یعنی بدبو تمباکو کی کھانیوالون سے پائی جاتی ہے پس اس صورت مین ترک اُسکا اولی ہے یا نہین بینوا بالسند الکتاب توجروا من اللہ الثواب

ہو المصوب عمدہ وجہ کراہت حقہ پینیکی کہ تشبہ بالکفار و استعمال ما بہ العذاب ہے تمباکو کے کھانے مین نہین ہے اور فی نفسہ تمباکو بدبو دار نہین ہے البتہ کھانیوالے کی بداحتیاطی سے اُسکے منہ سے بدبو آتی ہے اگر احتیاط ازالۂ بدبو نہو سکے تو ترک اولی ہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

فی الواقع تمباکو بنفسہ مباح ہے اور اُسکا کھانا اور نہ کھانا دونون مساوی ہین اولویت ترک کی اُسمین نہین ہوسکتی اولویت ترک کراہۃ تنزیہی مین ہوتی ہے نہ مباح مین کما ہو المرقوم فی خلاصۃ الکیدانی واللہ اعلم کتبہ العبد الفقیر محمد بن المدعو بادریس النگرامی عفا اللہ عنہ ۱۲ رجب ۱۲۹۹ [مہر: محمد ادریس]

استفتا ۹۶ مایقول العلماء المفتیون لآثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم درین صورت کہ مثلاً شخصے است کہ در ظاہر نماز فرائض و نوافل و اعتکاف و تراویح و نماز عیدین و جمعہ نمیکند و منہیات شرعیہ مثل دیدن رقص طوائفان و شنیدن غنا با مزامیر از قوالان غنا پیشہ و فساق و دیگر آلات لہو مشغول میباشد و با زنان اجنبیہ در خلوت می نشیند با اینہمہ مردم او را ولی کامل و غوث وقت میدانند ہزاران ہزار مردم عوام با آنکہ ہیچ شرط از شرائط پیر کہ در کتب تصوف مثل قول الجمیل وغیرہ مسطور است ندارد مرید میشوند و میگویند کہ پیر ما را بہ نماز ظاہری حاجت نیست نماز باطن میخوانند و این خلوت با اجنبیہ بوی ضرر نمیرساند این کس موافق قاعدۂ شریعت و طریقت ولی وقت و غوث میتواند شد یا نہ و با وجود فقدان شرائط ند کورہ مرید با این شخص درست یا نہ موافق قاعدۂ شریعت و طریقت بیان فرمایند بینوا توجروا

ہو المصوب کمال دینی و دنیوی منحصر بر اتباع شریعت محمدیہ است و ہر کہ بر جادۂ شرع مستقیم نیست نہ غوث خواہد شد نہ قطب و ہر کہ گوید کہ ما را از شریعت ظاہر چہ کار ما از ارباب باطن ایم آنکس زندیق است و اعتقاد با چنین کس و مرید شدن او با وجود فقدان شرائط ارادت ہرگز ہرگز درست نیست علامہ محمد برکلی رومی در طریقۂ محمدیہ می نویسد و ایعنیہ بعض المتصوفۃ فی زماننا اذا انکر

علیہم بعض امورہم المخالفۃ للشرع ان حرمۃ ذلک فی العلم الظاہر وانا من اصحاب العلم الباطن وانہ
حلال فیہ وانکم تاخذون عن الکتاب وانا ناخذ من صاحبہ یعنی محمدا علیہ الصلوۃ والسلام کلہ الحاد وضلال
اذ فیہ ازدراء بالشریعۃ المحمدیۃ فالواجب علی کل من سمع ہذا المقال الانکار علی قائلہ والجزم ببطلان مقالہ
بلاشک ولا تردد ولا توقف والا فہو من جملتہم ویحکم بالزندقۃ علیہم وقد قال سید الطائفۃ الصوفیۃ
جنید البغدادی الطرق کلہا مسدودۃ الا علی من اقتفی اثر الرسول ؐ وقال ابو یزید البسطامی بعض اصحابہم
بنا حتی ننظر الی ہذا الرجل الذی قد شہر نفسہ بالولایۃ وکان رجلا مشہورا بالزہد فمضینا الیہ فلما خرج رمی
بزاقہ الی جہۃ القبلۃ فانصرف ابو یزید ولم یسلم علیہ وقال ہذا الرجل غیر مامون علی ادب من آداب رسول اللہ
فکیف یکون مامونا علی ما یدعیہ من الکرامات وقال لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی یطیر فی الہواء
فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الامر والنہی وحفظ الحدود وانظر ایہا العاقل الطالب للحق ان ہؤلاء
عظماء المشائخ وعلماء الطریقۃ وکبراء ارباب السلوک والحقیقۃ کلہم یعظمون الشریعۃ الشریفۃ ویبنون علومہم
الباطنۃ علی السیرۃ الاحمدیۃ والملۃ الحنفیۃ فلا یغرنک طامات الجہال المتنسکین وشطحہم الفاسدین
المفسدین الضالین المضلین بعد ان کانوا زائغین عن الشرع القویم مائلین عن الصراط المستقیم
خارجین عن مناہج علماء الشریعۃ فالویل کل الویل لہم ولمن تبعہم وحسن امرہم فہم قطاع طریق اللہ سبحانہ
عن العابدین یلبسون الحق بالباطل ویکتمون الحق وہم یعلمون انتہی از اینجا واضح شد کہ ہر کہ بر جادۂ
شرع مستقیم نیست قابل بیعت واعتقاد نیست بلکہ گمراہ شدہ وگمراہ کنندۂ خلق اللہ است اعاذنا اللہ
من ذلک کلہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا مردہ کے لئے قرآن پڑھوانا اُن لوگون سے جو لوگ قرآن پڑھنے کی اجرت لیتے ہین
اور روزی اپنی اُسیکو ٹھہرالیا ہے جن لوگون کو جہلا لوگ مولانا روحی بولتے ہین جائز ہی یا نہین

ہو المصوب نہین درست ہی قرآن پڑھنے کی اجرت لینا حرام ہی کما فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا چہ می فرمایند علمائے دین اندرین کہ شخصے گوید یا اعتقاد دارد کہ معنی واقعی
آیۂ کریمہ ہمین است کہ من میگویم اما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برای زجر والزام مخاطبیکہ اعتراض
می کرد چنین تفسیر فرمودہ یعنی خلاف واقع بیان نمودہ پس تفسیر رسول قابل قبول نباشد غایۃ

ما فی الباب مخصوص معترض گردد (تفسیر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را ائمہ حدیث روایت کردہ وتحسینش کردہ وجمہور مفسرین تاقبش داشتہ قبول نمودہ) پس این چنین گفتن یا اعتقاد داشتن شرعاً جائز باشد یا نہ ودرین صورت تغلیط وتخطیۂ رسول لازم بلکہ تکذیب رسول ودروغ بستن بسوی خدا عزوجل لازم آید یا نہ وفی الحقیقۃ کسے را خواہ نبی باشد یا نہ برای دفع الزام معاند یا برای زجرش قرآن را برخلاف واقع تفسیر نمودن جائز است یا نہ وبرتقدیر عدم جواز ہر کہ اعتقاد جوازش دارد یا تفسیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم را خلاف واقع دانستہ بتغلیط وتخطیہ اش پیش آید شرعاً حکمش چیست

ہو المصوب کسے را خواہ نبی باشد یا غیر نبی جائز نیست کہ بجائے دفع الزام معاند وزجر تفسیر قرآن برخلاف واقع سازد واعتقاد ہمچو امور در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الحاد وتزندق ست بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لازم بود کہ معانی قرآنیہ حسب مراد پروردگار بیان فرمایند وبغرض دیگر بیان واقعی را مخفی نسازند وغیر واقعی را تفسیر نگردانند قال اللہ تعالی فی کتابہ مخاطبا لہ صلعم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس وقال تعالی انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین اس صورت مین کہ زید نے مسماۃ ہندہ بالغہ ناکتخدا سے نکاح کیا زید حتی الوسع خود خبرگیری نان ونفقہ ہندہ کی کرتا ہے اور ہندہ سب طرح سے اطاعت زید مذکور کی کرتی ہے لیکن زید کو ہندہ کیطرف سے ہمیشہ شبہہ زنا کا رہتا ہے چنانچہ ایک مرتبہ بعد بہت استفسار کے ہندہ نے خود زید سے اقرار کیا کہ مین بکر سے مرتکب فعل شنیعہ کی ہوئی ہون باوجود پردہ داری کے مسمی زید کو اپنی زوجہ کیطرف سے شبہہ زنا مردان مختلف سے ودیگر امور خلاف شرعی یعنی روبرو ہونا مردان نامحرم کا رہتا ہے اس صورت مین زید کو طلاق دینا عورت مذکور کو واجب ہے یا نہین اور اگر طلاق ندے تو زید کو ساتھ ہندہ کے کس طرح سے پیش آنا چاہیے اور اگر زید ہندہ کو طلاق ندے گا تو گنہگار ہوگا یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اگر زید اپنے نفس پر قادر ہو کہ بعد طلاق دینے کے اُسکیطرف التفات نکرے تو طلاق دینا اُسکو بہتر ہے اور اگر نہین تو نکاح مین رکھے اور حتی الوسع نصیحت وزجر وتوبیخ کرتا رہے

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ۱۰۱ چہ می فرمایند علمائے دین اندرین مسئلہ کہ زراعت دانۂ خشخاش کی کرنا اور اُس سے افیون نکالکر بدست انگریزان یا دیگران کے فروخت کرنا درست ہے یا نہین اور انتفاع اسکا حلال ہے یا حرام اور دواہین افیون ملانا درست ہی یا نہین اور بچونکو بحالت شیر خوارگی افیون دینا درست ہے یا نہین

ہو المصوب زراعت دانۂ خشخاش کی درست ہی اور اُس سے افیون نکالنا اور بیچنا حرام ہے اور دواہین افیون ملانا اور لڑکونکو کھلانا حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ۱۰۲ زید بمکان یا بر بالائے خانہ زنان خود بآواز بلند بایک دیگر کلامے میکنند کہ سخنان آن قومی الیہ مکین مکان بیرون چنانکہ باید باصوات جلی بے تامل می شنوند وایشان زید را باچنین آواز مانع می آیند و تعرض میکنند چہ میفرمایند محدثین محی سنت والدین و مفتیان شرع گزین بہ نسبت آن شخص مذکور چہ صورت الیشان مثل صوت زنان ہست کہ آنرا ہم کلام کردن بآواز دراز بہ اندرون عمارت در شریعت ممانعت آمدہ است بشرع شریف چہ اذن است

ہو المصوب مستورات را واجب ست کہ آواز خود را بلا ضرورت شرعیہ در گوش اغیار نہ اندازند و کلام کردن بآواز بلند گناہ است و بر زید ہم احتیاط درین باب واجب است کہ از زنان چنان کلام نسازد کہ بیرون آواز آنہا رسد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ۱۰۳ ذکر چیزے نحس نیز بحدیث شریف یافتہ شدہ ہست یا نہ امید کہ بتعیین توجہ ثبت فرمایند

ہو المصوب شرعاً نحوست در چیزے نیست و فال بد گرفتن و در چیزے نحوست اعتقاد کردن در احادیث منع از ان وارد شدہ است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ۱۰۴ ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ حرام مغز مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی در صورت مکروہ تحریمی ہونے کے نکالنا حرام مغز کا سب جانوران چھوٹے بڑے مثل بکری و مرغ و کنجشک و کبوتر وغیرہا مین واجب ہے یا صرف بڑے جانور و نمین بینوا توجروا

ہو المصوب نصاب الاحتساب اور مطالب المومنین وغیرہ مین اسکو مکروہ لکھا ہے اور ظواہر کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ کراہت اسکی تنزیہی ہے نہ تحریمی بناءً علیہ جو جانور کہ نکالنا احرام مفز کا اوسنے تکلف ہوتا ہو اونکا نکالنا کچھ ضرور نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۰۱ گانا راگ کا عموماً و معرفت کا خصوصاً درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اگر بلا مزامیر اور بلا محرمات اور بلا مجلس وغیرہ کے ہو مضائقہ نہین ورنہ حرام ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۰۲ کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے کہا فلان شخص خدا گنج کو گیا مقصود اس سے وفات ہو اس مین شک ہوتا ہو کیونکہ بعض نے حکم شرک کیا ہے

ہو المصوب چونکہ یہ لفظ متعارف خبر وفات مین ہے اور اس سے غرض حق جل شانہ کیواسطے گنج یا مکان ثابت کرنا نہین ہوتی ہے اسوجہ سے اطلاق اس لفظ سے کفر و شرک نہو گا مگر موافق ظاہر لفظ کے معنی اسکے قبیح ہین ایسا لفظ بولنا جناب حق تعالی مین موجب کمال بے ادبی کا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۰۳ ما قولہم رح فی ہذہ المسألۃ جو روپیہ زید نے واسطے زاد راہ حج کے جمع کیا اکثر اوسمین سے زید کو مہاجنان سود خوار سے حق وکالت مین اوکو حاصل ہوا ہے تو ایسے روپیہ سے حج کرنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب [illegible] نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۰۹ چہ میفرمایند علمای دین در صحت احادیث مسطورۂ ذیل و در صورت صحت دو سوال اند اول اینکہ در کدام کتاب از صحاح ستہ واقع اند دوم اینکہ تناکح با این قوم ملعون حرام ہست یا نہ واگر مکروہ تحریمیہ ہست باز ہم چہ وجہ دارد زیراکہ نکاح مؤمن با کتابیہ و تواکل و تشارب با اہل کتاب در حالت عدم استعمال شان خمر و خنزیر وغیرہ جائز داریم روافض از ایشان بدتر چرا اولی ہستند چراکہ کلمہ گو یانند و تکفیر اہل قبلہ در مذہب اہل سنت

جائز نیست حتی کہ بعضے بہمین امر لعنت بر یزید پلید ہم غیر جائز داشتہ اند پس حال روافض از اہل کتاب وعدو اہل بیت کہ قتل اولاد رسول صلعم با امر او شدہ تفاوتی دارد یانہ وکافر گفتن اینہا باوجود کلمہ گوئی بچہ دلیل رواست واگر درحقیقت احادیث مرفوعہ غیر صحیح باشد فلا کلام فی الموضع عن علی رض عن النبی صلعم یا علی یخرج فی آخر ہذا الزمان قوم یسمون الرافضیۃ یرفضون الاسلام وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سب ابابکر فقد سبنی وعنہ حب ابی بکر وعمر من الایمان وبغضہما کفر وعنہ صلعم من احب عمر فقد احبنی ومن ابغض عمر فقد ابغضنی وعن جابر عن النبی صلعم اتی بجنازۃ فلم یصل علیہ قیل یارسول اللہ صلعم ما رأیناک ترکت الصلوۃ علی احد قبل ہذا قال انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ تعالی وعنہ صلعم من سب اصحابی فقد سبنی انتہی وعنہ علیہ السلام ان اللہ تعالی اختارنی واختار لی اصحابا فجعلہم اصحابی واصہاری ویجی من بعدہم قوم یبغضونہم ویسبونہم فان ادرکتموہم فلا تناکحوہم ولا تواکلوہم ولا تشاربوہم ولا تصلوا معہم ولا علیہم۔ جواب این سطور بحوالۂ قرآن وحدیث ثبت فرمایند اجرکم علی اللہ سبحانہ

ہو المصوب بعض ان احادیث کی مثل عن جابر انہ اتی بجنازۃ الخ جامع ترمذی مین موجود ہے اور بعض جامع صغیر مین سیوطی نے نقل کی ہین لیکن اس قسم کی سب حدیثین تہدید اور زجر ادر مین اور صحیح مذہب یہی ہے کہ تکفیر اہل قبلہ کی نہ چاہیے لیکن نکاح فرق مخالفہ کے ساتھ بسبب انکے فسق کے مکروہ ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس صورت مین کہ دروازے چوکھٹ یادالان کی دہلیز کو بزرگ جاننا اور ادب چوتہ رکھنے کو برا سمجھنا اس معنی کرکے کہ جو فقیر یا بزرگ آتا ہو دہلیز کو دعا دیتا ہے کہ بابا تیری چوکھٹ سلامت رہے یہ امر کیسا ہے

ہو المصوب یہ امر لغو اور خرافات ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ اہل سنت والجماعت تعزیہ داری مثل تعزیہ داری شیعہ کے کرین یعنی تعزیہ بنانا اور علم رکھنا اور سینہ زنی کرنا اور مالیدہ وشربت سامنے تعزیہ کے رکھنا اور اسپر نذر دینا اور اسکو تبرک جانکر کھانا اور رتجگا اور یوم عاشورہ کو ہمراہ تعزیہ کے ننگے سر جانا اور عاشورہ کے دن فاقہ کرنا اور قریب شام فاقہ جو کی روٹی سے

توڑنا اور روزہ کو بدعت جاننا اور یہ کہنا کہ روزہ یزید کی مان نے خوشی مین قتل امام حسین رض کے رکھا تھا اور بعد دفن تعزیہ تیسرے روز سیوم کرنا مثل سیوم مردہ کے اور اوسمین اول قرآن خوانی کرنا اور پھر مرثیہ پڑھنا اور الائچی دانہ تقسیم کرنا یہ امورات واجب ہین یا سنت بدعت ہین یا حرام یا ممنوع اور انکار کرنیوالا کیسا ہے

ہوالمصوب یہ سب امور بدعت اور ممنوع ہین اور مرتکب انکا مبتدع و فاسق ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبدالحی ابوالحسنات]

استفتا[۱۱۲] چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ شخصے سبحہ گردانی علی الدوام درخواندن اوراد یعنی تسبیح و تہلیل و تحمید و استغفار و درود شریف مصروف میباشد و بعضے از نوافل مثل سنت عصر و صلوۃ الاوابین بعد مغرب و سنت عشاء می گذارد و اکثر تخلیص میگویند کہ اینہمہ بدعت ست مرتکب این امورات مبتدع است بحکم الجہاد مع المبتدع افضل من جہاد الکفار قتال باوی لازم ست و بعد از نماز مفروضہ رفع یدین را برای دعا ہم منع کردہ میگویند کہ این بدعت است درین باب حسبۃً للہ ہرچہ حکم شرع باشد بیان فرمایند

ہوالمصوب سبحہ گردانی فی نفسہ امری ست مشروع بشرطیکہ از ریا خالی باشد و این چنین سبحہ مروج اگرچہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبودہ در زمان صحابہ و تابعین یافتہ شدہ است چنانچہ علامہ سیوطی در بعض رسائل خود تصریح کردہ است پس سبحہ گردانی بچہ طور بدعت خواہد شد و در باب صلوۃ الاوابین وغیرہ نوافل در شرع ترغیب وارد شدہ است ہر کسی باید کہ اوقات خود در چنین عبادات گذارد و مجلس مولود شریف را علمای سلف بدعت حسنہ تحریر فرمودہ اند و ہمچنین مجالس [illegible] بشرطیکہ خالی از موانع شرعیہ باشد امر مستحسن [illegible] اکابر محققین و فقہا این را [illegible] شمردہ اند و رفع یدین در دعا امریست مستحب ملا علی قاری تحقیق این امر کما حقہ در شرح مشکوۃ و در شرح حصن حصین کردہ است الحاصل شخصے کہ این چنین امور مثل سبحہ گردانی و حضور مجالس مولود شریف و رفع یدین در دعا میکند اگر نیت آن خالص ست مثاب خواہد شد واللہ اعلم کتبہ محمد عبدالحی عفا عنہ

استفتا[۱۱۳] علمای دین و مفتیان شرع متین رحمہم اللہ تعالی [illegible] مین کیا حکم فرماتے ہین کہ ایک عورت طوائف تائب ہوئی ہے اوسکے پاس مال پہلے پیشہ کا [illegible] سابق جمع ہے

اوسمین سے کار خیر مثل میلاد شریف زکوۃ اور جمیع کار خیر وغیرہ مثل ذلک وخیرات بمحتاجان وتنخواہ تعلیم کنندۂ قرآن کہ خود اور ایک لڑکی پڑھتی ہے اور بسائلان قرآن قرآن دیتی ہو اور کرتی آئی ہے اور ارادہ اسطرح ہے کہ ہمیشہ یہ امور جاری رہین ہرگاہ کہ یہ سب امور اوس مال سے ناجائز ونادرست ہون اس صورت مین اوسکو عذر چند طرح کے پیش ہین اول یہ کہ کھانا اوسی مال سے واسطے طاقت نماز پڑھنے کے کھاتی ہے اور کپڑا واسطے ستر عورت کے پہنتی ہے کہ نماز درست ہووے دوسرے یہ کہ روزہ رکھتی ہے اور اوسی مال سے وقت افطار کے کھاتی ہے اور کھلاتی ہے تاکہ دوسرے روز روزہ رکھنے کی قوت حاصل ہووے تیسرے یہ کہ بروز عید الضحی قربانی کرتی ہے اور مساکین کو گوشت دیتی ہے چوتھے یہ کہ ارادہ حج بیت اللہ شریف کا رکھتی ہے سو یہ سب کام احکام فرض اور خیر کے ہین یہ سب بھی ناجائز ہوجاوینگے یعنی نماز اور روزہ اور قربانی اور حج درست نہونگے توسبکو چھوڑے اور دست بردار ہوجاوے اوسپر بھی فکر رہی کہ اوس مال اندوختہ کو کس کام مین خرچ کرے آیا شراب خواری اور عیاشی وقماربازی کرے یا اوسے شراب خوارون یا اوباشون اور قماربازونکو دیڈالے کہ وہ سب اپنے فعل شنیعہ مین خرچ کرین یا یہ کہ انگریزونکو دیدیوے اور قرض بس جو معقول صورت اس مال کے متعلق ہو تحریر فرمائیے

ہو المصوب مال حرام سے امور خیر کرنا اور کھانا پینا اور اوسکو تصرف مین لانا سب حرام ہے اور اگر اوس مال کو امور حرام مین صرف کریگی تو اور زیادہ گنہگار ہوگی اور طریقہ اوسکا اور نماز کا یہ ہے کہ کسی سے روپیہ قرض لیکر اوس مال سے ادا کرے اور جسقدر اوسکے پاس مال حرام ہو اوسقدر قرض لیکر پہلا مورخیر کرے اور اوس قرض کا ادا اوسی مال حرام سے کردے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابوالحسنات

صحیح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ ضعیف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ عورتون کو اس قسم کا زیور نقرئی پہننا جو خوب بجنے والا ہو مثل پازیب دوسرے جسے لگ کر بجے جیسے کڑے چھڑے [illegible] تیسرے [illegible] جو چلنے مین بجتے ہین اور ہر وقت رفتار لگ کر بجتے ہین یا کہ اس قسم کے گھنگرو [illegible]

[illegible] (دیکھو) آپس مین لگ کر بجتے [illegible] جائز ہو سکتے یا نہین

ہو المصوب عورتوں کو ایسا زیور پہننا جو حرکت پاکر خود آواز کرے یا ایک دوسرے سے لگ کر بجے جسکی آواز سے اظہار مخفی زینت کا ہوا ور جانا جاوے کہ عورت فلانی زیور والی ہے منع ہے اسواسطے کہ علم بآواز زیور مورث میل وخواہش کا ہوتا ہے مردوں کو کما فی البیضاوی ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن لیتقعقع خلخالہا فیعلم انہا ذات خلخال فان ذلک یورث میلا فی الرجال و ہو ابلغ من النہی عن اظہار الزینۃ وادل علی المنع من رفع الصوت انتہی اور یہ معلوم ہے کہ جس مرد کو رغبت شہوت عورتوں کا ہوتا ہے جب وہ انکے زیور کی آواز سنتا ہے ہوجاتا ہے یہ سبب زیادتی خواہش کا اونکے دیکھنے میں کما فی التفسیر الکبیر اما قولہ تعالی ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن فقال ابن عباس وقتادۃ کانت المرأۃ تمر بالناس وتضرب برجلہا لیسمع قعقعۃ خلخالہا ومعلوم ان الرجل الذی یغلب علیہ شہوۃ النساء اذا سمع صوت الخلخال یصیر ذلک داعیۃ زائدۃ فی مشاہدتہن وقد علل تعالی ذلک بما قال لیعلم ما یخفین من زینتہن من الحلی وغیرہ انتہی اور حدیثون سے ایسا ظاہر ہے کہ لڑکیوں کو بھی ایسا زیور پہننا منع ہے کما فی المشکوۃ وعن ابن الزبیر ان مولاۃ لہم ذہبت بابنۃ الزبیر الی عمر بن الخطاب وفی رجلہا اجراس فقطعہا عمر وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مع کل جرس شیطان رواہ ابو داؤد وعن بنانۃ مولاۃ عبد الرحمن بن حیان الانصاری کانت عند عائشۃ اذ دخلت علیہا بجاریۃ وعلیہا جلاجل یصوتن فقالت لا تدخلنہا علی الا ان تقطعن جلاجلہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ جرس رواہ ابو داؤد انتہی واللہ اعلم بالصواب نمقہ سید محمد نعمت علی عفی عنہ

فی الواقع ایسا زیور پہننا کہ آواز دیتا ہے نہیں جائز ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

کتاب الاکل والشرب

استفتا چہ میفرمایند علمائے دین [illegible] خوردن گوشت خرگوش حلال است یا نہ

الجواب [illegible] خوردن گوشت خرگوش [illegible] النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اصحابہ ان یاکلوہ [illegible] آنرا [illegible] حمزہ [illegible]

بجمیع انواعہ حلال بالاتفاق و آنانکہ قائل بحرمتش شدہ اند منشاے آن فہمیدن جھینگہ را خارج از اقسام سمک ہست ولیس کذلک در حماد یہ می آرد الدود الذی یقال لہ جھینگہ حرام عند بعض العلماء لانہ لا یشبہ السمک فانما یباح عندنا من صید البحر انواع السمک وہذا لا یکون کذلک وقال بعضہم حلال لانہ لانہ یسمی باسم السمک واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

استفتا ۱۱۶ کیا فرماتے ہین علماے دین ان مسائل مین کہ کھانا اوجھڑی اور پیاز خام کا درست ہے یا حرام ہے یا مکروہ ہے اور پہننا مرد اور عورت کا پوشاک جالی دار کپڑے کی درست ہے یا نہین یا خاص [illegible] ہے اور عورت کو درست ہے بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب

ہو الموافق اوجھڑی کھانا مکروہ ہے اور پیاز خام کھانے کی ممانعت حدیث شریف سے ثابت ہے وہ بھی مکروہ ہے اسواسطے کہ دہن سے بو آتی ہے بعض کے نزدیک عورت کو باریک کپڑا پہننا خواہ جالی ہو خواہ ململ وغیرہ حرام ہے اور گناہ کبیرہ اسواسطے کہ ستر واجب ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے مرد اور عورت کے واسطے کما فی الزواجر اخرج مسلم وغیرہ صنفان من اہل النار لم ارہما قوم معہم سیاط کاذناب البقر یضربون بہا الناس ونساء کاسیات عاریات مائلات ممیلات رؤسہن کاسنمۃ البخت المائلۃ لا یدخلن الجنۃ ولا یجدن ریحہا وان ریحہا لیوجد من مسیرۃ کذا وکذا انتہی وابن حبان فی صحیحہ واللفظ لہ والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم یکون فی آخر امتی رجال یرکبون علی سروج کاشباہ الرجال ینزلون علی ابواب المساجد نساؤہم کاسیات عاریات علی رؤسہن کاسنمۃ البخت العجاف العنوہن فانہن ملعونات الخ ذکر ہذا فی الکبائر لظاہر لما فیہ من الوعید الشدید انتہی وفی العالمگیریۃ واما اذا کان رقیقا لا یصلح لذلک فان ذلک مکروہ بالاجماع انتہی واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد

خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد

فی الواقع اوجھڑی کھانا مکروہ ہے اور ابوداؤد نے روایت کی جابر سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من اکل ثوما او بصلا فلیعتزلنا او لیعتزل مسجدنا اس سے کراہت تحریمی پیاز کھانے کی ثابت ہوئی اور چند روایات حدیث سے ثابت ہے کہ عورت کو باریک کپڑا پہننا کہ ستر مین مخل ہو حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ سبحانہ عن ذنبہ الخفی والجلی وحفظہ عن سیئات الغنی

محمد عبدالحی ابو الحسنات

استفتا ۱۱۹ چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ خوردن اشیاء کہ ہنود بروز عید خود پیش اہل اسلام میسازند بطور مروت یا رسم زمینداری چنانچہ مثلاً شکر بروز ڈٹھون وشکر قند بروز سکھٹن جائز است یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب جائز است واللہ اعلم بالصواب ـ کتبہ عبد السلام عفی عنہ ـ صح الجواب محمد شکر اللہ عفی عنہ ـ الجواب صحیح حمایت اللہ دہلوی عفی عنہ بحالت زمینداری زائد علی القدر المقرر گرفتن ناجائز است وبخوشی ورضامندی خود اگر رعایا پیش سازند اہل اسلام را گرفتن مضائقہ ندارد ہکذا فی الکتاب ـ واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد امانت اللہ واقعی خوردن ہچو اشیاء کہ ہنود بروز عیدہای خود برضای خود پیشکش میسازند جائز است لیکن بہتر ہمان ست کہ دران روز ہدایای شان قبول نکنند تا از شبہ موافقت اجتناب شود ودر ذخیرہ می آرد ولا ینبغی للمؤمن ان یقبل ہدیۃ کافر فی یوم عیدہم ولو قبل لا یعطیہم ولا یرسل الیہم شیئا واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا ۱۲۰ کیا فرماتے ہین علمائے طریقۂ حنفیہ مسائل ذیل مین طعام ہندو کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا شرعا جائز ہے یا نہین وعلی ہذا القیاس پانی اُسکے ہاتھ کا چھوا ہوا اوس سے وضو کرنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو الموفق جائز ہے واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۸ھ

استفتا ۱۲۱ اگر کوئی کسی ظرف گلی وغیرہ مین کھانے کو نہ کھکر کسی ٹوکری مین ڈھکر چمار کسوپر کھانے کو کہین بھیجے یا یہین اسی طرح پر کھانا آوے تو اسمین کسی طرح کراہت شرعی ہے یا نہ وعلی ہذا القیاس اگر پانی کو گھڑے مین خود مسلمان بھرے اپنے ہاتھ سے بہنگی مین دہر دے اور پھر بھنگی کو [illegible] اوٹھالاوے اور پھر اوس گھڑے کو مسلمان اُتار کے دھر لیوے تو آیا اوس پانی کی طہارت مین کلام ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو الموفق نہین واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب حررہ العبد [illegible] العلی الرب الحکیم [illegible] محمد [illegible] عفی عنہ صحت ہذہ الاجوبۃ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

استفتا ۱۲۰ کیا فرماتے ہین علمای دین بیچ مقدمۂ حلت و حرمت ہدہد کے صاحب کتاب حیوۃ الحیوان و صاحب فتاوی برہنہ اسکو حرام اور مکروہ لکھتے ہین اور صاحب غایۃ الکلام و تمیز الکلام نے ہدہد کو حلال لکھا ہے پس مذہب امام اعظم مین یہ حلال ہی یا حرام فتوی جسپر ہوا وسے اطلاع فرمایئے

ہو المصوب ہدہد بمذہب حنفیہ حلال ہے اور کتب معتبرہ مین حرمت یا کراہت مذکور نہین خزانۃ المفتین مین ہے اکل الخطاف والھدھد وکل ذی طوق لاباس بہ انتہی اور بزازیہ مین ہی اکل الھدھد لاباس بہ ولاباس بالخطاف والقمری وکل مالیس لہ مخلب یختطف بہ انتہی اور ظہیریہ مین ہی اکل الخطاف والصلصل والھدھد لاباس بہ لانہا لیست من الطیور التی ہی ذوات مخلب انتہی اور قنیہ مین واقعات ناطفی سے منقول ہے لاباس باکل الھدھد انتہی اور رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ مین ہے اتفق الائمۃ الثلثۃ علی تحریم کل ذی مخلب من الطیور وکذا یا کل الجیف واما غیر ذلک من الطیور فکلہ مباح بالاتفاق والمشہور انہ لاکراہۃ فی مانہی عن قتلہ کالخطاف والھدھد والخفاش والطاؤس الاعند الشافعی انتہی پس ان عبارات سے صاف واضح ہوا کہ ہدہد بمذہب حنفی حلال ہی بغیر کراہت اور مصنف حیوۃ الحیوان شافعی ہے اوسنے موافق اپنے مذہب کے تحریم لکھی ہے اور فتاوی برہنہ کا مقابلہ کتب معتبرہ کے ساتھ نہین ہوسکتا ہے جبکہ کتب معتبرہ سے حلت ثابت ہے کراہت کہ فتاوی برہنہ مین ہے غیر مقبول ہوگی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا ۱۲۱ کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین نسبت طعام ہنود کے تر و خشک مین کچھ فرق ہے یا نہین لیکن تر مثل خشکہ و خشک مثل نان و حلوا وغیرہ کے بینوا توجروا

ہو المصوب کچھ فرق نہین نصاب الاحتساب مین ہے ما ابتلینا بہ من شراء السمن والخل واللبن والجبن وسائر المائعات من الھنود علی احتمال تلوث اوانیہم فان نساءہم لایتوقین من النجس فعلی المحتسب ان لم یجد بدا منہم ان یستوثق علیہم ان یجتنبوا من السرقین والمیتۃ فان شق علیہم یامرہم ان یاتوا اوانیہم مسلما یغسلہا او یغسلوا ایدیہم بمرائی من المسلم والا فالاباحۃ فتوی والتحرز تقوی ولذا لاباس بطعام المجوس کلہ الا الذبیحۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۲۲ کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین چھوا ہنود کا و طعام پختہ ہنود

[margin notes, right side, partly illegible:] ہدہد کا مذہب حنفیہ مین حلال ہونا ... والعصفور ... الشافعی ... طعام ہنود تر و خشک ... مصنف

فرق ہے صاف صاف بحوالۂ کتب مع عبارت کے ملاحظہ فرماکر مزین بمہر و دستخط فرمائیے بینوا توجروا
ہو المصوب درست ہے نہایۃ البیان فیما یحل ویحرم من الحیوان میں بحث ذکر احکام شاۃ میں
ہے پوست و پیہ نیا بد باغت حلال است پس بطور شوربہ بریان کردہ بخورد و وقتیکہ مدبوغ شد خوردن
بیرون باشد لیکن انتفاع دیگر بوی درست است کذا فی مطالب المومنین و در زیلعی مذکور است اگر
سر گوسفند خون آلودہ سوختہ شود و زائل شود از ان خون پس اگر پختہ شود از ان شوربا جائز است سوختن بہ منزلہ
غسل است انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا سوال کیا فرماتے ہیں علمای دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک
یا دو مینگنی چوہے کی پلاؤ کی دیگ میں یا شوربے میں سے نکلے تو وہ کل نجس ہے یا کسیقدر
اور کسی نے لاعلمی سے کھایا تو کھلانے والا عاصی ہوگا یا نہیں اور روٹی کا کیا حکم ہے جس روٹی
میں مینگنی نکلے وہی نجس ہے یا کل روٹیاں اوس آٹے کی صاف صاف بحوالۂ کتب مع عبارت
کے ملاحظہ فرماکے مزین بمہر و دستخط فرمائیے بینوا توجروا

ہو المصوب جس روٹی میں مینگنی نکلے اگر وہ مینگنی سخت ہے وہ پھینک دیجاوے اور روٹی
کھائی جاوے اور اگر بالکل مخلوط ہوگئی اور ریزہ ریزہ ہو کر مل گئی تو وہ روٹی نہ کھائی جاوے
فتاوی سراجیہ میں ہے خبز وجد فی خلالہ بعر فان کان علی صلابتہ یرمی ویوکل الخبز
انتہی باقی صرف ایک روٹی میں نکلنے سے اور روٹی اوس آٹے کی کھانا منع نہیں ہے اور شوربے
دیگ میں اگر مینگنی سخت نکلے اور بالکل مخلوط نہ ہوئی ہو تو عفو ہے تاخیر بہتر ہے فتوی دیا ہے کہ
پھینک دیجاوے اور وہ کھایا جاوے گو مستحب یہ احتیاط یہ ہے کہ نہ کھایا جاوے
[illegible] مذکور ہے فی القنیۃ [illegible] فارۃ تنجس [illegible] من [illegible] فی العجین
[illegible] واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا الخ [illegible] کیا [illegible] کھانا چاہئے یا نہیں
[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ازواج کی طرف سے
[illegible]

موجود ہے اور کھانا آپکا صراحۃً کسی روایت مین نظر سے نہین گذرا اور شیخ دہلوی نے مدارج النبوۃ مین لکھا ہے دخوردہ است آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لحم شاۃ را و خوردن لحم بقر بخصوص معلوم نشدہ جز آنکہ در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کرد از ازواج مطہرۂ خود گاوی را ظاہر آنست کہ ازان خود ہم خوردہ باشد انتہی اور صحیح مسلم مین آخر کتاب الزکوۃ مین حضرت عائشہ رض سے مروی ہے قالت اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم بقر فقیل ہذا ما تصدق بہ علی بریرۃ فقال ہو لہا صدقۃ ولنا ہدیۃ انتہی اس سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ آپنے تناول فرمایا اور محتمل ہے کہ آپنے خود نہ کھایا ہو ازواج کو دیدیا ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماء شرع شریف اس مسئلہ مین کہ کوئی عرق انگریزی جسمین ڈاکٹرون کے بیان سے شراب کا ملا ہونا معلوم ہوتا ہے الا اس مقدار کہ جز اوسکی پائداری کا ہو سکے اور نشہ نہ لاوے اور رنگ و بو اوس دوا مین محتمل ہین ایسے ناواقف کو شبہہ مین ڈال سکتے ہین اور جز اوسکا بلحاظ معلوم ہوتا ہو واللہ اعلم شراب کا بھی جز ہو یا کچھ اور خلاصہ یہ کہ بغیران تینون چیز وسکا حقیقتا ثابت نہین ہو سکتا پینا ایسی دوا کا عند الشرع درست ہے یا نہین

ہو المصوب جس دوا مین شراب کا ملنا اگرچہ ایک قطرہ ہی ہو یقینی یا ظنی ہو اوسکا پینا حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا وقد یکون فی حق من وطی بالنعم المباح اکلہا وادخل ذکرہ فی فرجہ وانزل ورآہ عادلان مسلمان ہل یجوز اکل البہیمۃ الموطوءۃ ولبنہا بینوا توجروا

ہو المصوب لا یحرم لحم البہیمۃ الماکول لحمہا بوطی یحل بہا لکن یکرہ الانتفاع بہا حیا وذبیحا وینبغی ذبحہا وقتلہا واحراقہا قال فی منح الغفار شرح تنویر الابصار لو لم ینفعہ والاصل وطی بہیمۃ لانہ لیس فی معنی الزنا فی کونہ جنایۃ وفی وجود الداعی لان الطبع السلیم ینفر عنہ والحامل علیہ نہایۃ السفہ او فرط الشبق الا انہ یعزر لما روی انہ تذبح البہیمۃ وتحرق وذلک لقطع التحدث بہ ولیس بواجب قالوا انکان الدابۃ مالا یوکل لحمہا تذبح وتحرق لما ذکرنا وان کانت مما یوکل لحمہا تذبح ویوکل عند ابی حنیفۃ وقالا تحرق ہذہ ایضا اذا کانت البہیمۃ للفاعل وان کانت لغیرہ یطالب صاحبہا ان یدفع الیہ بالقیمۃ

او من الشمع كذا او من الزيت كذا فهذا النذر باطل بالاجماع بوجوه منها انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق
لا يجوز لانه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق ومنها ان المنذور له ميت لا يملك ومنها انه ظن ان
الميت يتصرف في الامور دون الله واعتقاده ذلك كفر اللهم الا ان قال يا الله اني نذرت لك
ان شفيت مريضي هذا او رددت غائبي او قضيت حاجتي ان اطعم للفقراء الذين بباب السيدة
نفيسة والفقراء الذين بباب الامام الشافعي والامام ابي الليث او اشتري حصر المساجد او زيتا
لوقودها او دراهم لمن يقوم بشعائرها الى غير ذلك مما يكون فيه نفع للفقراء والنذر لله تعالى وذكر الشيخ
انما هو محل صرف النذر لمستحقيه القاطنين برباطه او مسجده او جامعه فيجوز بهذا الاعتبار اذ مصرف النذر
الفقراء وقد وجد المصرف ولا يجوز ان يصرف ذلك لغني ولا لشريف منصب لانه لا يحل له الاخذ
ما لم يكن محتاجا فقيرا ولا لذي نسب لاجل نسبه ما لم يكن فقيرا ولم يثبت في الشرع جواز الصرف الى
الاغنياء للاجماع على حرمة النذر للمخلوق ولا ينعقد ولا تشتغل الذمة به وانه حرام بل سحت ولا يجوز
لخادم الشيخ اخذه ولا اكله ولا التصرف فيه بوجه من الوجوه الا ان يكون فقيرا وله عيال فقراء
عاجزون عن الكسب وهم مضطرون اليه فياخذونه على سبيل الصدقة المبتدأة واخذه ايضا
مكروه ما لم يقصد به الناذر التقرب الى الله وصرفه الى الفقراء ويقطع النظر عن نذر الشيخ فاذا علمت
هذا فما يوخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينقل الى ضرائح الاولياء تقربا اليهم فحرام باجماع
المسلمين ما لم يقصدوا بصرفها الفقراء الاحياء قولا واحدا انتهى [illegible] القوي

ہو المصوب [illegible] محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی

(مہر: محمد عبد الحی [illegible])

استفتاء [illegible]

ہو المصوب [illegible]

[illegible] قال محمد [illegible]

و [illegible] تحریرہ الراجی عفو [illegible]

[illegible]

(مہر: محمد عبد الحی [illegible])

استفتاء [illegible]

[illegible]

یا مسلمان بے نمازی زناکار شراب خوار بدعتی کی دعوت کی اور ان مسلمانوں نے اوس کی دعوت قبول کی اور کوئی چیز مثل کھانے کے کھائی یا کھانے کا سامان یا نقد روپیہ لیا اور اُسے اپنے ہاتھ سے پکایا اور کھایا تو اس طرح کا ہندوؤں کا کھانا اور دعوت لینا درست ہے یا نہیں سوال دوم اگر اس طرح کا کھانا ہندوؤں کا درست ہو تو شرعاً اون کھانے والوں کی کیا سزا ہے

ہو المصوب جواب سوال اول ہندو کے تہوار کے دن ہدیہ یا دعوت لینا مسلمان کو نہیں درست ہے جیسا کہ فتاوی ذخیرہ میں ہے لا ینبغی للمؤمن ان یقبل ہدیۃ الکافر فی یوم عیدہم ولو قبل لا یرسل الیہم شیئا انتہی اور خزانۃ الروایات میں ہے فی الفصول التاتارخانیۃ فی المحیط اما اتی المجوس فی یوم نیروزہم من الاطعمۃ الی الاکابر والسادات ومن کانت بینہ وبینہم معرفۃ وذہاب ومجیء فقد قیل من اخذ ذلک علی وجہ الموافقۃ یکفر وذلک بدینہ انتہی باقی تقریب شادی اور غمی میں اگر ہندو دعوت کرے تو اوسکا قبول کرنا درست ہے بعض فقہا کے نزدیک اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے جیسا کہ خزانۃ الروایات میں ہے فی [illegible] لا باس بالذہاب الی ضیافۃ اہل الذمۃ ہکذا ذکر محمد الحسن المذکور فی النوازل یخالف ہذا فانہ کرہ فیہ الاجابۃ انتہی اور بر تقدیر جواز قبول ضیافت وہ مشروط ساتھ اس امر کے ہے کہ مجلس دعوت غنا و مزامیر و بت پرستی و شراب خواری و ظاہر کفر و شرک و منکرات سے خالی ہو اور اگر اوس مجلس میں ایسے امور ہوں تو جانا درست نہیں ہے جیسا کہ در مختار میں ہے دعی الی ولیمۃ وثمہ لعب او غناء قعد واکل لو المنکر فی المنزل فلو علی المائدۃ لا ینبغی ان یقعد بل یخرج فان قدر علی المنع فعل وان علم اولا باللعب لا یحضر اصلا سواء کان ممن یقتدی بہ او لا انتہی ملخصا **جواب سوال دوم** جس شخص نے دعوت ہندو کی بجواز کی قبول کی یعنی ضیافت تقریب میں باوجود موجود ہونے منکرات شرعیہ کے گیا تو گنہگار ہوا استغفار لازم ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

(مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات)

استفتاء ۳۲۵ مسلمان بشرع شریف [illegible] ہندو [illegible] ایک گھر مسلمان ہندو کا کھانا اور نوکری کرنا درست ہے یا نہیں باوجودیکہ [illegible]

ہو المصوب اگر یقین حلال غالب ہو تو ہندو کے یہاں کا کھانا اور نوکری کرنا درست ہے

ہو المصوب زرد رنگ سوائے کسم اور زعفران کے درست ہے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور بعض صحابہ سے زرد کپڑا پہننا ثابت ہے بلکہ بعض روایات مین وارد ہے
کہ بعد بیاض کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رنگ زرد زیادہ تر محبوب تھا سنن ابوداود
ونسائی وغیرہ مین مروی ہے ان ابن عمر کان یصبغ لحیتہ بالصفرۃ حتی تمتلی ثیابہ من الصفرۃ فقیل لم تصبغ
بالصفرۃ فقال انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبغ بہا ولم یکن شیٔ احب الیہ منہا وقد کان
یصبغ بہا ثیابہ کلہا حتی عمامتہ انتہی اور عمدۃ التحریر فی مسائل اللون واللباس والحریر مین مرقوم
ہے مرد کو سنتا زعفرانی یا زرد رنگ کا کپڑا مکروہ تحریمی ہے اور مراد زرد سے زرد مائل بسرخی ہے
اسلیے کہ پہننا زرد حضرت سے اور بعض صحابہ سے منقول ہے کذا قال مولانا محمد اسحاق الدہلوی
اور روایت ہے امام محمد سے کہ ایام شادی مین زرد رنگ کی رخصت ہے انتہے اور بھی اوسمین
ہے دوسرا قسم کسم کے رنگ کا وہ جو مخلوط ہو ساتھ زردی کے پس اگر زردی کم ہو اور سرخی
کسم کی غالب ہو جیسے نارنجی یا زردی بہ نسبت نارنجی کے زیادہ ہو مگر سرخی اسکے کم ہو جیسے سنہرا
یا زردی اور سرخی برابر ہون یہ تینون وجہے حرام ہین اور اگر زردی غالب اور سرخی کسم کی
مغلوب ہو مانند طلائی اور کیسری وغیرہ کے تو درست ہے انتہی واللہ اعلم۔ حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۳۸ ما قولکم فی ان لبس الحزام الذی تصنعہ الفساق فی الانف للتزین [illegible]
الشریعۃ [illegible] بینوا توجروا

الجواب وہو الملہم بالصدق والصواب الحزام الذی یقال فی عرف
[illegible] من العرب فی زماننا [illegible] کما حققہ صاحب [illegible] ہو جائز لانہ [illegible] العادات
کسائر اللباس [illegible] اذا لم [illegible] فی الدین [illegible] العبادۃ
بان کانت فی العادۃ [illegible]
مالم یقصد بہا فاعلہا التقرب الی [illegible] کذا [illegible] فی الحدیقۃ [illegible] شرح
الطریقۃ المحمدیۃ وقال الطحطاوی [illegible]
تحت شرح قول صاحب [illegible] یجوز الحزام [illegible]

کما ہو فی بعض البلاد فہو فیہا الثقب القرط فہم من ہذہ العبارۃ جواز ثقب الانف ولبس الخزام
واللہ اعلم حررہ الفقیر المعترف بالسہو والتقصیر الراجی رحمۃ ربہ الباری محمد محسن الجو نفوری
تجاوز اللہ عن ذنبہ المعنوی والصوری

ہو المصوب نعم لا وجہ لامتناع ثقب الانف وقد صرح العلماء بجوازہ قال فی
الدر المختار ولا بأس بثقب اذن البنت استحسانا ملتقط قلت وہل یجوز الخزام فی الانف لم ارہ انتہی
قال فی رد المحتار بعد نقل عبارۃ الطحطاوی وقد نص الشافعیۃ علی جوازہ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتاء ۱۳۹ چہ میفرمایند علمای دین درین مسئلہ کہ احادیثے کہ ابو داؤد ونسائی درباب
الذہب للنساء آوردہ واز ان ممانعت وحرمت استعمال ذہب برای زنان ثابت می شود معتبر اند
یا نہ وبر تقدیر صحت آن جمہور چہ جواب لذا انہا مید ہند بینوا توجروا۔

ہو المصوب مخفی نماند کہ از بسیاری از روایات صحیحہ معتبرہ حلت استعمال ذہب برای
زنان ثابت ست منجملہ آن حدیث ابو موسی اشعری ست کہ در ترمذی ونسائی واحمد وطبرانی
آنرا روایت کردہ اند قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم لباس الذہب والحریر علی ذکور
امتی واحل لاناثہم ترمذی اسنادش را صحیح گفتہ منجملہ آن حدیث علی ست کہ احمد وابو داؤد
ونسائی وابن ماجہ وابن حبان آنرا روایت کردہ اند ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ حریرا فجعلہ
فی یمینہ واخذ ذہبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال ان ہذین حرام علی ذکور امتی ودر روایت ابن ماجہ وہی
حل لاناثہم وعبد الحق از ابن المدینی نقل کردہ ہذا حدیث حسن ورجالہ معروفون منجملہ آن حدیث
عقبہ بن عامر ست کہ در سنن بیہقی مروی ست سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الحریر
والذہب حرام علی ذکور امتی حافظ ابن حجر عسقلانی در تلخیص الحبیر گفتہ اسنادہ صحیح منجملہ آن حدیث
عبد اللہ بن عمر ست کہ در مسند بزار ومسند ابو یعلی وسنن ابن ماجہ ومعجم طبرانی مروی است
ومنجملہ آن حدیث زید بن ارقم ست کہ در معجم طبرانی وکتاب الضعفاء للعقیلی وکتاب الضعفاء لابن حبان
مروی ست ومنجملہ حدیث واثلہ بن الاسقع ست کہ در معجم طبرانی مروی ست ومنجملہ آن حدیث
ابن عباس کہ در مسند بزار مروی ست واین ہمہ احادیث بخلاف احادیث سابقہ دلالت دارند

براینکہ حرمت ذہب مخصوص برجال ست وبرنساء حلال ست وضعف بعض اسانید آنہا بعد
حسن وصحت طرق سابقہ مضرت نمیرساند باقی ماند احادیثی کہ بر منع دلالت دارند پس حافظ عبد العظیم
منذری بعد ذکر آنہا نوشتہ است ہذہ الاحادیث التی ورد فیہا النہی والوعید عن تحلی النساء بالذہب
یحتمل وجوہا احدہا انہ منسوخ فانہ قد ثبت اباحۃ تحلی النساء بالذہب الثانی ان ہذا فی حق من
لایودی زکاتہ دون من اداہا ویدل علیہ حدیث عمرو بن شعیب وعائشۃ واسماء الثالث انہا فی
حق من تزینت بہ واظہرتہ ویدل لہا مارواہ النسائی وابوداود عن اخت لحذیفۃ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال یا معشر النساء اما لکن فی الفضۃ ما تحلین بہ اما انہ لیس منکن امرأۃ تحلی ذہبا وتظہرہ الا عذبت
الرابع من الاحتمالات انہ انما منع منہ فی حدیث الاسورۃ والفتخات لما رأی من غلظہ فانہ مظنۃ الفخر
والخیلاء وبقیۃ الاحادیث محمولۃ علی ہذا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الہبہ

استفتا چہ می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ از طرف
والی ملک بنام زید قدرے یومیہ بقید مع فرزندان مقرر ست وزید آن را کلا وبعضا بیکے
از فرزندان خود ہبہ ساخت این ہبہ جائز ونافذ خواہد شد یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب ہبہ مذکورہ جائز ونافذ نیست چہ یومیہ شی معدوم ست آناً فاناً حادث
می شود ودر ہبہ قبض موہوب ضرور باید ونیز ہرگاہ در سند سلطانی لفظ مع فرزندان مندرج
است استحقاق فرزندان در زر یومیہ ثابت شد و فرزندانش ہمہ مستحق شدند نہ فقط زید پس
ہبہ زید بیکے از فرزندان خود کہ ابطال حق دیگرست نافذ نخواہد شد بعد ممات زید جملہ فرزندان
زید علی السویہ مستحق خواہند شد واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحی عفی عنہ

استفتا چہ می فرمایند علمای دین درین معنی کہ زید مسماۃ ہندہ را بشرط ہفت صد [illegible]
[illegible] ونفاذ جواز ہبہ
[illegible] متصرف گردانید بعد مدتے [illegible]

کل جائداد ہبہ کردی و قبضہ بھی کرادیا پس یہ ہبہ جائز ہے یا نہیں اور اگر ہبہ ثلث مال میں جائز
ہو گی تو یہ ہبہ حکم وصیت میں ہو گی یا نہیں بینوا توجروا

ہو المصوب مرض الموت کی تعریف نزدیک فقہا کے مختلف ہے بعض کے نزدیک
مرض الموت وہ مرض ہے جس میں مریض حوائج ضروریہ کے واسطے آمد و رفت نہ کر سکے اور بعضوں
نے صاحب فراش ہونا معتبر کیا ہے اور مختار و مفتی بہ یہ ہے کہ جس مرض میں ظن غالب
موت کا ہو وہ مرض الموت ہے صاحب فراش ہو یا نہو فتاوی بزازیہ میں ہے
المریض الذی یکون تصرفہ من الثلث من یکون ذا فراش لا یطیق القیام بحاجتہ ویجوز لہ الصلوۃ
قاعدا ویخاف علیہ الموت ولو طال المرض وصار بحال لا یخاف علیہ الموت کالفالج اوصار
مرضا ویابس الشق لا یکون لہ حکم المرض الا اذا تغیر حالہ عن ذلک ومات من ذلک التغیر فما فعل
فی حال التغیر فمن الثلث قال الفضلی ان لا یخرج الی حوائج نفسہ وعلیہ اعتمد فی التجرید قال الفقیہ
صاحب فراش لا یعتبر بل العبرۃ للغلبۃ لو کانت من ہذا الموت فہو مرض الموت وان خرج من البیت
وبہ اخذ الصدر الشہید انتہی اور جامع الرموز میں ہے قالوا اذا اطنا المرض وصار صاحب فراش
وعجز عن القیام بمصالحہ وازداد کل یوم فہو مرض الموت فالمسلول الذی طال مرضہ ولم یطل الموت
کالصحیح وقال الفضلی المریض ان لا یخرج الی حوائج نفسہ وعلیہ الاعتماد کما فی الخلاصۃ والمختار ان کان
الغالب منہ الموت وان لم یکن صاحب فراش کما فی ہبۃ الذخیرۃ انتہی اور مرض الموت میں ہبہ کرنا
حکم وصیت میں ہے زائد از ثلث نافذ نہیں ہو سکتی ہے شمنی کی شرح مختصر وقایہ میں ہے واعتاقہ
[illegible] ومحاباتہ وہبتہ وضمانہ وصیۃ ای کالوصیۃ فی انہا تعتبر من الثلث ویضرب
بہا مع اصحاب الوصایا [illegible] ہبۃ المریض تعتبر [illegible] فی الہبۃ وصدقتہ وہبتہ
وعتقہ ومحاباتہ فی بیع [illegible] تعلق حق [illegible] بمالہ من الخلف ولا یجوز [illegible] من الثلث انتہی
اور وصیت کرنا کسی وارث کو [illegible] اور اسی طرح ہبہ کرنا کہ حکم وصیت میں ہے مطلقا
ناجائز ہے اگرچہ کم از ثلث ہو مگر باجازت بقیہ ورثہ [illegible] فتاوی عالمگیریہ میں ہے وہب شیئا
لوارثہ [illegible] انہا وصیۃ انتہی اور [illegible] للوارث من الورثۃ فانہ لا یجوز
الا باجازۃ سائر الورثۃ [illegible] ولا تجوز الوصیۃ فی [illegible]

میں ہے ہی تملیک العین سمجھا جاتا اور جیسا کہ درر میں ہے الھبۃ ہی تملیک العین بلا عوض علی ما نقلہ مولانا
محمد عبد الحی اللکنوی رحمہ اللہ القوی فی حاشیۃ الھدایۃ اور عین غیر دین ہے بنا بر علیہ تملیک دین قیاسا
باطل اور ناجائز ہوگی لیکن اگر واہب دین موہوب لہ کو دین موہوب کے قبضہ کرنے پر مسلط
کر دیوے اور موہوب لہ اس دین پر قبضہ کر لیوے تو اس نظر سے کہ اب دین مذکور بعد قبضے کے
عین ہو جاویگا اور تملیک عین متحقق ہو جاویگی تملیک مذکور استحسانا صحیح اور جائز ہو جاویگی اور
یا ایسا تصور کیا جاویگا کہ گویا جب موہوب لہ نے دین مذکور پر قبضہ کر لیا اس وقت واہب نے
ہبہ کیا چنانچہ در مختار میں ہے واما تملیک الدین من غیر من علیہ الدین فان امرہ بقبضہ صحت
لرجوعہا الی ہبۃ العین الخ اور رد المحتار میں ہے قولہ (واما تملیک الدین الخ) جواب عن سوال
مقدر وہو ان التقیید بالعین مخرج لتملیک الدین من غیر من علیہ الدین مع انہ ہبۃ فیخرج عن
التعریف فاجاب بانہ کان عینا مآلا فالمراد بالعین فی التعریف ما کان عینا حالا او مآلا الخ اور
غایۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار میں ہے واما تملیک الدین من غیر من علیہ الدین فان امرہ
بقبضہ صحت لرجوعہا الی ہبۃ العین اور دین کی تملیک تو غیر مدیون کو اگر صاحب دین نے
اسکو دین قبض کرنے کا امر کیا ہو تو صحیح ہے بسبب راجع ہونے ہبہ دین کے ہبہ عین کیطرف
ھم یہ جواب ہے اس سوال مقدر کا کہ ہبہ کی تعریف میں تو تملیک عین داخل ہے تو کیا سبب ہے
کہ دین مذکور کی تملیک کو ہبہ [illegible] اسکو
قبض دین کا امر کیا اور [illegible] متحقق ہوگئی آہ
اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو [illegible] مذکورہ صورت
[illegible]
تملیک [illegible]
ذمی مدیون [illegible] اور ناجائز ہونے کے
لیے یہ شرط ہے کہ [illegible] کرے
اور یہ شرط صورت [illegible] ہے چنانچہ
ایک عبارت [illegible]

علیہ الدین باطل الا فی ثلث حوالۃ ووصیتہ واذا سلطہ ای المملک غیر المدیون علی قبضہ ای الدین فیصح
حینئذ الخ اور رد المحتار میں ہے (قولہ ولا یجوز من غیرہ) ای لا یجوز تملیک الدین من غیر من علیہ
الدین الا اذا سلطہ علیہ واستثنی فی الاشباہ من ذلک ثلث صور الاولی اذا سلطہ علی قبضہ فیکون
وکیلا قابضا للموکل ثم لنفسہ الثانیۃ الحوالۃ الثالثۃ الوصیۃ الخ اور نیز در مختار میں ہے ومنہ مالو
وہبت من ابنہا ما علی ابیہ فالمعتمد الصحۃ للتسلیط الخ وفی رد المحتار (قولہ وما علی ابیہ) ای وامرأتہ
بالقبض بزازیۃ مدنی (قولہ للتسلیط) ای اذا سلطہ علی القبض کما یشیر الیہ قولہ ومنہ الخ وفیہ ایضا
فقول الشارح للتسلیط ای للتسلیط صریحا لا حکما کما فہمہ السائحانی وغیرہ الخ اور نیز در مختار میں ہے
فی الخانیۃ وہبت المہر لابنہا الصغیر الذی من ہذا الزوج الصحیح انہ لا تصح الہبۃ الا اذا سلطت ولدہا
علی القبض فیجوز ویصیر ملکا للولد اذا قبض الخ اور نیز رد المحتار میں ہے قال فی البحر عن المحیط ولو وہب
دینا لہ علی رجل وامرأۃ ان یقبضہ فقبضہ جازت الہبۃ استحسانا وان لم یاذن بالقبض لم یجز الخ
اور محیط میں ہے واما ہبۃ ما علی الناس فہو ہبۃ الدین من غیر من علیہ الدین وہبۃ الدین من غیر
من علیہ الدین اذا سلطہ علی القبض وقبض صحیحۃ استحسانا اور فصول عمادیہ میں ہے ذکر فی الصغری
فی کتاب الہبۃ ہبۃ الدین من علیہ الدین لا تصح الا اذا وہبہ واذن لہ بالقبض فقبضہ جاز وذکر فی العدۃ
وان لم یامر بالقبض لا یجوز والبنت لو وہبت مہرہا من ابیہا ان امرتہ بالقبض جاز الخ اور فتاوی
قاضیخان میں ہے امرأۃ لہا مہر علی زوجہا وہبت المہر لابنہا الصغیر الذی من ہذا الزوج الصحیح انہ
لا تصح ہذہ الہبۃ لان ہبۃ الدین من غیر من علیہ الدین لا یجوز الا اذا وہبت وسلطت ولدہا علی القبض
فیجوز ویصیر ملکا للولد اذا قبض الخ اگرچہ کہا جاوے کہ واہبہ نے ایک شخص کو موہوب لہ یعنی بکر
نابالغ کا ولی اپنی جانب سے مقرر کرکے اُس ولی کو دین موہوبہ کے قبضہ کرنے پر صراحۃ
مسلط کیا اور حکم دیا ہے اور ولی مذکور کو قبضہ کرنے پر صراحۃ مسلط کرنا اور حکم دینا عین موہوب لہ
یعنی نابالغ مذکور کو مسلط کرنا اور حکم دینا ہے پس شرط صحت وجواز ہبۂ مذکورہ کہ واہب کا موہوب لہ
کو دین موہوب کے قبضہ کرنے پر مسلط کرنا ہے صورت مسئولہ میں متحقق ہوئی پس چاہیے کہ ہبہ
مذکورہ صحیح اور جائز ہو۔ تو جواب اُسکا اداً یہ ہے کہ واہبہ نے جس شخص کو جن امور میں ولی
نابالغ مذکور کا مقرر کیا ہے اُن امور میں خود ہی ولایت نہیں رکھتی ہے جیسا کہ آئندہ

معلوم ہوگا تو ان امور میں دوسرے کو اپنی جانب سے کیونکر ولی مقرر کرسکتی ہے اور ثانیاً
یہ کہ واہبہ نے جس شخص کو ولی موہوب لہ یعنی نابالغ مذکور کا مقرر کیا ہے وہ شخص ولی اسکا
نہیں ہوسکتا دو وجہ سے ایک یہ کہ وہ شخص قوم ہنود سے ہے اور ہندو شخص مسلمان لڑکے کا
ولی نہیں ہوسکتا اسلیے کہ کافر کو مسلمان پر ولایت نہیں چنانچہ ہدایہ میں ہے ولا ولایۃ للکافر
علی مسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا ولھذا لاتقبل شہادتہ ولایتوارثان
الخ اور نیز ہدایہ میں ہے لانہ لاشہادۃ للکافر علی المسلم الخ اور حاشیہ مولانا الہداد میں ہے
قولہ لاشہادۃ للکافر الخ اذ لاولایۃ لہ علیہ قال اللہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین
سبیلا الخ اور نیز ہدایہ میں ہے وبخلاف شہادۃ الذمی علی المسلم لانہ لاولایۃ لہ بالاضافۃ الیہ الخ
اور فتاوی عالمگیری میں ہے ولاولایۃ لصغیر ولا مجنون ولا کافر علی مسلم ومسلمۃ کذا فی الحاوی
الخ اور قاضیخان میں ہے لا ولایۃ للصبی والمجنون والمملوک ولا الکافر علی المسلم الخ اور مستخلص
شرح کنز میں ہے لا ولایۃ لعبد وصغیر ومجنون وکافر علی مسلمۃ اما العبد فلانہ لا ولایۃ لہ علی نفسہ
والولایۃ علی الغیر بناء علی الولایۃ لنفسہ وکذلک الصغیر والمجنون لعدم الولایۃ علی النفس واما الکافر
فلقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا الخ اور نیز شرح کنز مذکور میں ہے
لاشہادۃ للکافر علی المسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا فاللہ تعالی
نفی الولایۃ لھم عن المسلمین والشہادۃ من باب الولایۃ الخ اور در مختار میں ہے قولہ لعدم الولایۃ
تعلیل للمفہوم یعنی ان الکافر لایلی علی المسلمۃ وولدہ المسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین
علی المؤمنین سبیلا الخ اور فتاوی عالمگیری میں ہے والجامع ولایۃ القاضی جمیعا تجمع فی المولی شرائط
الشہادۃ کذا فی الہدایۃ من الاسلام والحریۃ والتکلیف کذا فی النہر الفائق الخ اور ہدایہ میں ہے
لان حکم القضاء یستقی من حکم الشہادۃ لان کل واحد منہما من باب الولایۃ فکل من کان من اہل الشہادۃ
یکون اہلا للقضاء وما یشترط لاہلیۃ الشہادۃ یشترط لاہلیۃ القضاء الخ اور در مختار میں ہے واہلہ
اہل الشہادۃ ای اداءھا علی المسلمین الی قولہ وشروط اہلیتہا شروط اہلیتہ فان کلا منہما من باب الولایۃ
الخ اگر یہ سوال کیا جاوے کہ گو ولایت اجبار یعنی تنفیذ القول علی الغیر شاء او ابی کافر کی
مسلمان پر نہیں لیکن صورت مسؤلہ میں واہبہ نے جس شخص کو ولی مقرر کیا ہے اُسکو ولی

بمعنی سربراہ کار مقرر کیا ہے نہ ولی بمعنی مذکور پس ولی بمعنی مذکور مین اسلام کی شرط ہونے سے
لازم نہین آتا کہ ولی بمعنی سربراہ کار مین بھی اسلام شرط ہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ صورت مسئولہ مین
واہبہ نے جس شخص کو ولی مقرر کیا ہے اسپر تعریف ولی بولایت اجبار کے صادق ہے اسلیے کہ واہبہ نے جو
اختیارات شخص مذکور کو نسبت نابالغ مذکور کے دئے ہین جیسے وصول کرنا زر قرضہ مندرجہ دستاویز کا مدیون سے
اور اسمین تصرف کرنا اور اوسکے محاصل سے پرورش و تعلیم نابالغ کی کرنا وہ سب اختیارات شخص مذکور کو جو واہبہ نے
اختیارات دیدیئے ہے نابالغ مذکور کے حقمین نافذ ہونگے خواہ نابالغ مذکور منظور کرے یا نکرے اور یہی معنی تنفیذ القول
علی الغیر شاء او ابی کے ہین پس تعریف ولی بولایت اجبار کے شخص مذکور پر بے شبہہ صادق ہے
اب چاہو اسکا نام سربراہ کار رکھو یا اور کچھ رکھو نام بدل دینے سے حکم نہین بدل جاتا اور جب
تعریف ولی مذکور کی شخص مذکور پر صادق آئی تو اسمین اسلام کا پایا جانا بھی شرط ہوا اور
ہرگاہ اسلام اسمین مفقود ہے تو ولی نابالغ مذکور کا نہین ہوسکتا اور دوسری وجہ یہ ہے
کہ واہبہ نے شخص مذکور کو ولی فی المال بھی قرار دیا ہے اسلیئے کہ زر قرضہ مندرجہ دستاویز
مدیون سے وصول کرنے اوسمین تصرف کرنے اور اوسکے محاصل سے پرورش نابالغ کی
کرنے کا بھی اوسکو اختیار دیا ہے اور ولی مال مین چھ ہی شخص ہوسکتے ہین ونکے سوا اور کسی کو
ولایت مال مین نہین ہوسکتی ایک باپ دوسرے اسکا وصی تیسرے دادا چوتھے اوسکا وصی
پانچوین قاضی چھٹے اسکا نائب اور شخص مذکور ان چھون سے نہین ہے پس شخص مذکور
ولی نابالغ مذکور کا نہین ہوسکتا اور اسی سے معلوم ہوا کہ واہبہ بھی کہ ماں نابالغ مذکور کی ہے
ولی مال مین نہین ہوسکتی درمختار مین ہے الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ آلخ اور

ردالمحتار مین ہے قولہ لا المال فان الولی فیہ الاب و وصیہ والجد و وصیہ والقاضی و نائبہ فقط
ح آلخ اور فصول عمادیہ مین ہے ذکر فی باب الصلوٰۃ من بیوع شرح الطحاوی عن الولایۃ فی مال الصغیر
الی الاب و وصیہ ثم الی وصی وصیہ فان مات الاب ولم یوص الی احد فالولایۃ الی اب الاب
ثم الی وصیہ ثم الی وصی وصیہ فان لم یکن فالقاضی و من نصبہ القاضی آلخ اور نیز فصول عمادیہ
مین ہے لیس لغیر الاب والجد و وصیہما ولایۃ التصرف فی مال الصغیر آلخ اور بزازیہ مین ہے

وللاب والجد ووصیہما اجارۃ نفس الصغیر وسائر املاکہ وامہ الیضا غیر ہولاء من الصغیر فی حجرہ

لایملک اجارۃ مال الصغیر لانہ لیس لغیر ہولاء ولایۃ التصرف فی مال الصغیر آلخ اور نیز اوسیمین ہے

وذکر فی ماذون شرح الطحاوی ویجوز اذن الاب والجد ووصیہما واذن القاضی ووصیہ للصغیر فی

التجارۃ وعبد الصغیر ولا یجوز اذن الام للصغیر واخیہ وامہ لان ہولا لیس لہم ولایۃ التصرف فی مالہ

فلا یکون لہم ولایۃ الاذن آلخ اور ثالثاً یہ کہ واہبہ کا ولی مذکور کو تسلیط صریحی کرنا عین موہوب لہ کی

نسبت تسلیط صریحی ہونا ممنوع ہے اور غیر مسلم غایۃ الامر یہ ہے کہ تسلیط مذکور موہوب لہ کی نسبت

تسلیط حکمی ہوگی اور تسلیط حکمی اس باب مین کافی نہین تسلیط صریحی درکار ہے جیساکہ عبارت

مرقومۃ الصدر منقولہ رد المحتار سے معلوم ہوا اور تسلیط صریحی یہان مفقود ہے پس شرط صحت

وجواز ہبۂ مذکورہ صورت مسئولہ مین مفقود ہے پس ہبۂ مذکورہ باطل اور ناجائز ہے اگر یہ کہا جاوے

کہ صورت مسئولہ مین واہبہ کہ مان موہوب لہ کی ہے اگرچہ ولی فی المال نہین ہوسکتی لیکن جبکہ

موہوب لہ نابالغ ہو اور مان کے عیال مین ہو اور باپ یا دادا یا اونکے وصی مین سے کوئی

موجود نہو تو مان ایسی صورت مین درباب قبضۂ ہبہ کے ولی ہوسکتی ہے جیساکہ رد المحتار مین ہے

والوصی کالاب والام کذلک لوکان الصبی فی عیالہا لان لہا ہبت لہ او وہب لہ تملک الام القبض

وہذا اذا لم یکن للصبی اب ولا جد ولا وصیہما آلخ اور یہان بھی یہی صورت واقع ہے کہ موہوب لہ

نابالغ ہے اور مان کی عیال مین ہے اور باپ اور دادا اور اونکے وصی مین سے کوئی موجود نہین

ہے پس مان درباب قبضۂ ہبہ کے ولی ہوگی اور ایسے ولی کا ہبہ نابالغ کو بمجرد عقد

ہبہ کے تام اور کامل ہوجاتا ہے پس ہبہ مذکور بھی تام اور کامل ہوگی اور حاجت شرط

مذکور کی نہوگی تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ولی کا ہبہ نابالغ کو اوس صورت مین تام اور کامل

ہوتا ہے جبکہ شی موہوب ہبہ کے یا امین واہبہ کے قبضہ مین ہو اور صورت مسئولہ مین شرط

مفقود ہے اسلیے کہ زمین موہوب نہ واہبہ کے قبضہ مین ہے نہ اوس کے امین کے

قبضہ مین بلکہ اوسکے ہر دو بیٹون کے قبضہ مین ہے جو اوسکے امین نہین ہین پس اس صورت مین مان کی

ولایت کافی نہین ہوئی اور حاجت شرط مذکور کی باقی رہی اور ہبہ مذکورہ باطل اور ناجائز

وہی در مختار مین ہے وہبۃ من لہ الولایۃ علی الطفل فی الجملۃ الی قولہ تتم بالعقد لو کان الموہوب

معلوما وکان فی یدہ او ید مودعہ لان قبض الولی ینوب عنہ آلخ اور ہدایہ مین ہے واذا وہب

للاب لابنۃ الصغیر ہبۃ ملکہا الابن بالعقد لانہ فی قبض الاب فینوب عن قبض الہبۃ ولا فرق بین ما اذا

کان فی یدہ او فی ید مودعہ لان یدہ کیدہ بخلاف ما اذا کان مرہونا او مغصوبا او مبیعا بیعا

فاسدا لانہ فی ید غیرہ او فی ملک غیرہ الی قولہ وکذا اذا وہبت لہ امہ وہو فی عیالہا والاب میت ولا وصی لہ وکذلک کل من یعولہ الخ الحاصل جب صورت مسئولہ مین ہبہ مذکورہ ہبہ دین کا غیر مدیون کو ہے اور ایسے ہبہ کے صحیح اور جائز ہونے کے لیے واہب کا موہوب لہ کو دین موہوب کے قبضہ کرنیکا صراحۃً حکم دینا شرط ہے اور یہ شرط مانحن فیہ مین مفقود ہے اور ولایت ولی مذکور کی متصور نہین اور نہ تولیت واہبہ کے صحیح اور نہ خود واہبہ کی ولایت قبض ہبہ مین کافی ہے جیسا کہ یہ سب امور وجوہ مذکورہ بالا سے معلوم ہوئے تو بی شبہہ ہبہ مذکورہ باطل اور ناجائز ہے اور جب ہبہ مذکورہ خود ہی باطل اور ناجائز ہے تو حاجت اوسکے رجوع وعود کی نہین اور اگر بالفرض ہبہ مذکورہ صحیح اور جائز بھی ہو جب بھی اس ہبہ سے بدینوجہ کہ ہنوز قبضہ دین موہوب پر نہین ہوا ہے واہبہ کو اختیار رجوع اور عود کا حاصل ہے اور بدون حکم حاکم اور رضامندی یکدیگر کے رجوع اور عود کر سکتی ہے اسلیے کہ ایسی ہبہ مین بلکہ عام ہبہ مین جبتک کہ موہوب لہ شئی موہوب پر قبضہ نہ کر لیوے شئی موہوب نہ اوسکی ملک ہوتی ہے اور نہ ہبہ لازم اور مستحکم ہوتا ہے اور جبتک ہبہ لازم اور مستحکم نہو واہب کو اوس سے اختیار رجوع وعود کا بدون حکم حاکم اور رضامندی یکدیگر کے حاصل رہتا ہی گو ہبہ دین ذی رحم محرم کا بلکہ ہبہ دین غیر مدیون [illegible] واہبہ کو بھی اختیار حاصل رہتا ہے کہ موہوب لہ کو دین موہوب پر قبضہ کرنے سے منع کر دیوے قاضی خان مین ہے [illegible] للولد اذا قبض الخ اور اسی طرح ردالمختار مین بحوالہ [illegible] ہے [illegible] مین ہے وفی بعض الکتب الفقہ الموثوق علیہ ہبۃ الدین من غیر من علیہ الدین لا یجوز الا اذا سلطہ علی قبضہ ویصیر کانہ وہبہ حین قبضہ لا یحکم الا بالقبض الخ اور ردالمختار مین ہے قال بعض الفضلاء ولہذا لا یلزم الا اذا قبض لہ الرجوع قبلہ فلا منع حیث کان [illegible] بالقبض الخ اور نیز ردالمختار مین ہے قال فی الاشباہ صحت ویکون وکیلا قابضا [illegible] الخ اور محیط مین ہے الہبۃ انواع ہبۃ لاجنبی وہبۃ لذی رحم محرم وہبۃ لذی رحم لیس بمحرم وہبۃ لمحرم لیس بذی رحم وفی جمیع ذلک

للواہب حق الرجوع قبل التسلیم لانہ بالرجوع قبل التسلیم یمتنع عن تمام القبض الخ اور ردالمختار میں ہے
صح رجوع المتصدق فیما بعد القبض لا ما قبلہ فلم تتم الہبۃ الخ اور قاضیخان مین ہے وصدقۃ اذا تمت
بالقبض لا یرجع فیہا کانت القریب وللاجنبی وللواہب ان یرجع فی ہبتہ قبل ان یقبضہ الموہوب لہ
کان الموہوب لہ حاضرا او غائبا اذن لہ فی قبضہ او لم یاذن یتفرد الواہب فی الرجوع قبل القبض وبعد
القبض لا یرجع الا بالقضاء او رضاء الخ اور یہ قول سائل کا کہ واہبہ نے ہبہ کر کے قبضہ و استحقاق
مالکانہ اپنا اوس جائداد سے اوٹھا لیا قبضہ ہبہ کے لیے کچھ مفید نہین بلکہ یہ قول بے معنی ہے
اسواسطے کہ مراد سایل کی اوس جائداد سے کیا ہے اگر زر قرضہ مندرجۂ دستاویز ذمگی مدیونان
ہے تو وہ ہنوز واہبہ کے قبضہ مین نہین کہ ہبہ کر کے اوس سے اپنا قبضہ اوٹھا لیتی اور اگر مراد
اوس سے جائداد مستغرقہ ہے تو وہ موہوب نہین اور نہ واہبہ کی ملک ہے کہ اوسکو ہبہ کرسکتی
اور نہ استحقاق مالکانہ اپنا اوسپر رکھتی ہے کہ اوسکو اوٹھا لیتی پس یہ قول بے معنی اور لغو ہے اگر
یہ کہا جاوے کہ جس دستاویز مین زر قرضہ مندرج ہے یعنی جسکو مدیونین نے دائنہ کو لکھکر دیا ہے
وہ دستاویز یا تو خود دائنہ کے قبضہ مین ہوگی یا دائنہ نے موہوب لہ کے یا اوسکے ولی کے
قبضہ مین دیدیا ہوگا اور ان سب صورتون مین قبضہ ہبہ متحقق ہوتا ہے اسلیے کہ اگر خود دائنہ کے
قبضہ مین ہوگا تو اسواسطے کہ دائنہ والدہ ہے قبضہ ہبہ نابالغ کے ولایت رکھتی ہے جیسا کہ اوپر
گذر چکا اور قبضہ ولی کا بجاے قبضہ موہوب لہ کے ہے جیسا کہ [illegible] قبضہ مین ہبہ متحقق
ہوا اور اگر موہوب لہ کے قبضہ مین دیدیا ہے تو اس صورت مین تحقق قبضہ ہبہ ظاہر ہے اور اگر
[illegible] مین دیدیا ہے تو اسواسطے کہ [illegible] کا قبضہ بجاے واہبہ کے قبضہ کے ہے
[illegible] کے قبضہ کے ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا پس ان سب صورتون
مین قبضہ ہبہ متحقق [illegible] ہوا تو اب ہبہ مذکور تام اور کامل ہوگا اور
اوس سے رجوع اور عود [illegible] تو بدون حکم حاکم یا رضامندی [illegible] کے
ناجائز ہوگا تو جواب اوسکا یہ ہے کہ کسی [illegible] قبضہ ہبہ متحقق نہین ہوتا اسلیے
کہ دستاویز [illegible] موہوب نہین ہے کہ اوسکا قبضہ قبضہ ہبہ ہو [illegible] موہوب قرضہ مندرجہ دستاویز
ہے جو ذمگی مدیونان [illegible] موہوب لہ کے قبضہ مین

اور اوس شخص کے قبضہ مین جسکو واہبہ نے ولی اوسکا مقرر کیا ہے بلکہ اگر زید مذکور پر بھی شخص
مذکور کا قبضہ ہو گیا ہوتا جب بھی قبضہ ہبہ کے لیے کافی نہین ہوتا اسواسطے کہ شخص مذکور
موہوب لہ کا ولی نہین جیسا کہ سابقا معلوم ہوا اور اگر مجرد دستاویز مذکور کا قبضہ واہبہ مین ہونا
یا موہوب لہ کا اوسپر قبضہ کرا دینا قبضۂ زر مندرجۂ دستاویز کے لیے کفایت کرتا تو جس وقت
مدیون نے دستاویز مذکو لکھکر دائنہ کو دیدی تھی اور اوسپر اوسکا قبضہ کرا دیا تھا تو یہی دستاویز
مذکور کا دائنہ کو دیدینا اور اوسپر اوسکو قبضہ کرا دینا ادای زر قرضۂ دائنہ مندرجۂ دستاویز کے لیے
کفایت کر جاتا اور یہی ادای زر قرضہ دائنہ سمجھا جاتا اور پھر مطالبہ ادای زر قرضہ مذکور کا اوسسے
ساقط ہو جاتا وہو کما تری اور جب ثابت ہوا کہ کسی صورت مین صور مذکورہ سے قبضہ
ہبہ متحقق نہین ہے تو ہبہ مذکورہ ناتمام اور ناکمل رہا پس واہبہ کو اختیار رجوع اور عود کا
ہبۂ مذکورہ سے بلا حکم حاکم اور رضا مندی یکدیگر کے باقی رہا اگر یہ کہا جاوے کہ گو دستاویز
مذکور پر موہوب لہ یا اوسکے ولی کا قبضہ کرا دینا قبضہ ہبہ کے لیے مفید نہین ہے لیکن حصول
شرط صحت و جواز ہبۂ مذکورہ کے لیے تو ضرور مفید ہوگا پس ہبۂ مذکورہ صحیح اور جائز ہوگی
تو جواب اوسکا یہ ہے کہ شرط صحت و جواز ہبہ مذکورہ تسلیط صریحی ہے نہ حکمی اور دستاویز
مذکور پر قبضہ کرا دینے سے اگر تسلیط متحقق بھی ہو تو تسلیط حکمی متحقق ہوگی نہ تسلیط صریحی اور تسلیط
حکمی کافی نہین اور با اینہمہ تسلیط مانع رجوع نہین کما سلف مفصلاً بلکہ ایسی ہبہ سے کہ واہبہ نے
اسمین بے انصافی کی ہے کہ صرف بیٹے کو ہبہ کیا اور بیٹیان بھی موجود ہین اونکو محروم کیا
رجوع کر لینا اولے اور بہتر ہے چنانچہ صحیحین اور دیگر صحاح مین نعمان بن بشیر سے روایت ہے
کہ اونکے باپ نے اونکو ایک غلام ہبہ کیا تھا اور اپنی اور اولاد کو محروم کیا تھا تب اونکی مان نے
اونکے باپ سے کہا کہ مین راضی نہونگی یہانتک کہ گواہ کرو تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تب
اونکے باپ اونکو لیکر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوے اور عرض کیا
کہ مین نے اپنے اس لڑکے کو ایک غلام ہبہ کیا تھا اور اوسکی مان نے مجھکو حکم کیا ہے کہ مین آپکو
گواہ کرون سو آپ گواہ رہین آپنے پوچھا کہ اسیطرح تو نے اپنی اور اولاد کو بھی کیا ہے کہا نہین
فرمایا کیا خوش آتا ہے تجھکو کہ تیری سب اولاد تیرے ساتھ بھلائی کرنے مین برابر ہون

کہا کیون نہین فرمایا سو ایسا مت کر اور پھیر لے اوس غلام کو اور مت گواہ کر مجکو کہ مین ظلم پر گواہی نہین کرتا اور فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد مین انصاف کرو تب ونکے باپنے اوس ہبہ سے رجوع کیا یعنی اوس غلام کو پھیر لیا فی المشکوۃ عن نعمان بن بشیر ان اباہ اتی بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی نحلت ابنی ہذا غلاما فقال اکل ولدک نحلت مثلہ قال لا قال فارجعہ روایۃ انہ قال الیسرک ان یکونوا الیک فی البر سواء قال بلی قال فلا اذا وفی روایۃ انہ قال اعطانی ابی عطیۃ فقالت عمرۃ بنت رواحۃ لا ارضی حتی تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اعطیت ابنی من عمرۃ بنت رواحۃ عطیۃ فامرتنی ان اشہدک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اعطیت سائر ولدک مثل ہذا قال لا قال فاتقوا اللہ واعدلوا بین اولادکم قال فرجع فرد عطیتہ وفی روایۃ انہ قال لا اشہد علی جور متفق علیہ الخ اور دستاویز مذکور وصیت نامہ بھی نہین ہے اسلیے کہ وصیت اوس تملیک کو کہتے ہین جو مضاف بمابعد موت ہو تنویر الابصار مین ہے ہی تملیک مضاف الی مابعد الموت اور تملیک مذکور دستاویز مین مضاف بمابعد موت نہین ہے پس دستاویز مذکور وصیت نامہ نہین ہے اور وصیت بمقابلۂ وارث کے یعنی وصیت واسطے وارث کے ناجائز ہے ہدایہ مین ہے لا تجوز لوارثہ لقولہ علیہ السلام ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ الا لا وصیۃ لوارث

خلاصہ جواب اصل سوال کا یہ ہے کہ ہبہ مذکورہ بوجہ فوت ہونے شرط صحت وجواز اسکی کے باطل ہے اور ناجائز ہے اور دستاویز مذکور ہبہ نامہ نہین ہے اور بفرض صحت وجواز بوجہ عدم لزوم واستحکام اسکے بجہت عدم قبضہ کے واہبہ کو اختیار رجوع اور عود کا بلا حکم حاکم ورضامندی یکدیگر کے حاصل ہے اور بجہت وقوع بے انصافی کے رجوع اولی اور بہتر ہے اور دستاویز مذکورہ وصیت نامہ بھی نہین ہے اور وصیت بمقابلۂ وارث کے ناجائز ہے واللہ اعلم بالصواب

حررہ محمد عبد اللہ عفا عنہ۔ فی الواقع صورت مذکورہ مین ہبہ غیر نافذ ہے اور واہبہ کو اختیار رجوع کا ہے بلکہ رجوع بہتر ہے اور ولایت کافر کی مسلمان پر غیر معتبر ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

[مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا جب مریض بمرض شدید ہبہ سادہ کرے اور پھر مرض مین افاقہ وتخفیف ہونے حتی کہ اسکو کوئی خطرہ ہلاک کا نرہے اور غالب گمان عافیت وسلامت کا ہو اور وہ سال کے

اندر ابتدای مرض اول سے بحدوث مرض جدید مر جاوے تو وہ واہب مریض بمرض الموت متصور ہوگا
یا نہیں اور تقدیر بقاے مرض سابق سے باوجود عدم خوف ہلاک خلل ہبہ میں ہوگا یا نہیں بینوا توجروا
ہوالمصوب موت قبل گذرنے ایک سال کے امراض ممتدہ میں مطلقا مانع نفاذ ہبہ
وغیرہ جمیع مال سے نہیں ہے بلکہ جب خوف ہلاکت ہو ورنہ نہ پس صورت مذکورہ میں
وہ شخص واہب مریض بمرض الموت متصور نہوگا اور بقای مرض سابق سے اور موت اسکی سے
اندر ایک سال کے بحدوث مرض آخر باوجود عدم ظن غالب موت کے مرض سابق سے
ہبہ میں خلل نہوگا وقایہ اور اوسکی شرح لفصیح الدین ہروی میں ہے وہبة مقعد ومفلوج واشل
ومسلول یجوز من کل ماله کهبة الصحیح ان طالت مدته ای مدة کل واحد من هذه الامراض فقدروه
بسنة کما فی الهدایة وغیرها فانه اذا طالت المدة صار بمنزلة طبع من طبائعه ولم یخف موته منه
غالبا بان لا یحس ازدیاده شیئا فشیئا کالعمی فکان صاحبه فی التصرف بمنزلة الصحیح والا ای وان
لم تطل مدته وکان بحیث یزداد حالا فحالا ویخاف فیه الهلاک غالبا فمن ثلثه انتہی ملخصا اور شرح
مختصر وقایہ للبرجندی میں ہے مرض الموت ما یکون سببا للموت وذلک اذا کان یزداد حالا
فحالا الی ان یکون آخره الموت فاذا استحکم [illegible] ولم یکن سببا للموت وصاحبه فی
التصرف بمنزلة الصحیح انتہی اور [illegible] لکھتے ہیں [illegible]
ان لم یتطاول علیه ذلک بحیث [illegible]
اور زیلعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق میں لکھتے ہیں ای ان لم یتطاول العهد [illegible]
اذا کان صاحب فراش ومات منه فی ایامه لانه فی ابتدائه یخاف منه الموت ولهذا یتداوی فیکون
مرض الموت انتہی اور منح الغفار شرح تنویر الابصار میں ہے وہبة مقعد ومفلوج واشل ومسلول
من کل ماله ان طالت مدته سنة ولم یخف موته منه والا ای وان لم تطل المدة وخیف موته منه فمن
ثلثه انتہی اور شمنی شرح مختصر وقایہ میں لکھتے ہیں والا ای وان لم تطل مدته وخیف موته منه ومات
فمن ثلثه لانه فی ابتدائه یخاف منه الموت ولهذا یتداوی منها فیکون مرض الموت انتہی
ان سب عبارات سے یہ بات ثابت ہے کہ صرف سال کے اندر مر جانے سے ہبہ ساقط
نہیں ہوگی مگر جبکہ خوف ہلاک غالب ہو اور موت مرض سابق سے واقع ہوئی ہو ورنہ نہ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۴۷] چہ می فرمایند علمائے دین رحمہم اللہ اندرین صورت کہ شخصے را از سلطان معاش مشروطی مقرر است و بسبب لاولد بودنش صاحب معاش میخواہد کہ معاش مذکور بر داماد خود قرار یابد یا خود ہبہ کند یا رہن دہد یا بخشش کند و برادران صاحب معاش کہ از حقیقی یا عم زاد قریبہ و بعیدہ باشند دعوی کنند کہ معاش مذکور بر کسے از برادر مذکور مقرر باید پس از روے شرع صاحب معاش معاش مشروط را بداماد خود بیع یا ہبہ یا رہن یا بخشش کردن میتواند یا دران فقط مر سلطان را اختیار باشد و نیز دران معاش برادران مذکور الصدر احق تر خواہند بود یا داماد مستحق خواہد شد بینوا توجروا

ہو المصوب معاش مشروط کہ از حقوق مجردہ است رہن و بیع و ہبۂ آن ناجائز است بلکہ درین باب سلطان را اختیار است کہ بمستحق مقرر سازد در اشباہ والنظائر می نویسد فی صلح البزازیۃ رجل لہ عطاء فی الدیوان مات عن ابنین فاصطلحا علی ان یکتب فی الدیوان اسم احدہما و یاخذ العطاء والآخر لاشئی لہ من العطاء و یبذل لمن کان العطاء لہ مالا معلوما فالصلح باطل و یرد بدل الصلح والعطاء للذی جعل الامام عطاؤلہ لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لا دخل فیہ لرضا الغیر و جعلہ غیر ان السلطان ان منع المستحق فقد ظلم مرتین فی قضیۃ حرمان المستحق واثبات غیر المستحق مقامہ انتہی و ہمدران در مقام اخر می آرد الحقوق المجردۃ لا یصح الاعتیاض عنہا کحق الشفعۃ فلو صالح عنہ بمال بطلت و رجع بہ و علی ہذا لا یجوز الاعتیاض عن الوظائف بالاوقاف انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۴۸] بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ حامد فوت ہوا اور دو پسر یکے احمد دوسرے محمود اور ایک مکان خاص پیدا کردہ اپنا ورثا اور متروکہ چھوڑا بعدہ مابین احمد اور محمود ہر دو برادران حقیقی کے متروکۂ پدری انصافا تقسیم ہو گیا مسمی محمود نے بوجہ لاولدی کے مسعود برادر عم زاد حقیقی اپنے کو اور احمد نے محمود امید وغیرہ نواسگان اپنے کو متروکہ اپنا اپنا دیگر ایک

اقرارنامہ حسب ضابطۂ شرعی بدین مضمون کہ یہ مکان نصف مشاع حق وملک فلان شخص و نصف
مشاع حق وملک فلان فلان اشخاص کا ہے ہم مقران عاریۃً اس مین قیام پذیر ہین
مالکان مکان جب چاہین ہمسے تخلیہ مکان کا کرالیوین ہمکو کچھ عذر نہو گا سنہ ۱۲۷۵ ہجری مین
لکھدیا اور وہ اقرار نامہ مکمل بگواہی و مہر کے ہوگیا اور اقرار نامہ مین مقران نے بہ نسبت
مکان مذکورہ ملکیت اپنی اپنی نہ بروی ارث و نہ بروی خرید اور نہ کچھ اور ذکر مذکور دینے
یا نہ دینے مکان کا بہ نسبت ورثہ مذکورین کے لکھا پس اُس سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے
کہ ملکیت مقرلہم کی اس مکان پر کسی طریق دیگر سے ہے کہ وہ مقران عاریۃً واجارۃً اُسمین
قیام پذیر ہین۔ چنانچہ وہ دونون مقران اقرارنامہ اُسی مکان مین رہے اور مرے
اور اُنھین کا قبضہ رہا مگر چونکہ بیعنامہ مکان مذکور موسومہ حامد مورث اعلیٰ تقسیم نہین
ہوسکتا تھا پس بوجہ دوراندیشی و رفع مناقشہ آیندہ کے ہردو مقران اقرارنامہ نے
یہ اقرارنامہ بمہر و دستخط اپنے اپنے کے لکھدیا اور اصل بیعنامہ مکان موسومہ حامد پاس
ورثہ مذکورہ کے اور اقرارنامہ مذکور پاس ورثہ محمد واجد وغیرہ کے موجود ہے ہر ایک
فریق کے پاس دوسرے کا وثیقہ موجود نہین ہے وقتیکہ ابتداے اقرارنامہ مذکور سے
اتبک ورثاے محمد واجد وغیرہ کا بوجہ اتفاق و یکجہتی باہم وخصوصاً انتزاع عدم
بدنیتی و عدم بے ایمانی وغیرہ طرفین کے کسی طرح کا قبض وتصرف مکان مذکور پر
نہین ہوا بدستور علے ترتیب النسل ورثہ مسعود کا قبض وتصرف رہے اب ورثہ
محمد واجد وغیرہ نے بعد چندین مدت بہ ارادہ وغرض فاسدہ کے جو بجہت اقرارنامہ
موجودہ ورثہ مسعود سے کہ شرعاً کوئی میعاد دعوی کی مقرر نہین ہے
اور ہروقت مدعی کو اختیار دعوی اپنے کا ہے نصفی مکان کے مدعی ہوے تو ورثہ مسعود
بہ نیت حق تلفی و نادہندی و عدم پابندی شرعیہ و ایمان داری کے اقرارنامہ کو
ہبہ بالمشاع قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ بحالت موجودگی نواسگان کیونکر حق ملسکتا ہے
اگر کچھ بھی حق تمھارا ہوتا تو وارثان تمھارے اب تک کیون خاموش بیٹھے رہتے
ورثۂ محمد وغیرہ یہ جواب دیتے ہین کہ ہبہ نامہ نہین بلکہ اقرارنامہ ہے

اور اُسکی کوئی عبارت سے ہبہ بالمشاع نہین پایا جاتا ہے اور اگرچہ ابتدا سے ابتک
بوجہ اتفاق باہمی اور عدم بدنیتی اور بے ایمانی طرفین کے کوئی کسی طرح کا قبض و تصرف
ہمارا نہین ہوا لیکن عند الشرع کوئی میعاد دعوے مقرر نہین ہے ورنہ بطلان حق حقدار
ہوسکتا ہے اور ہم بموجب اقرار نامہ موجودہ نہ بموجب حق نواسگی یا عصوبت وغیرہ کے
حصہ اپنا طلب کرتے ہین اور یہ اقرار نامہ ایسا تصور کرنا چاہیے جیسا کہ محمد امین جد
تمھارے نے باوجود موجودگی عصبہ یعنی برادرزادۂ حقیقی اپنے کے نصفی متروکہ صحرائی
وسکنائے اپنا برادرزادۂ حقیقی اپنے کو اور نصفی متروکہ صحرائی وسکنائی اپنا مسماۃ ہندہ
نواسی حقیقی محروم الارث اپنے کو بنظر دور اندیشی دین مہر زوجہ اپنی کے کہ جدہ صحیحہ مسماۃ
ہندہ کے ہوتی ہے اور مسماۃ ہندہ بہ اولاد برادرزادگان زوجہ کے کدخدا ہوئی سبب ہے
ایسا نہو کہ خسر یا خاوند نواسی مذکور کا مدعی مہر عمہ اپنے کا عصبہ میری سے ہووے لکھدیا
ویسا اس اقرار نامہ کو بھی تصور کرنا چاہیے کہ واسطے رفع مناقشہ آیندہ کے احمد نے
بدین مہر زوجہ اپنے کے بنام محمد و امجد وغیرہ کے یہ اقرار نامہ لکھدیا ورنہ احمد بموجودگی
دختر کے نواسگان کو کیون لکھدیتا علاوہ اسکے وہ لوگ عالم و فاضل و قاضی و پابند
شریعت منجانب سلاطین اہل اسلام مقرر تھے ایسی بیضا بطگی برخلاف شریعت اُن سے
نہین ہوسکتی تھی اور تقسیم ہونا متروکۂ پدری کا باہم ہر دو برادران مذکوران کے اور پہلے
مرنا محمود کا اور بعد اُسکے مرنا احمد کا اور دیدینا متروکہ اپنے اپنے کا مسعود و محمد وغیرہ کو
کتاب اغصان الانساب مصنفۂ جد تمھارے سے بخوبی ثابت اور مویدہ ہے تو ایسی صورتین
کل متروکہ حامد کا بوجہ تقدیم و تاخیر اموات کے احمد کی طرف شرعاً عود کرتا ہے پس
علماے دین کے نزدیک آیا اقرار نامہ یا ہبہ نامہ بالمشاع متصور ہوگا اور یہ اقرار نامہ
اور یہ کارروائی بعینہ کارروائی محمد امین جد ورثہ مسعود کے پائی جاتی ہے یا نہین اور
یہ اقرار نامہ جائداد اور نیز قابضان جائداد پر شرعاً بعد چندین مدت مدیدہ نافذ ہوسکتا ہے
یا نہین اور ورثہ محمد و امجد وغیرہ بروی اس اقرار نامہ کے دعوی ورثۂ مسعود سے
کرسکتے ہین یا نہین اور چونکہ زوجۂ محمد امین کے چار پانچ برادرزادگان حقیقی ہین اور محمد امین

بدین مہر زوجہ اپنے کے تحریر جائداد صحرای وسکنای موسومہ نواسی محروم الارث اپنے کو
باوجود موجودگی برادرزادۂ حقیقی اپنے کو دے چکا ہے تو دیگر برادرزادگان حق دین
مہر عمۂ حقیقی اپنے کا کہ بتعداد بائیس ہزار کے مقرر ہے کس متروکۂ محمد امین
سے آیا متروکۂ مقبوضہ مساۃ ہندہ یا متروکۂ مقبوضۂ برادرزادۂ حقیقی محمد امین یا دونون
کے مقبوضہ مین سے پاوین گے جو کچھ کہ از روی شرع شریف کتب فقہ سے ثابت ہو
بقید عبارت و نام کتاب جواب ہر ایک امورات مستفسرہ کا ارقام فرماوین بینوا توجروا

ہو الموفق تحریر دوست محمد و نور الحق اگرچہ بحسب ظاہر اقرار ملک للغیر ہے
نہ ہبہ ولیکن بیان مستفتی سے ثابت ہوتا ہے کہ نفس الامر مین مکان مقربہ ملک
مقرین تھا نہ ملک مقر لہم نور الحق ایک مقر نے اپنا حصہ نصف مشاع محمد احمد برادر
عم زاد حقیقی اپنے کو اور دوست محمد دوسرے مقر نے اپنا حصہ نصف مشاع اپنے
چار نواسون محمد حفیظ اللہ وغیرہ کو دیکر بنظر دور اندیشی و رفع منافشہ آیندہ کے
اقرار ملک انکے لیے لکھدیا اور باوجود اس اقرار کے تمام عمر خود وہ دونون مقر
اسپر قابض و متصرف رہے اور مقر لہم کو تسلیم نہین کیا اور ورثۂ محمد حفیظ اللہ وغیرہ
بھی خود اس امر کے معترف ہین اور معاملہ محمد امین الدین کو بطور نظیر اور کتاب
اغصان الانساب مولفۂ رضی الدین محمود جد ورثۂ محمد احمد کو بطور تائید اور شہادت کے
پیش کرتے ہین اور اس خاندان مین ایک کتاب کے موجود ہونیکے سبب سے
معلوم ہوتا ہے کہ اکثر لوگ اس قوم کے اس امر پر مطلع ہین اس وجہ سے یہ اقرار
تملیک عین بلاعوض یعنی ہبہ ٹھہرایا جاویگا اور شرائط ہبہ اس مین مرعی ہونگا اور ہبہ
مشاع اور ہبہ بغیر قبض نافذ نہین ہوتی ہے پس ورثۂ مقر لہم اس اقرار کی بنا پر دعوی
مکان مقربہ کا نہین کرسکتے اور جبرا انکو ورثۂ مقرین سے لینا حرام ہے ہان اگر وہ دونون
مقر بعد اقرار کے اس مکان مقربہ کو تقسیم کرکے ہر ایک مقر لہ کو موافق اقرار کے تسلیم
کر دیتے تو اس صورت مین یہ اقرار ابتدای ہبہ ٹھہرایا جاتا اور مقر لہم مالک ہو جاتے

فی الدر المختار اقر لآخر بمعین ولم یعنہ لکن من المعلوم لکثیر من الناس انہ ملکہ فہل یکون اقرارا

او تملیکا ینبغی الثانی فیراعی فیہ شرائط التملیک فراجعہ انتہی والیضا فیہ عن البزازیۃ
حتی لو اقر کاذبا لم یحل لہ لان الاقرار لیس سببا للملک نعم لو سلمہ برضاہ کان ابتداء
ہبۃ وہو الاوجہ انتہی وفی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ عن الخانیۃ رجل اقر فی صحتہ وکمال عقلہ ان جمیع
ما ہو داخل منزلہ لامرأتہ ثم مات الرجل وترک ابنا فادعی الابن ان ذلک ترکۃ ابیہ
قال ابو القاسم الصفار ان علمت المرأۃ ان جمیع ما اقر بہ الزوج کان بدلہا ببیع او ہبۃ
کان لہا ان تمنع ذلک من الابن بحکم اقرار الزوج وان علمت انہ لم یکن بدلہا ببیع
ولا ہبۃ لا یصیر ملکا لہا بہذا الاقرار انتہی اور چونکہ ورثہ محمد حفیظ اللہ وغیرہ نواسگان دوست محمد
مالک اُس مکان مقر بہ کے بحکم اُس اقرار کے نہین ہوسکتی پس اگر محمد امین الدین وارث
محمد احمد تنہا اُس مکان کا مالک ووارثہ ہو تو سب تصرفات اُسکے اُس مکان مین شرعًا
جائز ہین اپنے بھتیجے اور نواسی کو اُسکا ہبہ کرنا بھی صحیح ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع
والمآب حررہ محمد المدعو بعابد حسین عفا اللہ عنہ وعن شیخہ روز جمعہ دوازدہم شوال ۱۳۰۱ ہجری
ہو المصوب تحریر محمود او راحمد کی اقرار نامہ متصور ہوگی نہ ہبا نامہ جیساکہ
اس عبارت سے واضح ہے قال فی الخانیۃ رجل قال جمیع ما یعرف لی او ینسب الی
فہو لفلان قال ابو بکر الاسکاف ہذا اقرار ولو قال جمیع مالی او جمیع ما املکہ فہو لفلان فہو ہبۃ
ولو قال جمیع ما فی بیتی لفلان واقرار انتہی والاصل فی ذلک انہ ان اضاف المقر بہ الی
ملکہ کان ہبۃ لان قضیۃ الاضافۃ تنافی حملہ علی الاقرار الذی ہو اخبار لا انشاء تنقیح الفتاوی
الحامدیہ اور ایسا ہی منح الغفار اور درمختار وغیرہ مین موجود ہے پس صورت مذکورہ مین
ہرگاہ مقران نے مقر بہ کی نسبت اپنی ملکیت نہین ذکر کی بلکہ اُسکا دوسرون کے واسطے
اقرار کردیا بناء علیہ شیوع وغیرہ اسمین مضر نہوگا اور دعوی محمد وامجد وغیرہ کا اس
اقرار نامہ کی بنا بر ورثہ مسعود پر نافذ ہوسکتا ہے اور دعوی برادر زادگان زوجۂ
محمد امین متروکہ مقبوضہ ہندہ پر نہین ہوسکتا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی | ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین ومفتیان شرع متین ایسے مسئلہ مین

کہ مسماۃ فاطمہ زوجۂ شاہ مراد علی مرحوم نے ایک نوشتہ باین مضمون لکھا کہ پہلے مین سے نے
ایک ہبہ نامہ بنام مسماۃ بدورن بی بی زوجۂ شاہ قدرت اللہ کے لکھا تھا تو اُس مین
لفظ نسلاً بعد نسل کے لکھے گئے تھے اور یہ زرپنشن ہے کہ جسکی عذرداری ہمارے وارثان
شوہر نے کی لہذا اُس ہبہ نامہ کو فسخ کرکے اس ہبہ نامۂ ثانی مین مقررہ جو مبلغ ایک سو
نو روپیہ چودہ آنہ سکۂ چہرہ دار کہ جو سالانہ بابت باقی تصفیہ محلۂ مقران سے کے مقرر ہے
بقید حین حیات بنام مسماۃ بدورن بی بی زوجہ قدرت اللہ مذکور کے لکھے دیتی ہون
کہ بعد فوت میرے مسماۃ مذکور تاحیات اپنے قابض و دخیل زرپنشن مذکور کے ہو
سال بسال یا جیسا کہ قاعدہ سرکار مقرر کرے وصول کرکے اپنے تصرف مین لایا کرے
اور بعد فوت اُسکے وارثان کریم الدین پسر و مسماۃ علیم النسا بی بی دختر اور اپنی بی بی
بحصص مساوی ورثائے شوہری بھی پایا کرین لکھدیا اور یہ زرپنشن عطائے سلطانی
ایک شخص شاہ مراد علی کے نام سے ہے اور مسمی کریم الدین پسر اور مسماۃ علیم النسا بی بی
دختران شاہ مراد علی زوج اور زوجۂ فاطمہ بی بی متوفی سے ہین اور وارث
متوفی کے بھی ہین پس ایسی صورت مذکور مین تملیک مضاف بعد الموت یعنے وصیت
جائز ہوئی یا نہین اور یہ وصیت بالشرط ہے یا نہین یا یہ کہ وصیت قرار نپاوے گی
بسبب لکھنے عبارت بالا کے اور نوشتہ مذکور کے نقل ہمراہ استفتائے ہذا ہے
ملاحظہ فرماکر جواب جلد قلمبند فرمانے سے ثواب ہوگا فقط

ہو المصوب درمختار مین بحث مصارف بیت المال مین ہے العطاء صلۃ
فلا تملک الا بالقبض انتہی اور بھی اُسمین کتاب الوصایا مین ہے اثناء ذکر شروط
جواز وصیت مین وکون الموصی بہ قابلا للتملیک بعد موت الموصی بعقد من العقود
مالا او نفعا انتہی اور اشباہ مین قاعدۂ خامسہ مین ہے العطاء الذی جعل للامام
العطاء لہ لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لادخل فیہ لرضاء الغیر وجعلہ انتہی
اور رد المحتار حاشیۂ درمختار مین کتاب البیوع مین ہے قال فی البدائع الحقوق
المفردۃ لاتحتمل التملیک ولا یجوز الصلح عنہا انتہی ان عبارات سے یہ امر ثابت ہوا

کہ وظیفۂ مقررہ قبل وصول ہونے کے مملوک نہین ہے صرف حق صاحب وظیفہ متعلق ہے اور حق کی تملیک باطل ہے بناءً علیہ صورت مذکورہ مین وصیت مذکورہ کہ اسمین تملیک ہوتی ہے باطل ہوگی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین اگر کوئی شخص بعد چھ مہینے کے کچھ روپیہ گورنمنٹ سے پایا کرتا ہے وہ قبل وصول کرنے کے اُس روپیہ کو ہبہ کرسکتا ہے یا نہین اگر کوئی شخص کسی چٹھی کو ہبہ کرے جسکے ذریعہ سے وہ روپیہ ایک میعاد معین پر وصول کیا کرتا ہے کیا اُس کا اثر یہ ہوسکتا ہے کہ وہ روپیہ جسے وہ اُس میعاد پر وصول کرے گا ہبہ ہو جاوے اگر کوئی صرف استحقاق کسی شی کا بلا بخشنے کے ہبہ کرے تو یہ جائز تصور کیا جائے گا یا نہین

ہو المصوب چٹھی کی ہبہ و بیع اور ایسیہی صرف حق و استحقاق کی ہبہ و بیع شرعاً لغو ہے استحقاق اور چٹھی کی ہبہ سے یہ اثر نہین ہوسکتا ہے کہ موہوب لہ وہ روپیہ وصول کرسکے اور ایسیہی ماہانہ یا سالانہ یا ششماہی کی ہبہ و بیع نادرست ہے کیونکہ ایسی تنخواہ قبل قبض و وصول کے ملک مین داخل نہین ہوتی ہے اور بیع و ہبہ غیر مملوک و معدوم کی باطل ہے خزانۃ الروایات مین ہے فی التجنیس من لہ وظیفۃ فی بیت المال اذا قسمہ فی حال حیاتہ فقسمتہ باطلۃ لانہ بعد الموت یرد الی بیت المال وفی جواہر الفتاوی علوی لہ مشاہرۃ من مال الخراج یصل الیہ کل سنۃ فوہبہا لغیرہ ووکلہ بقبضہا لایجوز لان العلوی لایملکہا قبل القبض ولا یصح جعلہا ہبۃ لغیرہ لانہ لم یملکہا وفی القنیۃ قال نجم الائمۃ شری البردات فی تیبۃ الدیوان علی العمال لایصح انتہی اور رسالہ احکام الاراضی مین ہے الاصل ان المعدوم لایصح تملیکہ ولا التصرفات فیہ انتہی اور بھی اُس مین ہے لا العلم لذلک اصے للقول بالتملک فی غیر المقبوض من الوظیفۃ اصلا من الکتب المشہورۃ المعتبرۃ واللہ اعلم۔ حررہ الراجی

عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبدالحی ابوالحسنات)

استفتا۱۵۰ کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید کے دو وارث ہین بھتیجا مسمی بکر اور ایک زوجہ غیر ذات الولد زید نے اپنے کل مملوکات منقولہ و غیر منقولہ بعوض دین مہر کے اپنی زوجہ کو ہبہ کردیا و ہنوز نوبت بتحریر و تکمیل ہبہ نامہ نہین آئی کہ دفعۃ زید بیمار ہوکر مرگیا بعد مرنے زید کے فیما بین بکر اور اُسکی چچی یعنی زوجہ زید کے یہ قرار داد ہوا کہ اگر زوجۂ زید و بکر سے کسی قسم کی نزاع و پرخاش پیش نہ آوے تو اُسوقت کل مملوکات جدی و موروثی زید پر زوجۂ زید تاحین حیات خود قابض و مالک رہے و اذلیس ہذا فلیس ذلک اس صورت مین یہ قرار داد مبطل اُس ہبہ بالعوض کا جو زید نے اپنی زوجہ کو بعوض دین مہر کے کردیا تھا ہے یا نہین

ھو المصوب مبطل اُس ہبہ بالعوض کا نہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبدالحی ابوالحسنات)

کتاب الوصیۃ

استفتا۱۵۱ سوال زید نے بحالت صحت ذات و ثبات عقل کے یہ وصیت نامہ لکھا اور عمرو اپنے بیٹے کو وصی مقرر کرکے قابض و دخیل اپنے روبرو کل املاک اپنے پر کرادیا بعد اسکے زید مرگیا اُسوقت مسماۃ ہندہ بنت زید نے بہ تسلیم وصیت نامہ قبضہ و دخل عمرو کا بحال رکھا اور عمرو مذکور قریب بیس سال کے قابض و دخیل رہکر مطابق وصیت نامہ کے عمل درآمد کرتا رہا اب عمرو مرگیا اور اُسنے چھوڑا اصل موصی کی دختر ہندہ کو اور ہندہ کی بیٹون کو یعنے موصی کے نواسون کو اور تین بیٹے نابالغ اور تین لڑکیان نابالغہ اور مسماۃ صالحہ ایک بیٹی بالغہ اور مسمی بکر ایک بیٹے بالغ کو بعدہ مسمی بکر کہ سعید و صالح ہے اور بہ نسبت جملہ ورثا کے لائق اہتمام امور وقت وغیرہ ہے بذریعۂ وصیت نامہ مذکور کے قابض املاک ہوا اور ساتھ امانت اور دیانت کے تعمیل امور مندرجہ وصیت نامہ کرتا ہے سوال اوّل بموجب وصیت نامہ کے وصی بہ نسبت جائداد کے اشخاص مذکورہ مین سے کون شخص ہوگا سوال دوسرا اور جو شخص وصی ہوگا بہ نسبت جائداد کے وہی شخص وصی و منتظم بہ نسبت

مرسلہ محمد ابراہیم صاحب از جونپور

بارہ آنہ کے بھی ہوگا سوال تیسرا درحالیکہ وہی شخص وصی ہو تو ورثائی موصی کو اختیار انتزاع
قبضہ کا اُس شخص سے نسبت چار آنہ کے خواہ بارہ آنہ بقیہ سے کے حاصل ہے بینوا توجروا
ہوالمصوب چونکہ دفعہ ۳ مین موصی نے تصریح کر دی کہ امر انتظام وقف ہماری اولاد
مین رہیگا اسوجہ سے موصی کے نواسون کو کچھ مداخلت نہین ہو سکتی ہے کیونکہ لفظ اولاد سے
اولاد بنت بقول مفتی بہ خارج ہین تنقیح الفتاوی الحامدیہ کے صفحہ ۱۵۶ جلد اول چھاپہ مصر مین
مرقوم ہے قال الطرطوسی ما حاصلہ ان فی دخول اولاد البنات فی لفظ الاولاد اختلاف الروایۃ ففی
روایۃ الخصاف وہلال یدخلون وفی ظاہر الروایۃ لا یدخلون وعلیہ الفتوی وذکر العلامۃ البیری انہ
اختلف ہل یدخل ولد البنت فی قولہ علی ولدی وولد ولدی قال فی المحیط لا یدخلون فی ظاہر الروایۃ
وعلیہ الفتوی لانہم ینسبون الی الاب دون الام واعتمدہ فی التجنیس وکذا اعتمدہ المتاخرون منہم الشیخ
قاسم الحنفی وقال ہو الذی یفتی بہ انتہی ملخصاً اور جو ورثہ بالغ نہین وہ بھی تا دربلوغ ولیاقت
قابل وصایت و ولایت نہین جیسا کہ بحر رائق مین ہے فی الاسعاف لو اوصی الی صبی تبطل
فی القیاس مطلقا وفی الاستحسان ای باطلۃ ما دام صغیرا انتہی باقی رہے اور ورثہ انمین سے
جو سعید صالح ولائق انجام امور وقف کے ہو وہ بحسب نص موصی امور وقف مین بابت
چار آنہ کے وصی و منتظم ہوگا اور اگرچند ورثہ سعادت ورشد مین برابر ہون توجو عالم ہوگا اور
امور وقف کا اہتمام اچھی طرح سے ساتھ دیانت وامانت کے کرسکتا ہوگا وہ منتظم قرار دیا جاویگا
تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین صفحہ ۱۸۲ مین ہے لو احدہما اورع والاخر اعلم بامور الوقف فہو اولی
اذا امن من خیانتہ ولو استویا رشدا وکان احدہما عالما فانہ یقدم انتہی اور جو سعید صالح لائق انجام
حسب نص موصی مہتمم امور وقف کا ہوگا وہی شخص بابت بارہ آنہ کے وصی قرار دیا جاویگا فتاوی
قاضیخان کے صفحہ ۳۱۴ جلد چارم چھاپہ کلکتہ مین ہے لو قال الوقف انت وصی فی امر الوقف
خاصۃ قال ابوحنیفۃ ہو وصی فی الاشیاء کلہا انتہی اور بھی اُسیکے صفحہ ۳۲۶ مین ہے اذا
اوصی الی رجل فی نوع کان وصیا فی الانواع کلہا انتہی اور بحر رائق کی کتاب الوقف مین ہے
لو جعل وصیا فی امر الوقف فقط کان وصیا فی الاشیاء کلہا عند ابی حنیفۃ ومحمد انتہی اور جامع الرموز
کے صفحہ ۵۰۰ چھاپہ مصطفائی کتاب الوصایا مین ہے اطلاقہ مشعر بانہ لو جعل رجلا وصیا

نوع صار وصیا فی الانواع کلها کما فی الذخیرۃ وغیرہا انتہی اور مجتبی شرح مختصر قدوری اور منح الغفار
شرح تنویر الابصار مین ہے لوخص له الوصیۃ فی مال له فهو وصی عند ابی حنیفۃ فی کله انتہی اور فتاوی
سراجیہ اور مجمع البرکات مین ہے الوصی فی نوع یکون وصیا فی الانواع کلها انتہی اور عبارت دفعہ
وصیت نامہ کی اور نہ نیلام سے حق ودخل مسمی عمرو خواہ اسکے جو قائم مقام ہون فتور نہ آوے گا
آلخ نص صریح اس امر پر ہے کہ بابت بارہ آنہ کے وصایت بعد عمرو کے اسکے قائم مقام کیطرف
منتقل ہوگی اور ورثہ موصی کو یا حاکم کو اختیار نہین ہے کہ بدون ثبوت خیانت کے انتزاع
قبضۂ وصی سے مقدار چار آنہ یا بارہ آنہ کو کرین جامع الرموز کے صفحہ ۸۳۹ مین ہے ویبقی
وجوبا امین عن الخیانۃ یقدر علی القیام بها انتہی اور شرح مختصر وقایہ للشمنی مین ہے ویبقی وصی امین
یقدر علی التصرف ولیس للقاضی ان یخرجه عن الوصایۃ انتہی اور ہدایہ کے باب الوصی مین ہے
لو کان قادرا علی التصرف امینا فیه لیس للقاضی ان یخرجه وکذا اذا شکی الورثۃ او بعضهم الوصی
الی القاضی فانه لا ینبغی له ان یعزله حتی تبدو امنه خیانۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی　محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا[۱۵۳] کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ مثلا
زید نے اپنی املاک موقوفہ اور موصی بہا کا وصی اور منتظم اپنے پسر مسمی بکر کو کرکے املاک مذکورہ پر
قابض ودخیل کرادیا اور یہ شرط کی کہ بعد مسمی بکر کے ہمیشہ وہر زمانہ مین ایک شخص ہماری اولاد
مین سے کہ سعید ولائق ہو وصی ومنتظم املاک مذکورہ کا ہوا کریگا شرعًا یہ شرط جائز اور
واجب التعمیل ہر زمانہ مین ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب یہ شرط جائز اور واجب التعمیل ہر زمانہ مین ہے فتاوی عالمگیریہ مین ہے
فی فتاوی محمد بن الفضل سئل عمن شرط فی اصل الوقف الولایۃ لنفسه ولاولادہ قال یجوز بالاجماع
انتہی اور بھی اسی مین ہے ان شرط ان یلیه فلان بعد موتی ثم بعدہ یلیه فلان ثم بعدہ یلیه فلان فهذا
الشرط جائز کذا فی محیط السرخسی انتہی اور فتاوی قاضیخان مین ہے لو شرط الواقف فی الوقف ان یکون
الولایۃ له ولاولادہ فی تولیۃ القیم وعزله والاستبدال بالوقف وما هو من انواع الولایۃ واخرجه من
یدہ الی مستحق جاز وکذلک لو ذکرہ فی امرہ انتہی الاشباہ مین ہے شرط الواقف کنص الشارع یجب اتباعه

انتہی اور طحطاوی حاشیۂ درمختار مین لکھتے ہین شرائط الواقف معتبرۃ کالنصوص فیراعی کالنصوص
انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ ہندہ نے زر قرضہ مندرجہ دستاویز جسمین جائداد غیر منقولہ مستغرق ہے یا فتنی اپنا ذمۂ زید وغیرہ اپنے پسر نابالغ کے نام بتقرر ایک شخص سربراہ کار وولی کے اس عبارت سے ہبہ بلا عوض کیا کہ زر قرضہ مندرجہ دستاویز کو ہبہ کرتی ہون اور دیدیتی ہون قبضہ اور استحقاق اپنا اُس سے اوٹھا لیا اور اُس دستاویز مین ولی کو اختیار وصول زر مذکور کا اور اُسکے محاصل مین پرورش وتعلیم نابالغ کا دیا اور یہ بھی لکھا کہ اگر پسر مذکور فوت ہو جاوے تو فیما بین دختران ہماری کے جو اُسوقت زندہ وقایم ہون زر مذکور بحصۂ مساوی تقسیم ہو تو اس صورت مین دستاویز مذکور ہبہ متصور ہوگی یا وصیت اگر ہبہ نامہ متصور ہو تو ایسی ہبہ سے واہبہ کو اختیار فسخ کا ہوگا یا نہین اور ولایت قوم ایک مسلمان نابالغ کے لیئے جائز ہے یا نہین —

ہو المصوب چونکہ وصیت عبارت ہے اور تملیک سے جو مضاف ہا بعد الموت ہو جیسا کہ تنویر الابصار مین ہے ہی تملیک مضاف الی ما بعد الموت انتہی اور عبارت ہبہ نامہ مین صاف لفظ ہبہ واعطا بغیر اضافت بعد موت کے موجود ہے بناءً علیہ یہ تحریر ہبہ نامہ متصور ہوگی لیکن چونکہ یہ تملیک دین غیر مدیون کو ایسے ہبہ سے اختیار رجوع و فسخ ہبہ کا ہوگا جبتک کہ موہوب لہ اُس دین پر قابض ہووے درمختار مین ہے واما تملیک الدین من غیر من علیہ الدین فان امرہ بقبضہ صحت لرجوعہا الی ہبۃ العین انتہی رد المحتار مین ہے ولہذا لا یلزم الا اذا قبض ولہ الرجوع قبلہ فلہ منعہ حیث کان بحکم النیابۃ عن القبض انتہی اور ولایت غیر مسلمان کی نابالغ مسلمان کے لیئے جائز ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے اپنے بیٹے بکر کو اپنا وصی کیا بقید دوام یعنی وصیت نامہ مین لفظ دائما کو مندرج کیا مگر کوئی قید نسلاً بعد نسل یا جو اُسکے مترادف ہو وصیت نامہ مین مندرج نہین کی بعد اُسکے زید نے انتقال کیا بعد اُسکے بکر نے بھی بغیر اوسکے کہ کسی کو وصی کرے وفات پائی اب اولاد بکر مدعی ہے اور کہتی ہے کہ میرا باپ بکر

زید کا وصی تھا اور زید نے اُسکو وصی کیا واسطے دوام کے چونکہ مین اُس کا وارث ہون اور لفظ
دائما مفید اس امر کی ہے کہ یہ وصیت نسلاً بعد نسل بنام بکر رہی لہذا ارث وصیت مجھپر منتقل ہونا چاہیئے
اور دوسرے ورثاے شرعی زید کے دعویدار ہین اور کہتے ہین کہ اب بعد مرنے بکر کے کوئی وصی زید کا
باقی نہین رہا اور چونکہ وصیت نامہ مین لفظ نسلاً بعد نسل کی نہین ہے صرف لفظ دائما ہے جو بکر کی
عین حیات سے متعلق تھی اور صرف اُسکے ما دام الحیات تک تھی اور وصیت کوئی ارث شرعی نہین ہے
کہ جو موصی لہ کے ورثا کی طرف اُسکی وفات کے بعد منتقل ہووے لہذا وہ وصیت بعد وفات بکر کے
منقطع ہوگئی اب جائداد زید جملہ ورثاے شرعی زید کی طرف منتقل ہونا چاہیئے اب ایسی حالت مین
از روے شرع شریف کے کیا حکم ہے آیا وصیت مذکورہ اولاد بکر کیطرف بطور ارث کے منتقل ہوگی
یا نہین اور بیان مذکورہ جو اولاد بکر کا بالا بیان کیا گیا ہے صحیح ہے یا نہین اور قید دائما مفید
نسلاً بعد نسل کو ہوگی یا نہین اور بیان دوسرے ورثای زید کا جو کہتے ہین کہ وہ وصیت صرف
بکر کی ما دام الحیات تک متعلق تھی اُسکے مرنیکے بعد منقطع ہوگئی از روی شرع شریف کے صحیح یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب لفظ دائما جو وصی کے حق مین وارد ہو مراد اُس سے بحسب استعمال قواعد فقہیہ
اُسکی ذات کے ساتھ وصایت کا دائم ہونا ہے اور صرف اس لفظ سے یہ نہین ثابت ہوتا ہے
کہ وصایت نسلاً بعد نسل ہے جبتک کوئی لفظ اس مضمون پر دال نہو اور وصایت ایسا امر نہین کہ بطور
وراثت منتقل ہو کہ بعد انتقال وصی کے اُسکا پسر بدون تولیت کے بحق وراثت وصی ہووے
درمختار کی کتاب الوقف مین ہے لا ولایۃ لمستحق الا بتولیۃ انتہی اور ردالمحتار کی کتاب البیع مین ہے
قال فی البدائع الحقوق المفردۃ لا تحتمل التملیک ولا یجوز الصلح عنہا اور بھی ردالمحتار مین بحث خیار الشرط
مین ہے الحقوق المجردۃ لا تورث انتہی و در عنایہ شرح ہدایہ او بنایہ شرح ہدایہ کی بحث خیار الشرط مین ہے
الارث فیما یقبل الانتقال لانہ خلافۃ عن المورث بنقل الاعیان الی الوارث انتہی ان مات القیم بعد موت
الواقف ان اوصی القیم الی وصی فوصیہ اولی من القاضی وان لم یکن اوصی الی رجل فالرای فیہ
الی القاضی فتاوی حمادیہ کتاب الوقف ولایۃ النصب الی القاضی اذا مات المتولی ولم یوص الی احد
طحطاوی حاشیہ درمختار کتاب الوقف قال فی الذخیرۃ البرہانیۃ ان مات القیم بعد ما مات الواقف
فان کان القیم قد اوصی الی غیرہ فوصیہ بمنزلتہ وان کان لم یوص الی احد غیرہ فولایۃ نصب القیم

الی القاضی تنقیح الفتاوی الحامدیہ کتاب الوقف ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایت وقف کی امر مورث نہین ہے ورنہ بعد مرنے متولی کے اُسکی اولاد پر حکم متولی ہونے کا دیا جاتا حالانکہ تمام فقہا لکھتے ہین کہ اگر متولی نے خود اپنی حیات مین کسیکو وصی نہین بنایا تو بعد اُسکے مرنیکے قاضی کو اختیار رہیگا کہ جسکو چاہے متولی کردے اور حکم وصی کا مثل حکم متولی وقف کے ہر کہ اسیکو عرف فقہا مین قیم و ناظر بھی کہتے ہین تنقیح الفتاوی الحامدیہ کے کتاب الوصایا مین سے ہے

الوصی کالناظر لان الوصیۃ والوقف اخوان یستقی کل منہما من الآخر کما صرحوا بہ ثم اذا مات المشروط بعد موت الواقف ولم یوص لاحد فولایۃ النصب للقاضی اذ لا ولایۃ لمستحق الا بتولیتہ قال فی الخیریۃ عن فتاواہ رشید الدین لو کان الوقف علی رجل معین فعل یجوز ان یکون المتولی بغیر اطلاق القاضی ولیفتی بانہ لا یصح دعواہ لان حقہ اخذ الغلۃ لا التصرف فی الوقف تعالیق الانوار حاشیۂ در المختار الارث یجری فی الاعیان واما الحقوق فمنہا ما لا یجری الارث فیہ کحق الشفعۃ وخیار الشرط وحد القذف لا تورث ولو کالارث والعواری والودائع لا تورث اشباہ والنظائر اعیان عبارت ہے اموال سے

اس سے معلوم ہوا کہ ارث مال ہوتی ہے اور حق وکالت مورث نہین ہے اور ظاہر ہر کہ وصایت وکالت ہے من وجہ پس یہ بھی مورث نہوگی طحطاوی حاشیۂ در مختار مین ہے بحث وصی مین

الوصی بمنزلۃ الوکیل الاوصاف لا تورث در مختار کتاب البیوع بحث خیار الشرط قولہ لان الاوصاف قال العلامۃ نوح لان وصف الشخص لا یمکن فیہ ذلک والارث فیما یمکن فیہ الانتقال وہو الاعیان لا فیما لا یمکن فیہ الانتقال وہو الاوصاف مراد اعیان سے ذوات اشیاء قائمہ بنفسہا و اموال ہے

رأیت فی فوائد شیخ الاسلام نظام الدین رجل وقف ارضا وجعل لہا متولیا وشرط المتولی من اولادہ واولاد اولادہ ہل للقاضی ان یجعل غیرہ متولیا وہل یصیر متولیا لو فعل ذلک قال لا فصول الاسترو شنی فصل ثالث عشر اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر واقف یون کہے کہ اس وقف کے متولی میری اولاد پھر اولاد کی اولاد ہو گی تو یہ قول اُسکا صحیح ہوگا الحقوق المجردۃ

لا تورث عنایہ بحث خیار شرط قال فی البدائع الحقوق المفردۃ لا تحتمل التملیک ولا یجوز الصلح عنہا رد المحتار کتاب البیوع مراد حق مفرد سے وہ حق ہے جو مجرد وصف حق مین قائم ہو اور قبیل اموال منتقلہ مثل اموال کے نہو جیسے حق خیار الشرط یا حق شفعہ یا حق وکالت ووصایت وغیرہ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا ارشاد ہوتا ہے اس مسئلہ مین کہ ایک شخص مسمی زید نے اپنی کل جائداد مین سے کچھ حصہ وقف اور باقی کو اپنے ورثہ پر بحصص متفاوت تقسیم کیا اور یہ بھی بتصریح تحریر کر دیا کہ ہر شخص ورثۂ مذکورہ مین سے اپنے حصص مصرحہ کا بعد فوت ہمارے مالک ہو اور ایک شخص منجملہ ورثہ موصی لہم کے جو مسمی بخالد ہے اُسکو متولی وقف کیا اور یہ بھی تصریح کیا کہ وہی خالد مہتمم بقیۂ جائداد کا رہے اس طور سے کہ محاصل زمین موصی بہ ہر موصی لہم کو بمقدار اُسنکے حصے کے دیتا رہے اور وقف کی نسبت یہ تصریح کر دیا کہ بعد خالد کے جو شخص ہماری اولاد مین لائق ہو وہ متولی وقف رہے لیکن وصیت کی نسبت کچھ تصریح نہین کی اور ورثہ موصی لہم مین کچھ لوگ نابالغ ہین اور بعض بالغ ہین اور وصیت نامہ کو سب ورثہ نے اصالتًا اور ولایۃً قبول و منظور کیا اب استفسار ہے کہ یہ تحریر زید کی وصیت نامہ ہے یا نہین دوم یہ کہ جب ورثہ نابالغ بلوغ کو پھونچین تو اُسوقت بھی اُنکا حصہ جبرا خالد کے قبضۂ اہتمام مین رکھا جائیگا اور ورثہ اپنے تصرف اور دست اندازی سے باز رکھے جائینگے یا اپنے حصے پر قابض ہو سکتے ہین سوم یہ کہ وارث بالغ کے حق مین وصیت نامہ کا کیا اثر ہے اپنے ملک موصی بہ کے قبضہ سے محروم رکھا جائیگا یا نہین خصوصًا اُسوقت کہ خالد مر گیا اور اُسکا بیٹا زبردستی قابض ہو گیا

ہو المصوب یہ تحریر زید کی وصیت نامہ ہے اور بعد بلوغ نابالغان کے وصایت وصی کی باقی رہیگی جبتک کہ اُس سے خیانت ظاہر نہو جامع الرموز مین ہے ویبقی وجوبا امین عن الخیانۃ یقدر علی القیام بہا انتہی اور در مختار مین ہے اما عزل الخائن فواجب انتہی اور وارث بالغ کے حق مین وصایت کا اثر حفظ مال وانتظام نافع ہے جامع الرموز مین ہے لا یتجر الوصی فی مالہ ای مال الغائب الکبیر لانہ لا یفوض الیہ سوی الحفظ انتہی اور بیٹا وصی کا بدون اسکے کہ وصی بنایا گیا ہو مستحق وصایت نہین اس صورت مین اور ورثہ قبضہ کر سکتے ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے بکر کو اپنی جائداد کا وصی کیا اور جملہ انتظام جائداد کا موافق تفصیل مندرج وصایت نامہ کے اُسکے مفوض کیا اور یہ نہین فی کر کیا

کہ بعد انتقال وصی کے یہ وصایت اُسکی اولاد کی طرف منتقل ہوگی مگر وصی کے باب مین
وصایت نامہ مین جابجا لفظ ابد و دوام و ہمیشگی کی تصریح کی کہ یہ انتظام متعلق بکر رہیگا دائما یا
علی الدوام و تا ابد پس آیا یہ الفاظ مفید اس امر کے ہونگے کہ بعد انتقال وصی کے یہ وصایت
اُسکی اولاد کیطرف منتقل ہوتی رہیگی یا دوام صرف ذات وصی کے ساتھ مادام الحیاۃ متعلق رہیگا
اور اُس سے صرف دوام وصایت تا بقای بکر مفہوم ہوگا بینوا توجروا

ہو المصوب اس قسم کے الفاظ صرف بقای وصایت مادام حیاۃ الوصی پر دلالت
کرتے ہین اور انتقال اُسکا ورثہ و اولاد وصی پر نہین سمجھا جاتا ہے عرفاً و نقلاً و شرعاً لیکن عرفاً
پس اسوجہ سے کہ اگر کسی سے زید کہے کہ تو میرا وکیل ہے دائما و ابدا اس صورت مین اہل عرف
یقیناً جانتے ہین کہ یہ وکالت وکیل کی حیات تک ہمیشہ رہیگی اور اُسکی اولاد کیطرف منتقل
نہوگی ایسی ہی اگر کسی سے کہے کہ تجکو مین نے اس شہر کا قاضی یا کوتوال ہمیشہ کیواسطے کیا
اس سے یہ نہین سمجھتے ہین کہ یہ مناصب بعد انتقال اُس شخص کے اُسکی اولاد کی طرف
منتقل ہونگے بلکہ صرف اُس کی حیات تک تعلق ان عہدونکا سمجھتے ہین و علی ہذا القیاس
عرفاً اُسکے بہت نظائر ہین و لیکن عقلاً پس اسوجہ سے کہ جب کسی ذات پر کوئی حکم کرین اور کوئی
صفت اُسکے واسطے ثابت کرین اور اُسکے ساتھ علی الدوام وغیرہ کی قید متعلق کرین
پس بالضرور یہ قید ثبوت حکم کی ہوگی اور مفید ثبوت حکم تا بقای ذات ہوگی اور جب ذات
فنا ہو جاویگی ثبوت حکم اور ثبوت صفت بھی فنا ہو جاوینگے پس بالضرور قید دوام بھی فنا
ہو جاویگی ورنہ لازم آتا ہے کہ دوام جسکے ساتھ متعلق ہے وہ تو باقی نہو اور دوام باقی ہے
مثلاً اگر یہ کہا گیا کہ زید ہمیشہ نماز پڑھتا ہے یا علی الدوام وہ عابد ہے یا ابدا روزہ دار ہے
ان الفاظ سے عقل مقتضی ہے اس امر کو کہ دوام ان صفات کا تا بقای زید ہوگا فقط ورنہ
لازم آویگا کہ زید تو موجود نہو اور نہ اُسکی صفت موجود ہو مگر مضمون دوام کا باقی ہے
و لیکن شرعاً پس اسوجہ سے کہ فقہا اس قسم کے الفاظ پر حکم مادام الحیاۃ کا دیتے ہین اور جو
احکام ان الفاظ کے ساتھ مقید ہون اُنکو موروث و باقی بعد فنای ذات نہین سمجھتے ہین

جامع الرموز کی کتاب الوصایا مین ہے وصحت الوصیۃ بثمرۃ بستانہ وحینئذ ان مات الموصی

وفیها ای ببستانه ثمرة کان له هذه فقط لا ما یحدث وان ضم ابدا بان قال له ثمرة بستانه ابدا فله هذه الثمرة الموجودة وما یحدث من الثمرة فی المستقبل کما فی غلة بستانه او ارضه فله هذه وما یحدث ما عاش للموصی له سواء ضم ابدا او لا انتهی اور فصیح الدین ہروی کی شرح وقایہ میں ہے ان قال اوصیت غلة بستانی هذا لفلان یکون للموصی له الغلة القائمة وقت موت الموصی وما یحدث بعده ایضا ما عاش الموصی له ضم لفظ الابد ام لم یضم انتهی اور عینی کی شرح ہدایہ میں ہے ان قال له ثمرة بستانی ابدا فله هذه الثمرة وثمرته فیما یستقبل ما عاش انتهی والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

کتاب الدعوی

استفتا چہ می فرمایند علماء دین اندرین صورت کہ مدعی برای اثبات دعوی خود دو گواہ آوردہ وآن ہر دو حسب دعوی مدعی گواہی دادند لیکن قاضی آن ہر دو گواہ را بسبب فسق یا غیر آن از اسباب عدم قبول شہادت کہ در کتب فقہ مبسوط اند مقبول نساخت پس درین صورت بر مدعی علیہ حلف واجب خواہد شد یا نہ بینوا توجروا

الجواب درصورت مسئولہ اگر دعوی مدعی صحیح ست از عدم مقبولیت گواہانش حق [illegible] ساقط نمی شود زیرا کہ مراد از بینہ در حدیث البینة علی المدعی والیمین علی من انکر بینہ مثبت دعوی است نہ کیف ما اتفق وچون مدعی بینہ مثبتہ نیارد مصداق الیمین علی من انکر علی [illegible] گشت واین مضمون از قبیل بدیہیات اولیہ است لہذا فقہا جزئیہ اش نیاوردہ اند ودر [illegible] از عرب وعجم معمول بہاست واللہ اعلم بالصواب کتبہ [عبدہ ...]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر له العلی الرب الحکیم

[۲۴ شعبان ۱۲۸۴ھ]

ہو المصوب شک نیست کہ نصب قاضی در شرع مقرر نشدہ مگر برای ایصال حقوق [illegible] وآن یا بہ بینہ خواہد شد ویا بہ یمین وہرگاہ بینہ مجروح شدہ قبول نشدہ نہ اگر استحلاف [illegible] حق مدعی بلا وجہ شرعی باطل میشود پس لا بد بر مدعا علیہ حلف عائد خواہد شد اگر اختلاج [illegible] شود کہ قدوری در مختصر خود می نویسد اذا صحت الدعوی سأل القاضی المدعی علیه عنها فان اعترف قضی بها فان انکر سأل المدعی البینة وان احضرها قضی بها وان عجز عن ذلک وطلب [illegible]

در ماہ شعبان ۱۲۸۴ھ از حیدرآباد دکن مرسلہ مولوی وحید الزمان

استحلاف انتہی وہمچنین جمہور فقہا می نویسند پس ازین عبارات مفہوم میشود کہ وجوب حلف بر مدعی علیہ بر تقدیر یست کہ مدعی از احضار بینہ عاجز شود و در صورت متنازع فیہ احضار بینہ یافتہ شد پس بچہ طور استحلاف بر مدعی علیہ واجب خواہد شد دفعش باین طور باید ساخت کہ مراد از عجز از احضار بینہ عجز از احضار بینہ مثبتہ است نہ عجز از مطلق بینہ علاوہ اینکہ فقہا سلامت گواہان را از اسباب جرح وعدم قبولیت لفظ شرط می آرند ومعلوم ست اذا فات الشرط فات المشروط پس احضار بینہ مجروحہ غیر مقبولہ مثل عدم احضار ست پس لا بد حق استحلاف باقی خواہد ماند ونظر دقیق حاکم آنست کہ الف لام در حدیث البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر بر لفظ بینہ ویمین برای عہد ست کما ہو الاصل فی موضعہ علی ما تقرر فی علم الاصول پس تقدیر حدیث بدین طور ست البینۃ المثبتۃ لدعواہ علی المدعی فان لم یقم بینۃ کذلک فالیمین الشرعی علی من انکر واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا چہ می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین باب کہ زید بابت قرضہ یکصد روپیہ از ان خود بنام بکر دعوی بعدالت نمود وبزمان دوران مقدمہ بست وپنج روپیہ خرچہ اشامپ ومحنتانہ وکیل وغیرہ نیز زید را ادا نمی افتاد وبوقت ڈگری زر اصل وخرچہ جملہ یکصد وبست وپنج روپیہ مندرج ڈگری گردید پس زید را صرف یکصد روپیہ اصل گرفتن جائز است یا زر خرچہ ہم بینوا توجروا

ہو المصوب زر خرچہ گرفتن شرعا جائز نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا چیست حکم شرع کہ شیخ بشارت اللہ چہار پسران مسمی منور وپیر محمد وامان علی ونور آور گذاشت وہیچ ترکۂ جدی وکسبی نگذاشت مسمیان مذکور بعد وفات پدر جدا جدا بود وباش ساختند شیخ منور از قوت بازوی خود زرے پیدا کردہ سامان کشتکاری وٹھیکہ داری ساخت وبرادران خود را یکجا ساختہ شریک خورد ونوش گردانید پیر محمد ونور آور بعد چندے علحدہ شدند امان علی از ۱۲۶۴ فصلی تا سنہ حال شریک حال ماندہ باتفاق پسران منور کشتکاری وزراعت میکرد واندرین مدت انچہ فائدہ ومنافع گردید از ان شیخ منور در شادی برادر خود مسمی امان علی وتقریبات پسران خود صرف کرد حالا بسبب ناموافقت باہمی امان علی علحدہ شدہ دعوی تقسیم جائداد موجودہ از قسم نقد وجنس واثاث البیت مع زیور واسباب جہیز

زوجہای پسران منور میکنند پس شرعا جائز است یا نہ واگر جائز است چہ قدر امان علی را میرسد بینوا توجروا

ہو المصوب درین صورت چونکہ اصل مال پیدا کردۂ شیخ منورست امانعلی را دران حصہ نیست مگر بقدر محنت واعانت در کاشتکاری وغیرہ امانعلی مستحق اجر مثل خواہد بود واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا ارشاد ہے اس باب مین کہ زید مدعی نے ایک دعوی بیجا عمرو مدعا علیہ پر کیا عمرو نے اس نالش کی جوابدہی کے واسطے مجبورانہ کچھ روپیہ مہاجن سے قرض لیا چونکہ قرضہ بلا سود میسر نہوا لہذا اُسکو اپنے قرضہ کا سود بھی ادا کرنا پڑا چنانچہ اصل روپیہ عمرو نے مدعی کی جوابدہی مین صرف کیا اور اُسکا سود مہاجن نے عمرو کے دوسرے مال خالص سے وصول کیا الغرض مدعی کی نالش نے عمرو کو ایک سو دس روپیہ کا زیربار کیا سو روپیہ صرف نالش کی جوابدہی مین ہوا اور دس روپیہ سود مہاجن کو دینا پڑا اب اس زیرباری کے بعد زید نے عمرو کے ساتھ جو مدعا علیہ تھا اس طور سے مصالحت کی کہ کل مصارف جسکا عمرو زیربار بوجہ نالش زید مدعی کے ہوا اُسکا معاوضہ زید نے اپنے ذمہ قبول کیا اور اُسکو درج مصالحت کیا کہ کل مصارف ضروری اُس نالش کے جسکا عمرو زیربار ہوا اُسکو زید ادا کرے گا اسوقت مین قاضی کو عند المخاصمہ دس دس روپیہ کا تاوان یا معاوضہ جو عمرو کو سود مین دینا پڑا زید سے دلانا جائز ہے یا نہین اور عمرو کو اُسکا لینا مباح ہے یا نہین اور نیز سود دینا قرض بلا سود کے نہ ملنے کے وقت عند الحوائج جائز ہے یا نہین

ہو المصوب خرچہ متعلقۂ عدالت جو بحسب قوانین حکام لازم ہوتا ہے مدعی علیہ کو مدعی سے لینا نہین درست ہے ہان اگر مدعی بطیب خاطر دیوے وہ مختار ہے مگر معاوضہ سود کا جو عمرو کو دینا پڑا مدعی سے دلانا حاکم کو نہین جائز ہے اور نہ عمرو کو لینا درست ہے اور سود دینا کسی حالت مین درست نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماء شرع شریف اس مسئلہ مین کہ زید نے جو مدعی ہے ایک دعوی بیجا بکر مدعا علیہ پر کیا بکر نے اس جوابدہی کے واسطے مجبورانہ کچھ روپیہ مہاجن سے لیا چونکہ قرضہ بلا سود میسر نہوا لہذا اُسکو اپنے قرضہ کا سود بھی ادا کرنا پڑا اور بکر نے جو روپیہ لیا تھا اُسکو زید کی نالش کی جوابدہی مین صرف کیا اور مہاجن نے اپنے زر سود کو بکر سے وصول کیا الغرض

زید کی نالش نے بکر کو اصل اور سود دونون کا زیربار کیا اور اب اس زیرباری کے بعد زید نے بکر کے ساتھ جزء مدعابہا پر اس طور پر مصالحت کی کہ کل مصارف جسکا بکر بوجہ نالش زید مدعی کے زیربار ہوا وہ زید نے اپنے ذمہ لیا اور اقرار کیا کہ ہم کل مصارف اس نالش کے جسکا بکر زیربار ہوا ہے بکر کو ادا کرینگے اور اس خرچہ کی تعیین کے لیئے ایک شخص غیر خالد برضاء فریقین صرف اسلیئے ثالث مقرر کیا گیا کہ وہ مقدار اُس کل خرچہ کی مشخص اور متعین کر کے جسکا بکر مدعا علیہ بوجہ نالش زید مدعی کے زیربار ہوا ہے عدالت مین داخل کردے اب ثالث مقدمہ کو مقدار خرچہ مین اُس زرسود کا بھی شامل کرنا جائز ہے یا نہین جسکا بکر بمجبوری زیربار ہوا ہے بینوا توجروا

ہوالمصوب نہین جائز ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۱۳ ما قولہم رحمہم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ ہندہ اور زینب وغیرہ نے دعوی اشیاء متعددہ از قسم نقد وغیر نقد مکانات و دو زنجیر فیل بنام نہاد ترکۂ پدری زید برادر خود قابض اشیاء مذکورہا پر دائر کیا اور ثبوت مین اُسکے چند گواہ اقرار زید پر بہ نسبت دینے حصۂ فرائضی مدعیات کے اشیاء مذکورہ مین سے اور دو گواہ اوپر خرید نے مورث مذکور کے ہر دو زنجیر فیل بروپیہ خود اور فوت ہونے اُسکے کے گذاری مگر بیان ان دونون گواہون تعدیدکا متفق اوپر ایک قیمت کے نہین ہے ایک گواہ خرید ایک قیمت سے بیان کرتا ہے اور دوسرا دوسری سے اور کوئی گواہ سوا اُن دو گواہون کے جو نسبت ہر دو زنجیر فیل کے گذرے ہین نسبت باقی اسباب کے بہ ثبوت ملکیت مورث کے پاس مدعیات کے نہین اور زید نے جواب و دفع دعوی مین انکار ہونے اشیاء مذکورہا سے ملک مورث کی اور ہونا ملک اپنی اور اقرار مورث کا حالت صحت مین ساتھ ہونے ان اشیاء کے ملک زید کی نہ اپنی تحریر کیا اور اس اقرار مورث کو بخوبی گواہی گواہون سے ثابت کردیا پس بموجب اس روایت عالمگیری کے

و فی فتاوی رشید الدین ادعی میراثا من ابیہ واقام بینۃ واقام المدعی علیہ بینۃ ان اباک اقر حال حیاتہ انہا ملکی یسمع ہذا الدفع فلو اقام المدعی بینۃ انک اقررت ان ہذہ الدار ملک ابی دفعہ یقبل ہذہ الدفع ایضا و قد تعارضت الدفعان فتقبل بینۃ الارث بلا معارض انتہی حاکم اشیائے مذکورہ کو ترکۂ مورث قرار دیکر حصۂ فرائضی مدعیات کو انہین سے دلوا سکتا ہے یا نہین بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب صورت مسئولہ مین حاکم اشیای مذکورۂ بینا سے حصہ فرائضی مدعیات کو نہین دلوا سکتا اسلیئے کہ اس روایت سے تو بخوبی یہ امر واضح ہے کہ اقرار مورث کا جو ثابت کیا مدعی علیہ نے اپنے گواہون سے اپنے حق مین اور اقرار مدعا علیہ کا نسبت میراث ہونے شئے مدعی بہ سے جو ثابت کیا مدعی نے اپنے گواہون سے دونون بسبب تعارض کے ساقط ہونگے اور اصل گواہ میراث کے مقبول و معتبر ہونگے پس اب جاننا بلحاظ اسکے کہ جبکہ اقرار مورث اور اقرار زید ہر دو بموجب روایت ہذا کے ساقط ہوگئے پس ثبوت دیگر میراث کا اور گواہون سے ہے یا نہین پس وہ نہین ہے اسواسطے کہ ہونا دیگر گواہون میراث کا نسبت مکانات وغیرہ سوای ہر دو زنجیر فیل کے تو اظہر من الشمس ہے باقی نسبت ہر دو زنجیر فیل کے سو انکا میراث ہونا بھی ان دو گواہون سے ثابت نہین ہے بسبب نہونے نصاب شہادت کے اوپر ایک قیمت معین کے قال فی الہدایۃ ومن شہد لرجل انہ اشتری عبدا من فلان بالف وشہد آخر انہ اشتری بالف وخمسمأتہ فالشہادۃ باطلۃ لان المقصود اثبات السبب وہو العقد یختلف باختلاف الثمن فاختلف المشہود بہ ولم یتم العدد علی کل واحد ولان المدعی یکذب احد شاہدیہ وکذا اذا کان المدعی ہو البائع ولا فرق بین ان یدعی المدعی اقل المالین او اکثرہما لما بینا انتہی پس جبکہ کسی شئے ثمن اشیاء مذکورہ سے ثبوت ترکۂ مورث نہوا تو انمین سے حصۂ فرائضی مدعیات مجردہ کو دلوانا شرعا اصلا متصور نہین فقط واللہ سبحانہ تعالی اعلم۔ المجیب محمد عبد القادر عفی عنہ۔ بے شبہ یہ روایت عالمگیری واسطے دلوانے حصۂ فرائض کے صورت مسئولہ مین کافی نہین فقط العبد امداد حسین عفی عنہ

اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب | محمد عنایت اللہ خان | قد صح الجواب واللہ اعلم بالصواب

فی الواقع بمقتضای روایت عالمگیری صورت مذکورہ مین بدون اقامت بینہ ثبوت میراث نہین ملسکتا ہے واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۶۴] کیا فرماتے ہین علمائے دین اس صورت مین کہ ورثۂ زید نے عمرو پر دعوی متروکۂ مورث کا کیا عمرو نے جواب مین کہا کہ اسقدر تو مین نے مدعی کو اور اسقدر مدعی کے مورث کو دیدیے اور اسنے حصر حلف پر کیا ہے مدعی نے گواہان اقرار مدعا علیہ و برد جوب مدعا بہ کے بعد زمانۂ ایصال کے سنا دیے اور مدعا علیہ نے مدعی سے حلف بالعلم نسبت نلینے مورث کے بعض مدعا بہ کو بموجب روایت عالمگیری کے جو کتاب القضا مین ہے لینا چاہتا ہے

پس آیا اُسپر حلف واجب ہے یا نہین

ہو المصوب ہرگاہ مدعی نے گواہان اقرار مدعی علیہ وجوب عاپر بعد زمانہ ایصال لکھنا دیئے دعوی مدعا علیہ کا بابت ایصال کے مندفع ہوگیا پس اب اُسکو استحقاق حلف کا باقی نرہا تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین ہے کما یصح الدفع کذلک یصح دفع الدفع نہتی اور بھی اسیمین ہے ان ادعی الایفا فبرہن علی الاقرار لاتقبل انتہی واللہ اعلم حررہ ابوالحسنات محمد عبدالحی عفی عنہ

استفتا چہ می فرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ شیخ سبحانی وشیخ بدا وشیخ عبداللہ تینون حقیقی بھائی تھے اور بعد وفات شیخ سبحانی وشیخ بدا دو بھائی کے شیخ رمضان وشیخ یوسف پسران شیخ بدا مذکور نے زمین کو ملکیت خاص اپنے بزرگان کی قرار دیکر بدست شیخ عبدالغفور وشیخ جمن کے بیع قطعی کرڈالا اور شیخ عبداللہ کو برادر مورثان کے پوتے احمد ومحمود نابالغان نے اُن بیعنامون پر گواہی کردی اور اُسکو عرصہ بیس برس کا گذرا پھر اُسمین سے جب کچھ زمین کسی طور پر اختیار مین وارثان شیخ سبحانی وشیخ بدا و برادران کے آگئی تو اُسمین ورثا شیخ عبداللہ تیسرے بھائی کے یہ دعوا کر سکتے ہین یا نہین کہ جو زمین مذکور ہمارے خاندان والون مین پھر آگئی ہے اُسمین بمقدار حصہ شیخ عبداللہ ہمارے مورث کی جو شیخ عبداللہ کو بطور عصوبت کے متروکہ شیخ سبحانی سے پہونچتا تھا ہمکو پانا چاہیئے دوسرے بعد وفات شیخ عبداللہ مذکور کے صرف اُسکے دو پوتے محمود واحمد نابالغ جنکا باپ روبروی عبداللہ مذکور کے مرگیا تھا وارث شیخ عبداللہ مذکور کے عصوبۃ ہوئے لیکن اُن نابالغون کا کوئی ولی آبائی یعنی باپ وداد ودادی وچچا وغیرہ باقی نہین رہا تو اُن نابالغون کی مادر مسماۃ فتح بی بی ولیہ قریبہ نابالغان مذکور کے شرعا ہوگی اور اُسکو بولایت اپنے پسران نابالغان کے اختیار انتقال جائداد پسران نابالغان مذکور کا واسطے اُنکی پرورش کے با یام رضاعت وحضانت حاصل ہوگا یا نہین وشرعا معنی ایام رضاعت وحضانت کے کیا ہے تیسرے فتح بی بی نے بولایت اپنے پسران نابالغان محمود واحمد کے جو زمین بدست روشن وجوہر وغیرہ خریداران کے بیع ڈالی اور اُسپر خریداران مذکوران نے تعمیر مکانات کی کرلی اور اُسکو عرصہ بیس برس کا گذر گیا اب اتنے عرصہ کے بعد جو شیخ باسط علی نے بیعنامہ حق محمود واحمد نابالغان مذکور کا بابت زمین مذکور کے لکھوالیا تو وہ دعوی واسطے انہدام ودور کرانے تعمیرات مذکور اور خالی کرانے زمین یا تحت،

تعمیرات مذکورہ کر سکتے بقدر حصہ محمود واحمد نابالغان مسطور کے کر سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا

اور اضرار اہل اسلام مین جائز ہے یا نہین الراقم محمد احمد اللہ ساکن محلہ عالم شہر جونپور

ہو المصوب جواب سوال اول اس صورت مین دعوی وارثان شیخ عبد اللہ کا ساقط

ہے اشباہ والنظائر مین ہے الرابعة والعشرون سکوته عند بیع زوجته او قریبه عقارا اقرار بانه لیس له

علی ما افتی به مشایخ سمرقند انتہی اور بھی اسمین ہے الخامسة والعشرون رآه یبیع ارضا او دارا فتصرف

فیه المشتری زمانا وهو ساکت یسقط دعواه انتہی اور حاشیہ اشباہ مین ہے فی البزازیة جعل الفتوی

علی عدم سماع الدعوی فی القریب والزوجة انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے المسئلة فی کثیر

من المعتبرات کالتنویر والکنز والملتقی والبزازیة والولوالجیة وعبارتها رجل تصرف زمانا فی ارض ورجل

آخر رأی الارض والتصرف ولم یدع ومات علی ذلک لم تسمع بعد ذلک دعوی ولده انتہی

جواب سوال دوم ولایت مالی مادر کو حاصل نہین اور بیع وشراء وغیرہ اسکی نافذ نہین مگر یہ

کہ کوئی ولی مالی اذن دیوے یا خود طفل بعد بلوغ کے اُسکے تصرف کو جائز کرے جامع الفصولین

میں ہے الولایة فی مال الصغیر الی الاب ووصیه ثم وصی وصیه ولو بعد فلو مات ابوه ولم یوص فالولایة الی

ابیه الاب ثم وصیه ثم وصی وصیه فان لم یکن فالقاضی ومن نصبه انتہی اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے

الام اذا ارهنت مال طفلها فانه لا یجوز الا ان تکون وصیة او تکون ماذونة من جهة من یلی الطفل انتہی

جواب سوال سوم ہرگاہ محمود واحمد نے بعد بلوغ کے تصرفات مالیہ اپنے مادر کو جائز رکھا

اور تصرفات خریداران سے کچھ تعرض نکیا اب اتنے عرصہ کے بعد دعوی باسط علی کا مسموع نہوگا

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین صورت کہ زمینے یا مکانے

از پشتہا پشت وصدہا سال بقبض وتصرف زید ست گاہے پدر وجد بکر وپدر وجد الجد خالد دعوی

وبوجہ من الوجوہ از ومتعرض ومزاحم نگشتند حالا بکر وپدر خالد وخود خالد مذکور بغیر اطلاع واگاہی زید و

بحمایت وتقویت ومشاورہ یگان یگان خود ہا بالا بالا جملہ کارروائی تحریری وتقریری غیر شرعی

حسب مطلب خود ہا کردند وتا یک مدت مدید از وی نہ خود خبر شدند ونہ زید را خبر نمودند من بعد آن

بجملہ جہات کارروائی وتقویت یگان یگان خویش بکر وخالد دعویدار ملکیت خود گردیدند کنہ

اشیاء از ملک مورثان ماست و فلان فلان کارروائی بگواہی فلان فلان عدم موجودہ ثبت
خود با داریم زید میگوید که بدون اطلاع و آگاہی و بغیر مشاورہ و عدم ثبت گواہی من کہ او شما
یکجا بودہ باشی داریم اینهمه کارروائی شمایان شرعا جائز نخواہد شد و من برین شئی نسلا بعد نسل ابا عم
از مورثان خود قابض و متصرف ہستم ندانم که مورثم برین شئی چگونه قابض شدند که تا حال کسی از مورث
شمایان مزاحم نگشتند و بالکل عمل درآمد مورثم و من مانده دوم اینکه علاوہ قبض و تصرف صدہا سالہ
بموجب فلان وثیقہ قراریم موسومہ فلانے که قبل ازانیهمه کارروائی شما جاری شدہ بود بوجہ ثبت
گواہی خاص تخطی بکر پدر خالد مذکور بر وثیقہ مذکورہ صاف و صراحۃ ملکیت من برین شئی متحقق
و ثابت می شود اگر بالکل ملک مورثان شما میشد نه گواہی خود با میکردند و نه از چارہ جوئی عدالتها
و نجاتها باز میماندند بکر و خالد میگویند که مایان و مورثان مایان ناخواندہ ہستیم مایان چه دانیم
که درین تحریر چیست زید گفت که ای شخص خواندہ و ناخواندہ بقول شخصی که نادان ہم بکار خود ہشیار
مطلب خود را خوب میدانند و شما و پدر خالد اولا از من حرف بحرف وثیقہ را شنیدہ بعدہ گواہی خود با
ثبت کردہ بودید بالفرض ناخواندگی و نافہمی شمایان بمصداق تیر از کمان جستہ باز نمی آید نوشتہ
خویش و دست برید خود را چه میتوانی کرد پس شرعا اینهمه کارروائی و دعوی شمایان باطل و نامسموع
و در محفل ارباب منصفان و عادلان سند نخواہد بود اکنون سوال سائل ازین معنی ست که در صورت
قبضہ قدیمہ زید و ثبت شدن گواہی بدستخط خاص بکر و پدر خالد بر وثیقہ اقراری زید ثبوت ملکیت
زید بہ نسبت شئی متنازعہ بعد قبضہ صد سالہ می تواند شد یا نہ و کارروائی تحریری و تقریری
بکر و پدر خالد و خود خالد مذکور بدون اطلاع و آگاہی و بغیر مہر و گواہی زید شرعا جائز خواہد شد یا نہ ازروی
کتب فقہ حکم مفتی بہ متحقق شود بقید عبارت و نام کتاب و بمہر و دستخط خاص خود ارقام فرمایند بینوا توجروا

ھو المصوب درین صورت دعوی بکر و پدر خالد و خالد بر زید قابل سماعت نیست در

تنقیح الفتاوی الحامدیہ می نویسد قال فی فتاوی الولوالجی رجل تصرف زمانا فی ارض آخر و رجل آخر
رآی الارض والتصرف ولم یدع ومات علی ذلک لم تسمع بعد ذلک دعوی ولدہ فترک فی ید المتصرف
لان الحال شاہد و در بیت فی فتاوی الغزی صاحب التنویر سئل عن رجل له بیت دار یسکنه
مدۃ تزید علی ثلاث سنوات ولہ جار بجانبہ و الرجل المذکور تصرف فی البیت ہدما و عمارۃ مع اطلاع جارہ علی تصرفہ

فہل اذا ادعی البیت او بعضہ تسمع دعواہ ام لا اجاب لا تسمع دعواہ علی ما علیہ الفتوی انتہی واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی　(محمد عبد الحی ابو الحسنات)

کتاب القضا

استفتا [۱۶۷] بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم ایہا العلماء السادات فی الرجال المنصوبین المقررین فی کل بلدۃ او قریۃ او محلۃ من محال البلدۃ علی وظائف آبائہم من امامۃ وخطابۃ وتعلیم الایجاب والقبول فی مجلس النکاح وکتابۃ لدفتر النکاح وتشییع للجنازۃ وصلوۃ علیہا وغیر ذلک ولیس لہم علم الا لبعض منہم کما ہی عادۃ دیارنا فہل یکونون بذلک النصب والتقریر العادیین قضاۃ وہل یجوز لہم تزویج الصغار الایتام واقامۃ الجمع والاعیاد بینوا توجروا

ہو المصوب انہم لیسوا بقضاۃ لان القاضی انما یکون قاضیا فی البلاد التی تحت حکم السلطان بالتقلید من ذلک السلطان کما فی الدر وغیرہ واما فی بلاد الغلبۃ انما یکون قاضیا بتراضی المسلمین واتفاقہم علی احد منہم قال فی رد المحتار ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین فیجب علیہم یجعلوہ والیا مسلما منہم انتہی فیجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منہم یجعلونہ والیا فیولی قاضیا ویکون ہو الذی یقضی بینہم لا فیا یضا فاذا علمت ما ذکرنا فلم یوجد ذلک فی المذکورین فی السوال وانما ہم مقررون علی وظیفۃ آبائہم بالعادۃ فلا یکونون قضاۃ فلا تصح فی بلاد الغلبۃ اقامتہم الجمعۃ الا باذن القاضی او الوالی المتفق علیہ من اہل البلدۃ لما قال فی رد المحتار لا تصح اقامتہا الا لمن اذن لہ السلطان بواسطۃ او بدونہا اما بدون ذلک فلا انتہی والوالی ہہنا کالسلطان فلا تصح اقامتہا بدون اذنہ ثم ان الاذن من السلطان انما یشترط فی اول مرۃ فاذا اذن باقامتہا لشخص کان لہ ان یاذن لغیرہ کما فی رد المحتار فلا یجوز اقامتہا لکل خطیب الا من نصبہ السلطان او من اذن لہ فکذا ہہنا والعید کالجمعۃ لان صلوۃ العید تجب علی من تجب علیہ الجمعۃ بنشر الظہار سوی الخطبۃ کما فی در المختار وغیرہ فاذا لم تصح للمذکورین فی السوال اقامۃ الجمع والاعیاد فلا یصح لہم تزویج الصغار الایتام واما الوالی والقاضی المتفق علیہ فی بلاد الغلبۃ فہل یملک تزویج الصغار الایتام فلم ارہ صریحا لکن ظاہر ما مر من انہ یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منہم یجعلونہ والیا فیولی قاضیا ویکون ہو الذی یقضی بینہم انہ یملکہ واللہ تعالی اعلم وقال فی رد المحتار اذا ولی الکافر علیہم قاضیا

ورضيه المسلمون صحت توليته بلا شبهة انتهى فيجوز اقامة الجمع والاعياد وتزويج الايتام بحكم القاضي
بشرط رضى المسلمين به ثم ينبغي ان يكون القاضي موثوقا به في عفافه وعقله وصلاحه وفهمه وعلمه
بالسنة والآثار ووجوه الفقه ولا يكون فظا غليظا جبارا عنيدا لانه خليفة رسول الله صلى الله عليه
وسلم كما في الدرر وغيره فاذا علمت ما ذكرنا فيجب ان يجتهدوا ويلتمسوا اهل كل بلدة واليا وان يتفقوا عليه
حتى يقيم به الجمع والاعياد وتزويج الايتام وجاء في الحديث من مات ولم يؤل على نفسه اماما مات
ميتة جاهلية ثم اعلم ان كل بلدة وقرية في بلادنا لم يخل من وال ورئيس في الزمان
المتقدم لكن في هذا الزمان وقع بين اهله التخالف والافتراق ولم يوجد القضاة الا نادرا فينبغي
ان يجتمعوا ويتفقوا على وال واحد حتى يقيم به الجمع والاعياد وتزويج الايتام لان الوالي كالسلطان
فلا يجوز السلطان الا واحد لانه جاء في الحديث اذا بويع لخليفتين فاقتلوا الآخر منهما فكذا الوالي
فليجتنب عن الوالي الآخر والله تعالى اعلم بالصواب كتبه احقر العباد شيخ يوسف بن قادر محمد عفي عنهما

صح الجواب والله اعلم حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي

استفتاء بسم الله الرحمن الرحيم کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے
بکر کو روپیہ بلا سودی قرض دیا بکر نے روپیہ بعد وعدہ گذر جانے کے باوجود تقاضا ادا نہ کیا
جب زید روپیہ وصول ہونے سے مایوس ہوا مجبور ہو کر عدالت انگریزی میں دعوی کیا اور مجبورانہ
عدالت انگریزی میں حسب قاعدہ مجریہ عدالت مذکورہ روپیہ اس میں خرچ کیا عدالت مذکورہ نے
کچھ روپیہ زید کا مع خرچہ دلایا پس زید کو زر خرچہ کہ جس کو اس نے علاوہ روپیہ مستقرضہ کے
بحالت مجبوری بسبب خلاف وعدگی بکر کے اپنے پاس سے صرف کیا ہو اور حاکم وقت نے اس کو دلایا ہے
بکر سے لینا درست ہے یا نہیں اور یہ درست نہیں ہے تو حکم ربوا میں ہے یا نہیں اور اگر ایسا زر خرچہ لینا
حرام ہے تو اس زمانہ میں وصول روپیہ کا طریقہ قرض کا مستقرض سے شرعا کیا ہوگا بینوا توجروا

ہو المصوب زید کو شرعا زر خرچہ ما علیہ سے لینا درست نہیں ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
(مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات)

صح الجواب خادم اولیاء الکرام محمد ابراہیم غفر لہ الصمد الکریم
(مہر: محمد ابراہیم)

صح الجواب واللہ اعلم حررہ ابو الاحیا محمد نعیم ۵ رجب [illegible]

الجواب صحیح کتبہ ابو الاکرم محمد اکرم تجاوز اللہ تعالی عما جرم ۵ رجب سنہ ۱۳۱ ہجری

صح الجواب حررہ نظام الدین احمد عفی عنہ الجواب صحیح واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفی عنہ [محمد عبد الوہاب]

استفتا ۱۶۹ عالمگیری کتاب ادب القاضی آخر الباب الحادی عشر جلد ثالث صفحہ ۱۲۴ چھاپہ کلکتہ واختلف العلماء فی اجرۃ الشخص بعضهم قالوا ہی فی بیت المال بعضهم قالوا علی المتمرد کذا فی الذخیرۃ ہو الصحیح کذا فی فتاوی قاضیخان - اما مؤنۃ الموکل وہو الشخص الذی امرہ القاضی بملازمۃ المدعا علیہ لاحضارہ ذکر القاضی الامام صدر الاسلام انہا علی المدعا علیہ وعلی بعض الفقہاء وبعض مشائخنا علی انہ علی المدعی وہو الاصح - رد المحتار یعنی حاشیۂ شامی کتاب القضا جلد رابع صفحہ ۱۳ چھاپہ ہندوستان قبیل فصل حبس عبارت درمختار برحاشیۂ واجرۃ المحضر علی المدعی ہو الاصح بحر عن البزازیۃ وفی الخانیۃ علی المتمرد ہو الصحیح - عبارت شامی (قولہ اجرۃ المحضر) بضم اولہ وکسر ثالثہ ہو من یحضر الخصم - وعبارۃ البحر کذا فی البزازیۃ ویستعین باعوان الوالی علی الاحضار واجرۃ الاشخاص فی بیت المال وقیل علی المتمرد فی المصر من نصف درہم الی درہم فی خارجہ لکل فرسخ ثلاثۃ دراہم او اربعۃ ان سب عبارتون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ شرع مین کسیقدر خرچہ جیسے اجرای سمن کا بالکل رکھا گیا ہے اوسوقت بھی تھا اور جسقدر خرچہ قلیل یا کثیر تھا بصورت تمرد مدعا علیہ کے مدعا علیہ پر بار ہوتا تھا پس اس زمانہ مین میری دانست ورای ناقص مین مقتیہ کو تفقہ اور ایک امر پر اجتہاد کرنا ضرور ہے کہ بعض اشخاص دیدہ قرض لیتے ہین باوجودیکہ یقینی جانتے ہین کہ بصورت نالش کے خرچہ یقینی پڑیگا و بصورت تمادی کے پھر نالش نہیں کی تو ایسی صورت مین جو کچھ خرچہ پڑا اوس مدعا علیہ کے سبب سے پڑا ہان اگر تمرد نہو اور ادا کرنے کو کہتا ہو بسبب ناداری کے ادا نہو سکے تو اوس صورت مین ہرگز خرچہ نہ لینا چاہیے اور جس صورت مین اوسکی استطاعت ہے اور صرف واسطے حیرانی مدعی کے نہین دیتا ہو یا نیت ہضم کی ہو اور مدعی بدرجہ مجبوری کے عدالت مین آوے تو اوس صورت مین ہماری رائے اسی طرف جاتی ہے کہ البتہ مدعا علیہ سے زر خرچہ خرچہ دلوانا چاہیے اور اسکی بابت مین اور بھی بہت سی عبارتین ہین کہ اس جلدی مین سکا دین لکھ نہین سکتا مگر بعض عبارت کتاب فتاوی مختار الاخبار سے لکھی جاتی ہے ورق ۶۹۴ سطر اول کتاب فتاوی مختار الاخبار قلمی کتبخانہ مولوی عبد

وگاہ قاضی نشان فرستد از برای احضار مدعا علیہ و بر دست عرض کند و وی امتناع کند و ثابت شود نزد قاضی امتناع وے و پیادہ سوی وی فرستد پس مؤنۃ پیادہ در ابتدا بر مدعی ست وچون مدعی علیہ امتناع کرد محتاج ثانیہ پیادہ فرستادن شد ان ہنگام مؤنۃ پیادہ بر مدعا علیہ است واین استحسانست کہ میل کردہ اند بدان از برای زجر وی - پس یہان سے بھی معلوم ہوا کہ ثانیا پیادہ بسبب مدعا علیہ کے گیا اور دوبارہ جو پیادہ کا خرچہ ہوا اسکا سبب مدعی علیہ ہوا لہذا اس صورت مین زجراً بقیاس استحسانی مدعی علیہ سے خرچہ لیا گیا پس جس صورت مین کہ اس زمانہ مین مدعا علیہ تمرد کرے اور اوسکے سبب سے خرچہ پڑے تو دلیل استحسانی کا یہی اقتضا ہوتا ہے کہ مدعا علیہ کو دینا چاہیے ہان اسقدر البتہ ہے کہ زمانہ سابق مین خرچہ وغیرہ کم تھا اور اس زمانہ مین زائد ہے مگر انگریزون نے یہ اسٹام وغیرہ جو رکھا ہی درحقیقت اجرۃ فیصلہ کے رکھا ہے اور اجرت قضا کی سابق مین بھی لینا بعض صورت مین درست معلوم ہوتا ہے چنانچہ صفحہ ۵۴ کتاب مختار الاخبار قلمی مذکور مین ہے وامام خواہرزادہ از اول کتاب قسمت آوردہ کہ اگر مؤنۃ قاضی از بیت المال کفایت نمیکند مراد راست کہ اجرت گیرد بر قسمت واز کتاب محیط نقل کرد کہ جائز ست مر قاضی را کہ اجرت قسمت گیرد اما مستحب آنست کہ چیزے نگیرد وتمرتاشی گفتہ کہ اجرت بقدر رنج گیرد واز برجانی صغیر سوال کردند در مقدار اجرت قسام کہ مثلا درچند دینا چند ست جواب نوشت کہ درین تقدیر شرعی نیست و در خزانۃ الواقعات گفتہ کہ مختار آنست کہ حلال ست قاضی را اخذ اجرت بر کتاب قسمت واز آداب القاضی محیط نقل کردہ کہ چون قاضی خواہد کہ کتاب محاضر و سجلات بنفس خود کند و بر آن مزد بگیرد جائز ست و آن مقدار ... بگیرد کہ غیر او بگیرد وکذا فی الخلاصۃ واما مقدار اجرت از شیخ الاسلام ابو الحسن سعدی سوال کردند گفت وثیقہ اگر دائر باشد کہ رسید باشد بہزار درہم در وے پنج درہم ست واگر دو ہزار درہم باشد در وی دہ درہم ست ہمچنین تا دہ ہزار کہ در آن پنجاہ درہم ست بعد از آن دو ہزار درہم کہ بردہ ہزار زیادہ میشود یکدرہم ست واگر وثیقہ کمتر از ہزار درہم باشد اگر آن مقدار مشقت دارد کہ بر وثیقہ ہزار درہم در آن شرح شدہ درہم ست واگر ضعف آن مشقت دارد در آن دہ درہم ست الخ پس ان عبارتون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضون نے کہا ہے کہ اگر

بیت المال سے مؤنۃ قاضی کفایت نکرے تو مقدمات تقسیم وغیرہ مین اجرت لیگا و تمرتاشی کی راے
ہے کہ اجرت بقدر محنت کے لیگا و برجانی صغیر کی رای ہے کہ اسمین کوئی مقدار شرعی مقرر نہین
ہے پس اس زمانہ مین تو بیت المال نہین ہے اور اجرت جملہ مقدمات کی حکام نے اپنی راے
سے رکھی ہے اسمین مقدار شرعی بھی نہین ہے جیسا کہ برجانی نے لکھا ہے اور بعضون نے
مثل شیخ الاسلام ابوالحسن کے لکھا ہے کہ باعتبار مال کے ہے تو ویسا اس زمانہ مین
حکام نے بھی رکھا ہے کہ فی سیکڑہ اسقدر پس گو ہر صورتون سے شرع مین نہ ملے
لیکن بعض صورتون پر قیاس کرکے کہسکتے ہین کہ یہ اجرت لینا حکام کا بالکل بے اصل بھی
نہین ہے بلکہ شریعت مین بعض بعض صورت مین اجرت قضا کی ملتی ہے اگرچہ مین ان سب
عبارتون کو دیکھکر اپنی طرف سے کچھ فتوی نہین دیتا ہون لیکن مستفتی کو چاہیے کہ ان سب
عبارتون مین غور کرکے مفتی کو خوب متوجہ اسطرف کرے اور اس زمانہ کے حالات و قانون
سے کماینبغی مفتی کو آگاہ کرے تو عجب نہین کہ بصورت تمرد کے رای مفتی کی ہو جائیگی کہ مدعا علیہ سے خرچہ لیا جاوے

ہو المصوب در بار خرچہ عدالت جو کہ حکام نے مقرر کیا ہے ظاہر ہے کہ وہ اجرت قضاۃ
نہین حکام فیصلہ کنندگان کو وہ بعوض فیصلہ نہین ملتا ہے بلکہ اونکی تنخواہ سرکاری مقرر ہے
قطع نظر اسکے اسمین بعض خرچ وہ ہے کہ یقینا مدعی پر لازم ہے جیسے اجرت وکیل مدعی
وغیرہ پس اس قسم کا خرچ کیونکر مدعی علیہ سے لیا جاسکتا ہے واقف اصول فقہ پر مخفی نہین
کہ سبب پر ضمان وغیرہ لازم نہین آتا ہے تمرد اوسکا اور باوجود استطاعت کے
قرض ادا نکرنا موجب گناہ کا ہوگا نہ موجب تاوان وغیرہ کا فقہا جو بعض صورتون مین مدعی علیہ
متمرد پر اجرت پیادہ کا وجوب لکھتے ہین وہان متمرد سے یہ مراد نہین کہ ادای دین مین بیجا تکلف
کرے یہانتک کہ مدعی مجبور ہوکے نالش کرے بلکہ مراد وہ ہے جو دارالقضا مین حاضر نہووے
وجوب کسیقدر صرف کا بذمہ مدعی علیہ خود ہی مختلف فیہ بین الفقہا ہے اگر وجوب اسکا
مدعی علیہ پر صحیح بھی ہو تو وہ بھی نظیر یا متعلق اسکی نہین ہے واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ کچہری مین یہ دستور ہے کہ جب

کوئی کام ناشائستہ کرتا تھا اوسکو برادری سے خارج کردیتے تھے اور اوس سے جرمانہ لے کر
برادری مین شریک کرتے تھے اور اوس جرمانہ کو لیکر سب پنچ برادری ملکر شیرینی وغیرہ کھالیتے تھے
پس یہ جرمانہ لینا اہل برادری کا بسبب کار ناشائستہ کرنے کے درست ہی یا نہین اور کھانا جرمانہ کا درست ہے یا نہین
ہوالمصوب یہ جرمانہ لینا واسطے تنبیہ کے درست ہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبدالحی ابوالحسنات]

کتاب الشہادۃ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس صورت مین کہ زید کا دروازہ ہے
کہ جو اسکا زمین عمرو مین واقع ہے عمرو وہ دروازہ بند کرنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ دروازہ
جدید ہے اور حق مرور زید کا اس زمین مین ثابت نہین ہے اور زید کہتا ہے کہ دروازہ میرا
قدیم ہے اور حق مرور ثابت ہے اور دونون کے گواہ اپنے اپنے دعوے پر ہین آیا اس
صورت مین گواہ زید کے نفی کے ہین یا نہین اور اگر گواہ نفی کے نہین ہین تو پھر گواہان
عمرو پر ترجیح رکھتے ہین یا نہین بینوا توجروا

الجواب صورت مسئلہ مین گواہ عمرو کے اولی بلائق قبول ہین اسواسطے کہ گواہ مذکور
مثبت امر حادث ہین یعنی جدید ہونے دروازہ کے ہین اور جو گواہ کہ مثبت امر حادث ہوتے
ہین اونکو تقدیم ہے اور گواہان مثبت امر قدیم کے بموجب روایات معتبرات کتب فقہ
اور قواعد اصول فقہ کے کہ وجہ جواب ہین فتاوی قنیہ کے باب بینتین متضادتین مین

[illegible] فی طریق العامۃ فزعم غیرہ انہ محدث وزعم صاحبہ انہ قدیم ولقاوا البینۃ فالبینۃ
بینۃ من یدعی انہ محدث اور فتاوی الانقرویہ کی فصل ترجیح بینہ مین تحریر ہے قال احد الجارین
للآخر ہذا ساباط الذی بحقیقۃ محدث وقال الآخر لیکن کان فی القدیم فالقول لمدعی لکونہ متمسکا
بالاصل (در) البینۃ من یدعی انہ محدث (خم) الفتاوی قال رضی اللہ عنہ والصحیح ہو الاول استحسانا
اور تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین تحریر ہے فی رسالۃ الحجج والبینات ان الاصل فی ترجیح البینۃ
علی ما ذکرہ الاصول انما ہو کونہا مثبتۃ بخلاف [illegible] البینۃ انما شرعت لاثبات امر حادث

والیمین لا بجانبہ علی ما کان فعلی ہذا بینۃ الحدوث تقدم والسائل اقول ان بینۃ الحدوث تقدم فی صورۃ السوال وکذا فی البنایہ والکنف لما ذکر من التعلیل لموافق لما ذکر من التاصیل فان الحدوث امر عارض والقدم اصل فلہذا کان القول قول مدعیہ وح یکون البینۃ لمدعی الحدوث جاریا علی القواعد الفقہیۃ والاصولیۃ لاثباتہا خلاف الاصل بلا فرق بین الکنف وغیرہ اور فتاوی حامدیہ اور بحر الرائق مین بھی قاعدہ اصول مطابق قواعد مذکورہ بالا کے تحریر ہے ملک لانسان لایکون فی ید غیرہ الا بعارض والبینۃ یکون علی مدعی العارض لا یکون علی صاحب الاصل علاوہ اسکے گواہون زید کی شہادت جو سند ریع سوال ہے ناقص ہے مثبت دعوی حق مرور نہین ہے گواہون نے فقط وجود دروازہ کا قدیم سے بیان کیا ہے یہ نہین بیان کیا کہ زید کا حق مرور فلان زمین مین ہے حالانکہ بدون ایسی تصریح کے حق مرور ثابت نہین ہوتا یہان تک کہ اگر گواہ بیان کرے کہ فلان شخص کو دیکھا ہے کہ فلان زمین مین مرور کیا تھا تو بھی حق مرور ثابت نہین ہوتا جیسا روایت ہذا فتاوی عالمگیری سے ثابت ہے لو ادعی علی آخر حق المرور ورقبۃ الطریق فی دارہ فالقول قول صاحب الدار ولو اقام المدعی البینۃ انہ کان یمر فی ہذہ الدار ولم یستحق بہذا شیئا کذا فی الخلاصۃ روایت مذکورہ کی قریب تحریر ہے ولو شہد الشہود ان لہ طریقا فی ہذہ الدار جازت شہادتہم انتہی واللہ تعالی اعلم بالصواب اور فتوی گذرانیدہ زید مین مجیب نے زید کو خارج الید اور عمرو کو بنظر ملکیت رقبۂ زمین کو ذی الید قرار دیکر زید کے گواہون کی اولویت تجویز کی ہے تجویز مذکور سراسر بے محل ہے اولویت گواہون خارج الید کے ذی الید سے جو کتب فقہ مین مذکور ہے وہ دعوی ملک مطلق عقار وغیرہ مین ہے یہان دعوی ملکیت عقار وغیرہ نہین ہے اور نہ نسبت ملکیت رقبۂ زمین کے زید و عمرو مین اختلاف ہے بلکہ زید کو دعوی حق مرور کا زمین عمرو مین ہے اور نسبت حدوث اور قدم دروازہ کے آپس مین اختلاف ہے پس اس صورت مین اگر عمرو کو خارج الید کہا جاوے اور زید کو ذی الید تو بجا ہے نہ بالعکس اسواسطے کہ زید بذریعہ دروازہ کے متصرف زمین عمرو مین ہو گیا ہے تو زید ہی ذو الید ہوا لہذا اوسکے دست تصرف کا رفع عمرو نے حکام سے چاہا ہے اور اسپنے گواہون سے تصرف عارضی اور حادث زید کا اثبات کرایا ہے فقط واقعی اس صورت مین گواہ زید کے گواہان عمرو پر ترجیح رکھتے ہین نزدیک اصحاب بزازیہ اور خلاصہ و شرح ملتقی کے

واللہ اعلم فی البزازیۃ وان اختلفا فبرہن احدہما علی القدم والآخر علی الحدوث فبینۃ القدم اولی انتہی وفی العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ اذا تعارضت بینۃ الحدوث والقدم ففی الخلاصۃ بینۃ القدم اولی وکذا العلائی فی شرح الملتقی ان بینۃ القدم اولی فی البناء انتہی مختصراً اور ترجیح نہیں رکھتے ہیں نزدیک برہان بخاری اور برہان صاحب المحیط کے جیسا کہ صاحب قنیۃ المنیۃ لتتمیم الغنیۃ نے نقل کیا ہے اور یہی حاوی زاہدی میں بھی منقول ہے فی العقود ونقلہ فی الحاوی الزاہدی بالحرف معللاً بقولہ فالبینۃ بینۃ من یدعی انہ محدث لانہا تثبت ولایۃ النقض انتہی اور قول اخیر کو صاحب عقود نے ترجیح دی ہے اور کہا ہے وبہ ظہر ترجیح ما فی القنیۃ والحاوی علی ما فی البزازیۃ والخلاصۃ انتہی واللہ علیم بالصواب وعندہ ام الکتاب کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۶ھ

فی الواقع صورت مذکورہ میں گواہان عمرو کہ مدعی حدوث ہے گواہان زید پر ترجیح رکھتے ہیں بحسب قول مرجح فقہائے محققین وموافق قواعد اصولیین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

استفتا [۱۶۷] چہ میفرمایند علمای دین درین صورت کہ مثلاً میان زید وعمرو بحث درین امر است کہ زید میگوید کہ گواہان نفی متواتر در آن صورت شرعاً مقبول اند کہ کسان کوفہ گواہی دہند کہ فلان کس در فلان سال در مقام کوفہ بود زیرا کہ این متضمن نفی بودنش در بصرہ است نہ اینکہ چہل یا پنجاہ کسان شہر بصرہ گواہی دہند کہ فلان کس فلان سال در بصرہ نیامدہ بود چہ این گواہی بر علم نیست بلکہ بر عدم علم آمدنش ہست وزید استدلال قول خود بروایت فتاوی [illegible] میکند وعمرو این گواہی عدم علم را نیز جائز میگوید واستدلال قول خود بروایت حموی [illegible] میگوید کہ این گواہی بر عدم علم نیست بلکہ بر علم عدم آمدن فلان است پس قول واستدلال [illegible] عمرو بینوا بالدلائل والتفصیل لکون الخواطر تسکنوا وانتم توجروا باجر الجلیل۔ روایۃ فتاوی [illegible] امرأۃ ادعت علی رجل ان فلانا طلق امرأتہ یوم النحر بالکوفۃ واقام فلان بالبینۃ انہ کان فی ذلک الیوم حاجاً بمنی فالبینۃ بینۃ المدعی ولا تلتفت الی بینۃ المدعی علیہ [illegible] وشہد بذلک غیر عدد الشہادۃ کذلک الذخیرۃ انتہی روایۃ حموی قال فی المحیط ان تواتر [illegible] علم الکل عدم کونہ فی ذلک المکان [illegible] الدعوی علیہ ویقضی بفراغ [illegible]

زمعتہ لانہ یلزم تکذیب الثابت بالضرورۃ والضروریات مما لا یدخلہا شک است انتہی

ہو المصوب شہادت نفی در ہر دو صورت خواہ نفی معنی باشد و اثبات صورت مثل گواہی باین طور کہ فلان کس در فلان سال در کوفہ بود کہ متضمن نفی بودنش در بصرہ است خواہ نفی صریح باشد مثل اینکہ گواہی دہند کہ در بصرہ نبودہ مقبول نیست مگر بر تقدیری کہ امر مشہور و متواتر باشد خواہ نفی صریح باشد یا نفی ضمنی درین صورت مقبول است و روایت فتاوی ہندیہ متضمن یک صورت و روایت حموی متضمن صورت دیگر است در فتاوی بزازیہ می آرد

شہدا انہ استقرض من فلان فی یوم کذا فی بلد کذا فبرہن علی انہ لم یکن فی ذلک المکان بل کان فی مکان آخر لا تقبل لان قولہ لم یکن فیہ نفی صورۃ ومعنی وقولہ بل کان فی کذا نفی معنی وحاصلہ ما ذکر فی النوادر عن الثانی شہدا علیہ بقول وفعل یلزم علیہ بذلک اجارۃ او کتابۃ او بیع او طلاق او عتاق او قصاص او قتل فی مکان وزمان وصفات فبرہن المشہود علیہ انہ لم یکن ثمہ یومئذ لا یقبل لکن قال فی المحیط ان تواتر عند الناس وعلم الکل عدم کونہ فی ذلک المکان والزمان لا یسمع الدعوی ویقضی بفراغ الذمۃ لانہ یلزم تکذیب الثابت بالضرورۃ والضروریات مما لا یدخلہا الشک وکذا کل بینۃ قامت علی ان فلانا لم یفعل ولم یقل ولم یقر انتہی و در در مختار می نویسد شہادۃ النفی المتواتر مقبولۃ انتہی و در رد المحتار میگوید بخلاف غیرہ فلا تقبل سواء کان نفیا صورۃ او معنی وسواء احاط بہ علم الشاہد او لا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی -

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ زید بشرکت و اعانت ہفت کس عمرو را بآلہ جارحہ عمدا قتل کرد و ورثائے عمرو مقتول پنج کس شہود معائنہ و اثبات پیش قاضی گذرانیدند شہود متفق اللفظ والمعنی ادائے شہادت کردند علاوہ برین قاضی نیز بر موضع قتل تشریف آوردہ از اہل محلہ و دیگر کسان تحقیقات فرمود غرض کہ قتل کردن زید عمرو را بآلہ جراحت از دست خود و ہمراہ و مددگار بودن دیگر کسان ثابت گردید بعدہ زید مذکور پیش قاضی از قتل عمرو انکار کرد [illegible]

سماعت فرموده شود و شرکاء زید نیز اینچنین اظہار کردند این قول مدعا علیہم قبول قاضی نگردید
و گواہان نفی سماعت نفرمود چنانچہ زید را بقصاص رسانید و ہمراہیان زید را حبس ہفت سال
و شش سال تجویز نمود و باقی مدعا علیہم محبوس از تجویز قاضی ناراض گردیده در محکمہ دیگر درخواست
سماعت گواہان نفی تواتر نمودند پس درین حال کہ بوثوق شہادت پنج کس شہود معاینہ و اثبات
قاضی قصاص بہ زید کنانید و سماعت گواہان نفی مدعا علیہم نفرمود و بعد قضاے قاضی سماعت کردن
گواہان نفی تواتر بمقابلہ اینچنین گواہان معاینہ و اثبات کہ از شہادت آنہا قصاص زید گردیده
عند الشرع شریف قابل قبول ست یا نہ

ہو المصوب ہرگاہ قاضی اول بوثوق شہادت و معاینہ وغیره حکم قصاص وغیره داده و تعمیل
حکم آن ہم کرده شود مدعی علیہم قبل از آن بشہادت نفی متواتر کہ اظہار آن میسازند مرافعہ
نکردند پس اکنون قول ایشان غیر معتبر و شہادت شان غیر مقبول خواہد گشت باقتضاء عبارت
تنقیح الفتاوی الحامدیہ در کتاب الدعوی فی الکافی فی کتاب الشہادۃ اذا تضمنت الشہادۃ نقض
قضاء ترد انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۲۸۷ھ چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین اندرین صورت کہ دو کس گواہان
بمقدمۂ قتل عمرو از دست زید و بکر بدون لفظ اشہد در محکمۂ قضا شہادت دادند و از محکمۂ موصوف
رخصت شدند و نیز گواہان کو بیان کرده اند کہ ما یان دیده ایم کہ یک حربۂ تلوار اول زید بر سر
عمرو زد و یک حربۂ شمشیر بعده بکر بر دست عمرو زد و معاینہ زدن شمشیر ہر دو حربہ از دست زید و بکر
در یک وقت بیان میکنند و این بیان نمیکنند کہ عمرو از دست زید و بکر بوجہ صدمہای مذکور
ہلاک شد ہمان وقت جان داد پس این چنین گواہی این گواہان لائق قبول و مثبت قصاص
بر زید کہ زدن از شمشیر اول بر سر عمرو گواہان بیان کرده اند است یا نہ و قاضی را لازم ست
کہ گواہان مذکور را طلب کرده بلفظ اشہد ثانیا اداے شہادت کنانید یا نہ فقط بینوا توجروا

ہو المصوب بیان کردن گواہان کہ مقتول از ہمان ضرب ہلاک شد در شہادت قتل
ضروری نیست در فتاوی عالمگیریہ مینویسد اذا شہدوا علی رجل انہ ضرب رجلا بالسیف

[illegible]

ام لا فی العمد والخطاء وکذلک ان شہد وا بذلک انہا ات من ذلک لم تبطل شہادتہم انتہی و در تنقیح الفتاوی الحامدیہ نقلا عن البزازیۃ مے نویسد لا یحتاج الشاہدان لقول انہا ات من جراحتہ انتہی لیکن لفظ اشہد یا نحو آن که مفید معنیش باشد برائے قبول شہادت ضروری است در در مختار می آرد ورکنہا لفظ اشہد لا غیر انتہی و ہمدران است وانما لم یقبل لفظ اشہد بلفظ المضارع بالاجماع انتہی و شرنبلالی در رسالہ خود الاستفادۃ من کتاب الشہادۃ می نویسد من الشرائط لفظ الشہادۃ فلا یقبل بغیرہا من الالفاظ کلفظ الاخبار والاعلام وان یکون بصیغۃ المضارع انتہی پس بناء علے ہذہ العبارات قاضی را لازم که شہادت بلفظ اشہد گرفته حکم سازد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی

تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ھوا

استفتا چیست جوابات سوالات مفصلہ ذیل از روئے حکم شرع شریف بینوا توجروا اول این که زید میگوید که من بروز قتل عمرو در شہرے که عمرو قتل شدہ بودم بلکه فلان جا که ازین شہر دور است بودم که ازین معنی صد ہا کسان از عدم موجودگی من ہنگام قتل عمرو درین شہر و موجودگی من بمقام دیگر واقف و شاہد اند پس این گواہان نفی متواتر را قاضی مسموع کند یا در صورت گمان صدق گواہان در قتل عمرو و گمان کذب قول زید گواہان نفی متواتر لائق سماعت شرعا نبودہ اند دوم این که زید مذکور میگوید که گواہان مدعیان فاسق و فاجر اند و پیشه گواہی بالاجرت میدہند و سارق ہم اند پس قاضی تزکیہ این گواہان سرا یا علانیہ کند یا نه ہو المصوب جواب سوال اول گواہان نفی متواتر را قاضی سماعت سازد شرنبلالی در رسالہ خود المسماۃ بالصلح والعقول فی تعارض البینۃ والاثبات مینویسد اجاب صاحب البحر البینۃ الشاہدۃ بانہ لم یکن فی محل القتل حجۃ مقبولۃ لانہا بینۃ النفی لا لاثبات الفعل علم الکل عدم کونہ فی ذلک المکان او الزمان لا یصح الدعوی علیہ فیقضی بہا انتہی و تحقیق است در تنقیح الفتاوی الحامدیہ و فتاوی بزازیہ جواب سوال دوم قاضی را لازم است که در گواہان قصاص تزکیہ بدون طعن مدعی علیہ سرا و علانیہ کنانیدہ چه جائے که بوقت طعن مدعی علیہ حسب مذکور است فی الحمل ان الطعن الخصم سال الخصم عنے الکل واما سائل سئے الحدود والقصاص فی الشہادۃ انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

عدالت دیوانی مین دائر کیا اور منجملہ تین گواہون مدعیہ کے دو گواہون نے بالاتفاق حاکم عدالت کے روبرو اس خلاصہ بیان سے گواہی دی کہ عرصہ سوا سات مہینے تخمیناً کا ہوا اور تیسرے گواہ نے کہا کہ بمرور مدت سوا سات مہینے کم یا زیادہ کے مسماۃ عجوبہ نے موافق اس کہنے عمرو و بکر اصل مدعا علیہما کے کہ مدعیہ بیگم صاحبہ سے کہو کہ ہمین دو تین روز کے لیے اپنا زیور طلائی مستعار دیدین مدعیہ کے گھر کے اندر جاکے اندر سے اوسی قدر زیور طلائی لاکر عمرو مدعا علیہ کے ہاتھ مین دیا اور عمرو مدعا علیہ نے بکر کے ہاتھ مین دیا اور عجوبہ نے اوسیوقت اصل مدعا علیہما سے کہا کہ بیگم صاحبہ بھی اندر ڈیوڑھی کے موجود ہین جو کچھ وہ کہتے ہین تم سُن لو چنانچہ مدعیہ نے بآواز بلند مدعا علیہما سے کہا کہ مین نے یہ زیور اپنا تم کو عجوبہ اور امراؤ کے سبب سے عاریت دیا ہے اور ہمسے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ یہ معاملہ مالیت کا ہے اوسوقت اصل مدعا علیہما نے بجواب کلام مدعیہ کے کہا کہ زیور آپکا دیا ہوا اوسی قدر قیمتی ہے جو آپنے ہم کو عاریت دیا اور بیان کیا ہے اور ہم لوگون سے کہا کہ تم گواہ رہو کہ ہمنے یہ زیور مدعیہ کا عاریت لیا ہے اور مدعیہ بیگم صاحبہ پردے مین تھین مگر عجوبہ مدعا علیہما نے اقرار کیا تھا کہ بیگم صاحبہ مدعیہ یہ کھڑی ہین اور عمرو و بکر اصل مدعا علیہما نے قول مدعیہ سنکر اونکو تسلیم کر لیا تھا کہ یہ بیگم صاحبہ مدعیہ ہین اور دو گواہ نے یہ بھی بیان کیا کہ پھر اصل مدعا علیہما نے بمرور عرصہ ڈیڑھ مہینے کم و بیش کے ہم سے کہا تھا کہ ہم وہی زیور مستعار لیا ہوا مدعیہ کا واپس دین گے فقط اور حاکم عدالت دیوانی نے اس گواہی کی بنیاد پر فیصلہ ثبوت عاریت کا مدعیہ کے حق مین صادر کیا لیکن بنگام مرافعہ دوسرے مجوز نے اوس فیصلہ حاکم عدالت دیوانی کو لائق استرداد تجویز کیا اور گواہان مدعیہ کو بوجہ پردے مین بیان کیے جانے مدعیہ کے باوجود شناخت و تمیز و تسلیم و تعریف خود دونون اصل مدعا علیہما کے مدعیہ کی نسبت کہ بیگم صاحبہ مدعیہ ہین اور تم لوگ گواہ رہو اور نیز بوجہ سوا سات مہینے کم یا زیادہ کہنے تیسرے گواہ کی جہالت مدت ظاہر کرکے نامقبول تجویز کیا فقط اب دریافت کیا جاتا ہے کہ آیا شرعاً اس صورت مین فیصلہ حاکم عدالت دیوانی کا جو بحق مدعیہ بربناے گواہی گواہان مذکورین کے صادر ہوا ہے صحیح و قابل نفاذ ہے یا تجویز دوسرے مجوز کی متضمن استرداد فیصلہ عدالت دیوانی و نامقبول قرار دینے گواہان مذکورین کے صحیح و قابل نفاذ ہے بینوا بالکتاب توجروا بالصواب

جواب — اس صورت مسئولہ مین فیصلہ حاکم عدالت دیوانی کا بحق مدعیہ گواہی مذکورہ مقبول کی

بنیاد پر بابت ثبوت عاریت اسقدر زیور طلائی مدعیہ کے جسکا دعوی ہے بے شبہ صحیح و قابل
نفاذ ہے ہرگز غیر صحیح ولائق استرداد نہین ہان تجویز دوسرے مجوز کی متضمن استرداد فیصلہ عدالت
دیوانی باختیار دو وجہ فرضی و قیاسی مندرجۂ تجویز کے کہ صورت مسئول عنہا سے متعلق نہین ہین قطعاً
غیر صحیح و قابل جواز ہے اسلیئے کہ گواہان مدعیہ محجبہ کے حلفی و اتفاقی بیان سے کہ شناخت و تمیز
و تعریف مدعیہ مذکورہ کے خود ہر دو اصل مدعا علیہما نے کی ہے جیسا کہ ذکر کیا جائیگا بمطابق قواعد
شرعیہ عاریت دینا مدعیہ کا اپنا زیور طلائی اصل مدعا علیہما کو اور اقرار کرنا ہر دو اصل مدعا علیہما کا
بابت عاریت لینے اسی قدر زیور طلائی کے مدعیہ کے عرصہ سوا سات مہینے بخوبی ثابت اور متحقق

ہو و الثابت بالبینۃ کالثابت مع النبۃ کذا فی الکفایۃ وغیرہا من شروح الہدایۃ پس اس بیان
گواہان سے کہ مدعیہ پردے مین تھین بحالت شناخت و تمیز و تسلیم و تعریف خود دونون اصل
مدعا علیہما بلکہ ہر سہ مدعا علیہم نسبت مدعیہ کے کہ یہ بیگم صاحبہ مدعیہ ہین اور بیگم صاحبہ یہ کھڑی ہین
کچھ خلل و نقصان صحت گواہی و قبولیت گواہی مین پیدا نہین ہوتا ہے کیونکہ ہرگاہ شرعیت مین
موافق مذہب مختار و معتمد و مفتی بہ صاحبین رح کے صرف اسقدر خبر دینا دو آدمی عدل کا نسبت
عورت محجبہ و منتقبہ کے کہ یہ فلان عورت ہے بوجہ معلوم ممیز ہو جانے محجبہ و منتقبہ کے اسی خبر سے صحت
تحمل و قبولیت شہادت کے باب مین کفایت کرتا ہے تو بحالت اقرار و تمیز و تسلیم و تعریف خود
دونون مدعا علیہما کے مدعیہ محجبہ کے بہ نسبت اس لفظ سے کہ یہ بیگم صاحبہ مدعیہ ہین بوجہ معلوم
و ممیز ہو جانے مدعیہ مذکورہ کے بطریق اولی صحت و قبولیت گواہی کے واسطے کافی ہے اس
[illegible] پردہ بیان کیا جانا مدعیہ کا کسی طرح صحت و قبولیت گواہی مین خلل و نقصان
پیدا نہین کرتا ہے ہان اگر خود ہر دو مدعا علیہما کے اقرار یا کسی دوسرے دو عدل کے اخبار سے تعریف
و تمیز مدعیہ کی نہوتی تو البتہ محل [illegible] تھا لہذا ایسی حالت اقرار و تسلیم و [illegible] خود ہر دو اصل مدعا علیہما
مین کوئی اہل علم و ماہر فقہ صحت شہادت کی بابت [illegible] نہین کر سکتا ہے اس مسئلہ کی تحقیق و تشریح
[illegible] نے اختلاف امام ابو حنیفہ و صاحبین [illegible] نقل کر کے ترجیح و تصحیح قول صاحبین رح کی بابت
جواز و صحت شہادت کی فرمائی ہے اور اسی قول صاحبین کو [illegible] مختار و معتمد
و مفتی بہ قرار دیا ہے [illegible] صاحب [illegible]

گواہوں کا اتفاقی بیان کہ نصاب کامل شہادت کی ہے درباب معلومیت مدت سوا سات مہینے اور ثبوت عاریت زیور مدعیہ کی کافی ہے تیسرے گواہ کے بیان کی کچھ ضرورت ہی نہیں ہے معہذا مدعیہ کے تینوں گواہوں مین سوا ایک گواہ ذاقرار اصل مدعا علیہا کا بابت استعار لینے زیور طلائی مدعیہ کے اور دو گواہ نے اُنکے مکرر اقرار واپس دینے اوسی زیور طلائی مستعار کے صاف صاف گواہی دی ہے اس حالت اقرار مدعا علیہا مشہود بہ ہے اور وہ قطعاً معلوم اور منجملہ اُن حجج شرعیہ کے ہے جنکے ساتھ عدالت مین حکم کیا جاتا ہے اور خود مقر کے نفس پر حجت ہوتا ہے اشباہ مین لکھا ہے القاضی لایقضی الا بحجۃ وہی البینۃ او الاقرار او النکول کما فی وقف الخانیۃ الخ اور درمختار مین لکھا ہی اقرار الانسان حجۃ علی نفسہ الخ اسی واسطے اثبات اقرار کا گواہوں سے مشروع ہے جیساکہ بزازیہ اور تاتارخانیہ و سائر کتب فقہ سے مستفاد ہے اور شرعاً اقرار کے گواہی مین جہالت مدت اقرار کیا کہ جہالت عین مشہود بہ و مقر بہ کی بھی مانع صحت شہادت نہین ہے ہدایہ مین لکھا ہے وان اقر بذلک المدعا علیہ دفعت الی المدعی لان الجہالۃ فی المقر بہ لاتمنع صحۃ الاقرار وان شہد شاہدان انہ اقر انہا کانت فی ید المدعی دفعت الیہ لان المشہود بہ ہہنا الاقرار وہو معلوم انتہی اور فتح القدیر شرح ہدایہ مین لکھا ہے قولہ وان اقر الخ یعنی لو قال المدعا علیہ بالدار التی فی یدہ ہذہ الدار کانت فی ید المدعی دفعت للمدعی لانہ حاصل ذلک جہالۃ فی المقر بہ وہی لاتمنع صحۃ الاقرار بل یصح ویلزم البیان فانہ لو قال لفلان علی شئی صح ویجبر علی البیان وکذا لو شہد شاہدان ان المدعا علیہ اقر بانہا کانت فی ید المدعی تقبل لان المشہود بہ الاقرار وہو معلوم وانما الجہالۃ فی المقر بہ وہو لا تمنع صحۃ القضاء کما لو ادعی عشرۃ دراہم فشہد علی اقرار المدعا علیہ ان لہ علیہ شیا جازت ویؤمر بالبیان انتہی اور درمختار مین لکھا ہے اقر المدعا علیہ بذلک او شہد شاہدان انہ اقر انہ کان فی ید المدعی دفع للمدعی بمعلومیۃ الاقرار وجہالۃ المقر بہ لا تبطل الاقرار الخ اور جبکہ بصورت مسئول عنہا مین اقرار مدعا علیہا کا بھی مشہود بہ ہے اور اقرار کی شہادت مین جہالت مدت اقرار کی کیا کہ عین مقر بہ کی جہالت بھی بتصریح بالا مانع و مبطل شہادت نہین تو نا مقبول تصور کرنا گواہی اقرار مدعا علیہا کا بعذر جہالت مدۃ شہادت بحوالہ اُس ایت فتوای عالمگیری کے اذا ادعی بالفارسیۃ دوازدہ درہم وشہد الشہود لان لہذا المدعی دوازدہ درہم لاتقبل لکان الجہالۃ وکذلک لو ادعی بدہ دوازدہ درہم لاتسمع دعواہ وکذلک اذا ذکر التاریخ فی

الدعوی علی ہذا الوجہ بان قال این عین ملک من ست از دہ دوازدہ سال فانہ لا تسمع دعواہ

وکذلک اذا ذکر الشہود التاریخ فی شہادتہم علی ہذا الوجہ لا تقبل شہادتہم کذا فی الذخیرۃ انتہت

عبارات ترجیح صحیح و بے محل ناقابل التفات ہے یہ روایت اُس مشہود بہ کی جہالت سے
علاقہ رکھتی ہے جو اقرار مدعی علیہ کا ہونا اُس مشہود بہ کی جہالت سے جو مدعا علیہ کا اقرار ہو
حاصل یہ کہ صورت مسئولہ میں فیصلہ حاکم عدالت دیوانی کا بحق مدعیہ بمطابقت قواعد شرعیہ بہت
صحیح و نافذ و قابل اعتبار ہے اور تجویز دوسرے مجوز کی قطعاً غیر صحیح و غیر قابل اعتبار ہے یہی جواب
صورت مسئول عنہا کا واللہ اعلم وعلمہ اتم رقمہ العبد المفتقر الی ربہ الغنی ابو محمد عبد المجید سعید شاہ
علی الرامپوری ثم المرادآبادی حفظہ اللہ من شرور الاعادی سید شاہ علی

ہو المصوب روبکاری عدالت دیوانی بمقدمہ افتخار بیگم صاحبہ مدعیہ و فضل احمد خان
و احسن خان مدعی علیہ و اعزاز مدعا علیہم بابت عاریت زیور قیمتی ہشتصد روپیہ متضمن خلاصہ
اظہارات مدعیہ و گواہان مدعیہ و مدعی علیہم معاینہ گذشتہ و فتاوی علماء کہ بعضے آنہا از جانب
مدعیہ بودند و بعضے از جانب مدعی علیہم منظور گذشتند بعد تنقیح و تامل چنان معلوم شد کہ برای
اثبات دعوی مدعیہ گواہی گواہان او کافی نیست بمقتضای این روایات فقہیہ در جامع الفصولین
و فصول استروشنی می آرد ففی لو اخبرت امرأۃ انہا فلانۃ بنت فلان لا یحل للشاہدان ان یشہدا باسمہا
ونسبہا الا ان تعرف المرأۃ الواحدۃ والرجل الواحد العدل ولو عرفہا رجلان وقالا نشہد انہا فلانۃ بنت
فلان حل لہ الشہادۃ وقالا ان فی لفظ الشہادۃ من التاکید مالیس فی لفظ الخبر واذا کان بلفظ الخبر
انما یجوز عند ابی حنیفۃ اذا اخبرہ جماعۃ لا یتصور تواطؤہم علی الکذب وعندہما لو اخبرہ عدلان انہا بنت
فلان بن فلان یحل لہ الشہادۃ وجعل تعریفہا ان یشہد علی معرفتہا عدلان رجل وامرأتان بالواجب
الشاہدان عدلان ان ہذہ المحضرۃ فلانۃ بنت فلان یکفی ہذہ الشہادۃ علی الاسم والنسب عندہما وعلیہ
الفتوی علی ما ہی وذکر امام المفتیین فی آ ... ذہب اختلاف المشایخ فی جواز تحمل الشہادۃ علی المرأۃ اذا کانت متنقبۃ
بعضہم وسعوا فی ہذا وقال الشیخ عند التعریف وان لم یروا وجہہا واذا اخبرہ عدلان انہا فلانۃ فذلک
یکفی وہو الاصح و در تنقیح فتاوی حامدیہ می نویسد قال فی الحامدیۃ لو اخبرت امرأۃ انہا فلانۃ بنت
فلان لا یحل للشاہدان ان یشہدا باسمہا ونسبہا الا ان تعرف المرأۃ الواحدۃ او الرجل الواحد الثقۃ او عرفہا

رجلان وقالا لاتشہد انہا فلانۃ بنت فلان حل لہا اداء الشہادۃ بالاتفاق وفی الفوائد الزینیۃ ولا بد
من بیان حلیتہا ولابد من النظر الی وجہہا فی التعریف انتہی ودر مجمع البرکات می آرد لو سمع من وراء
الحجاب لایسعہ ان یشہد لاحتمال ان یکون النغمۃ تشبہ النغمۃ الا اذا کان فی الدار وحدہ وعلم الشاہد انہ
لیس فیہ غیرہ ثم جلس علی المسلک ولیس لہ مسلک غیرہ فسمع اقرار الداخل ولایراہ لانہ یحصل العلم بہ
وینبغی للقاضی اذا فسر لہ ان لایقبلہ وقالوا اذا سمع صوت امرأۃ من وراء الحجاب لایجوز ان یشہد علیہا
الا اذا کان یری شخصا عند وقت الاقرار کذا فی التبیین انتہی ودر فتاوی صغیری وفتاوی کافوری
می آرد ان سمع اقرارہ من وراء الحجاب لایجوز لہ ان یشہد لعدم جواز الشہادۃ بسبب الحجاب فلان
دخل فی بیت وعلم انہ لیس فیہ غیر واحد ثم خرج وقعد علی الباب ولیس للبیت مسلک آخر فاقر من البیت
حل لہ ان یشہد انتہی ودر فتاوی قاضی خان می نویسد رجل زوج ابنتہ من رجل فی بیت وفی بیت
آخر قوم یسمعون التزویج ولم یشہدہم قالوا ان کان من بیت العقد الی بیت السامعین کوۃ وراوا
البنت والزوج جاز لہم ان یشہدوا وان لم یروا لایجوز وان سمعوا کلامہم انتہی ودر جدر ان است
ذکر الخصاف فی ادب القاضی اذا سمع رجل اقرار رجل وراء الحجاب لایحل لہ ان یشہد ولو شہد وفسر
لایقبل القاضی شہادتہ انتہی وہکذا فی کثیر من الکتب المتون والشروح والفتاوی آزین عبارات
واضح شد کہ شہادت بر تنقیۂ مخدرہ یا برائے آن معتبر نیست تا وقتیکہ گواہان آن را نہ بینند
یا دو کس عادل یا یک مرد و دو زن خبر تعیین آن مخدرہ بر مجرد سماع آواز پردہ یا التعریف یک مرد
یا یک زن اعتماد داد لے شہادت نشاید و قاضی را قبول ہیچ شہادت نباید در مقدمۂ مذکور معرفت
مدعیہ بر گواہان حاصل نشدہ نہ بمعائنہ و نظر آن و نہ بتعریف و شہادت نصاب شہادت صرف آواز
بیگم صاحبہ شنیدند و بر قول یک زن عجوبہ کہ بیگم صاحبہ مدعیہ پس پردہ قریب دروازہ ایستادہ اند
اعتماد ساختند پس چگونہ شہادت ایشان معتبر خواہد شد کہ النغمۃ تشبہ النغمۃ مشہور است
وتعریف الواحدۃ والواحد لایکفی در کتب مسطور والچہ بخیال بعض آمدہ کہ درینجا خود مدعی علیہما اکبر خان
وفضل احمد خان تمیز و تسلیم قول عجوبہ ساختند و شناخت مدعیہ ایشان را حاصل شدہ و بر قول شان
اعتماد گواہان کافی خواہد بود مخدوش است چہ مدعیہ ہر گاہ پردہ دار است و از مدعی علیہما ہم حجاب میساند
قول مدعی علیہما کہ این بیگم صاحبہ پس پردہ ایستادہ اند صرف بر قول عجوبہ مبنی خواہد بود و برائے اعتبار

شہادت اخبار آن دو کس عادل معتبر ست کہ ایشان را معرفت مخدرہ بوجہ حسن حاصل باشد و خیال عدم تطابق عبارات فسیع اقرار الداخل و امثال آنہا بما نحن فیہ بسبب اینکہ این عبارت در تعریف مدعی علیہ ست نہ در تعریف مدعی محض لغو ست چہ طریقۂ تعریف کہ شرعاً معتبر ست در تعریف مطلق مخدرہ است مدعیہ باشد یا مدعی علیہا و وقوع ہیچ عبارات در خصوص صورت تعریف مدعی علیہ ضر نیست الحاصل شہادت شاہدان مدعیہ درین مقدمہ بحسب قواعد شرعیہ قابل قبول نیست آرے اگر بطور دیگر مثلاً اقرار مدعی علیہ وغیرہ ہیچ شرعی عاریت گرفتن زیور مدعیہ ثابت گردد البتہ موافق آن حکم میتواند واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا حامداً و مصلیاً کیا فرماتے ہین حضرات علمائے حنفیہ ادام اللہ ظلہم اس مسئلہ مین کہ مدعی نے بغرض ثبوت دعوی کے عدالت مین بینہ پیش کیے اور وہ گواہ عدالت مین مقبول نہوے کسی وجہ سے منجملہ اُن وجوہ کے جو باعث عدم مقبولیت کے معین ہین یا مقبول ہوے مگر شہادت اُنکی مفید کامیابی مدعی نہوئی کسی وجہ سے منجملہ اُن وجوہ کے جو باعث ناکامی کے ہوتے ہین مثلاً اختلاف بیانی یا عدم مطابقت دعوی وغیرہ الغرض جبکہ مدعی نے اپنے گواہ پیش کیے خواہ وہ گواہ لیے گئے یا نہ لیئے گئے بہرحال اُن گواہون کے باوصف عدالت مین پیش کرنے کے مدعی اپنے دعوے مین کامیاب نہوسکا تو آیا پھر مدعی استحلاف مدعا علیہ سے کر سکتا ہے یا نہین اگر کر سکتا ہے تو آیا جملہ صورتہای مذکورہ مین یا بعض صورتون مین در صورت ثانی تفصیل اُسکی کیا ہے درصورت اولی کیا مدعا علیہ کو کبھی حلف سے امید نجات ممکن نہین ہے اگر ممکن ہے تو وہ کون صورت ہے اور اگر نہین کر سکتا ہے تو بھی بیان تفصیلی ضروری ہے کہ آیا جملہ صورتہاے مذکورہ مین یا بعض صورتون ہین درصورت ثانی تصریح اوسکی کیا ہو امید کہ جواب مفصل بتصریح وجوہ فقہیہ ادا فرمایا جاوے

ہو المصوب مدعا علیہ کو حلف سے نجات ہو سکتی ہے چند صورتون مین ایک یہ کہ

دعوی مدعی کا صحیح نہو فتاوای سراج المنیر مین ہے الاستحلاف یجری فی الدعاوی الصحیحۃ دون فاسدۃ کما ان انکر المدعی علیہ انتہی دوسرے یہ کہ مدعی گواہون کا اُسی شہر مین موجود ہونیکا

اقرار کرے مختصر وقایہ مین ہے وان قال المدعی لی بینۃ حاضرۃ فی المصر وطلب حلف الخصم لا یحلف
انتہی تیسرے یہ کہ مدعی طلب حلف نکرے در مختار مین ہے الیمین حق القاضی مع طلب الخصم باقی
اُس صورت مین کہ مدعی نے گواہ قائم کیئے اور وہ بوجہ عدم مطابقت دعوی یا اور کسی وجہ سے
مقبول نہووے تو اگر مدعی طلب حلف کریگا مدعی علیہ پر حلف لازم ہوگی جیسا کہ اس عبارت
فتاوی قاضیخان سے واضح ہوتا ہے رجل ادعی عبدا فی ید رجل وقال اشتریت ہذا العبد بالف درہم
ونقدتک الثمن فانکر المدعی علیہ البیع وقبض الثمن فشہد للمدعی شاہدان علی اقرار البائع بقبض الثمن
وقال لا اعرف العبد ولکنہ قال لنا عبدی زید وشہد شاہدان آخران ان ہذا العبد اسمہ زید قال لا تتم
البیع بہذہ الشہادۃ ویحلف البائع فان حلف رد الثمن لان قبض الثمن ثبت بشہادۃ الشہود علی
اقرار البائع بالقبض وان نکل البائع لزمہ البیع بنکولہ انتہی مختصرا و مؤید اسکی عبارت اشباہ ہے الحجۃ
بینۃ عادلۃ او اقرار او نکول عن یمین او یمین او قسامۃ او علم القاضی بعد تولیتہ او قرینۃ قاطعۃ انتہی
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا چہ می فرمایند علمائے دین اندرین صورت کہ مثلاً زید برائے حصہ فرائض خود
از جائداد متروکہ بکر عم خود بنام خالد برادر ہندہ زوجہ بکر دعوی دائر شد وخالد گفت کہ جائداد مذکور
ترکہ بکر دیگر نیست بلکہ بوجہ دین مہر ہندہ کہ یک لکھ روپیہ مثلاً بود در قبض ہندہ بعد فوت بکر گرفتہ بود
واو در ان تصرفات مالکانہ داشتہ ووارث ہندہ من ہستم پس زید گفت کہ ہندہ بکر را ہفدہ
سال مہر خود بہ شوہر خود در حیاتش ہبہ ساختہ بود وخالد منکر از ہبہ مہر ہست ومیگوید کہ ہندہ بکر را
پانزدہ سال بکر بوجوب مہر ہندہ بذمہ خود اقرار ساختہ است بعدش زید بگواہان خود ثبوت
ہبہ مہر ہندہ بکر را ہفدہ سال کرد باین طور کہ بکر گواہان مذکور را نزد ہندہ برد وگفت کہ پیش اینہا
ہبہ وابرائے مہر باید کرد چنانچہ ہندہ روبروئے گواہان بکر گفت کہ ہبہ مہر کردم واز گواہان خالد این معنی
ثابت شد کہ بکر در پانزدہ سال روزے ہندہ آزردہ شدہ بخانۂ خالد برادر خود آمدہ بود وبکر نزد خالد
آمدہ شکایت آزردگی زوجہ خود کرد وخالد اندرون خانہ کہ در آنجا ہندہ در حجاب از گواہان بود
رفتہ بعد گفتگو از ہندہ باز آمدہ از بکر گفت کہ ہندہ طالب مہر خود ہست بکر گفت کہ یک لکھ روپیہ
دین مہر ہندہ بذمہ من واجب الادا است پس دیندار آن ہستم جائداد عوض دین او باو خواہم داد

بامیدہم درین صورت گواہان کدام یک متخاصمین اولی وارجح اند واین اقرار بکر بوجوب دین ہندہ بذمۂ خودش بزبان موخر از زمانۂ ثبوت ہبہ مہر مستلزم وجوب ہمان مہر سابقہ خواہد بود یا مستلزم مہر جدید یا مستلزم مہر سابقہ وجدید ہر دو نخواہد بود بینوا توجروا

ہو المصوب درین صورت گواہان زید ارجح بالقبول اند در تنقیح الفتاوی الحامدیہ می آرد بینة الزوج انها ابرأته من المهر اولی من بینة المرأة ان لها كذا مهرا الی الآن انتہی چون از گواہان زید این معنی ثابت شد کہ قبل از ہفت دہ سال زوجۂ بکر مہر خود ہبہ وابراء ساختہ وعدم قبول بکر آن ابراء وہبہ را ثابت نشد لاجرم حکم بصحت ابراء دادہ خواہد شد خواہ ابراء اسقاط تصور کردہ شود یا ہبہ وتملیک گردانیدہ شود واقرار بکر بعد از ان بوجوب مہر وبقای آن بذمۂ خود باعث رد آن ابراء نمی تواند شد چہ اگر ابراء اسقاط باشد بحکم الساقط لا یعود اعادہ معدوم نمی تواند شد واگر بطور ہبہ باشد آن ہم بمذہب جمہور رحمهم اسقاط خواہد بود آری اگر بوقت ابراء از بکر رد آن ابراء وہبہ یافتہ می شد ابراء غیر معتبر می شد واقرار بکر بعد از ان باعث رد ابراء نخواہد شد در قنیہ می نویسد ثم قالت لزوجها ابرأتك ولم يقل الزوج قبلت او كان غائبا فقالت ابرأت زوجي يبرأ الا اذا رده انتہی چون از بیان گواہان خالد معلوم می شود کہ فیما بین بکر وزوجہ اش منازعت واقع شدہ بود واقرار بقای وجوب مہر سابق کہ مقدار یک لک بود کردہ بناء علیہ این اقرار محمول بر لزوم زیادت ہم نخواہد شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

کتاب الوراثة

استفتا [۱۸۰] چہ میفرمایند علمای ملت اہل سنت وجماعت کہ شیعۂ اثنا عشریہ مسلم اند یا کافر باین معنی کہ خارج از دائرۂ اسلام ومحجوب الارث والمناکح منکوحہ علیہم باجماع باشند واگر کفر شان مانع عن الارث ثابت نشود پس کدامی نظیر آن از ائمہ تابعین الی یومنا ہذا ارقام فرمایند کہ ارث پدر سنی بپسر شیعہ بخیال تشیع او نرسیدہ باشد انچہ کہ درین مسئلہ حکم شرعی بودہ باشد ارقام فرمایند بینوا توجروا

هو المصوب در کفر فرقهٔ اثنا عشریه فقها اختلاف کرده اند بعضی بوجه سب شیخین حکم کفر دادند و همین است
قول اصحاب فتاوی وصاحب بحر الرائق ودر مختار وغیره لیکن مفتی به واصح عدم تکفیر شان است وسب شیخین
موجب کفر نمی شود و همین مذهب موافق قول امام اعظم است وانچه در کتب فتاوی حکم کفر مرقوم است
از دائرهٔ تحقیق خارج است قال ملا علی القاری فی شرح الفقه الاکبر عند بسط الامام ابی حنیفة الکلام علی عدم تکفیر
اهل القبلة وبالغ فیه دلالة علی ان سب الشیخین لیس بکفر کما صححه ابو الشکور السلمی فی تمهیده وذلک لعدم ثبوت مبناه
وعدم تحقق معناه فان سب المسلم فسوق کما فی الحدیث وحینئذ یستوی الشیخان وغیرهما فلو فرض ان احدا سب الشیخین
لا یخرج عن الایمان نعم لو استحل السب او القتل فهو کافر لا محالة فالفسق والعصیان لا یزیل الایمان صغیرا کان
او کبیرا وکذا البدعة لا تزیل الایمان کانکار المعتزلة رؤیة الله تعالی وخلق افعال العباد فانه مبنی علی التاویل
انتهی ملتقطا ومولانا ولی الله لکهنوی رحمة الله علیه در شرح مسلم الثبوت میفرماید المحققون من الحنفیة
والمتکلمین ذهبوا الی عدم تکفیر الروافض بانکارهم خلافة ابی بکر وعمر الثابتة بالاجماع القطعی عندهم حتی قبلوا
شهاداتهم وما وقع فی الخلاصة وغیرها من الفتاوی من صریح التکفیر لم ینقل عن ابی حنیفة وانما هو من تفریعات
المشایخ کالفاظ التکفیر المنقولة فی الفتاوی کیف وقد نص الامام ابو حنیفة والشافعی بعدم تکفیر احد من
اهل القبلة بکونه علی تاویل فاحفظوا التسرع فی تکفیر فرق الاسلام انتهی ملخصا ومولانا ابو الشکور سلمی در تمهید
می نویسند کلام الروافض مختلفة فبعضه یکون کفرا وبعضه لا فلو قال ان علیا کان الٰها نزل من السماء فهو کفر
وقال بعضهم بانه شریک محمد صلی الله علیه وآله وسلم فی النبوة وقال بعضهم النبوة کانت لعلی وجبریل اخطأ فهم
من قال ان علیا کان افضل من الرسول فهذا کله کفر والامام الذی یکون بدعة ولا یکون کفرا فهو قولهم ان علیا کان
افضل من الشیخین ومنهم من قال انه یجب اللعن علی من خالف علیا کعائشة ومعاویة ومنهم من قال ان حب اهل البیت
اولی واجب بهذا کله وما یشبهه بدعة ولیس بکفر لانه صادر عن تاویل انتهی ملخصا الحاصل حکم کفر شیعه بسبب سب شیخین
خلاف مذهب محققین است وعلامه شامی در رد المحتار حاشیهٔ در مختار ورسالهٔ خود مسمی تنبیه الولاة والحکام
درین باب بتفصیل نوشته است وبر صاحب در مختار قدح کرده است وبکذا صرح به جماعة من اصحابنا
وهو الموافق لعقائدنا پس محجوب شدن وارث رافضی را از مورث سنی وجهی نیست والله اعلم بالصواب
وعنده حسن الثواب کتبه العبد الراجی رحمة ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکنوی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

محمد نور الحسنین	هذا الجواب صحیح	محمد عبد الحی ابو الحسنات	... مولانا الحافظ محمد عبد الحلیم ادخله الله فی جنات النعیم

استفتا (۱۸۱) چه می فرمایند علمای دین اندرین صورت که مثلاً زید برای حصه فرائض خود
از جائداد متروکۂ بکر عم خود بنام خالد برادر هنده زوجۂ بکر دعویدار شد خالد گفت که جائداد مذکور ترکۂ
بکر نیست بلکه بوجه دین مهر هنده که یک لکه روپیه مثلاً بود در ان هنده بعد فوت بکر گرفته بود و در ان
تصرفات یگانه داشته و وارث هنده من هستم پس زید گفت که هنده بمرور هفده سال مهر خود
بشوهر خود در حیاتش هبه ساخته بود و خالد منکر از هبۂ مهر است و میگوید که بمرور پانزده سال بکر بوجوب
مهر هنده بمهر خود اقرار ساخته است بعدش زید بگواهان خود به ثبوت هبۂ مهر هنده بمرور هفده
سال کرد باین طور که بکر گواهان مذکور را نزد هنده برده گفت که پیش اینها هبه و ابرای مهر
باید کرد چنانچه هنده روبروی گواهان بکر گفت که هبه مهر کردم و از گواهان خالد این معنی ثابت شد
که بمرور پانزده سال بعد ازین هنده آزرده شده بخانۂ خالد برادر خود آمده بود و بکر نزد خالد آمده شکایت
آزردگی زوجۂ خود کرد خالد اندرون خانه که در آنجا هنده در حجاب از گواهان بود رفته بعد گفتگو از
هنده باز آمده از بکر گفت که هنده طالب مهر خود است بکر گفت که یک لکه روپیه دین مهر هنده بذمۂ
من واجب الادا است پس دیندار آن هستم جائداد عوض دین او باو خواهم داد بامید هم درینصورت
گواهان کدام یک متخاصمین اولی و ارجح اند و این اقرار بکر بوجوب دین هنده بذمۂ خودش بزمان
موخر از زمانۂ ثبوت هبۂ مهر مستلزم وجوب همان مهر سابقه خواهد بود یا مستلزم مهر جدید یا مستلزم
مهر سابقه و جدید هر دو نخواهد بود بینوا توجروا

هو المصوب درینصورت گواهان زید ارجح بالقبول اند در تنقیح الفتاوی الحامدیه آورده
بینة الزوج انها ابرأته من المهر اولی من بینة المرأة انه کان لها [illegible] الی الآن انتهی و در قنیه می نویسد
اقامت المرأة البینة علی المهر علی ان زوجها کان مقرا بذلک الی یومنا هذا واقام الزوج البینة انها
ابرأته من هذا المهر الذی تدعیه فبینة البراءة اولی ط وکذا فی الدین لان بینة مدعی الدین بطلت
باقرار المدعی علیه بما ادعی [illegible] بینة مدعی البراءة [illegible] الشهود [illegible]
اولی لبطلان بینة البیع بالاقرار مدعی الاقالة ویحتمل ان یختلف هذا الاصل فانه تخریج [illegible] من الواقعات
انتهی و چون از گواهان زید این معنی ثابت شد که قبل از هفده سال زوجۂ بکر مهر خود هبه و ابرا ساخته
و عدم قبول بکر آن ابرا [illegible] ثابت نشد لاجرم حکم بصحت [illegible] اسقاط

تصور کردہ شود یا ہبہ و تملیک گردانیدہ شود و اقرار بکر بعد ازان بوجوب مہر و بقای آن بذمۂ خود باعث
رد آن ابرا نخواہد شد چہ اگر ابراء اسقاط باشد بحکم ان الساقط لا یعود اعادۂ معدوم نمی تواند و اگر ہبہ باشد
آنہم بمذہب جمہور در حکم اسقاط خواہد بود آرے اگر بوقت ابراء از بکر رد آن ابراء و ہبہ یافتہ می شد
ابراء غیر معتبر می شد و اقرار بکر بعد عرصہ ازان باعث رد ابراء نخواہد شد در قنیہ می نویسد ثم قالت لزوجہا
ابراتک فلم یقبل الزوج قبلت او کان غائبا فقالت ابرأت زوجی یبرأ الا اذا ردہ انتہی و در جامع
الفصولین در فصل عشرین می آرد ادعی الزوج انہا وہبت المہر منہ فشہد احدہما انہا وہبتہ والآخر انہا
ابرأتہ یقبل لاتفاقہما ان حکم ہبۃ الدین سقوطہ وکذا حکم البراءۃ انتہی و در منح الغفار میگوید فی الصیرفیۃ
رب الدین اذا وہب الدین مع المدیون فلم یقبل ولم یرد حتی افترقا فجاء بعد ایام و ردہ الصحیح انہ لا یرتد
وہذا الاختلاف بناء علی ان الرجحان فی ہبۃ الدین من المدیون لطرف الاسقاط ام لطرف التملیک
قال الفقیر الجواب علی المجلس ومن قال للاسقاط قال لا یرتد انتہی و در در مختار میگوید ہبۃ الدین ممن
علیہ الدین و ابراءہ عنہ یتم من غیر قبول اذا لم یوجب انفساخ عقد صرف او سلم لکن یرتد بالرد فی
المجلس وغیرہ لما فیہ من معنی الاسقاط وقیل یتقید بالمجلس کذا فی العنایۃ لکن فی الصیرفیۃ لو لم یقبل
ولم یرد حتی افترقا ثم بعد ایام ردہ لا یرتد فی الاصح لکن فی المجتبی الاصح ان الہبۃ تملیک والابراء اسقاط
انتہی شامی در رد المحتار میگوید قولہ لکن فی المجتبی الخ استدراک علی جعلہم کلا من الہبۃ والابراء اسقاطا
من وجہ وتملیکا من وجہ [illegible] انتہی و در تنقیح الفتاوی الحامدیہ
مرقوم است سئل فی ما اذا کان لامرأۃ بذمۃ اخیہا زید مبلغ معلوم من الدراہم فابرأتہ منہ ومن کل
حق ابراء عاما شرعیا مقبولا من زید ثم اقر زید بالمبلغ المذکور فہل یکون الاقرار المذکور باطلا ولا یعود بعد
سقوطہ بالابراء الجواب نعم اقر بالدین بعد الابراء منہ لا یلزمہ کما فی الاشباہ فی الاقرار وفی الساقط لا یعود کما ہو
وہذا بخلاف الاقرار بالعین بعد الابراء العام [illegible] فان الاقرار صحیح فیؤمر بدفع المقر بہ من العین
لامکان تجدد الملک فیہما [illegible] تصحیحا للکلام علی طریق الاقتضاء والعین قابلۃ لذلک
بخلاف الدین لکونہ وصفا فی الذمۃ سقط فلا یعود کذا افادہ الشرنبلالی فی رسالۃ تنقیح الاحکام انتہی چون از
بیان گواہان ظاہر معلوم می شود کہ فیما بین بکر و زوجہ اش منازعت واقع شدہ بود و بکر اقرار بقای
وجوب مہر [illegible] اقرار مجہول [illegible]

خود مولوی صاحب مرحوم کل مال خود را بعوض دین مهر زوجهٔ خود که مقدم ست بر ارث اینچ کرده بیعنامه نوشته بمواهیر رؤسا موثق ساختند و بعد انتقال مولوی صاحب موصوف زوجهٔ شان حسب بیعنامه بر جمله جائداد شان قابض ماندند چون ایشان انتقال کردند عبد الصمد وغیره اولاد عبد الرشید دعوی شرکت میراث میسازند پس آیا این دعوی حسب سجال نامه صحیح ست یا نه

هو المصوب سجال نامه شرعا لاشی محض ست وجود و عدم او برابر است ازان رفع حجت اولاد عبد الرشید نمی تواند شد والله اعلم حرره محمد عبد الحی عفا الله عنه

استفتا [۱۸۶] چه می فرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئله که مسمی دانشمند خان و فتح الله خان و فصاحت خان برادران و مسماة عظیمن خواهر هر چهار حقیقی بودند و از جانب پدر خود جائداد مشترکه میداشتند مسمی دانشمند خان اولاً پسرے نبی داد خان و فتح الله خان ثانیاً دختری مسماة بنّو و فصاحت خان ثالثاً پسری احمد الله خان و مسماة عظیمن رابعاً سه دختران عقب خود گذاشتند حالا بقضای الٰہی احمد الله خان ولد فصاحت خان مرحوم وفات یافت یک زوجه و دو دختران مسماة شهزادی و نوازی گذاشت القصه زوجهٔ مذکوره دست تصرف بر جائداد مشترکه موروثی شرکا امی کشاید و احدی را از ترکهٔ موروثی نمیدهد درین صورت از ریاست موروثی نبی داد خان ولد دانشمند خان و مسماة بنّو صبیه فتح الله خان و مسماة شهزادی و نوازی بنتان احمد الله خان بن فصاحت خان و زوجهٔ احمد الله خان و دختران مسماة عظیمن را چه قدر ترکه جداگانه میرسد صراحتاً ارقام فرمایند

هو الموفق بعد تقدیم ما تقدم علی الارث و رفع موانع از جائداد پدری دو حصه بدانشمند خان و فتح الله خان و فصاحت خان و یک حصه به عظیمن رسید و حصهٔ دانشمند خان به نبی داد خان پسرش و از حصهٔ فتح الله خان نصف به بنّو دخترش و از باقی دو حصه بفصاحت خان برادرش و یک به عظیمن و حصهٔ فصاحت خان با حمد الله خان پسرش و از حصهٔ عظیمن دو ثلث بسه دختران برابر و باقی مساوی به نبی داد خان و احمد الله خان برادرزادگان و از حصهٔ احمد الله خان ثمن بزوجه و دو ثلث بشهزادی و نوازی دختران و ما بقی به نبی داد خان میرسد والله علیم حرره ابو الاحیا محمد نعیم عفی عنه

الجواب صحیح والله اعلم حرره محمد عبد الحی عفا الله عنه

استفتا [۱۸۷] چه می فرمایند علمای دین اندرین مسئله که مسمی امام بخش را سه دختران بودند

در ماه رمضان سنه ۱۲۸۷ه

منجملۂ آنہا دختری مسماۃ نصیرن بعد وفات والد خود وقبل از انتقال والدۂ خود راہی ملک عدم گردید یک پسر مسمی ثابت حسین ویک دختر مسماۃ قطبن عقب خود گذاشت درین حالت از جائداد امام بخش

مرحوم اولاد دختر مرحومہ وہر دو ہمشیرگان راچہ قدر میرسد

ہوالموفق بعد تقدیم ما تقدم علی الارث ورفع موانعہ از ترکۂ امام بخش ثمن بزوجہ وباقی برابر بسہ دختران رسیدہ وازحصۂ نصیرن سدس بمادر وازباقی دو سہم بہ ثابت حسین ویک سہم بقطبن وحصۂ مادر نصیرن برابر بدو دخترانش میرسد واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم

عفی عنہ الجواب صحیح واللہ اعلم ـ حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا[۱۸۷] عمرورا چند بیگۂ اراضی جہت مدد معاش بادشاہ عطا کرد وعمرو فوت کرد دو پسران گذاشت زید وخالد زید می خواہد کہ اراضی مذکورہ درقبض وتصرف خود دارد وخالد را

خارج نماید درین صورت اراضی مذکورہ ہر دو پسران را باید یا یک پسر را

الجواب ہر دو را میرسد کتبہ عنایت اللہ دہلوی ـ صح الجواب واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا[۱۸۸] کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ مین کہ زید نے وارث ذیل چھوڑ کر انتقال کیا پس ترکہ زید کتنے سہم پر تقسیم ہوگا نقشہ جرایک ـ دو دختر ـ ایک بھائی اخیافی ـ ایک مان

ہوالمصوب صورت مسئولہ مین بعد ادای ما تقدم علی الارث ورفع موانع ارث کل ترکہ ستائیس سہام پر منقسم ہوگا منجملہ اسکے تین سہم زوجہ کو اور آٹھ آٹھ سہم ہر ایک دختر کو

اور چار سہم مان کو اور اسیقدر بھائی اخیافی کو ملیگا واللہ اعلم

سوال دیگر زید نے وارث ذیل چھوڑ کر انتقال کیا پس ترکہ زید کتنے سہم پر تقسیم ہوگا

ایک زوجہ ـ دو دختر ـ ایک بھائی حقیقی ـ ایک مان

ہوالمصوب بصورت مسئولہ بعد ادای حقوق مقدمہ علی الارث ورفع موانع ارث کے مجموع ترکہ چوبیس سہام پر منقسم ہوگا ازانجملہ تین سہم زوجہ کو اور آٹھ آٹھ سہام ہر ایک دختر کو اور چار سہم مان کو اور ایک سہم بھائی حقیقی کو دیا جاوے گا واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا[۱۸۹] زید فوت شد وصاحب جائداد ... [illegible]

ولید و قاسم کہ صالح پدر آنہا روبروی زید فوت شده بود و یک بنت بنت الابن کہ مادرش پدرش روبروی زید فوت شده اند گذاشت پس تقسیم عصبہ از روی مسئلۂ شرعیہ بحسب متروکہ ذاتی بر و خواہد شد یا بر کل اعیان تقسیم خواہد یافت بینوا توجروا

ہو المصوب در رسالۂ احکام الاراضی از واقعات منقول ہست الانعام المخلد والوہب بمنزلۃ الملک یجوز بیعہ و شراؤه علی الصحیح انتہی و بعد ازان ست الانعام المخلد یدخل فی الملک فیباع و یوہب و یورث انتہی و در ذخیره می نویسد رجل لہ وظیفۃ فی بیت المال یوصل الیہ کل سنۃ لو کان بحیث لا یاخذہ السلطان بعد موتہ ولا یعطیہا الغیر و صار فیہا اصل الملک فیصیر ملکا یجوز التوریث عن الہبۃ والہبۃ والبیع والوصیۃ انتہی و در فتاوی کبری می آرد لو اعطی الامام ارضا و تحقق ارضا یکون ملکا لہ ولاولاده بعض و علیہ اکثر المشائخ انتہی ازین عبارات واضح است کہ عطیۂ سلطانی کہ در ملک معطی لہ داخل می شود مثل سائر املاک او ست پس بعد موت زید آن جاگیر مثل دیگر املاک تقسیم خواہد شد و بہر دو ابن خواہد رسید و باقی ورثہ محجوب خواہند شد واللہ اعلم حرره الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ھذا میں ایک شخص مثلاً زید فوت ہوا اور شخص متوفی نہایت صاحب رشد و ارشاد تھا اور صدہا خلق اوسکی معتقد اور مرید تھے اور صاحب جائداد منقولہ و غیر منقولہ تھا اور اوسکے دو لڑکے مثلاً عمرو و خالد عمر بالغ تھا اور خالد نابالغ اور چار دختریں تین بالغ اور ایک نابالغ یعنی ہمشیرہ حقیقی خالد اور دو زوجہ چھوڑیں زید نے پانچ چھ روز قبل از فوت جملہ قرضخواہان کو طلب کر کے جسقدر قرضہ تھا تحریر کر دیا تھا پانچ ہزار یا اسقدر تھا متوفی نے اپنے حیات میں بعض تحریر بقدر دو سو اٹھارہ روپیہ ادا کیے اور باقی روپیہ کی نسبت فرزند کبیر عمرو سے بمقابلہ چند اشخاص کہا کہ بعد تجہیز و تکفین کے پہلے قرضہ میرا ادا کرنا بعد ازان دیگر کاموں میں شروع ہونا اور اس بارہ میں اشد تاکید کی اور ایک ہزار میری قبر پر لگانا اور کلمہ میں ہر ایک وارث کا حصہ ادا کرکے ادا ہی کیا ہے مگر فی الحال مثلاً دو ہزار [illegible] سمجھے ہیں چند روز سے کہا کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ عمرو کو دیدیا کہ اوسکا حصہ

اور پانچسو روپیہ واسطے زیور دختر کلان عمرو اور تین سو واسطے کپڑے اور دیگر اخراجات متعلقہ
شادی کے جو ہے وہ بھی دیدینا پھر عمرو کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تو بھی اپنی جانب سے ایک سو روپیہ
دختر ہندہ محافظ مال کو دینا اور بھائی تیرا خالد صغیر سن ہے اوسکی تربیت کرنی اور خدمتگذاری مرحومہ
والدہ اور باقی ورثا کو سعادت دارین تصور کرنا الا آخرہٖ اور مکانات مسکونہ کی نسبت اور جو کسی وارث
کے پاس زیورات یا پارچہای پشمینہ وغیرہ یا برتن مسی یا دیگر اشیا تھین بوقت وصیت ہذا کچھ نکہا الا
زید نے اپنی حیات مین حویلی کلان پختہ علٰحدہ علٰحدہ ورثاؤن کو دے رکھی تھی چنانچہ خالد اور اوسکی
والدہ کو جانب شرقی قدرے کم جو سب اطراف سے بڑی تھی دے رکھی تھی اور عمرو اور والدۂ عمرو کے
پاس دیگر مکانات وغیرہ جانب غربی تھین الا والدۂ ثانیہ عمرو کو قلیل سا مکان دیا تھا حسب گذارا اوسکے
اور باقی جوانب عمرو کے پاس تھین اور کچھ مکان بین وہ محافظ مال رہتی تھی جہان توشہ خانہ تھا
جب محافظ بیت اللہ کو چلے گئے تو وہ مکان قبضہ عمرو مین آگئے اور دو تین گھڑی قبل از انتقال
عمرو کو حکم دیا کہ دروازون کا قفل لگا دو توڑ دیا اوس سے مراد یہ تھی کہ جس مکان مین زید ہے وہ اور
دیگر مکان جو فارغ ہین اونکین قبضہ عمرو کا متحقق ہوجاوے کہ کل کوان مکانات سے دوسرا شخص
دعویدار ہوا اور دوسرے یہ تھی کہ جب توشہ خانہ پر جہان محافظ تھے اوسکا قفل ہوگیا تو مال غیر
باہر نجاسکے گا عمرو اگرچہ اوٹھا اور سب جگہ قفل لگائے الا جسمین زید بیمار تھا اور وہی توشہ خانہ تھا
بسبب طعن طاعنین اور قرب وقت ہوجانے سے قفل نہ لگایا کہ ایسے والد کا جہان سے چلا جانا
اور اوسوقت فکر مال و اسباب مین ہو اکثر خلق اللہ کے نزدیک بہت نامناسب ہے اسی فکر مین
تھا کہ زید کا انتقال ہوگیا تو تجہیز و تکفین مین شروع ہوگیا محافظ مال کا دروازون لگ گیا اور سب مال
ایسی ایسی جگہ رکھدیا جہان عمرو کا ہاتھ نہ پہنچ سکتا تھا چند روز بعد انتقال زید کے عمرو نے کہا
کہ جو کچھ تمھارے پاس ہے لے آؤ کہ ضرورت ہے ہندہ نے کہا کہ میرے پاس تو وہی آٹھ سو روپیہ
ہے اور کچھ نہین تب عمرو نے نہایت متحیر ہو کر کہا کہ وہی لے آؤ کہ مصارف مین صرف کیا جاوے پھر
ادا کیا جاوے گا جب وہ لائی تو عمرو نے کچھ سے وصیت ایک سو روپیہ اپنے پاس اپنی طرف سے
زیادہ کر کے ہندہ کو دیے کہ شاید اس زیادتی سے باقی جو روپیہ ہے دیدے محافظ نے ایک سو
بچا جو بکہکر کہ زیور تھے وہ سو کا تھا تو محافظ کرکے بچا لیا اور کبھی دیے اور کچھ سو اپنے

مصارف مین صرف کیا اور اس امر کے دو شخص گواہ کئے الا اس محافظ نے اور چیز سوا ہے برتن
مسی کے جنکی قیمت بیس روپیہ یا کم و بیش ہوگی عمرو کو کچھ ندیا اور خود بیت اللہ کو چلا گیا اور
وہین مرگئی اور اشیا دادہ اوسکی فہرست اور گواہ ہین اور عمرو نے بموجب وصیت والد قرضہ والد کا
مع اوس قرضہ کے جو بعد انتقال زید متحقق ہوا ادا کیا اور بعد ازا داسب ورثا کو جو بالغ تھے اور جو نابالغ
تھے اونکی والدہ کو کہا کہ حصہ جائداد منقولہ وغیرہ کا لیجئی ہو جیسا کہ زید نے کہا ہے اب جو جائداد زید نے
تقسیم نہین کی وہ بھی حسب حصہ لیلو اور موافق حصہ کے قرضہ دو یا ذمہ دار آ نکے ہو کہ تا مجھسے
قرضخواہ متقاضی نہون اور تمسے وصول کرین تو سب نے کہا کہ نہ ہم حصہ لیتے ہین اور نہ قرضہ
دیتے ہین پھر عمرو نے کہا کہ کل کو مین اگر غریب ہوگیا اور تم مالدار تو پھر یہ نہو سکیگا کہ تم قرضہ کا
روپیہ ادا کرو اور خواستگار حصہ کے ہو تو اس صورت مین بھی کچھ نکہا اور حسب وصیت تعمیر
خانقاہ والد شروع کروائی چنانچہ ابتک کہ ثلث ناتمام ہے پچھتر ہزار کے قریب صرف ہوگیا ہے
چونکہ عمرو کو زید نے قبل از رحلت پانچ چھ سال مجاز طریقۂ علیہ صوفیہ کرام کیا تھا اور جمیع علوم
سے فارغ التحصیل تھا اور مجاز علم حدیث بھی تھا تو بہت خلفا اور مریدین خاندان نے بعد چہلم
اوسے سجادہ نشین بجاے باپ مقرر کیا اور ہر ایک نے بطور قبول خلافت عمرو عمرو سے
بیعت کی اور دو ہزار پانچ سو روپیہ دستار بندی کا ہوا جو چہلم کے خرچ اخراجات مین صرف ہوا
اور تقدیر ایزدی سے حویلی کلان پختہ کی جانب شرقی کل اور قدرے قدرے جانب جنوب
و شمال جلگئی تو عمرو نے چاہا کہ تعمیر کرا دے تب والدۂ خالد اور ننہیالی اوسکے مانع ہوئے کہ ہمارے
حصہ کیطرف یعنی جانب شرقی نہ بناؤ کہ ہم اسقدر زر کثیر ادا نہین کرسکتے اب تم بناؤ اور کل کو
ہمسے خواستگار زر صرف شدہ کے ہو تو ہم کہانسے ادا کرسکین گے جو تمھارا حصہ ہے بنالو تب عمرو نے
حسب وصیت بسبب بے پردگی کے کہا کہ یا لسعی یا زہر نے دو کہ تا پردہ ہو جاوے پھر دیکھا جاویگا
تب بعد رد و قدح کے اجازت تعمیر حصہ اپنی کی والدۂ خالد نے دی تو عمرو نے قرضہ اور اپنی آمدنی
تعمیر کنندہ ہے اور گیا اشخاص اور مریدین سے لیکر تیار کی جب ایک ثلث اتمام سے باقی ہے
تھی تو کثرت بارش سے کل تیار شدہ گرگئی کچھ دو برس [illegible] آمدنی اور قرضہ سے تیار کی ہو
حسب وصیت والد [illegible] نے علاقہ خالد نے زمانہ انتقال زید سے تعمیر سہ شروع کی

چنانچہ وقت انتقال زید خالد پانچ سال کا تھا اور اب تک کہ عمر اُسکی تیئیس ۲۳ سال کی ہو سوائے
پڑھنے کے اور کچھ کام نہ تھا اُسکو اُستاد گھر پر رکھکر اور دہلی بھجوا کر جمیع علوم عربیہ سے فارغ کروا دیا
علی ہذا اُسکا اور اُسکی والدۂ حقیقی اور ہمشیرہ حقیقی اور ہمشیرزادی اور خدمت گزاران زنان و مردان کا
خرچ نان و پارچہ و دیگر اخراجات خانگی کا عمرو متکفل رہا اور علی ہذا ایک والدۂ ثانی اور ایک ہمشیرہ
اور دو ہمشیرہ زادگی ہمشیرۂ متوفیہ مع خدمت گزاران زنان و مردان اُنکے نان و پارچہ اور دیگر اخراجات
خانگی کا بھی کفیل رہا اور مسافران آیندہ و روندہ اور درویشان مقیمین وقت زید اور جدید کو جو
قریب ڈیڑھ سو کے ہین برابر آجتک نان و پارچہ وغیرہ دیتا رہا اور خالد اور اُسکی ہمشیرہ حقیقی کا
بیاہ بھی کر دیا غرضکہ علاوہ سب اخراجات کے صرف خرچ غلۂ روزمرہ کا تین من پختہ کا ہے اور
اراضیات جو زید کے وقت کی ہین سوا اٹھارہ گانون مع ناقص و کامل مزروعہ ہے گویا اُسکی
آمدنی علاوہ خرچ مردمان کارندگان زراعت و معاملۂ سرکار اگر حساب کیجاوے اور بہت بڑھکر
تخمینہ لگایا جاوے تو تین ماہ خرچ غلہ کا بھی نہین نکال سکتے مگر عمرو نے حسب وصیت والد آمدنی
روزمرہ تعویذ گزاری و دیگر اشخاص مریدین سے ہر ایک وارث کے خرچ کا اور درویشان اور
مسافران کا خبرگیران رہا اور آجتک جو کچھ کسی وارث کے مرید یا دیگر اشخاص نے خدمت کی
اُسنے اپنے مصارف مین صرف کی اور جو کچھ عمرو کو آمدنی تعویذ گنڈہ یا دیگر اشخاص یا مریدین
سے ہوتی تھی اوسنے مصارف مذکورۂ بالا اور حوائج خانگی مین صرف کی اور آجتک کسی وارث کو
سوا پڑھنے اور فکر اذکار کے زراعت یا تجارت یا دیگر کاروبار سے تعلق نہین تھا بجز پڑھنے اور
بیٹھنے کے کسی طرح کا کوئی کام نہین کرتے ہین اور عمرو نے اپنی آمدنی مذکورہ سے اراضیات خریدی
ہین بعض جگہہ غیر مریدین بلکہ غیر ملت اور بعض جگہہ مریدین سے اور بعض جگہہ اپنے گھر والون کے
زیور فروخت کرکے خریدی ہین اور بعض جگہہ برادری و غیر مریدین سے رہن کر لئے ہین اور
بعض جگہہ مریدون نے اور بعض جگہہ غیر مریدین نے اراضیات ہبہ کی ہین اور بعض جگہہ جو زید کو
لوگون نے ہبہ کی الا بسبب عدم قبضہ یا کاغذات ہبہ مکمل نہوا بعد انتقال زید عمرو نے اُنکے
کاغذات کو مکمل کیا اور قبضہ کیا اور علی ہذا مثل اسپان و زرگاوان و گاومیشان و شتران و حران
و پارچہ جات و شیشہ و غیرہ و برتن وغیرہ اشیاء عمرو کو ہبہ یا شراء مرید یا غیر مرید سے ہوئے ہین اور

بہت کتب عمرو اور زید کے خرید کیے ہوے ہین اور فراشخانہ اور ایک باغ اور حمام ہے اور ایکطرف
حویلی کلان پختہ دوبارہ تیار شدہ کی عمرو نے ایک حویلی خرد مکان مشترکہ مین تیار کی ہے اور بہت جگہہ
مکانات پختہ و خام زمین مشترکہ مین تیار کیے ہین اور باغات اور چاہات اور دیگر اشجار مثمرہ و غیر مثمرہ
بہت جگہہ زمین مشترکہ مین نصب کرادیے ہین اور سرکار کی طرف سے جو معافیات جو وقت زید کے
تھین اور بعد انتقال زید اور بسبب قید مین حیات ضبط ہوگئین بعض عمرو کے نام بحال واگذار
ہوئی ہین بلکہ بعض جدید اسکے نام ہوئی ہین الا کل معافیات متعلق مکان اور سجادہ نشین بجائے
متوفی عبارات کاغذات معافیات سے مفہوم ہوتے ہین چنانچہ یہ عبارات کاغذ معافیات ہے

(تا تعمیر خانقاہ و آبادی مکان و نیک چلنی معافی دار تا مرضی سرکار و بعض تا قیام …)

اور ایک حویلی خام زید نے مسافرون و درویشون کے لیے تیار کی تھی … زمین کے واسطے ہے
اور دیگ اور برتن جو مسافرخانہ مین ہین وہ ہر جگہہ کام دیتے ہین ایک سال خالد نے تقسیم
اراضیات اور مکانات وغیرہ اشیا کی عدالت مین عرضی کی ہے اور فریقین کو فیصلۂ شرعی
منظور ہے لہذا عدالت ان امورات کی علماء شریعت سے تنقیح طلب کرتی ہے کتب معتبرہ سے
مع اسناد کتب جواب تحریر فرماوین

امورات تنقیح طلب

نمبر ۱ جو اراضیات اور پارچے اور مویشیات وغیرہ اشیا عمرو کو شرعا ہبہ یا رہن مرتہن
یا غیر سے حاصل ہوے ہین اونمین باقی ورثا شریک ہین یا نہین **نمبر ۲** حویلی کلان پختہ
دوبارہ تعمیر شدہ جسطرح زید نے ہر ایک وارث کو دے رکھی تھی چنانچہ والدہ خالد …
حصہ کیطرف تعمیر کر … رہے یا دیگر طرح تقسیم ہونی چاہیے **نمبر ۳** حویلی خرد متصل
حویلی کلان اور دیگر مکانات تیار کردہ عمرو زمین مشترکہ مین کسطرح تقسیم ہونی چاہیے **نمبر ۴**
آمدنی خدمت مریدین اولاد پیر کو اور آمدنی تعویذ گنڈہ یا دیگر اشخاص جنکی خدمت کرین ویسی ہی
یا دیگر اولاد کو بھی اوسمین اشتراک ہے **نمبر ۵** خدمت مریدین اولاد پیر کو اور آمدنی تعویذ گنڈہ
اور دیگر اشخاص جو خدمت سجادہ نشین کی کرتے ہین شرع کیا مقرر کرتی ہے **نمبر ۶** جو کچھ جائداد
مثل زیورات او پارچہ اور برتن مسی اور … مویشی جس … وارث کے پاس بالقبضہ وقت زید کے
ہے لاکن … اطلاع نہین ہے اوسکا ہے یا تقسیم ہونی چاہیے **نمبر ۷** کتب اور فرش

اور حمام اور باغ تقسیم ہونی چاہیئے یا نہین **نمبر ۸** جو باغات اور اشجار مثمرہ و غیر مثمرہ و چاہات بنوائے ہوے عمرو کی زمین مشترکہ مین ہین اُنکی تقسیم کس طرح ہونی چاہیئے **نمبر ۹** معافیات جو منجانب سرکار معاف ہین واسطے مصارف فقراء کے متعلق مکان ہنی چاہیئے یا تقسیم ہونی چاہیئے **نمبر ۱۰** جو زمین زید کو لطور ہبہ غیر مکملہ بسبب عدم قبضہ یا کاغذات ملی ہو اور تکمیل کاغذات و قبضہ عمرو نے کیا اُنکی تقسیم کیسی ہونی چاہیئے **نمبر ۱۱** دیوانخانہ مسافرین کے برتن کی تقسیم ہونی چاہیئے یا نہین **نمبر ۱۲** جو نیا حمام جو زید نے مسافرون و درویشون کے لیئے بنائی تھی تقسیم ہونی چاہیئے یا نہین **نمبر ۱۳** جو چیز اولاد عمرو کو ہبہ ہوئی ہو یا اُنھون نے خرید کی ہو اُس سے عمرو کو یا دیگر ورثا زید کو حیات اُنکی مین تعلق ہے یا نہین **نمبر ۱۴** حسب اقرار ورثا وقت چہلم کہ نہ ہم حصہ لیتے ہین و نہ قرضہ دیتے ہین وہ اس جائداد سے لادعوی ہین یا نہین اگر جائداد کے مستحق ہین تو مبالغ ادا کردہ عمرو بابت قرضہ اُنکو دینے ہونگے یا نہین اور قول عمرو کا کہ کل کو مین غریب ہوگیا اور تم مالدار تو پھر یہ نہین ہوگا کہ تم قرضہ کا روپیہ دوا ور خواستگار حصہ کے ہو عدم استحقاق اُنکے مین شرعا موثر ہے یا نہین فقط

ہوالمصوب جواب سوال اوّل ورثا زید ترکہ زید سے حصہ پاسکتے ہین اور ترکہ عبارت ہے اُس مال سے جو میت بوقت موت اپنی ملک مین چھوڑے حواشی فرائض شریفیہ مین ہے

التركة ما تركه الميت من مملوكه شرعا كالاراضي المقبوضة والذهب و الفضة وغيرها من مملوكه ما تتعلق به حقوق الورثة انتهى

اور اشباہ والنظائر مین ہے الميت لا يملك بعد الموت انتهى پس جو چیز خاص عمرو کی ملک مین آئی ہین اُسمین ورثہ زید کا حق نہین ہوسکتا ہے **جواب سوال دوم** حویلی کلان کی ہرگاہ زید نے حین حیات تقسیم کر کے ہر ایک کا قبضہ کرا دیا تھا و ہبہ مع القبض جو موجب ملک موہوب لہ ہے ہوگیا تھا پس وہ ترکہ زید سے نرہی اُسکی تقسیم جدید نہین ہوسکتی ہے وہی تقسیم زید بحال خود رہیگی **جواب سوال سوم** زمین مشترکہ مین بدون اجازت شرکا اگر کچھ تعمیر کرے تو وہ بناے خاص اُسکی ہوتی ہے اور زمین مشترک رہتی ہے تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے سئل فيما

اذا بنى زيد قصرا بماله في دار مشتركة بينه وبين اخوته بدون اذنهم فهل يكون البناء ملكا له الجواب نعم

اور درصورت اجازت حق رجوع ہوتا ہے تنقیح فتاوی حامدیہ سے سئل في دار مشتركة بين

زيد و عمرو وطئيها زيد و رمها بلا اذن من شريكه ولا وجه شرعي ويريد الرجوع على عمرو فهل ليس له ذلك

الجواب نعم دار مشترکۃ المذہب یعنی احدہما بغیر اذن شریکہ فانہ لا یرجع علی شریکہ بشیٔ عمادیہ و مثلہ فی جامع
الفصولین اقول ای عمرہا قبل الاستیذان وان امتنع من عمارتہا معہ فلا یخالف شیئا مما نبی انتہی

جواب سوال چہارم و پنجم خدمت مریدین اولاد پیر کو اور ایسی خدمت اور اشخاص کی سجادہ نشین کو اور آمدنی تعویذ گنڈہ وغیرہ حکم ہبہ و اجرت مین ہے پس خدمت کرنے والا جسکو دیگا وہ موہوب اُسیکی ہوگی دوسرے شخص کا اسمین کچھ حق نہین ہبہ کا حکم یہی ہے اور ایسی ہی اجرت وغیرہ کا فتاوی عالمگیریہ مین ہے واما حکمہا فثبوت الملک للموہوب لہ انتہی

جواب سوال ششم زید نے جو چیز کسی کو ہبہ کرکے قبضہ کرا دیا وہ اُسیکی ہوگی ترکہ زید سے خارج رہیگی اور ماسوا اسکے تقسیم مین داخل ہوگی

جواب سوال ہفتم ان سب چیزون کی تقسیم ہوگی اسوجہ سے کہ یہ سب ترکہ مین داخل ہین

جواب سوال ہشتم زمین مشترک کی قسمت باعتبار قیمت کے ہوگی اور اشجار وغیرہ عمرو کے ہونگے اگر اُسنے اپنے مال خاص سے نصب کیئے ہین

جواب سوال نہم ہرگاہ بعد مرنے زید کے وہ معافیات ضبط ہوگئین تھین اور پھر عمرو کے نام پر عطا ہوئین اُنمین اور ایسی ہی اُن معافیات مین جو ابتدائً عمرو کو عطا ہوئی ہین تقسیم نہین جاری ہوگی عطاے سرکاری اُسی شخص کی ہوتی ہے جسکے نام پر مقرر ہوئی ہو ردالمحتار علی الدر المختار مین بحث مصارف بیت المال مین ہے ما یجری علی الذراری عطاء مستقل خاص بالذراری لا عطاء المیت بطریق الارث بین جمیع الورثۃ انتہی و رسالۃ احکام الاراضی مین ہے فی النوازل العبرۃ لمن عطاء الامام یختص فقط انتہی اور یہ بھی اسمین ہے رجل لہ عطاء فی الدیوان مات عن ابنین فاصطلحا علی ان یکتب فی الدیوان باسم احدہما و یاخذ العطاء ہو والآخر لا شیٔ لہ من العطاء ویبذل من کان لہ العطاء مالا معلوما فالصلح باطل ویرد بدل الصلح والعطاء للذی جعل الامام العطاء لہ لان استحقاق العطاء باثبات الامام لا دخل فیہ لرضاء الغیر وجعلہ کذا فی البزازیۃ انتہی و فتاوی عالمگیریہ مین ہے العطاء لصاحب الاسم انتہی

جواب سوال دہم جو زمین زید کو ایام حیات مین کسی نے ہبہ کی تھی مگر قبضہ نہین ہوا تھا وہ ملک زید مین نہین آئی اسوجہ سے کہ ہبہ بدون قبضہ کے مفید ملک نہین ہوتی ہے پس وہ ترکہ سے خارج رہیگی

جواب سوال یازدہم [illegible] جو چیز انمین سے زید نے بطور وقف کے قائم رکھی ہین اُسمین تقسیم نہین جاری ہوسکتی ہے

تنویر الابصار میں ہے فاذا تم ولزم لایملک ولایملک ولایرہن ولایعار انتہی **جواب سوال سیزدہم** ایسی چیزوں میں عمرو کو اور سوائے اُسکے اور ورثۂ زید کو کچھ تعلق نہیں وہ چیزیں اُنھیں کی ہیں جنکی ملک میں بذریعہ کسی سبب کے اسباب ملک سے داخل ہوئی ہیں **جواب سوال چہاردہم** وہ اقرار ورثہ کا مبطل اُنکے حق کا نہوگا اور اُنکو دعوی حصص کا پہونچسکتا ہے مگر جب وہ حصص لینگے تو قرضہ ذمگی زید سے موافق حصص کے دینا پڑے گا اور جو قرضہ عمرو نے ادا کیا ہے وہ اُسپر بقدر اُنکے حصص کے عود کریگا فصول عمادیہ ہے فی واقعات الناطفی الوصی والورثۃ اذا نقدوا الثمن کفن المیت من مال انفسہم یرجعون بہ فی الترکۃ ولایکونون متطوعین وکذا اذا قضی الوصی او الوارث دین المیت من مالہا انتہی اور بہی اُسمین ہے الوارث اذا قال ترکت حقی لایبطل حقہ لان الملک لایبطل بالترک انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ کی کتاب الدعوی میں ہے الارث جبری لایسقط بالاسقاط قد افتی بہ العلامۃ خیر الرملی کما ہو محرر فی فتاواہ من الاقرار نقلا عن جامع الفصولین وغیرہ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۹۱] کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عصبہ بنفسہ و عصبہ بالغیر میں کسکو ترجیح ہے امثال ام بنت اخت ابن الاخ زوجہ ام بنت اخت ابن الاخ زوج۔ ام بنت اخت ۔ ابن الاخ

ہو المصوب ان صورتوں میں عصبہ بالغیر بوجہ قرب کے مقدم ہے اور عصبہ بنفسہ محجوب ہے فتاوی عالمگیریہ میں ہے العصبۃ مع غیرہا اذا کانت اقرب الی المیت من العصبۃ بنفسہا کانت العصبۃ مع غیرہا اولی بیانہ اذا ہلک الرجل وترک بنتا واختا لاب وام وابن اخ لاب فنصف المیراث للبنت والنصف للاخت ولاشئ لابن الاخ لان الاخت صارت عصبۃ مع البنت وہی اولی الی المیت من ابن الاخ وکذلک اذا کان مکان ابن الاخ اخا لاب لاشئ للاخ کذا فی المحیط انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

اصاب المجیب حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

استفتا [۱۹۲] چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین باب کہ زید فات یافت و یک نواسہ و نواسی و یک برادر زادہ و یک نبیرہ یعنی پوتا و دو پوتی گذاشت حقیقت این کہ زید برادر زادہ یعنی برادر زید و مادر کلان نواسہ و نواسی یعنی خواہر زید و خواہر زادی زید پدر قیام

یعنی پسر زید رو بروے زید وفات یافتہ اند ترکہ بچہ صورت تقسیم خواہد شد

ہو المصوب بعد تقدیم ما تقدم علی الارث و رفع موانع ترکہ بر چار سہم منقسم شدہ دو ازان بہ پسر پسر متوفی و یک یک حصہ بہر یک دختر پسر متوفی خواہد رسید و بہ باقی ہیچ نہ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ما قولکم رحمکم ربکم اندرین کہ خنثی را ہر دو علامت ست از مردی و انوثت پس بوجہ مردی خود بازنے نکاح کرد و برائے انوثیت خود با مردے نکاح نمود و را دو پسر شد یکے از زوجہ ذکر بیت و دیگرے از انوثیت او قضارا خنثی مذکورہ مرد پس آن ہر دو پسرانش دعوی میکنند یکے میگوید کہ بیت پدرم بود و مال پدرم بمن میرسد و دیگرے میگوید کہ بیت مادرم بود و مال مادرم بمن میرسد پس متروکہ خنثی مذکور بکدام میرسد و آیا چنین حادثہ ممکن ست بقاعدۂ شرع شریف یا نہ

ہو المصوب اینچنین حادثہ ممکن ست عبد النبی احمد نگری در حواشی فرائض شریفیہ مینویسد

انی سمعت ممن یوثق بہ ان النصیر الطوسی کان لہ فرجان فرج الرجل وفرج المرأۃ وکان یتلذذ باللذتین

ویعشق علی رجل جسیم قوی طویل اللحیۃ کثیر الجماع فکان مشغوفا ومحظوظا لیلا ونہارا بینکہ وکانت لہ امرأۃ

قد ینیک بہا انتہی وسید احمد حموی در حواشی اشباہ والنظائر مے نویسد من غرائب المسائل

المتعلقۃ بالخنثی المشکل ما ذکرہ فی الفصول المہمۃ فی مناقب الائمۃ وذلک ان علیا کرم اللہ وجہہ وقعت

لہ قضیۃ حارت علماء وقتہ فیہا وہی ان رجلا تزوج بخنثی لہا فرج کفرج النساء وفرج کفرج الرجال

واسمہا جاریۃ کانت لہ ودخل بالخنثی واصابہا فحملت وجاءت بولد ثم ان الخنثی وطیت الجاریۃ

فحملت منہ لولد واشتہرت ورفع امرہم الی امیر المومنین علی فسأل عن الخنثی فاخبر انہا تحیض وتطأ

وتوطأ وتمنی من الجانبین وقد حبلت واحبلت فصار الناس متحیر الافہام فی جوابہا وکیف الطریق

الی حکم قضائہا وفصل خطابہا فاستدعی علی احد غلامیہ یرقا وقنبر وامرہما ان یذہبا الی ہذا الخنثی فیعدا

اضلاعہا من الجانبین فان کانت مساویۃ فہی امرأۃ وان کان الجانب الایسر انقص من الجانب

الایمن بضلع واحد فہی رجل فذہبا الی الخنثی وعدا اضلاعہا فوجدا اضلاع الجانب الایسر انقص من الجانب

الایمن بضلع فجاء او اخبراہ بذلک وشہدا انہ عندہ فحکم علی الخنثی بانہا رجل وفرق بینہا وبین زوجہا والدلیل

علی ذلک ان اللہ تعالی لما خلق آدم علیہ السلام وحیدا اراد الاحسان الیہ فجعل لہ زوجا من جنسہ لیسکن کل واحد

الی صاحبہ فلما نام آدم خلق اللہ من ضلعہ القصری من جانبہ الایسر حواء فانبتہ فوجدہا حالۃ الی جانبہ کاحسن ما یکون من الصورۃ فلذلک صار الرجل ناقصا من جانبہ الایسر عن المرأۃ بضلع والامرأۃ کاملۃ الاضلاع من الجانبین والاضلاع الکاملۃ اربعۃ وعشرون ضلعا ہذا فی المرأۃ واما فی الرجل فثلثۃ وعشرون اثنی عشر فی الایمن واحدی عشر فی الایسر انتہی پس درصورت سوال اگر بوجہ من الوجوہ معلوم نشدہ باشد این خنثیٰ زن ست یا مرد ترکۂ اش بہر دو پرسش علی السواء دادہ خواہد شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبدالحی ابوالحسنات]

کتاب البیعۃ والخلافۃ

استفتا[۱۹۴] زید نے حالت نابالغی مین بترغیب چند اطفال ہمسن کے کسی سے بیعت کی اور بعد بلوغ عند الملاقات مرشد کے بسبب معائنہ چند امورات خلاف شرع کے و نیز عدم مستفاد ہونے ہدایت وغیرہ کے اُسکو اعتقاد نہوا اب وہ دوسرے بزرگ سے بیعت کرنا چاہتا ہی پس یہ بیعت جائز ہی یا نہین

ہو المصوب اس صورت مین بیعت ثانی جائز ہے اور بیعت اولی مانع نہین ہے شاہ ولی اللہ محدث رح قول جمیل مین تحریر کرتے ہین ان تکرر البیعۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ماثور وکذلک عن الصوفیۃ اما من شخصین فان کان لظہور خلل فی من بایعہ فلا باس وکذلک بعد موتہ او غیبتہ المنقطعۃ اما بلا عذر فانہ یشبہ المتلاعب ویذہب بالبرکۃ ویصرف قلوب الشیوخ عن تعہدہ واللہ اعلم ـ حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

استفتا[۱۹۵] بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک شخص مذہب اثنا عشری امامت کے بارے مین بحث کرتا ہے کہ قید بارہ امام کی کلام مجید اور احادیث نبوی صلعم ثابت ہے مذہب اہلسنت وجماعت کا خلاف قرآن مجید وحدیث کے عمل ہے سائل دریافت کرتا ہے کہ مذہب اہلسنت وجماعت مین قید بارہ امام کی ہے یا نہین اگر ہے تو کیا ہے اور کس وجہ سے امامت بارہ پر مخصوص ہوئی دیگر اولاد کس وجہ سے امام قرار نہین دی گئی اور جو قرآن مجید مین سورہ مائدہ کے دوسرے رکوع مین یہ آیت ہے ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا الی آخرہ اور فوائد مین لکھا ہے یہ بیان فرمایا ہے بنی اسرائیل سے عہد لینا حضرت موسی ع کی

آخر عمر مین یہ قرار دیئے ہین یہ سورہ حضرت کی آخر عمر مین نازل ہوئی ہے شاید ہمکو سنا یا اسواسطے کہ ہمکو
بھی یہی امید ہے ایک عہد اُس امت سے لیناکہ رسول جو بعد ہو اُنکی مدد کروا سکے بدل معنی یہ ہین
کہ خلفا کی اطاعت کرو یہ مذکور بارہ سردارون کا بیان فرمایا ہے اسی اشارہ کو حضرت صلعم نے فرمایا ہے
میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے قوم قریش سے اور فرمایا جو خرابی ہوئی پہلے امت مین تو ہوگی ہمین سے
جیساکہ وہ خراب ہوئے پیغمبرون کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کرکے پس یہ
بارہ خلیفہ کون ہین اور نام اُنکے کیا ہین اور حدیث نبوی صلعم بقید بارہ امام اہل قریش سے ہے
یا نہین اگر ہے تو جواب سائل کے ساتھ حدیث کو بھی تحریر فرماوین بینوا توجروا۔

ہو المصوب بعنوان شیعہ کا جو دربارہ دوازدہ امام کے کہتے ہین نشان اسکا کہین قرآن
وحدیث مین نہین ہان احادیث سے صراحۃً یہ امر ثابت ہے کہ اس امت مین بارہ خلیفہ ہونگے کہ انکی
خلافت پر اکثر لوگ اتفاق کرینگے اور وہ خلفا قریش سے ہونگے اور اشاعت دین و ہدایت مین
سرگرم ہونگے اور تخصیص اُنکے ساتھ اہلبیت نبوی کی نہین وارد ہے کہ اُس سے خواہ مخواہ
دوازدہ امام مراد لیئے جاوین بلکہ بعض روایات مین یون وارد ہوا ہے کہ بارہ خلیفہ میری امت مین
ہونگے اور دو اُنمین سے میرے اہلبیت سے ہونگے اور علما نے تعیین ان خلفا کی کی ہے

سیوطی تاریخ الخلفاء مین لکھتے ہین قد وجد من اثنا عشر خلیفۃ الخلفاء الاربعۃ والحسن ومعاویۃ وعبد اللہ
ابن الزبیر وعمر بن عبد العزیز ہؤلاء ثمانیۃ ویحتمل ان یضم الیہم المہدی من العباسیین لانہ فیہم کعمر بن عبد العزیز
فی بنی امیۃ وکذلک الظاہر لما اتاہ من العدل ویبقی اثنان احدہما المہدی لانہ من اہل بیت محمد اس قول
کے موافق بارہ خلفا سے دس خلفا متعین ہوگئے ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ حسنؓ معاویہ عبد اللہ بن الزبیر
عمر بن عبد العزیز ۔ مہدی عباسی ۔ طاہر ۔ اور بارھوین امام مہدی آخر الزمان ہونگے اور بعضون نے
انھین خلفا مین معاویہ بن یزید بن معاویہ کو بھی شمار کیا ہے پس موافق اسکے گیارہ خلفا ہوگئے
اور بارھوین کا انتظار ہے واللہ اعلم ۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ جب
شاہ محمد یوسف صاحب نے انتقال فرمایا شاہ محمد عاشق صاحب جو اُنکے بھائی اور منجملہ خلفا کے تھے

باتفاق قوم سجادہ نشین ہوے پھر جب شاہ محمد عاشق صاحب نے انتقال فرمایا تو باتفاق جمیع خاندان
شاہ محمد اسمعیل صاحب سجادہ نشین ہوے جو شاہ محمد یوسف صاحب کے خلیفہ اور شاہ کریم الدین صاحب کے نواسے
ہین جو شاہ محمد یوسف صاحب کے جد اعلی کے پوتے ہین اور شاہ محمد یوسف صاحب کی بیٹی مسماۃ
خدیجہ بیبی بھی انکو بیاہی ہوئی ہین اور شاہ محمد یوسف صاحب نے خرقۂ خلافت بھی انکو دیا ہے
اور جب سے آجتک کہ چھ برس سے زیادہ گذرے ہین کسی نے کسی قسم کا تعرض نہین کیا اور سلسلہ تعلیم
و ارشاد کا انسے بہت اچھی طرح سے اب تک برابر جاری ہے اور تمام عوام و خواص خصوصا امرا
و رؤسا انکے معتقد اور چال چلن اور وضع اور عادت سے بہت خوش ہین اب شاہ
محمد محسن صاحب جو شاہ غلام چشتی صاحب کے بیٹے ہین اور یہ شاہ غلام چشتی شاہ غلام عالم جد اعلے
شاہ محمد یوسف صاحب کے پوتے ہین اس بیان سے مدعی ہین کہ شاہ محمد اسمعیل صاحب شاہ
غلام عالم کی اولاد دختری ہین اور مین شاہ غلام عالم کی اولاد پسری سے ہون اسلیئے شاہ محمد اسمعیل صاحب
منصب سجادہ نشینی سے موقوف کیئے جاوین اور انکی جگہ مین سجادہ نشین قرار پاؤن تو آیا دعوی
انکا بمقابلہ شاہ محمد اسمعیل صاحب کے جو داماد اور خلیفہ شاہ محمد یوسف صاحب کے ہین اور
خرقہ بھی انسے پا چکے ہین صحیح ہے یا نہین اور شرع شریف سے انکو کسی قسم کی ترجیح بابت سجادہ
نشینی حاصل ہے یا نہین بالتفصیل مع عبارات کتب جواب تحریر فرماوین

هو المصوب مخفی نرہے کہ مسائل خلافت وسجادہ نشینی کے ارباب تصوف کے نزدیک
مسائل خلافت کبری سے مستنبط ہین اور درباب خلافت کبری کے کتب علم کلام مین مذکور ہے
کہ یہ امر موروث نہین ہے بلکہ منوط وجود قابلیت و استجماع شرائط خلافت پر ہے اور تحقق خلافت کا
چند طرق سے ہوتا ہے ایک یہ کہ امام سابق خود اسکو خلیفہ کردے دوسرے یہ کہ وہ امام خلافت کو
چند لوگون کے مشورہ پر محول کردے اور ارباب مشورہ کسی مستحق کو خلیفہ کردین تیسرے یہ کہ بعد فوت
امام سابق کے اہل حل وعقد از علما و رؤسا ایک شخص کو خلیفہ کردین اور اگر یہ تینوں صورتین نہون
اور کوئی شخص بشرطیکہ قابلیت خلافت رکھتا ہو بطور خود قہرا و استیلاء خلیفہ بن بیٹھے اور لوگ اسکے
مطیع و منقاد ہو جاوین اس صورت مین بھی خلافت منعقد ہو جاویگی اور یہ بھی کتب کلام مین مذکور ہے
کہ نہین جائز ہے معزول کرنا کسی خلیفہ کا بعد تحقق اسکی خلافت کے مگر یہ کہ اس سے انصرام امور خلافت

منہو سکے سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد مین تحریر کرتے ہین وینعقد الامامۃ بطرق احدہا بیعۃ اہل الحل والعقد من العلماء والرؤساء والثانی استخلاف الامام وعہدہ وجعلہ الامر شوری بمنزلۃ استخلاف الا انہ استخلاف غیر متعین فیتشاورون ویتفقون علی احدہم والثالث القہر والاستیلاء فاذا مات الامام وتصدی للامامۃ من یستجمع شرائطہا من غیر بیعۃ واستخلاف وقہر الناس بشوکتہ انعقد الخلافۃ لہ ولا یجوز خلع الامام بلا سبب ولو خلعوہ لم ینفذ وان عزل نفسہ فان کان لعجزہ عن القیام بالامر انعزل والا فلا انتہی ملخصا بناءً علی ہذا صورت سوال مین ہرگاہ شاہ محمد اسمعیل صاحب کو جملہ اہل خاندان نے باتفاق خلیفہ کردیا اور خرقۂ خلافت بھی اُنکو شاہ محمد یوسف صاحب سے ملا اور امور متعلقہ خلافت کے انصرام مین بھی اُنسے کسی قسم کا فتور نہین پایا گیا خلافت اُنکی مستقر ہوگی اور دعوی مدعی کا گووہ اولاد پسری سے جد اعلی شاہ محمد یوسف صاحب کی ہو صحیح نہین ہے کیونکہ یہ امر خلافت وراثت نہین ہے جو انتساب پسری کو انتساب دختری پر ترجیح ٹھہرے بلکہ ثبوت اُسکا چند طرق پر موقوف ہے اور ان طرق کا تحقق اس مقام مین ہے اور کوئی امر باعث عزل خلیفہ کا نہین ہے واللہ اعلم بالصواب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الاقرار

استفتا ۱۹۷ ماقولکم رحمکم اللہ تعالی اندرین صورت کہ مسماۃ ہندہ از عمرو اقرار و نوشتہ داد کہ پس از علیحدگی حصۂ من از ترکۂ والد مرحوم کہ درمیان حصص دیگر شرکا مشترک ست بسبب رعایت حقوق ملازمی قدیمی نزد والد خود و نیز بجلدوئے سعی در علیحدگی حصہ ام ہفت روپیہ ماہوار بہ شما تا حین حیات خود خواہم داد و بعد من اولاد من بشما و اولاد شما ہمین نمط سلوک خواہند کرد و بعد پنج و شش ماہ ازین اقرار مسماۃ ہندہ مذکورہ جملہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ خود بنام دختر خود ہبہ کردہ بدون ذکر این ہفت روپیہ ماہواری ہبہ نامہ مترتب کنانیدہ داد و منجملۂ دیگر گواہان عمرو مذکور ہم بدون تعرض از ان ہفت روپیۂ موعود بران ہبہ نامہ گواہی خود دہشت گردانید بعدہ واہبۂ مسطورہ انتقال کرد و ہنوز حصہ مشترکہ مسماۃ مذکورہ از قبضۂ دیگر ورثہ علیحدہ تمام وکمال نشدہ باشد بلکہ بقدر نصف یا کم و بیش جدا گردیدہ باشد کہ عمرو مذکور از موہوب لہا دعوی آن ہفت روپیہ ماہوار می کند

پس سوال کردہ می شود کہ باوجود عدم علیحدگی تمام وکمال حصۂ مشترکہ مسماۃ ہندہ وعدم تقریر ذکر آن ہفت روپیہ ماہوار دران ہبہ نامہ وتعرض نکردن مسمی عمرو عند الشہادت بر ہبہ نامۂ ہندہ مسمی عمرو درست است یا نہ وعند الشرع مسموع خواہد گردید یا نہ بینوا بعبارۃ الکتاب توجروا یوم الحساب

ہو المصوب مجرد اقرار ہندہ از عمرو موجب استحقاق عمرو نمی شود زیلعی در شرح کنز الدقائق ایں را ذکر کردہ کہ استحقاق بدون عقد یا قبض نمی شود وہمچنین بزازی در فتاوی خود نوشتہ پس دعوی عمرو نا مسموع خواہد شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۹۸] ما دا مصلیا کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے عمرو سے اقرار کیا اور لکھدیا کہ اگر یہ میرا کام تیری سعی سے پورا ہو جائیگا تو مین اور میری ورثہ تیرے ساتھ نسلاً بعد نسل وبطناً بعد بطن دس روپیہ ماہوار کا سلوک کرتے رہین گے یا یون اقرار کیا کہ مین نقد جنس اسقدر تجھکو دونگا اور پھر وہ کام بھی پورا ہوگیا بعد اس اقرار نامہ نوشت کے مقر اپنے اقرار سے پھر گیا یا وہ تو پھرا نہین مگر قضاے الٰہی سے مرگیا اور اُسکے ورثا اُسکا اقرار پورا نہین کرتے ہین یا زید نے عمرو سے کسی چیز کے دینے کا بغیر لینے کسی کام کے وعدہ کیا اور پھر اقرار سے پھر گیا یا وہ تو نہین پھرا مگر فوت ہوگیا اور اب اُسکی ممات کے بعد اسکے ورثا ایفا اس وعدے کا نہین کرتے ہین درصورت تعلیق وغیر تعلیق حکم شریعت باہرہ کا کیا ہے آیا درصورت تعلیق بعد رجوع یا موت مقر کے عمرو کا حق زید یا ورثہ زید سے عند القضا بجبر واکراہ دلایا جاوے گا یا نہین اور درصورت غیر تعلیق زید کی زندگی حیات مین اُسکے نفس خاص پر یا اُسکے موت کے بعد اُسکے ورثا پر ایفاے وعدہ چاہیے یا نہین اور حاکم قاضی بجبر دلا سکتا ہے یا نہین بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

ہو المصوب دونون صورتون مین زید کو ایفاے وعدہ لازم ہے اور خلف وعدہ گناہ کبیرہ ہے حدیث صحیح میں وارد ہے ثلاث من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کان فیہ خصلۃ منہا کان فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعہا اذا حدث کذب واذا ائتمن خان واذا عاہد غدر اور اگرچہ وفاے وعدہ سنت ہے قاضی کو جبراً دلانا نہین پہنچتا ہے کیونکہ مجرد وعدہ سے عمرو کا استحقاق

نہین ہوتا ہے بزازیہ مین ہے المراد من جواز الجعل من جانب واحد فی المسابقۃ الحل لا الاستحقاق فانہ لا یستحق بالشرط الشئی لعدم العقد والقبض انتہی اس سے معلوم ہوا کہ مجرد شرط کرنے سے یا وعدہ کرنے سے کسی چیز کے استحقاق ثابت نہین ہوتا ہے اور بعد وفات زید کے اگر زید نے ورثہ کو وصیت دربارۂ ایفاء وعدہ کے نہین کی ہے ایفاء وعدۂ مورث اُنپر واجب نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

استفتا زید نے نکاح ہندہ کے ساتھ کیا اور اُسکے باپ عمرو سے اقرار کیا کہ ہندہ کو عمرو کے گھر سے اور کہین نہ لیجاؤنگا پس اس شرط کا ایفا واجب ہے یا نہین اور بصورت عدول عند اللہ ماخوذ ہوگا یا نہین

ہو المصوب اس شرط کا ایفا قضاءً واجب نہین اُسکو اپنی زوجہ کو اپنے گھر لیجانے کا اختیار ہے لیکن فیما بینہ وبین اللہ ایفاء وعدہ لازم ہے اور خلف وعدہ باعث لزوم اثم ہے حدیث صحیح مین وارد ہے آیۃ المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف الخ اور اشباہ مین ہے الخلف فی الوعد حرام کذا فی اضحیۃ الذخیرۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ما قولکم رحمکم اللہ اندرین صورت کہ مسماۃ ہندہ از عمرو اقرار کردہ نوشتہ داد کہ پس از علیحدگی حصۂ من از ترکۂ والد مرحوم کہ درمیان حصص دیگر شرکا مشترک است بسبب رعایت ملازمی قدیمی نزد والد خود و نیز بجلدوے سعی در علیحدگی حصہ ام ہفت روپیہ ماہوار تا حیات خواہم داد و بعد من اولاد من بشما و اولاد شما ہمین نمط سلوک خواہند کرد بعد شش ماہ ازین اقرار مسماۃ ہندہ مذکورہ جملہ جائداد منقولہ و غیر منقولۂ خود بنام دختر خود ہبہ کردہ بدون ذکر این ہفت روپیہ ماہواری ہبہ نامہ مرتب کنانیدہ داد و منجملہ دیگر گواہان عمرو مذکور ہم بدون تعرض ازان ہفت روپیہ موعود بران ہبہ نامہ گواہی خود ثبت گردانید بعدہ واہبۂ مسطورہ انتقال کرد و ہنوز حصۂ مشترکہ مسماۃ مذکورہ از قبضہ دیگر ورثہ علیحدہ تمام وکمال نشدہ باشد بلکہ بقدر نصف یا کم وبیش جدا گردیدہ باشد کہ عمرو مذکور از موہوب لہا دعوی آن ہفت روپیہ ماہوار میکند پس سوال کردہ می شود کہ باوجود عدم علیحدگی تمام وکمال حصہ مشترکہ

مسماۃ ہندہ وعدم تقریر وذکر آن ہفت روپیہ ماہوار دران ہبہ نامہ وتعرض نکردن مسمی عمرو عند الشہادۃ بر ہبہ نامہ دعوی مسمی عمرو درست ست یا نہ وعند الشرع مسموع خواہد گردید یا نہ

ہو المصوب مجرد اقرار ہندہ از عمرو موجب استحقاق عمرو نمی شود زیلعی در شرح کنز تصریح این امر کردہ کہ استحقاق بدون عقد یا قبض نمی شود وہمچنین بزازی در فتاوی خود نوشتہ پس دعوی عمرو نا مسموع خواہد شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

کتاب الصلح

استفتا چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین درین باب کہ شخصے منصبدار ملازم سرکار مسمی پرورش علیخان یک دختر مسماۃ دولارا بیگم ویک متبنی مسمی سرور علی ویک داماد زوج دولارا بیگم مسمی محمد فتح علی را گذاشتہ انتقال نمود ومسماۃ دولارا بیگم برائے اجرائے اسامی منصب داری مرحوم بنام فرزند آغوشی خود مسمی محمد جہانگیر علی صغر سن کہ از بطن زوجۂ دیگر شوہر خود ست بحسب ضرورت واتفاق وقت مقرر کنانیدہ از سرور علی متبنائے مرحوم صلح کرد بدین حساب کہ بحساب فی روپیہ پنج آنہ خود وپنج آنہ بہ سرور علی ودو آنہ بجہانگیر علی وچار آنہ داماد مرحوم یعنی خسر خود از تنخواہ جہانگیر علی می گرفتہ باشند واسامی مذکور بعنایت الٰہی بہ محمد جہانگیر علی از سرکار بحال شد پس صلح مذکور شرعا درست ست یا نہ وحسب صلح ہر یک از تنخواہ بگیرد یا فقط جہانگیر علی ملازم سرکار بگیردہ

ہو المصوب بشرط صدق اظہار مستفتی شرعا سرور علی مذکور وفتح علی ہر دو وارث مرحوم نمی شوند فقط دختر مرحوم وارث ست اما نوکری عطائے سرکار ست نام ہر کس کہ در دفتر سرکار ست مشاہرۂ نوکری خواہد یافت دختر را نیز درین مداخلت نیست واگر متروکہ باشد فقط دختر وارث خواہد شد متبنی وداماد محروم وصلحے کہ کردہ است غیر صحیح اما جہانگیر علی بنظر حق السعی اگر چیزے بوالدۂ علاتی خود از مشاہرۂ منصب داری می دادہ باشد اختیار ہست جبر بر او نمی رسد واولیٰ ... از متروکہ ہست لا غیر ونوکری متروکہ نیست الا ولی بیعانی تبلغینہ

وتجہیزہ من غیر تبذیر وتقتیر ثم یقضی دیونہ من جمیع ما بقی من مالہ ثم تقسم الفرائض شرعیۃ اذا کان فی الدیوان

عطاء مکتوب باسم رجل فنازعہ فیہ آخر وادعی انہ لہ فصالحہ المدعی علیہ علی دراہم او دنانیر حالۃ او الی

اجل فالصلح باطل وکذا لو صالحہ علی شئی بعینہ فہو باطل کذا فی المبسوط والعطاء الذی جعل انما ہو عطاء

لہ کذا فی الوجیز للکردری ۲: فتاوی عالمگیری خادم الشرع المتمسک بشرع دین محمد مفتی سید

فخر الدین احمد ۱۲۷۵ الجواب صحیح واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

کتاب الشفعۃ

استفتا ما قولکم اندرین مسئلہ کہ شخصے در شفعہ بعد طلب مواثبت طلب اشہاد بنمود باین طور کہ بحضور

وشاہد عادل نزد بائع یا مشتری یا عقار طلب نمود لکن لفظ فاشہدوا علی ذلک وما یؤدی مؤدا

ادا نساخت پس این طلب معتبر خواہد شد یا نہ۔ بینوا توجروا

ہو المصوب از ظاہر اکثر کتب فقہ شرط شدن اشہاد مستفاد می شود لیکن در خانیہ خلاف

آن مصرح ست فی رد المحتار اقول ظاہر عباراتہم لزوم الاشہاد فیہ لکن رأیت فی الخانیۃ انما سمی

الثانی طلب الاشہاد لا لان الاشہاد شرط فیہ بل لیمکنہ اثبات الطلب عند جحود الخصم انتہی تامل انتہی ودر

ظہیریہ و قنیہ در طلب ثانی اشہاد مذکور نیست عبارت ظہیریہ این ست والثانی ان یقول اطلب

الشفعۃ فی الدار التی اشتراہا من فلان انتہی وعبارت قنیہ این ست طلب الاشہاد انہ اذا لقی المشتری

یقول اطلب الشفعۃ فی التی اشتریتہا من فلان ویذکر حدودہا فسلمہا انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید و عمرو و بکر برادران حقیقی شفیع ہیں

زید بموجب شرع شریف کے شرائط طلب مواثبت اور اشہاد کے بجا لایا اور بکر سے عمل میں نہیں آئی

لیکن بوقت طلب خصومت کے تینون کی جانب سے بسبب خود دونوش و کاروبار یکجائی کی بالاجماع

نسبت مبیعہ کے دعوی رجوع ہوا تو یہ کل دعوی شرعا قابل مسموع ہے یا نہیں اور بسبب شامل ہونے

نام عمرو اور بکر کے دعوی زید کا تو باطل نہو گا۔ بینوا توجروا

ہو المصوب اس صورت میں دعوی زید حق شفعہ میں باطل نہو گا۔ کما یفہم

من عامۃ الکتب واللہ اعلم۔ حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

درحقیقت دعوی زید کا مسموع ہوگا اور دعوی کل کا اور ان قابل مسموعیت نہین واللہ علیم حررہ محمد نعیم عفی عنہ

ہوالموفق الجواب صحیح بنا بت کار اینکہ حاکم دعوی عمرو وبکر کا خارج کریگا اور دعوی زید کا شرعاً مسموع ہوگا واللہ اعلم۔ کتبہ محمد انور علی عفی عنہ۔ آصاب من اجاب۔ کتبہ ابوالجیش محمد مہدی عفا عنہ الہادی۔ صح الجواب نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد

صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ۔ اصاب من اجاب کتبہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

استفتا ۲۰۴ زید وعمرو وبکر نے طلب خصومت مین شامل ہوکے دعوی حاکم کے پاس رجوع کیا اور قبل انفصال کے زید وعمرو نے اپنے حق کو ساقط کیا اور طلب خصومت سے بری ہوے اس صورت مین بکر کے حق مین تو کچھ خلل نہین

ہوالمصوب اس صورت مین بکر کے حق مین خلل نہین عنایہ مین ہے اذا اجتمع الشفعاء واسقط بعضھم حقہ فان کان ذلک قبل القضاء فالشفعۃ للباقین فی الکل انتہی ملخصا واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ۔ صح الجواب ویؤیدہ ما فی الدر المختار فلو قبلہ فلمن بقی اخذ الکل لزوال المزاحمۃ انتہی واللہ علیم حررہ محمد نعیم عفی عنہ

ہوالموفق الجواب صحیح فی العالمگیریۃ اذا کان الدار شفیعان سلم احدہما الشفعۃ قبل الاخذ وقبل القضاء کان للآخر ان یاخذ الکل وبعد الاستیفاء وبعد القضاء یبطل حق کل واحد منہما عما قضی لصاحبہ حتی اذا کان للدار شفیعان وقضی القاضی بالدار بینہما ثم سلم احدہما ما یصیبہ لم یکن للآخر ان یاخذ الجمیع انتہی واللہ اعلم کتبہ انور علی عفی عنہ۔ الجواب صحیح نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد آصاب من اجاب کتبہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ۔ آصاب من اجاب۔ کتبہ ابوالجیش محمد مہدی عفا عنہ الہادی

استفتا ۲۰۵ کیا فرماتے ہین علماے دین ان مسائل مین اول یہ کہ شفعہ مین طلب مواثبت اور اشہاد نیابۃً وکالۃً ہوسکتی ہے یا نہین دوسرے یہ کہ زید اپنے محال زمینداری پر نہین رہتا ہے ہمیشہ باہر رہا کرتا ہے اور اپنی طرف سے ایک وکیل مقرر کیا ہے اور اسکو ماذون مطلق کیا ہے کہ ہر طرح کی طلب خصومت اور مواثبت اور طلب حقوق ہماری طرف سے کیا کرے اور کسی امر مین اگرچہ حق شفع بھی ہو محتاج اذن جدید کا ہمسے نہ ہے ایسا وکیل وماذون مطلق طلب

مواثبت وطلب خصومت شفعہ اُوس موکل کی طرف سے کرسکتا ہے یا نہین تیسرے یہ کہ ایک عقار
مین چند شخص متفق ہوکے بذریعۂ یک درخواست کے دعویٰ شفعہ کل کا حاکم کے پاس رجوع کرسکتے ہین
یا نہین چوتھے یہ کہ توکیل کے لیئے تحریر وکالت نامہ شرط ہے یا نہین پانچوین یہ کہ عقار واحد مین
اپنی طرف سے اصالتاً اور دوسرونکی طرف سے وکالتاً طلب مواثبت واشہاد یا طلب خصومت
شفعہ کرسکتا ہے یا نہین اور اگر من حیث الوکالۃ طلب اُسکی باطل ہوگی تو طلب من حیث الاصالۃ کا
کیا حال ہوگا چھٹے یہ کہ عقار واحد مین طلب مواثبت واشہاد کئی شخص کیطرف سے ایک وکیل
ایک صیغہ مین کرے تو یہ طلب صحیح ہے یا نہین بینوا توجروا

ہوالمصوب جواب سوال اول۔ ہوسکتی ہے فتاوی عالمگیری مین ہے ویجوز التوکیل
بطلب الشفعۃ کذا فی البدائع انتہی اور خزانۃ المفتیین مین ہے الشفیع اذا علم بالشراء فی طریق مکۃ فطلب
طلب المواثبۃ وعجز عن الاشہاد بنفسہ یوکل وکیلا لیطلب لہ الشفعۃ انتہی اور ہدایہ مین مرقوم ہو کل عقد
جاز ان یعقدہ الانسان بنفسہ جاز ان یوکل بہ غیرہ انتہی جواب سوال دوم کرسکتا ہے اشباہ مین ہے
الوکیل اذا کانت وکالتہ عامۃ مطلقۃ ملک کل شئ الا الطلاق الزوجۃ وعتق العبد ووقف البیت انتہی
اور رسالۃ المسالۃ الخاصۃ فی الوکالۃ العامۃ مین لکھتے ہین الوکیل وکالۃ عامۃ یملک کل شئ الا الطلاق
والعتاق والوقف والہبۃ علی المفتی بہ انتہی جواب سوال سوم۔ رجوع کرسکتے ہین جواب سوال چہارم
وکالت نامہ شرط نہین کما یفہم من عامۃ الکتب جواب سوال پنجم وکیل کہ خود بھی شفیع ہو اگر موکل
کی طرف سے طلب شفعہ کریگا اُسکا شفعہ باطل ہوجائیگا فتاوی عالمگیریہ مین مبسوط سے
منقول ہے اذا وکل رجل الشفیع ان یاخذ الدار لہ بالشفعۃ فاظہر الشفیع ذلک فلیس لہ ان یاخذہا لان
طلبہ لغیرہ تسلیم منہ للشفعۃ فانما یطلب البیع من الموکل ولو طلب البیع لنفسہ کان مسلما للشفعۃ فاذا طلبہا
لغیرہ کان اولی انتہی جواب سوال ششم صحیح ہوگی اگر وہ شخص سبھون کی طرف سے وکیل ہے

واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا اللہ عنہ

آصاب المجیب کتبہ ابو الحبش محمد مہدی عفاعنہ الہادی صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ
ہوالموفق الاجوبۃ صحیحۃ وعبارت مندرجۂ استفتا سائۃ منقول عنہا کے مطابق ہین اور تحریر
وکالت نامہ اور ایک شخص کا وکیل چند شفیعون کی طرف سے ہونا صحیح ہے کما یفہم من العالمگیریۃ

والتفاسیر الاحمدیۃ واللہ اعلم۔ کتبہ انور علی عفی عنہ اصاب المجیب کتبہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

استفتا ۲۰۶ ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ اگر شفیع نے طلب تملیک ایک ماہ تک بغیر عذر ترک کی تو شفعہ اُسکا باطل ہوا یا نہین بینوا توجروا

الجواب ہو الموفق للصواب صورت مرقومہ مین نزدیک محققین کے شفعہ شفیع کا باطل ہوا کیونکہ اگرچہ اس مسئلہ مین دو قول ہین ایک امام ابو حنیفہ رح اور دوسرا امام محمد اور زفر رحمہما اللہ کا لیکن محققین نے بنظر رفع ضرر و اضرار کے قول ثانی پر فتوی دیا ہے فتاوی عالمگیری مین مرقوم ہے وعن محمد وزفر رحمہما اللہ وہو روایۃ عن ابی یوسف رح ان اشہد وترک المخاصمۃ شہرا من غیر عذر تبطل شفعتہ والفتوی علی قولہما کذا فی محیط السرخسی اور زیلعی فرماتے ہین الفتوی الیوم علی ہذا لتغیر احوال الناس فی الاضرار بالغیر انتہی اور رد المحتار مین مرقوم ہے قالہ شیخ الاسلام وقاضیخان فی فتاواہ وشرحہ علی الجامع ومشی علیہ فی الوقایۃ والنقایۃ والذخیرۃ والمغنی وفی الشرنبلالیۃ عن البرہان انہ اصح ما یفتی بہ قال العینی انہ اصح من تصحیح الہدایۃ والکافی وتمامہ فیہا وعزاہ القہستانی الی المشاہیر کالمحیط والخلاصۃ والمضمرات وغیرہا انتہی واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ محمد بشیر السہسوانی

فی الواقع اگرچہ اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ کے نزدیک موافق ظاہر الروایۃ کے شفعہ باطل نہوگا اور ہدایۃ وکافی مین اُسیکو مفتی بہ لکھا ہے لیکن جماعت کثیرہ محققین حنفیہ کی قائل فتوی قول امام محمد ہے نہایہ شرح ہدایہ مین ہے ان ترک ہذا الطلب بغیر عذر لا تبطل شفعتہ وان طالت المدۃ وعلی قولہما تبطل اذا طالت المدۃ واختلفت الروایات عنہما فی طول المدۃ ففی روایۃ عن محمد ثلثۃ ایام وفی اخری شہر وہو احدی الروایات عن ابی یوسف قال شیخ الاسلام الفتوی الیوم علی ہذا وہکذا ذکرہ ایضا فی الجامع الصغیر لقاضی خان فکان ما اختارہ فی الکتاب ان الفتوی علی قول ابی حنیفۃ مخالفا لروایات ہذہ الکتب انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے قال فی شرح المجمع وفی الجامع الخانی الفتوی الیوم علی قول محمد لتغیر احوال الناس فی قصد الاضرار انتہی وبہ ظہر ان افتائہم بخلاف ظاہر الروایۃ لتغیر الزمان ونظائرہ کثیرۃ وقصد الاضرار فی زماننا کثیر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی ۱۲۹۶

تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

واقعی شفعہ اُسکا باطل ہوا مطابق فتوای متاخرین متبحرین کے فی کمال الدرایۃ فی شرح النقایۃ وبتاخیرہ شہرا من غیر عذر مرض اوحبس یبطل عند محمد وہو قول زفر واختیار الکرخی وبای یقول محمد یفتی الیوم لقصد اہل الزمان الی الاضرار بغیرہم انتہی مختصرا وفی شرح البرجندی الخ بقول محمد رح یفتی کذافی مبسوط الامام خواہرزادہ والمحیط والروضۃ والتتمۃ وفتاوی قاضیخان والخلاصۃ

انتہی واللہ علیم حررہ ابوالاحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۵ھ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس صورت مین کہ ہندہ نے منجملہ چند مکانات مشترکہ چند اشخاص کے حصہ ایک شریک کا بذریعہ بیعنامہ کے خرید کیا ہے اور دعوی شفیع کا بربناے شرع شریف منجانب دیگر شرکا کے دائر ہوا ہے مابین فریقین بابت تعمیل مراتب مواثبت واستشہاد کے بحث ہے طرف سے شفیع کے طلب مواثبت واستشہاد اس طور پر ظاہر کی گئی ہے کہ نو بجے دن کو وقت علم بیع کے روبرو اُن اشخاص کے کہ جو رشتہ دار شفیع کے ہین اور جن سے علم بیع کا ہوا شفیع نے کہا کہ حق ہمارا ہے ہم لیوینگے بعد اُسکے شفیع نے بغرض لینے روپیہ کے کچھ مہاجن کے اُنھین اشخاص کو روانہ کیا چنانچہ وہ روپیہ لائے اور قریب دوپہر کے پاس بائع کے ایک گاؤن مین جہان بائع مسکن پذیر تھا گئے اور مکانات مشفوعہ شہر مین واقع ہین اور مابین شہر مذکور اور گاؤن مسکن بائع کے دریا حائل ہے اور وہ شہر سے بفاصلۂ ایک کوس کے ہے اور بائع قابض جائداد مشفوعہ نہین تھا اور مشتریہ متصل مسکن شفیع کے شہر مین منجملہ مکانات مشفوعہ کے ایک مکان مین قبل بیع داری سے موجود تھی جب وہ لوگ پاس بائع کے گئے تو بائع سے کہا کہ شفیع نے کہا ہے کہ حق ہمارا ہے ہمکو دو تب بائع نے کہا کہ ہم بیع کر چکے مشتریہ کے پاس روپیہ لیجاؤ بعد اُسکے وہ لوگ قریب شام کے پاس شوہر مشتریہ کے آئے اور کہا کہ شفیع اپنا حق لینے کو مستعد ہے روپیہ بھیجا ہے تب شوہر مشتریہ نے گھر مین جا کر و پھر باہر آکر کہا کہ مکان ہمنے رہنے کو لیا ہے بیچنے کو نہین لیا ہے اور شفیع بوقت علم کے ایک دفعہ مکان مین منجملہ مکانات مشفوعہ کے موجود تھا اب شفیع یہ استدلال پیش کرتا ہے کہ طلب مواثبت واستشہاد کے موافق شرع شریف کے ہو گئی ہے وہ مشتریہ

بتاریخ ۲۱ شوال ۱۲۹۵ھ مرسلہ مولوی محمد علی دہلوی

یہ اعتراض کرتی ہے کہ طلب مواثبت واستشہاد موافق شرع شریف کے عمل مین نہین آئی ہے کیونکہ وہ لوگ جن سے علم بیع کا شفیع کو حاصل ہوا تھا بقول شفیع اُسوقت موجود تھے شفیع نے اُسکو چھوڑکر طلب استشہاد بقول خود بائع غیر ذی ید سے جو ایک گانون مین شہر سے بفاصلہ ایک کوس کے رہتا تھا کی و طلب مواثبت واستشہاد مظہرہ اپنے مین شفیع نے حدود اربعہ مکانات مشفوعہ کا بیان نہین کیا ہے پس قریب کو چھوڑکر بعید سے استشہاد کرنا و بصورت موجود ہونے گواہ کے اپنی طلب پر گواہ نکرنا و حدود اربعہ مکانات مشفوعہ کا بیان نکرنا بموجب فتاوی عالمگیری وشامی وہدایہ وغیرہ کے مبطل شفع ہے و بموجب کتب مذکورہ کے یہ بھی اعتراض کرتی ہے کہ چونکہ طلب استشہاد خود بقول شفیع بہ توقف عمل مین آئی لہذا وہ بھی مبطل شفع ہے بنا برآن سوال یہ ہے کہ آیا طلب مواثبت واستشہاد موافق شرع شریف مذہب حنفیہ کے منجانب شفیع کے عمل مین آئی ہے یا نہین یا کہ اعتراضات مظہرہ مشتریہ صحیح ہین اور وارد ہوتے ہین بینوا توجروا

ہو المصوب عذر اول کہ شفیع نے دونون طلب کے وقت حاضرین کو گواہ نہین بنایا غیر معتبر ہے پس اس وجہ سے کہ گواہ بنانا طلب مواثبت مین لازم نہین ہدایہ مین ہے والاشهاد فيه ليس بلازم وانما هو لنفي التجاحد انتهى اور نہایہ حاشیۂ ہدایہ مین ہے وذلك لان طلب المواثبة ليس لاثبات الحق وانما شرط هذا الطلب ليعلم انه غير معرض عن الشفعة وغير راض بجواز هذا الدخيل و الاشهاد ليس بشرط فيه انتهى اور عنایہ حاشیۂ ہدایہ مین ہے ان الاشهاد في ذلك ليس بشرط انتهى اور در مختار کے باب طلب الشفعة مین ہے الاشهاد فيه ليس بلازم بل لمخافة الجحود انتهى اور طلب اشہاد مین جو بعد طلب مواثبت کے بائع یا مشتری یا نفس شئ مبیع کے پاس ضرور ہے اگرچہ ظاہر ہدایہ اور بہت کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہ بنانا ضرور ہے مگر معتبر یہ ہے کہ اس طلب مین بھی ضرور نہین ہے رد المحتار حاشیۂ در المختار مین ہے

اقول ظاهر عبارتهم لزوم الاشهاد فيه لكن رأيت في الخانية انما سمي الثاني طلب الاشهاد لا لان الاشهاد شرط ليمكنه اثبات الطلب عند جحود الخصم انتهى اور نتائج الافكار حاشیہ ہدایہ مین ہے لكن الا يمنع لزوم الاشهاد في طلب التقرير يعني طلب الاشهاد ايضا بناء على ما ذكره قاضيخان في فتاواه حيث قال وانما يسمى الثاني طلب الاشهاد لا لان الاشهاد شرط بل ليمكنه اثبات الطلب عند جحود الخصم انتهى فانه يدل على ان الاشهاد في طلب التقرير ليس بلازم بل انما هو لنفي التجاحد كما في طلب المواثبة وبناء

علی ماذکرہ صاحب الہدایۃ حیث قال اما الاشہاد علی ہذا الطلب فلیس بشرط وانما ہو لتوثقہ علی تقدیر
الانکار کما فی طلب الاول انتہی اور عذر دوم اسوجہ سے غیر معتبر ہے کہ طلب اشہاد مین اسیقدر ضرور ہے کہ طلب
بائع کے پاس ہو یا مشتری کے پاس یا شی مبیع کے پاس عام ازینکہ بائع یا مشتری ذوالید ہو یا نہو اور
ذوالید کو چھوڑ کے غیر ذوالید کے پاس طلب کرنا مبطل شفع نہین ہے رد المحتار مین باب ما یبطل الشفعۃ مین ہے
تقدم انہ یصح الاشہاد علی المشتری وان لم یکن العقار فی یدہ وکذا علی البائع وان لم یکن الدار فی یدہ استحسانا
کما ذکرہ شیخ الاسلام انتہی اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے ان کان المبیع فی ید المشتری ذکر الکرخی فی النوادر انہ
لا یصح الاشہاد علی البائع ونص محمد فی الجامع الکبیر انہ یصح الاشہاد علیہ بعد تسلیم المبیع استحسانا لا قیاسا کذا فی المحیط
السرخسی انتہی اور عذر عدم بیان حدود مکان کا بھی غیر معتبر ہو اس وجہ سے اگرچہ ہدایہ وغیرہ کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے
کہ ذکر حدود ضرور ہے لیکن معتمد یہ ہو کہ یہ شرط اولویت ہو نہ شرط لزوم جامع الرموز مین ہے لا بد ان یبین الدار
مع کل واحد من مراتب الثبوت کما فی قاضیخان لکن فی الکافی وغیرہ ان تبیین ہذہ الامور لیس بلازم بل ہو سنۃ انتہی اور عذر
توقف کا طلب اشہاد مین اس وجہ سے غیر معتبر ہے کہ طلب اشہاد کو کچھ فی الفور ہونا نہین ضرور ہے اور نہ کوئی مدت خاص
اسکی مقرر ہو کہ اس سے تاخیر کرنا مبطل شفعہ ہووے بلکہ مدار تمکن پر ہے جیسا کہ جامع الرموز مین ہے انما ذکر
کلمۃ ثم اشارۃ الی ان مدۃ ہذا الطلب لیست علی فور المجلس بل مقدرۃ بمدۃ التمکن من اشہاد کما فی
النہایۃ وغیرہ انتہی باقی رہا یہ عذر کہ قریب کو چھوڑ کے شفیع نے بعید کے پاس طلب اشہاد کیا
علی الخصوص جبکہ بعید یعنی بائع اس مصر مین نتھا اور مکان مشفوع بہ اور مشتری شہر مین تھا پس
اگرچہ یہ امر مختلف فیہ ہے کہ قریب کو چھوڑ کے بعید سے طلب کرنا مبطل شفعہ ہے یا نہین لیکن اکثر
کتب معتبرہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر مبطل شفعہ ہے جامع الرموز مین ہے فیہ اشارۃ الی ان
لا الاشہاد عند الابعد ہولاء مع الاقرب علی ما قال بعض المشایخ وذہب آخرون الی انہ انما یشہد عند
الاقرب کما فی المحیط وغیرہ انتہی اور حاشیہ در مختار مسماۃ بتعالیق الانوار مین غنیۃ ذوی الاحکام شرح درر الحکام حاشیہ شرنبلالیہ سے منقول ہے
لو قصد الابعد من ہولاء الثلثۃ وترک الاقرب فان کانوا جمیعا فی المصر جاز استحسانا وان کان بعضہم فیہ
والبعض فی مصر آخر او فی الرستاق فقصد الابعد وترک الذی ہو فیہ بطلت شفعتہ قیاسا واستحسانا
کما فی التبیین اور رد المحتار مین خانیہ سے منقول ہے ان کان المتبایعان والشفیع والدار فی مصر والدار
فی ید البائع علی ایہم ذہب الشفیع وطلب صح ولا یعتبر فیہ الاقرب والابعد لان المصر مع تباعد الاطراف

لمکان واحد الا ان یختار علی الاقرب ولم یطلب فتبطل وان کان الشفیع وحدہ فی مصر آخر فالی ایہم ذہب صح وان احد المتبایعین فی مصر الشفیع تطلب من الابعد بطلت انتہی اور اسیطرح فتاوی عالمگیری وغیرہ مین ہے مگر یہ حکم اُس صورت مین ہے جبکہ اقرب کو بالکل ترک کردے اور ابعد سے طلب شفعہ کرے اور صورت مسئول عنہا مین اقرب سے بالکلیہ ترک نہین پایا گیا اسوجہ سے کہ شفیع نے طلب اشہاد بائع و مشتری دونون سے کی غایۃ الامر یہ کہ اُسنے بائع سے بدین خیال کہ وہ قابض ہوگا اور کسی وجہ سے تقدیم کی اس سے جسقدر تاخیر طلب اشہاد کے مشتری سے لازم آئی وہ مبطل شفعہ نہین کیونکہ قرائن حالیہ اس امر پر قائم ہین کہ یہ تاخیر بغرض اعراض نہین اور ایسی تاخیر طلب اشہاد کی جو بغرض اعراض نہو مبطل نہین عینی بنایہ شرح ہدایہ مین لکھتے ہین لما اذا کان ہناک مانع والظاہر انہ ترک الاشہاد ولا الاعراض فلا یسقط حقہ انتہی اور یہ بھی لکھتے ہین ثم اذا اخر بعد زمان کما اذا اعلمہ فی اللیل فاخر الی الصبح او اقیمت الصلوۃ ویخاف فوت الصلوۃ فاخرہ لا یسقط شفعتہ انتہی علاوہ ازین شفیع نے جسوقت طلب مواثبت دو گواہون کے سامنے کی اُسوقت وہ ایک دار مین اُنھین دارون سے جنکی طلب مقصود تھی موجود تھا پس یہ طلب اُسکے قائم مقام دونون طلب کے ہوگئی اور تاخیر اقرب و تقدیم ابعد بھی نہین لازم آئی عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین فی مبسوط شیخ الاسلام الشفیع انما یحتاج الی طلب الاشہاد بعد طلب المواثبۃ اذا لم یمکنہ الاشہاد عند طلب المواثبۃ بان سمع الخبر حال غیبۃ البائع والمشتری والدار اما اذا سمع الشفیع عند حضرۃ ہولاء وطلب المواثبۃ واشہد علی ذلک فذلک یکفیہ ویقوم مقام الطلبین انتہی اور یہ بھی لکھتے ہین حتی لو سمع الشفیع عند حضرۃ احد من البائع والمشتری او عند الدار وجد عنہ طلب المواثبۃ واشہد علی ذلک یکفیہ ویقوم ذلک مقام الطلبین کذا فی الفتاوی الظہیریۃ انتہی الحاصل صورت سوال مین بحسب ضوابط شرعیہ تحقق طلب مواثبت واستشہاد کا ہوگیا اور حق شفعہ ثابت ہوگیا اور اعتراضات مشتریہ کے قابل اعتبار نہین ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا مثنیٰ حامدًا و مصلیا کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ طلب خصومت اگر دیر واقع ہو تو حق شفعہ باطل ہوتا ہے یا نہین جو قول مفتی بہ اور قابل اخذ ہوا سکو بدلائل و براہین

مستند بکتب مذہب بیان فرمائیے بینوا توجروا

ہو المصوب اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک موافق ظاہر الروایت کے شفعہ باطل نہوگا اور ہدایہ اور کافی مین اسی کو مفتی بہ لکھا ہے لیکن جماعت کثیرۂ محققین حنفیہ نے امام محمد کے قول پر فتوی دیا ہے عینی بنایہ شرح ہدایہ مین لکھتے ہین ان ترک ہذا الطلب لغیر عذر لا تبطل شفعتہ وان طالت المدة وعلی قولہما تبطل اذا طالت المدة واختلفت الروایة عنہما فی طول المدة ففی روایة عن محمد ثلثة ایام وفی اخری الشہر وہو احدی الروایات عن ابی یوسف قال شیخ الاسلام الفتوی الیوم علی قول محمد وہکذا ذکر ایضا فی الجامع الصغیر لقاضیخان فکان ما اختارہ فی الکتاب ان الفتوی علی قول ابی حنیفة مخالفا لروایات ہذہ الکتب انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے قال فی شرح المجمع فی الجامع الخانی الفتوی علی قول محمد لتغیر احوال الناس فی قصد الاضرار وبہ ظہر ان افتاءہم بخلاف ظاہر الروایة لتغیر الزمان ونظائرہ کثیرة وقصد الاضرار فی زماننا کثیر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الرہن

استفتا [۲۰] چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین درین مسئلہ کہ نفع رہن چنانکہ راہن مرتہن را مباح کند جائز است یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب مکروہ ہست در اشباہ می آرد ویکرہ للمرتہن الانتفاع بالرہن باذن الراہن انتہی ودر قنیہ می آرد عن ابی یوسف المرتہن سکن الدار المرہونة باذن الراہن یکرہ واطلق فی الصرف انہ یکرہ والاحتیاط فی الاجتناب عنہ لما فیہ من شبہة الربا انتہی وحموی در حاشیۂ اشباہ می نویسد فی الجامع لمجد الائمة عن عبد اللہ بن محمد بن اسلم انہ لا ینتفع بشیء منہ وان اذن لہ الراہن لانہ اذن فی الربا لانہ یستوفی دینہ فتکون المنفعة ربا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

محمد عبد الحی / ابو الحسنات

استفتا [۲۱] کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ خالد نے ایک قطعہ باغ خواہ قطعہ آراضی اپنی پاس ولید کے رہن رکھی اور فصل اس باغ کی یامنافع آراضی کا خالد نے ولید کو بعوض

اُنہوں روپیہ کے بحل و دمباح کردیا ہو پس ایسا منافع جائز ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے۔ بینوا توجروا

ہو المصوب ایسا منافع ناجائز ہے حواشی درمختار للطحطاوی میں ہے فی شرح الملتقی انہ یحرم الانتفاع بلا اذن و بہ ای بالاذن یکرہ کما فی المضمرات وغیرہا انتہی اور بھی اُسی میں ہے و الغالب من احوال الناس انہم انما یریدون عند الدفع الانتفاع ولولاہ لما اعطاہ والدراہم وہذا بمنزلۃ الشرط لان المعروف کالمشروط وہو مما یعین المنع انتہی اس سے معلوم ہوا کہ اگر راہن اجازت نہ دے تو نفع لینا مرتہن کو حرام ہے اور اگر اجازت دے تو مکروہ تحریمی ہے خصوصاً جبکہ مشروط ہو یا حکم مشروط میں ہو جیسا کہ اس زمانے مین دستور ہے کہ بعض تو ایسے معاملہ کے وقت راہن سے شرط اذن کی کر لیتے ہین اور رہن نامہ مین لکھوا لیتے ہین اور بعض محتاطین اگرچہ بظاہر شرط نہین کرتے ہین لیکن مقصود اُنکو بھی ہوتا ہے یہانتک کہ اگر اُنکو یہ معلوم ہو کہ راہن اجازت منافع وفصل وغیرہ کی نہ دیگا تو کبھی رہن نہ لیوین یہ صورت حکماً مشروط کی ہے اور حدیث مین بھی ایسی صورت سے ممانعت وارد ہے تاریخ بخاری مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقرض احدکم فلا یاخذ ہدیۃ کذا فی اغاثۃ اللہفان اور بھی اُسمین ہے فی صحیح البخاری عن ابی بردۃ عن ابی موسی قال قدمت المدینۃ فلقیت عبد اللہ بن سلام فقال لی انک بارض الربا فیہ فاش فاذا کان لک علی رجل حق فاہدی الیک حمل شعیر فلا تاخذہ فانہ ربا وجاء ہذا المعنی عن ابن مسعود و ابن عباس و ابن عمر انتہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین عطا سے مروی ہے کانوا ای الصحابۃ یکرہون کل قرض جر منفعۃ اور مسند حارث بن اسامہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کل قرض جر نفعا فہو ربا انتہی ان احادیث سے اور اقوال صحابہ سے معلوم ہوا کہ قرض دینے والے کو کسی طرح کا ہدیہ قبول کرنا اُس شخص کا جسنے قرض لیا ہے یا اُس سے کسی طرح کی منفعت حاصل کرنا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ برضا و رغبت اُس شخص کے ہو اور یہ جو بعض کتب حنفیہ مین مرقوم ہے کہ نفع لینا مرتہن کو باذن راہن جائز ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ جب اذن خالص ہو شائبہ اُس مین شرط کا نہو نہ عبارت مین اور نہ خاطر مین اور جب دلمین خیال آگیا جیسا کہ اس زمانے مین ہے تو وہ حکم ربا مین داخل ہوگیا علاوہ ازین جیسے ایک جماعت فقہا کی اذن کی صورت مین جائز رکھتی ہے ایک جم غفیر فقہا کی منع بھی کرتی ہے عبارت طحطاوی کی اسپر شاہد ہے اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے لیس للمرتہن

ولا للراہن ان یزرع الارض ولا یواجرہا لانہ لیس لہما الانتفاع بالرہن انتہی اور قنیہ مین جامع التفاریق سے منقول ہے عن ابی یوسف المرتہن یسکن الدار باذن الراہن یکرہ انتہی اور مجمع البرکات مین ہے الحاصل ان المرتہن لا ینتفع بالرہن سواء اذن لہ الراہن او لم یاذن و فی التہذیب یکرہ للمرتہن الانتفاع بالرہن ان اذن لہ الراہن کذا فی المعدن انتہی اور حواشی اشباہ مین ہے فی الجامع لمجد الائمۃ عن عبد اللہ محمد بن سلیم انہ لا یحل لہ ان ینتفع بشئ منہ وان اذن لہ الرہن لانہ اذن فی الربا لانہ یستوفی دینہ فیکون المنفعۃ ربا انتہی اور اشباہ مین ہے یکرہ للمرتہن الانتفاع بالرہن باذن الراہن انتہی اور زیادہ تحقیق اس مسئلہ کی میرے رسالۃ الفلک المشحون فیما یتعلق بانتفاع المرتہن بالمرہون مین موجود ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۲۱] کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے ایک قطعۂ نوٹ اپنا پاس عمرو کے اس غرض سے رکھدیا ہے کہ عمرو منافع اُسکا زید کو دیا کرے پس یہ منافع جائز ہے یا نہین اگر نہین ہے تو کیون کیا یہ بھی داخل سود ہے بینوا توجروا

ہو المصوب یہ منافع صریح سود اور حرام ہے اس سبب سے کہ نوٹ اگرچہ بظاہر کاغذ ہے لیکن بحسب استعمال وہ روپیہ ہے اسی وجہ سے اگر کسی کا نوٹ مثلاً دس ۱۰ روپیہ کا ہلاک ہوگیا تو مالک دس روپیہ ہلاک کرنے والے سے بھر لیتا ہے نہ قیمت اُسقدر کاغذ کی کہ شاید دو ایک پیسا ہو پس نوٹ کا رکھنا بعینہ روپیہ کا رکھنا ہے اور اُس سے منافع لینا حرام قطعی ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۲۲] بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اندرین مسئلہ کہ ہندہ از زید نابالغ کہ دران زمان ہشت سالہ بود یکہزار پانصد روپیہ وام گرفت و مکان خود بمیعاد دو ماہ نزد او گرو داشت کہ زید برا و قبضۂ کامل ہم نیافت متاع واساس البیت ہندہ بدستور دران مکان بود بلکہ خود ہندہ نیز ہمدران خانہ ساکن ماند پس ازان زید مکان مذکور را بذریعۂ مرتہنی بعمرو پسر ہندہ بحساب یازدہ روپیہ چہار آنہ ماہوار بکرایہ داد در کرایہ گرفتن لفظ عمرو این بود کہ من مکان فلانے را از زید بچندین اجرت ماہانہ بکرایہ گرفتم و تا انفکاک رہن اجرت قرار یافتہ بما دا خواہم کرد و یک قرارنامہ تحریر نمود کہ میان دو ماہ میعاد مندرجۂ رہن نامہ موضع مبنی عوض مکان نزد

مرتہن رہن خواہم کنانید و اگر نہ کرایہ یک سال بحساب مذکور یکصد و سی و پنج روپیہ از نزد خود بمرتہن
خواہم داد لیکن عمرو دران مکان یک روز ہم سکونت نورزید بمکان مملوک خود کہ در ہمان محلہ واقع است
ساکن ماند نہ آن مکان مرہون فارغ بود کہ ہندہ مالکہ راہنہ خود در وسکونت میداشت و آن اقرار عمرو
نیز وفا نشد کہ فک رہن مکان و تبدیلش بموضع مبنی پس از یازدہ ماہ بوقوع آمد اندرین زمانہ و نیز بعد
آن تا مدت مدید عمرو یک خرمہرہ از زر کرایہ نداد و نہ زید مطالبہ کرد تا آنکہ پس از چار و نیم سال زید
نالشی شد کہ مکان تا احرو ز بطریق اجارہ نزد عمرو ست و او مرا چیزے نداد است نہ کرایہ اینقدر
مدت کہ پانصد و شش روپیہ چہار آنہ است دہانیدہ یا بم عمرو بجواب دعویش گفت کہ عقد رہن
بوجہ غرض زید صحت نداشت و چون موضع مبنی بجاے مکان گرو شد مکان از قید رہن بیرون آمد
پس کرایہ و کرایہ نامہ کہ ہم بر صحت و بقاے رہن متفرع بود خود ببطلان رفت زید با سخش میگوید کہ آرے
من دران زمان نابالغ بودم مگر پدرم بکر بولایت خودش از من براے نفع من مکان بارتہان گرفت
و باز ہم از جانب من بعمرو اجارہ داد حاکم دیوانی بر بناے اقرار نامہ و نیز تحریر کرایہ نامہ کہ تا فک رہن
کرایہ ماہ بماہ خواہم داد چنان فیصلہ نمود کہ تا وقتیکہ مکان از رہن رستگاری یافتہ و بجایش موضع مبنی
گرو نشدہ بود مکان بکرایہ عمرو بود بعد ازان رہنش منتہی گشت و اجارہ کہ برو مبتنی بود ہم لغو و باطل
گردید و این رستگاری و تبدیل پس از یازدہ ماہ بوقوع آمد پس کرایہ یازدہ ماہ یکصد و بست و سہ روپیہ
دوازدہ آنہ بر عمرو واجب الادا است باقی دعوی زید نامسموع عمرو پیش قاضی شرع مرافعہ کرد قاضی
برین بنا کہ ہمہ عقود شرعیہ میان عاقلین بالغین میباشد و زید دران ہنگام نابالغ بود و کاربرداری
پدرش براہ ولایت از تحریرات و ستاویزہا بہ ثبوت نمیرسد کہ دران تنہا نام زید نوشتہ است
لہذا رہن مذکور باطل بود و نیز مرتہن قبضہ نیابت ماخود میدانیم کہ راہنہ خود در آنخانہ سکونت
میداشت و رہن از زوال قبضہ مرتہن باطل می گردد و چون رہن باطل شد کرایہ و کرایہ نامہ ہم کہ
متفرع بر بقاے صحت رہن بود لغو و مہمل گشت پس زید استحقاق یک حبہ ندارد فیصلہ حاکم دیوانی را
منسوخ و عمرو را یکسر از دعوی بری فرمود زید در محکمہ صدر مرافعہ مستغیث آمد حاکم صدر از مفتی ثالث
فتوی خواست خلاصہ اش آنکہ از روئداد مسل و اظہار گواہان صحیح شرعی بودن رہن و قبض
و دخل مرتہن و استجارہ عمرو بمشاہرہ گیارہ روپیہ چار آنہ بخوبی ثابت و صحت اجارہ را ماجر شدن

بلکہ شے مرہون کہ در قبضہ مرتہن باشد اجارہ اش اگرچہ بے اذن راہن بود صحیح و نافذ ست و مرتہن
اجرت او را مستحق و حاکم مرافعہ کہ عقد رہن را بوجہ صغر سنی مرتہن غیر صحیح و عقود شرعیہ را در عاقدین
بالغین منحصر میداند محض غلط نہ در دستاویز ذکر ولایت پدری شرعا ضرور لیکن داماد مدعی مستحق تمام زر مدعا علیہا
یعنی صد ا سے ہست برین افتا حاکم صدر فیصلہ بنام مدعی کرد این صورت واقعہ و خلاصہ ہست لہذا
حالا از علماے دین متین ایدہم اللہ تعالی بتوفیقہ استفسار میرود کہ در صورت مستفسرہ حکم شرعی
چیست و رہن مذکور صحیح ہست یا نہ و زر کرایہ کل یا بعض بر ذمہ عمرو واجب الادا است یا چہ و ازین
سہ حکم مختلف کدامی حکم با شرع مطابقت دارد بینوا توجروا

ہو المصوب درین صورت بمعاملۂ رہن کہ فیما بین ہندہ و زید واقع گشتہ بسبب فقدان
قبض مرتہن کہ از شرائط جواز رہن ست غیر معتبر و باطل ست در عالمگیریہ می نویسد قال محمد فی کتاب الرہن
لا یجوز الرہن الا مقبوضا فقد اشار الی ان القبض شرط جواز الرہن وقال الشیخ المعروف بخواہر زادہ
الرہن قبل القبض جائز الا انہ غیر لازم وانما یصیر لازما فی حق الراہن بالقبض وکان القبض شرط اللزوم
لا شرط الجواز کالقبض فی الہبۃ والاول اصح کذا فی المحیط انتہی و کرایہ نامہ ہم غیر معتبر ست باعث استحقاق
زید نیست بسبب این کہ بنائے آن جواز معاملہ رہن ست و ہرگاہ آن معاملہ لغو گشتہ معاملہ کہ بران مبنی
بودہ ہم لغو گشتہ و نیز بسبب اینکہ نویسندہ کرایہ نامہ استیفاے معقود علیہ نساختہ پس زید را استحقاق
زر اجرت بر آن ثابت نگشتہ در عالمگیریہ مینویسد و منہا ای شرائط انعقاد الاجارۃ تسلیم المستاجر
فی اجارۃ المنازل ونحوہا او اکان العقد مطلقا عن شرط التعجیل حتی لو انقضت المدۃ من غیر تسلیم المستاجر
لا یستحق شیئا من الاجرۃ انتہی و ہم در آن ست ثم الاجرۃ تستحق باحد معان ثلثۃ اما بشرط التعجیل او بالتعجیل
او باستیفاء المعقود علیہ انتہی بناء علی ہذا حکم حاکم مرافعہ درین بحث صحیح ست و حکم حاکم دیوانی و ہمچنین حکم
مفتی ثالث قابل التفات نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد
عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین متین اس مسئلہ مین کہ زید نے ایک قطعہ آراضی
اپنی بعوض زر نقد تعدادی دس روپیہ کی پاس بکر کے رہن مع قبضہ کرکے محاصل آراضی بکر کو
بجل اور معاف کر دیا اور شرط یہ کی کہ جب زید دس روپیہ ادا کرے آراضی فک رہن کرلیوے

بعد دس سال کے زید نے باداے مبلغ دس روپیہ آراضی فک رہن کرلی اور محاصل آراضی مذکور بکر تا مدت دس سال لیتا رہا پس لینا اُس محاصل کا بکر کو جائز تھا یا نہین اور اگر درست تھا اور اب بعد فک رہن کے زید اُس محاصل موصولہ بکر کو کہ جو مثلاً پانچسو روپیہ ہین بعوض مبلغ ایک روپیہ کے بیچڈالے اور وہ ایک روپیہ بکر سے قیمت اُس محاصل کی لیوے تو بکر نا جوازی حصول محاصل مذکورہ سے بری ہو سکتا ہے یا نہین اور اگر نہین ہو سکتا ہے تو بواپسی

کل محاصل نجات بکر ممکن ہے یا نہین

ہوالمصوب وہ محاصل بکر کو واپس کرنا لازم ہے اُسکو انتفاع اُن محاصل کے ساتھ جائز نتھا اور اُن محاصل کو بعوض ایک روپیہ کے نہین بیچ سکتا ہے البتہ بواپسی کل محاصل نجات ممکن ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

کتاب الاجارہ

استفتا [۲۱۳] چہ میفرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے اپنے موضع قاسم پور کو کہ جسکی آمدنی سالانہ مبلغ تین سو روپیہ تھی پاس خالد کے ہزار روپیہ پیشگی لیکے سو روپیہ کا پٹہ لکھدیا اور مبلغ دو سو کو خالد کی رعایت سے بسبب لینے ہزار روپیہ پیشگی کے اصل آمدنی ونکاسی موضع قاسم پور سے چھوڑ دی اس صورت مین مبلغ

دو سو روپیہ کا زید سے لینا جائز ہے یا نہین

ہوالموفق زید کو اپنے موضع کا اختیار ہے جسقدر پر چاہے ٹھیکہ دے ہان اگر یہ شرط کی ہے کہ بعوض ہزار روپیہ تمہارے کے دو سو روپیہ چھوڑ دئیے بیشک یہ سود ہے اور ربا کا لینا

حرام ہے واللہ اعلم۔ نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد

صح الجواب واللہ اعلم۔ حررہ محمد عبد الحی عفی عنہ

استفتا [۲۱۴] چہ می فرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ اکثر بلاد مین مثل سورت وغیرہ کے درختہاے کھجور ہوتے ہین اور اجارے پر دیتے ہین اور اجارہ دار

اُسکا ثمر کم بیچتے ہین اور رس اُسکا کہ اُسکو نیرا کہتے ہین اور اُسمین سُکر مطلق نہین ہوتا بہت پیتے ہین اور یہان کے علمانے بسبب عدم سکر فتوی آب درخت مذکور پر یعنی نیرے کی حلت پر دیا ہے اکثر بیچتے ہین اور یہی رس جب دو تین پہر رہے تو حرارت آفتابی سے اُسمین سکر آجاتا ہے پس اُس سے سرکہ بناتے ہین اور شراب بھی بناتے ہین پس اس صورت مین بونا درخت کھجور کا اور کسی طرح کا نفع لینا اور یا اجارہ دیکر نفع لینا یا ان درختون کا بیچنا خرید کرنا شرعا درست ہے یا نہین اور درصورتیکہ آب درخت کھجور اور تاڑ وغیرہ مین سکر مطلق نہو پینا اُسکا درست ہے یا نہ بینوا فی امرہ من الکتاب توجروا یوم الحساب پنجشنبہ ۱۲۸۸ھ

ہوالمصوب حدیث صحیح مین وارد ہے ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد والدار قطنی وغیرہما یعنی جس چیز کا کثیر مسکر ہے قلیل بھی حرام ہے پس اگر نیرا کثیر مسکر نہین حلال ہے ورنہ اُسکا قلیل بھی حرام ہے اور اُس تقدیر پر بونا کھجور کا اور اُسکا اجارہ دینا اور خرید کرنا اگر اُس سے سوائے فروخت نیرہ کوئی منفعت ہو درست ہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

استفتا [۲۱۶] کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ گاڑیان واسطے پونچا دینے لٹھون کے گھاٹ دریا سے ایک مقام معین کو کرایہ کین اور لٹھے دریا کے اُس پار سے بذریعہ کشتی عبور ہوکر آئے گاڑی والون نے کہا کہ ان لٹھون کو کشتیون مین سے اسی جگہ یعنی ہمارے گاڑیون کے متصل کھول دو ہم اپنے گاڑیون مین بھر لینگے اُسنے کہا گیا کہ یہ جگہ اندیشے کی ہے اس جگہ کھولنے سے لٹھے بہجاوین گے بجاے امن انکو کھولین گے وہانسے تم بھر لینا گاڑی والون نے کہا کہ ہمارا آرام اسی جگہ ہے اور تم اسجگہ لٹھونکو کھول دو اگر یہان سے تلف ہوجاوین گے تو ہم دیوین گے چنانچہ لٹھاے مذکور اُسی جگہ کھولکر گاڑی بانان کو شمار کر دیئے اور اُنھون نے اُس روز گاڑیان نہین بھرین اُسی شب مین دو لٹھے اُنمین سے بہگئے اور بعد تلاش بسیار کے ایک لٹھ ملا اور دوسرا نہین ملا اس صورت مین گم شدہ لٹھے کی قیمت کا تاوان اور اُسکی تلاش کا صرف اور ملے ہوے لٹھے کی تلاش کا صرف گاڑی بانان مذکور سے وصول کرنا درست ہے یا نہین اور درصورت جواز وصول تاوان کے کیا قیمت لیجاویگی

[illegible]

الجواب صورت مسئولہ مین گاڑی بان سے تاوان لینا اگرچہ جائز نہین ہے بقول امام اعظم رحمہ اللہ کے اسواسطے کہ گاڑی بان اجیر مشترک ہے اور اجیر مشترک پر درصورت ہلاک ہونے مافی یدکے بغیر اُسکے عمل کے ضمان نہین اگرچہ ضمان کی شرط اُسپر کیگئی ہو اسواسطے کہ جو مال اُسکے سپرد کیا وہ امانت ہے اور ضمان کی شرط امانت مین باطل ہے مثل مودع کے اسی قول پر فتوی ہے ایسا ہی عامہ کتب معتبرہ مین اور اسی کا جزم کیا ہے اصحاب متون نے پس یہی مذہب ہے بخلاف روایت اشباہ کے کما فی الدر المختار ولا یضمن ما ہلک فی یدہ وان شرط علیہ الضمان لان شرط الضمان فی الامانة باطل کالمودع وبہ یفتی کما فی عامة المعتبرات وبہ جزم اصحاب المتون فکان ہو المذہب خلافا لما فی الاشباہ انتہی وفی العالمگیریة وحکم الاجیر المشترک ان ما ہلک فی یدہ من غیر صنعہ فلا ضمان علیہ فی قول ابی حنیفة رح وہو قول زفر والحسن وانہ قیاس سواء ہلک بامر یمکن التحرز عنہ کالسرقة والغصب او بامر لا یمکن التحرز عنہ کالحرق الغالب والغارة الغالبة انتہی لیکن اس زمانہ مین صاحبین کے قول پر فتوی ہے یعنی ضمان لینا جائز ہے کما فی العالمگیریة وبقولہما یفتی الیوم لتغیر احوال الناس وبہ یحصل صیانة اموالہم کذا فی التبیین انتہی اس صورت مین گاڑی بان سے تاوان لٹھ گم شدہ کا بقدر اُسکی قیمت اُس جگہ کے جہان گم ہوا اور صرف تلاش لٹھ گم شدہ اور یافتہ کا وصول کرنا درست ہے لیکن بجبر وصول کرنے مین روایتین مختلف ہین ترجیح عدم جبر کو ہے کما فی العالمگیریة وبعضہم افتوا بالصلح عملا بالقولین وللشیخ الامام ظہیر الدین المرغینانی یفتی بقول ابی حنیفة رح قال صاحب العدة فقلت لہ یوما من قال منہم یفتی بالصلح من یجبر الخصم لو امتنع قال کنت افتی بالصلح فی الابتداء فرجعت لہذا انتہی واللہ اعلم بالصواب تتمہ شیاعت علی عقعقہ فی الواقع درباب ضمان اجیر مشترک کے اگرچہ اُسپر ضمان شرط کیا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ضمان نہین ہے اور صاحبین کے نزدیک ضمان ہے بشرطیکہ اُسکی قدرت مین رفع صورت ہلاک ہو رد المحتار مین ہے حاصل ما فی فتاوی الطوری عن المحیط ان ضمان المشترک مطلقا مقید بثلثة شروط ان یکون فی قدرتہ رفع ذلک فلو غرقت بموج او ریح او صدمة جبل لا یضمن الخ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

کتاب الرق

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسئلوں میں اوّل جو کافر اپنے آپ یا اپنی اولاد صغار کو کسی مسلمان کے ہاتھ بیچتا ہے تو مسلمان کو اسکا خریدنا شرعاً درست ہے یا نہیں اور بعد خریدنے کے وہ غلام اور عبد ہو جاتے ہیں یا نہیں دوسرے کافر کی اولاد صغیر اگر مسلمان یا کافر بھگا کر یا بطور خفیہ یا بہ زبردستی پکڑ لاوے اور پھر اسکو بیع کرے تو انکا خریدنا اور لونڈی غلام بنانا مسلمان کو شرعاً جائز ہے یا نہیں فقط تیسرے جہاد میں جو مرد اور عورت اور بچے پکڑے جاتے ہیں وہ شرعاً غلام اور لونڈی ہیں یا نہیں ان تینوں سوال کا جواب بسند قرآن مجید اور حدیث شریف اور روایت فقہ کے تحریر فرمانا چاہیے کیونکہ مستفتی یہ خیال کرتا ہے کہ ان باتوں کا صاف اور صریح کچھ حکم قرآن و حدیث بلکہ فقہ میں بھی نہیں ہے

ہو المصوب جواب سوال اوّل درست نہیں ہے قنیہ میں ہے کافر جاء بولده الصغير الى دار الاسلام وباعه فيها لم يجز ولو رجع الى دار الحرب وترک ولده فيها فولده حر انتهى

بزازیہ میں ہے مسلم دخل دار الحرب فجاء الحربي بابنه او بنته او ام ولده او عمته او خالته قد قهرها يريد بيعها من المسلم المستامن لا يجوز بيعه عند اكثر المشائخ والصحيح ان البائع ان كان يرى جواز بيعه ملكه مطلقا وان كان لا يرى ان اشتراه وذهب به مكرها ملكه بقهره انتهى ملخصا **جواب سوال دوم** اگر دار الحرب سے پکڑ لاوے اور دار الاسلام میں فروخت کرے خریدکرنا اسکا درست ہے

بزازیہ میں ہے عن الثانی فیمن دخل دار الحرب بامان فسرق ... فاخرجه الی دار نا لا يسعه ... وان اخرجه ... لا يجوز بيعه لانه ملكه انتهى **جواب سوال سوم** جہاد میں اگر تقسیم غنیمت کی موافق شرع کے ہے تو وہ غلام اور لونڈی ہو جائیں گے چند احادیث سے یہ امر ثابت ہے طبرانی اور ابن ابی شیبہ اور بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے اور در مختار میں ہے

في معروضات المفتي ابي السعود ... الشرع من الغزاة الآن حيث وقع الاشتباه في قسمتهم بالوجه المشروع فاجاب لا توجد في زماننا قسمة شرعية انتهى واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

کتاب التعزیر

لا القتل وصاحب در مختار در منتقی میگوید قد نفی عمر رض نصر الحجاج من المدینة الی البصرة وهو غلام صبیح

الوجه افتتن به النساء والحسن لا یوجب النفی الا انه فعله سیاسة فانه قال ما ذنبی یا امیر المومنین قال

لا ذنب لک وانا الذنب لی حیث لا اطهر دار الهجرة عنک کما فی الکشف وغیره قاضی القضاة

در رسالۂ تعزیرات افاده فرموده در صورتے کہ صدور قتل از قاتل نزد حاکم بہ ثبوت رسد

و قصاص بہ سبب عدم استجماع شرائط استیفاء آن از و مرتفع شود حاکم ہر نوع زجرے سیاستے

کہ مناسب داند اجراے آن سازد انتہی واللہ اعلم حررہ الآثم الاواہ محمد سعد اللہ عفی عنہ

در حقیقت سیاست نزد فقہا فعلے ست کہ حاکم آن را براے استصلاح خلق بعمل آورده انحصار

در گلو خفہ کردن مرة بعد اخری نمیدارد واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۱۲ م ۸ ۵

الجیب مصیب محمد عالم علی عفی عنہ (مہر: محمد عالم علی ۱۲۸۲)

ظہور الحق	نعم الجواب ریاض الدین	محمد حبیب اللہ ۱۲۶۲	محمد عبد العلی مدرس	عبد الکریم محمد اکبر خان	عبد القادر ولایتی

ان ہذا الجواب قریب بالحق والصواب

لطف اللہ	بن مفتی سعد اللہ	عبدہ محمد سعد اللہ

الجواب صحیح وقتل سیاست منحصر نیست در گلو خفہ کردن مرة بعد اخری بلکہ عام ست در ہر جنایات

و مؤید این روایت در مختار ہست کہ در شبہ قتل می نویسد والثانی شبهه وهو ان یقصد ضربه بغیر ما ذکر

ای بما لا یفرق الاجزاء ولو بحجر وخشب کبیرین عنده خلافا لغیره وموجبه الاثم والکفارة ودیة مغلظة علی

العاقلة سیجئ تفسیر ذلک لا القود لشبهة بالخطأ نظرا الی الآلة الا ان یتکرر منه فللامام قتله سیاسة اجابه

نور النبی عفی عنه اصاب المجیب صاحب بحر الرائق در رسالۂ رشوت می نویسد قد استفید ان السیاسة

ما یفعله الحاکم لمصلحة العام من غیر ورود الشرع انتهی وعلامہ ابراہیم خیر الدین در فتاوی خود می نویسد

فیسمع الاخبار بکونه شریرا بیده ولسانه سواء کان حاضرا او غائبا لان الامور الموجبة للتعزیر ولو بالقتل

المحضة حقا لله تعالی الذی لم یقصد شخص معین لا یحتاج الی الدعوی المحتاجة الی حضور المدعی وهذا

من حق الله تعالی وهذا نص علمائنا بان المخبرین لهم الاجر والصواب حیث کانوا مخلصین لقصدهم

دفع ظلمة المتعدی وللحاکم طلبه وتعزیره ولو بالقتل حیث تقرر فیه انه لا یرجع الا بالقتل انتهی ملخصا

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی حفظ عن موجبات

الغی اصاب من اجاب هکذا فی رد المحتار وبه یشیر کلام الفتح ایضا ان السیاسة لا تختص بالزنا وهو ما عزا

الشارح الی النہر وفی القہستانی السیاسۃ لاتختص بالزنا بل تجوز فی کل جنایۃ والرای فیہا الی الامام
علی ما فی الکافی کقتل مبتدع یتوہم منہ انتشار بدعتہ وان لم یحکم بکفرہ کما فی التمہید وہی مصدر
اساس الوالی الرعیۃ امرہم ونہاہم کما فی القاموس فالسیاسۃ استصلاح الخلق بارشادہم الی الطریق
المنجی فی الدنیا والآخرۃ فہی من الانبیاء علی الخاصۃ والعامۃ فی ظاہرہم وباطنہم ومن السلاطین
الملوک علی کل منہم فی ظاہرہ لاغیر ومن العلماء ورثۃ الانبیاء علی الخاصۃ فی باطنہم لاغیر کما فی
المضمرات وغیرہا ہکذا فی جامع الرموز واللہ اعلم بالصواب نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم
محمد ابراہیم غفرلہ اللہ الرحیم ابن المولوی علی محمد المغفور

کتاب الحدود

استفتا [۲۱۹] بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولہم رحمہم اللہ تعالی درین مسئلہ کہ سہ کس مسلمانان عقلاے بالغین کہ یکے ازآنہا شمشیر و دو کس چوبدستیہاے کلان در دست میداشتند باہمدگر مشورہ کردہ رہزنی و غارتگری کردہ بیرون شہر رفتہ اول شب برہنودے پارچہ فروش ساکن رامپور کہ از بازار قریہ می آمد حملہ نمودہ در صحراے دارالاسلام ملک رامپور بقتل رسانیدند و یک مزدور ہمراہش را مجروح ساختہ بستہ پارچہ تجارتش را کہ شصت و سہ تہان سوسی داشت بغارت بردند آیا کسان مذکورین قطاع الطریق ہستند یانہ وحاکم وقت را قتل کردن آنان بجرم قتل واخذ مال بطریق حد میرسد یانہ بینوا توجروا

ہو الملہم للحق والصواب کسان مذکورین قطاع الطریق ہستند وحاکم وقت را قتل کردن شان بپاداش جرم قتل واخذ مال ذمی میرسد زیرا کہ قطاع الطریق کسانے را گویند کہ بیرون امصار وقری دارالاسلام متعرض راہ روندگان بقتل ونہب اموال واخافت مسلمانان یا ذمیان در دارالاسلام وبراے شان شوکتے وقوتے باشد کہ آن راہ روندگان کہ این کسان متعرض شان شوند تاب مقاومت ومدافعت آنان نداشد بلکہ اگر شخص واحد باچنین قوت تعرض راہ گیران بنہج مذکور کند نیز قاطع الطریق ست وچوبدستی وحجر در زہرنی حکم شمشیر میدارد وصاحب ہدایہ در باب قطع الطریق میگوید اذا خرج جماعۃ ممتنعین او واحد یقدر

علی الامتناع فتصد واقطع الطریق آه و مراد از امتناع آنست که قاطع طریق بقوت شجاعت خود و قوت
غیر از نفس خود تواند کرد صاحب عنایہ میگوید اراد بالامتناع ان کون قاطع الطریق بحیث یمکن له
ان یدافع تعرض الغیر عن نفسه بقوته وشجاعته انتہی و در برہان شرح مواہب الرحمن مذکور است
خرج ذو منعة وقوة ولو واحدا لقطع الطریق الخ و در بحر الرائق مسطور ست اما قطع الطریق حقیقة
فبالقتل او اخذ المال وان یکون بالاخافة وان یکون من قوم لهم قوة وشوکة او واحد کذلک انتہی مختصرا
و در فتاوی عالمگیری می آرد اعلم ان القطاع الطریق الذین لهم احکام مخصوصة شرائط احدها
ان یکون لهم شوکة ومنعة بحیث لم یکن للمارة المقاومة معهم وقطعوا علیهم الطریق سواء کان بالسلاح
او بالعصا الکبیر او الحجر او غیرها والثانیة ان یکون خارج المصر بعیدا عنها والثالثة ان یکون ذلک فی
دار الاسلام انتہی مختصرا و شکے نیست که بر کسان مذکورین بحکم الاثنان فما فوقهما جماعة معنی جماعة ممتنعین
خارجین لقطع الطریق بشروط مذکوره صادق ست چه ایشان بر راه روندگان که قتل ونہب اموال
آنہا بزور شمشیر وغیرہ بسنیہا کرده اند غلبه وقوة مدافعت داشتند وحکم قاطعان طریق بقتل واخذ مال
این ست که امام وقت وسلطان زمان را قتل کردن آنہا جائز است در فتاوی عالمگیری مذکور است
ان قتلوا واخذوا المال ان شاء الامام قطع ایدیهم وارجلهم من خلاف ثم قتلهم وصلبهم وان شاء قتلهم
من غیر قطع وان شاء صلبهم انتہی و در کنز مینویسد ان قتل قتل حدا وان عفا الولی و در ملتقی الابحر میگوید
ولو باشر الفعل بعضهم عمد قتلهم و مزد فقہا از مرور کنندگان در قول شان لایکن للمارة المقاومة معهم ہمان
مرور کنندگان اند که قطاع الطریق متعرض شان شوند نه ہمه راه گیران تمامیہم بحیثیکه راه مسدود شود
والا صاحب فتح القدیر میگوید اذا خرج جماعة ممتنعین بقوله عمن یقصد مقاتلتهم ومعنی قطع الطریق
قطع کردن راه روندگان در طریق ست نه مسدود کردن راه چه این معنی شرط نیست ولہذا فقہا در تفسیر
قطع الطریق میگویند الاضافة لادنی ملابسة والمعنی قتل المارة بالطریق واطلق الطریق علی المارة من اطلاق
اسم المحل علی الحال کذا فی الحاشیة الطحطاویة والشامیة ہذا واللہ اعلم نمقه العبد الآثم الاواه محمد سعد اللہ
صح الجواب محمد ریاض الدین مفتی عدالت دیوانی ہذا الجواب صحیح والرای نجیح نمقه العبد الاثیم محمد عبد الکریم
مدرس رامپور اصاب المجیب محمد احسن الصدیقی مدرس مدرسه بریلی صح الجواب واللہ اعلم
بالصواب محمد حبیب اللہ مدرس رامپور ظہور الحق مدرس اکبر علیخان ولد رحم یار خان مدرس

لطف اللہ ولد مفتی سعد اللہ مدرس مدرسہ ذلک کذلک محمد بشارت اللہ مدرس مدرسہ
سید حسن شاہ مدرس مدرسہ الجواب صواب حق صحیح والمرتکبون او الاثنان او الواحد منہم
قتلوا او صلبوا مع قطع الایدی والارجل او بلا قطعہم بندۂ خاکسار ظہور الحسن عفی عنہ صح الجواب
محمد عالم علی محدث مرادآبادی لقد اصاب المجیب محمد قطب عالم مدرس مرادآباد
لقد اصاب المجیب عینی در شرح ہدایہ می نویسد اذا خرج جماعۃ من الممتنعین او واحد یقدر
علی الامتناع فقصد وا قطع الطریق الخ المراد بالامتناع ان یکون بحیث یمکن لہم ان یدفعوا عن
انفسہم بقوتہم شجاعتہم تعرض الغیر انتہی و در کتاب الخراج للامام ابی یوسف است قال
ابو یوسف من اخذ المال فالامام بالخیار ان شاء قتلہ ولم یقطعہ وان شاء قطعہ ثم صلبہ انتہی
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
اصاب من اجاب اعلم ان قطاع الطریق ان قتلوا انفسا او اخذوا مالا خیر الامام بین ستۃ
احوال ان شاء قطع ایدیہم وارجلہم من خلاف ثم قتلوا او صلبوا و فعل الثلثۃ او قتلہم و صلبہم او قتلہم
فقط او صلبہم فقط ہکذا فصلہ الزیلعی از در مختار منقول ست تو در صورت مستفسرہ قتل نفس
واخذ مال ازین رہزنان بوقوع درآمدہ پس شرعا قتل ست حدا قصاصا واللہ اعلم بالسواب
سدید فی الدین رشید بالیقین دہلوی واقعی کسان مذکورین قطاع الطریق مستند و حاکم وقت را
قتل کردن آنان بجرم قتل واخذ مال بطریق حد میرسد در جامع الرموز میگوید و معصوم بالعصمۃ
الموبدۃ وہو مسلم او ذمی حدا و عبد قطع الطریق علی معصوم ای زاحم المارۃ من مسلم او ذمی فی الصحراء
وارنا علی مسافۃ السفر قصدا عمدا دون القری والامصار ولا بینہما وہذا ظاہر الروایۃ وعن ابی یوسف رح
ان من قطع الطریق من زاحم علی اقل میر السفر و فی المصر لیلا و علیہ الفتوی و فعا لشر المتغلبۃ المفسدین
کما فی الاختیار و غیرہ و قال بعض المتاخرین ان ہذا فی زمانہم واما ننا فتحقق قطع الطریق فی القری
والامصار و عن ابی یوسف رح من زاحم فی المصر و بین القری فان کان بالسلاح یحد وان کان غیرہ
فلا الا اذا کان باللیل حدا انتہی مختصرا و صاحب ایضاح ہم آوردہ عن ابی یوسف ان قصدہم فی المصر
بالسلاح یجری علیہم احکام قطاع الطریق وان قصدوا بالحجر او الخشب فان کانوا نہارا فی المصر
فکذلک ایضا وان کان لیلا یجری علیہم احکام قطاع الطریق واستحسن المشائخ ہذہ الروایۃ فی زمانہ

نوشتہ پدر زید مدیون زر مندرجۂ رقعہ بدفعات ہندہ اور مریم کو اس طرح کہ کل دین مریم کا مریم کو ادا
بعض دین ہندہ کا ہندہ کو ادا کیا من حیث الشرع عقد حوالہ منعقد ہے یا نہیں اور اگر محتال لہ بھی
مجلس حوالہ میں موجود نہو مگر اُسکی جانب سے کوئی شخص فضولی حوالہ کو قبول کرے تو بصورت ہذا
بحسب الشرع حوالہ منعقد ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب درباب صحت حوالہ حضور محیل و محتال علیہ
بمجلس حوالہ شرط نہیں فقط حضور محتال لہ بمجلس حوالہ شرط ہے اگرچہ کوئی شخص از جانب محتال لہ
حوالہ کو قبول کریگا تو اُسوقت میں بلا حضور محتال لہ بھی حوالہ صحیح ہے چنانچہ فتاوی حمادیہ میں مرقوم
وشرط حضور الثانی الا ان یقبل ای الحوالۃ فضولی ای لاجل الغائب لا حضور الباقین نیز فتاوی
عالمگیری میں دربارۂ عدم حضور محتال علیہ تصریح ہے وعبارتہ ہکذا ولا یشترط حضرتہ لصحۃ الحوالۃ حتی
لو احال علی رجل غائب ثم علم الغائب فقبل صحت الحوالۃ اور حوالہ بلا رضا و بلا امر محیل بھی صحیح ہو جاتا ہے
روایت درمختار بہذہ العبارۃ وشرط لصحتہا رضی الکل بلا خلاف الا الاول وہو المحیل فلا یشترط علی المختار
شرنبلالیہ عن المواہب اور روایت فتاوی حمادیہ بہذہ العبارۃ ولا رضاء المحیل وہو المدیون کذا
بشرط ذکرہ فی الزیادات و نیز روایت فتاوی احمدی ثبوت آگئی ہے و نیز بحالت عدم لزوم دین محیل بذمہ
محتال علیہ و عدم وجود شئے محیل عند المحتال علیہ بھی حوالہ صحیح ہے چنانچہ کافی میں مصرح ہو کہ حوالہ
دو قسم ہے مقیدہ و مطلقہ مقیدہ وہ ہے کہ محتال علیہ پر محیل کا دین ہو یا اُسکے پاس کوئی عین جو
محیل کا بطریق غصب یا ودیعت یا اور طرح سے اور مطلقہ برخلاف اُسکے ہے اور قول بعض فقہا
درباب تعریف حوالہ مطلقہ مقیدہ اُسکا ہے کہ محیل حوالہ کو مقید بدین یا عین نہ کرے چنانچہ بفتاوی
عالمگیری مندرجہ باب تقسیم حوالہ مرقوم ہے وہی نوعان مطلقۃ ومقیدۃ فالمطلقۃ ان یرسل الحوالۃ
ولا یقیدہا بشئے مما عندہ من ودیعۃ او غصب او دین او محیلۃ علی رجل لیس لہ علیہ شئی کما ذکرنا کذا
فی التبیین باعتبار تعریف ثانی حوالہ مطلقہ محیل اپنا دین یا وہ شئے جو پاس محتال علیہ کے ہے محتال
علیہ سے طلب کر سکتا ہے کما یفہم ہذا من روایۃ الوقایۃ وروایات اکثر الکتب الفقہیۃ اور جب ادای
بعض ہندہ و نیز بشہادت شہود رضامندی بکر محتال علیہ و قبول حوالہ ثابت ہو تو انکار بکر محتال
علیہ نسبت عدم قبول حوالہ غیر مقبول ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

فی الواقع حضور محتال علیہ شرط صحت حوالہ نہین جیساکہ درر شرح غرر مین ہے الشرط قبول المحتال
او نائبہ ورضی الباقین لاحضورہما انتہی بلکہ رضائے محیل بھی بمذہب مختار شرط نہین والمختار مین ہے
لایخفی ان اشتراط رضاء المحیل مبنی علی روایۃ القدوری وہی خلاف المختار انتہی بناء علیہ صورت
المسئول عنہا مین محتال علیہ پر اداے بقیۂ دین بھی واجب ہے واللہ اعلم حررہ الراجے
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفے

کتاب المناقب

استفتا ۲۲۲ چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین کہ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اُمیّ بودند یا نہ وامی بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم معجزہ حضرت ست یا نہ وہر کہ گوید کہ آنحضرت صلعم قبل بعثت اطلاع بر سائر علوم میداشتند قول او خلاف قرآن واحادیث ست یا نہ ومصر برچنین امور چہ حکم دارد بینوا توجروا

ہوالمصوب اطلاق امّی بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم در کلام مجید آمدہ است قال اللہ تعالی الذین یتبعون الرسول النبی الأمّی الآیۃ وقال فی معالم التنزیل ہو محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قال ابن عباس ہو نبیکم کان امیا لایکتب ولایقرأ ولایحسب وہو منسوب الی الام ای ہو علی ما ولدتہ امہ وقیل ہو منسوب الی امتہ عملا امتی سقطت التاء فی النسبۃ کما سقطت فی المکی والمدنی وقیل ہو منسوب الی ام القری انتہی ملخصا ودر شریعت محمدیہ ثابت نگردید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بر تمامی علوم جمیع اشیای ماضیہ ومستقبلہ جزئیہ وکلیہ اطلاع داشتند الا ماشاء اللہ تعالی واللہ اعلم نمقہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا اللہ عما صدر عنہ من الذنب الجلی والخفی

صح الجواب کتبہ محمد یوسف عفر اللہ ذنوبہ وانفر سیأتہ [مہر: محمد یوسف ۱۲۷۷]

استفتا ۲۲۳ چہ می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ شرع محمدی مین **شناسر** ہو دین لونڈیان دوہی قسم کی قرار پائی ہین ایک وہ جو زرخرید ہو دوسری وہ جو جدال وقتال کرکے معرکۂ جہاد مین ہاتھہ آئے سو بی بی ہاجرہ زوجۂ ثانیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان دونون صورتون سے بری ہین کہ ہماری تحقیقات سے یہ بات ثابت ہے خلاصۃ الانبیا مین

یون لکھا ہے کہ سنان بن علون ایک بادشاہ تھا مقام مصر مین اوسنے جبکہ شہرہ حسن بی بی سارہ زوجۂ اولی حضرات ابراہیم علیہ السلام کا سُنا تو بی بی صاحبہ موصوفہ کو پیش خود طلب کیا اور دست دراز کیا پس ہاتھ اُوس ناپاک کا خشک ہو گیا تب وہ خائف ہوا اور مستدعی اُس جناب طاہرہ سے دعا کا ہوا آپنے دعا کی ہاتھ اُسکا اچھا ہو گیا تب اُسنے شکریہ مین بی بی ہاجرہ کو دیا اور کہا ھذا اجرتک یعنی یہ تیری اجرت ہے لہذا بسبب تمادی ایام کے یہ لفظ مخفف ہو کر ہاجرہ رہگئی اور تبیان کہ قدیم تفسیر ہے اور اب کتبخانہ نواب مندراس کے یہان موجود ہے اُسمین بھی لکھا ہے مگر توریت مین لفظ جاریہ لکھا ہے تو اب اگر لفظ جاریہ پر خیال کیا جاوے تو لغت مین اُسکے معنی چند قرار پائے ہین ہلکذا جاریہ بمعنی کشتی و آفتاب و دختر و کنیزک غیاث اللغات اور قاموس مین ہے تو اب خیال کرنا چاہیے کہ جب ایک لفظ کے چند معنی قرار پائے تو پھر جو معنی جہان چسپان ہون لینا چاہیے اور مقام مذکورۂ بالا مین بہر صورت بیٹی کے ہی معنی موزون ہو سکتے ہین کیا وجہ کہ جب اتنا بڑا معجزہ اتنے بڑے بادشاہ نے برای العین مشاہدہ کیا تو واسکے عوض مین لونڈی دیا ہو کبھی عقل سلیم قبول نہ کریگی لہذا امیدوار ہون کہ ثبوت دختر ہونے کا یا لونڈی ہونے کا از روے کتاب معتبر و روایات معتبرہ اہل اسلام سے تحریر کیجئے بینوا توجروا العبد نعمان خان وکیل سرکار

الجواب وہ در حقیقت کنیزک تھین چنانچہ تفسیر کشاف و معالم و مدارک وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے اور کسی تفسیر سے لونڈی ہونا ثبوت نہین جو کہے وہ کاذب ہے واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل

محررہ سیف الدین جعفری ریواڑی سید سیف الدین احمد

ہوالمصوب عبارات مفسرین و مورخین سے اشارۃً اور صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہاجرہ کنیزک تھین کیونکہ جمہور مفسرین قصۂ بادشاہ مصر مین یہ عبارت لکھتے ہین فوہبہا ہاجر او علاً مجیر الدین حنبلی مورخ انس جلیل فی تاریخ القدس والخلیل مین لکھتے ہین لما سار ابراہیم الی مصر و معہ سارۃ زوجتہ وہبہا فرعون مصر ہاجر فلما قدم الی الشام واقام بین الرملۃ وایلیا وکانت سارۃ لاتحبل وہبت ہاجر لابراہیم فواقعہا فحملت وولدت اسمعیل انتہی پس لفظ وہبہا اشارہ کا لصراحۃ ہے اس طرف کہ ہاجرہ کنیزک تھین اولاً اوس بادشاہ کی پھر جب سارہ کے ملک مین آئین انھون نے حضرت ابراہیم کو ہبہ کر دیا کیونکہ ہر کس و ناکس پر ظاہر ہے کہ ہبہ عرف اور شرع مین عبارت ہے دادن ایک شے

مملوک کو دوسرے کو دیدینے سے پس اگر ہاجرہ بیٹی ہوتین لفظ ہبہ کا اطلاق جائز نہوتا اور مورخ
حسین دیار نگری تاریخ خمیس مین لکھتے ہین قال ابن لهيعة هاجر من ارض العرب من قرية كانت
امام القرى من ارض مصر كذا في سيرة ابن هشام ويقال ان هاجر كانت قبل الرق بنت ملك من ملوك
القبط فاخذ منها اياها وخلى سبيلها وقال هذه لك وكان لا يولد لابراهيم من سارة فوهبت سارة هاجر
انتهى یہ عبارت صریح ہے اس باب مین کہ ہاجرہ کنیزک تھین بادشاہ مصر کی بیٹی نہ تھین بلکہ
قبل کنیزک ہونے کے وہ ایک بادشاہ کی بادشاہان قبط سے بیٹی تھین اور زیادہ تر صریح
اس سے یہ عبارت ہے کہ اوسی تاریخ خمیس مین ہے دوسرے مقام مین في معالم التنزيل ولد
لابراهيم ثمانية بنين اسمعيل وامه هاجر القبطية ام ولد انتهى اور ہر کس پر روشن ہے کہ ام ولد اوس
لونڈی کو کہتے ہین کہ مولی اوس سے صحبت کرے اور اوسکے بطن سے جو لڑکا پیدا ہو اوسکو
اپنی طرف منسوب کرے اور جلال الدین سیوطی حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة مین لکھتے ہین
قال ابن عبد الحكيم حدثنا عمر بن صالح اخبرنا مروان القصاص قال صاهر الى القبط من الانبياء ثلثة ابراهيم
تسرى هاجر ويوسف تزوج بنت صاحب عين شمس ونبينا صلى الله عليه وعلى آله وسلم تسرى مارية انتهى
پس لفظ تسری صاف دال ہے کہ وہ کنیزک تھین الہی کو شک ہووے کہ لونڈی بہ نسبت حرہ کے
رذیل اور بعید ہوتی ہے پس حضرت اسمعیل نبی جلیل القدر اور نبی آخر الزمان کے اجداد مین ہین چونکہ
لونڈی کے بطن سے پیدا ہوئے انکی ذات مین نقص آگیا پس اسکو یون دفع کرو کہ اللہ جل شانہ
کے نزدیک قدر اور عزت بحسب تقوے کے ہے نہ بحسب رقیت اور حریت کے قرآن مجید مین
ارشاد ہوتا ہے ان اكرمكم عند الله اتقاكم اور حضرت ہاجرہ اگرچہ کنیزک تھین مگر بہ نسبت حضرت سارہ
کے نہایت متقی اور پرہیزگار تھین كما لا يخفى على من طالع كتب التفسير والحديث پس کسی طرح کا نقصان
ذات اسمعیل مین نہین آیا بلکہ کمال [illegible] اسی واسطے لکھا ہے [illegible] ہین کہ جو شخص حضرت اسمعیل کی
حقارت کی نیت سے کہے کہ وہ لونڈی کی اولاد سے ہین وہ کافر ہے لان تذليل الانبياء كفر
اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے کہ ہاجرہ والدۂ اسمعیل رذیل تھین پس اس سے ذات اسمعیل مین ہرگز
نقصان نہین آتا غور کرنا چاہیے کہ اصل تمام بنی آدم کی حتی کہ جملہ انبیا کی ایک قطرۂ منی ہے کہ وہ
نجس اور خدا سبحانہ [illegible] اس سے نقصان ذات آدم [illegible]

فیقوم فیؤذن له و بروایت طبرانی وابن مبارک وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویه وورده فیاتون
عیسی فیقول اولکم علی العربی الامی فیاتونی فیاذن الله لی ان اقوم الله و بروایت ابویعلی ذکر کرده
سجدة یرضی بها عنی ثم امدحه مدحة یرضی بها عنی ثم یؤذن لی بالکلام و عبدالوهاب شعرانی در کتاب
الیواقیت والجواهر فی بیان عقائد الاکابر می نویسند قال الشیخ محی الدین وانما اخبرنا صلی الله علیه وعلی آله وسلم انه
اول شافع واول مشفع شفقة علینا لنستریح من التعب الحاصل بالذهاب الی نبی بعد نبی فی ذلک الیوم
العظیم وکل منهم یقول نفسی نفسی فاذا اعلمنا بمقامه نصبر فی مکاننا مستریحین حتی تاتی نوبته صلی الله
علیه وعلی آله وسلم وانما قال فی آخر الحدیث ولا فخر ای لا افتخر بکونی سید ولد آدم من الانبیاء فمن دونهم
وانما قصدت بذلک راحتکم من التعب یوم القیامة بحکم الوعد السابق لی من الله عز وجل ان اکون اول شافع
واول مشفع انتهی اور محی السنة بغوی تفسیر معالم التنزیل مین آیه قل لله الشفاعة جمیعاً کی تفسیر مین لکھتے ہین قال
مجاهد لا یشفع احد الا باذنه اور نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین قوله صلی الله علیه وعلی آله وسلم فاستاذن
علی ربی فیؤذن لی قال القاضی عیاض معناه فیؤذن لی فی الشفاعة الموعودة بها اور ملا جلال دوانی
شرح عقائد عضدیه مین لکھتے ہین والشفاعة لدفع العذاب ورفع الدرجات حق لمن اذن له الرحمن من
الانبیاء والمؤمنین بعضهم لبعض اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین ام اتخذوا من دون الله
شفعاء ان فی یوم القیامة لا یملک احد شیئا فلا یقدر احد علی الشفاعة الا باذن الله فیکون الشفیع فی
الحقیقة هو الله الذی یاذن فی تلک الشفاعة وہمچنین ست در بسیار کتب تفسیر و عقائد وغیرہ اما آیه واستغفر
لذنبک الخ پس در باب استغفار درین دار دنیا وارد ست نه در باب شفاعت در آخرت چنانچه بغوی
زیر ہمین آیه می نویسد امر بالاستغفار مع انه مغفور له لیستن امته انتهی و حدیث مذکور در سوال دلالت
بر اذن شفاعت در دنیا نمیکند بلکه محتمل ہر دو امر ست و نصوص مذکوره صاف دلالت بر اذن بعد
قیامت میکنند و مسئله ہذا چنان نیست که احد المتخاصمین کافر یا فاسق شود درین باب احتیاطی باید
والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

استفتا ۲۲۵ کیا فرماتے ہین علمای دین که ثبوت ایمان والدین آنحضرت صلی الله علیه وسلم کا ہے
یا نہین اور جو کوئی ان دونون کی طرف تحریراً یا تقریراً نسبت کفر کرے اوسکا کیا حکم ہے
ہو المصوب اس مسئله مین علما کا اختلاف واقع ہے بعض ایمان بعد الاحیاء کے

قائل ہوے ہین و بعض احادیث احیاء کو موضوع کہتے ہین اور عدم ایمان کے قائل ہین اور
بوجہ ہونے اونکے ارباب فطرت سے نجات کے قائل ہین علامۂ جلال الدین سیوطی نے
اس باب مین سات رسالے تحریر کیے ہین اور بشد و مد نجات ثابت کرتے ہین اور ملا علی قاری
اور ابراہیم حلبی اونکے بعض رسائل کی رد لکھ چکے لیکن چونکہ اس باب مین دلائل متعارض ہین
اسوجہ سے سکوت اسلم ہے اور یہ کہنا کہ والدین رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کے کافر ہین
یا فی النار ہین بڑی بے ادبی اور موجب اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے حموی شرح
اشباہ مین لکھتے ہین اعلم ان السلف اختلفوا فی ابوی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہل ماتا علی الکفر
ام لا فذہب الی الاول جمع منہم صاحب التیسیر وذہب الی الثانی جماعۃ ولنفر من الجمع الاول قالوا
بنجاتہما من النار وسئل القاضی ابو بکر ابن العربی احد الائمۃ المالکیۃ عن رجل قال ان ابا النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی النار فاجاب بانہ ملعون لان اللہ تعالی قال ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ
فی الدنیا والآخرۃ ولا اذی اعظم من ان یقال عن ابیہ انہ فی النار وقال السہیلی فی الروض الانف
لیس لنا نحن ان نقول ذلک فی ابویہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات واللہ
یقول ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ الآیۃ وامرنا ان نمسک اللسان اذا ذکر اصحابہ رض لشیء یرجع
ذلک الی العیب فیہم فلان نمسک عن ابویہ احق واحری فجملۃ المرام فی ہذہ المسألۃ ان ہذہ المسألۃ
لیست من الاعتقادات فلا حظ للقلب منہا واما اللسان فحقہ الامساک عما یتبادر منہ النقصان انتہی
ملخصا ومختصرا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۲۶ چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ در اکثر از تفاسیر سنیان مثل تفسیر کبیر
وتفسیر واحدی وغیر آن مسطور است کہ چون حضرت از حجۃ الوداع مراجعت فرمود و در موضع غدیر خم
رسید آیۂ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک آہ نازل شد پس حضرت با وجود آنکہ
موضع صلاحیت نزول نداشت و ہوا بحدی گرم بود اہتمام بلیغ فرمودہ در موضع مذکور فرود آمد
خطبۂ بلیغہ برخواند کہ آخر آن حدیث مشہور غدیر است من کنت مولاہ فعلی مولاہ وبعد ازینکہ از خطبہ
فارغ شد آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم نازل گردید درین مقام مفسرین مذکور در وجہی از وجوہ شان
نزول آیۂ اولی آوردہ اند نہا نزلت فی علی و در روایات آمدہ است اصحاب جناب علیہ السلام را

بشارت مولائیت دادند وحسان شاعر قصیدہ در مدح جناب امیر علیہ السلام انشاد فرمودہ بحضور
فائض النور جناب سرور کائنات گذرانید کہ در یکے از ابیات آن این الفاظ ست وجعلا ما ثاً
دیا دیاً الکنو استفسار می رود کہ آیا روایت مذکورہ شان نزول آیہ اولی صحیح ست یا نہ در صورت
صحت مراد از قول او تعالی شانہ ما انزل الیک کہ حکم بتبلیغ مستقل از وست بقول مفسرین انہا
نزلت فی علی تعلق بجناب امیر ع وارد چیست یعنی مراد از آن امامت یا ولایت وآیہ ثانیہ در خم غدیر
پس از خطبہ نازل شدہ یا بوقتی دیگر ومقامی دیگر در صورت اول مراد از اکمال دین واتمام نعمت
ہمان اظہار مولائیت جناب امیر ست یا چیزے دیگر واگر مراد از آن مولائیت ست مولائیت
عبارت از ولایت پس اکمال دین واتمام نعمت بہ اظہار آن حسب اصول مقررہ چگونہ صحیح متصور
تواند شد وجوہ آن ارقام فرمودہ شود وحسان چون در قصیدۂ مذکور اشارہ طرف عطای منصب
امامت وولایت مطلقہ است بجناب امیر ع نمود حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم او را زجر ومنع نفرمودند
بلکہ ثنا وصفت نمودہ در معرض قبول آوردند ازین معنی بدلالت عقلی واضح می شود کہ مراد حضرت
از الفاظ حدیث ہمان بود کہ حسان در قصیدۂ خود اثبات آن نمودہ جواب این امر نیز حوالۂ قلم ہدایت رقم
فرمودہ آید واضح باد کہ مستفتی سنی المذہب ست وبملاحظۂ کتب مناظرہ خدشہ در دل افتاد دفعیۂ آن میخواہم

ہو المصوب نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم در خم غدیر نبود و در روایت نزولش
در آن موضع قابل اعتبار نیست صحیح آنست کہ در حجۃ الوداع بمقام عرفات بروز عرفہ نازل شدہ
مراد از آن اکمال دین ست باتمام شرائع واحکام ومناسک وغیرہ وبامامت علی رضی اللہ عنہ
این آیت را علاقہ نیست سیوطی در تفسیر در منثور می نویسد اخرج الحمیدی واحمد وعبد بن حمید
والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن حبان والبیہقی فی سننہ قال
قالت الیہود لعمر انکم تقرؤن آیۃ فی کتابکم لو علینا معشر الیہود نزلت لاتخذنا ذلکم الیوم عیدا قال
وای آیۃ قال الیوم اکملت لکم دینکم قال عمر واللہ لاعلم الیوم الذی نزلت علی رسول اللہ فیہ
والساعۃ التی نزلت فیہا نزلت عشیۃ عرفۃ فی یوم الجمعۃ انتہی وہمچنین ابن جریر از قتادہ وابن منذر
ابن جریر از شعبی واسحق بن راہویہ وعبد بن حمید وابن جریر از عمر رضی اللہ عنہ وطیالسی وعبد بن حمید
وترمذی وابن جریر وطبرانی وبیہقی از ابن عباس رضی اللہ عنہما وابن جریر والطبرانی از معاویہ رضی اللہ عنہ

دبزار و طبرانی و ابن مردویہ از سمرہ وغیرہم روایت کردہ اند کہ نزول این آیت بروز عرفہ شدہ
چنانچہ منجملۂ آن روایات در درمنثور مبسوط اند و ابن تیمیہ در منہاج السنۃ در رد قول علی کہ دعوی
نزول این آیت بغدیر خم میکرد می نویسد ہذا من الکذب الموضوع باتفاق اہل المعرفۃ بالموضوعات
وہذا العرفۃ اہل العلم بالحدیث ولہذا لا یوجد ہذا فی شیٔ من کتب الحدیث التی یرجع الیہا اہل العلم بالحدیث
انتہی ونیز می نویسد قد ثبت فی الصحاح والمسانید والتفاسیر ان ہذہ الآیۃ نزلت علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وہو واقف بعرفۃ وہذا مستفیض ومنقول فی کتب المسلمین وہذا الیوم کان قبل غدیر خم بتسعۃ ایام
فانہ کان یوم الجمعۃ تاسع ذی الحجۃ فکیف یقال انہا نزلت یوم الغدیر ونیز می نویسد ہذہ الآیۃ لیس
فیہا دلالۃ علی امامۃ علی بوجہ من الوجوہ بل فیہا اخبار اللہ باکمال الدین واتمام النعمۃ علی المؤمنین انتہی
اما آیۂ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک پس شان نزولش این کہ ہرگاہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم را کفار تکلیف دادند از تبلیغ دین دل نبوی تنگ شدہ ملالے بخاطر راہ یافت برای دفع آن
این آیت نازل شدہ حکم ساخت کہ اے رسول تبلیغ کن احکام آلہی را بغیر خوف وملال کہ حق جل شانہ
حافظ تست ودرین آیت تعمیم تبلیغ احکام آلہی ست از امامت علی وغیرہ علاقہ نیست وانچہ در بعض
تفاسیر نزولش در شان امامت وولایت علی مذکور ست ثعلبی وغیرہ آنرا روایت کردہ است نزد محدثین
قابل اعتبار نیست در منہاج السنۃ می نویسد اتفقوا علی ان ہذا الحدیث المذکور الذی رواہ الثعلبی فی
تفسیرہ ہو من الموضوع واما قصۂ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اگرچہ صحیح ست لیکن درآن ذکر خلافت نیست
مولا بمعنی ناصر ومحب ومقتدی وغیر ذلک آمدہ است این قدر برای عاقل کافی ست اگر درین قصہ
یا در آیات مذکورہ اشارہ خلافت علی رض بودے بعد رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروقت منازعت
مہاجرین وانصار حضرت علی این حجج را پیش فرمودے واذ لیس فلیس درین ہمچو مباحث مستفتی را باید کہ مطالعۂ
کتبے کہ در رد روافض تالیف شدہ اند مثل منہاج السنۃ لابن تیمیہ کہ عمدہ ترین تصنیفات درین بحث
است وتحفۂ اثنا عشریہ وغیرہ رساند تا رفع خلجان گردد۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا — چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ زید عقیدہ دارد کہ خلفائے
جناب سرور کائنات علیہ الف الف تحیات فضائل بسیار دارند لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ فضیلت

بماہ جمادی الثانی ۱۲۹۶ھ ہجری مرسلہ مولوی عبد الحکیم صاحب از کلکتہ مقام مٹیابرج مکان منشی امداد خان

تمسک می جویند و ملک دمی این طور دارند که بر فضائل دیگر خلفای ثلثہ اولی فضیلت دارد و بہمین وجہ حضرت علیؓ را بر ثلثۂ اولی فضیلت در زعم خود میدہند و میگویند که اگرچہ ثلثۂ ممدوحۂ اولی را فضائل دیگر ہستند مگر کدامی فضیلت مثل این فضیلت حضرت نیست پس ازین فضیلت جزئیہ فضیلت کلیہ لازم آمد حضرت علی را بر دیگرہا بینوا توجروا

ہو المصوب اہل سنت کہ بہ فضیلت حضرت صدیقؓ قائل اند مراد شان فضیلت من حیث کثرۃ الثواب ست نہ مطلقا پس اعتقاد وجود بعض فضائل در حضرت مرتضیؓ اختصاص شان بآن منافی عقیدۂ اہل سنت نخواہد بود واین فضیلت جزئیہ مرتضی قادح افضلیت صدیقیہ نخواہد شد

جلال الدین دوانی در حواشی جدیدہ شرح تجرید می نویسند انما اختلفوا فی الافضلیۃ من حیث الثواب کما ہو الشائع فی کتب العقائد اذ لا ینکر احد من اہل السنۃ رجحان علیؓ فی کثیر من الفضائل علی غیرہ انتہی وہمچنین ست در شرح عقائد عضدیہ وغیرہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۲۳۸ شیخ محدث دہلوی در مدارج می فرماید کہ بہ بست وششم ماہ صفر روز دوشنبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ را بر جنگ رومیان گماشت وبست وہشتم روز چہارشنبہ طبع مبارکش دردمند شدہ انتہی وباز می فرماید بہ یازدہم ربیع اول مرض بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غلبہ کردہ وبروز دوازدہم روز دوشنبہ بود وفات یافت انتہی وہمچنین در روضۃ الاحباب وغیرہ نیز مذکور ست حالانکہ اگر ہر دو تاریخ صفر حساب کنند تاریخ دوازدہم بروز دوشنبہ نمی تواند شد نہ بحساب بست ونہ ونہ بحساب سی روز بینوا توجروا

ہو المصوب مخفی نماند کہ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروز دوشنبہ بماہ ربیع اول بود بالاتفاق اما آن روز کدام تاریخ بودہ پس درین باب اختلاف ست آنچہ کہ بین الناس مشہور ودر اکثر کتب مذکور ست این ست کہ روز دوشنبہ دوازدہم ربیع اول بودہ لیکن این امر ممکن نیست بدین وجہ کہ غرہ ذیحجہ سنہ ۱۰ ہجری باتفاق ارباب سیر وغیرہ روز پنجشنبہ بود چہ حج نبوی کہ آنرا حجۃ الوداع نامند بروز جمعہ واقع گشتہ بالاتفاق پس روز جمعہ نہم ذیحجہ بود واین امر قطع نظر از تصریح ارباب سیر در روایات حدیث ہم ثابت ست وکسی را درین باب خلافے نیست بنا برآن علیہ ممکن نیست کہ دوازدہم

از صفی پور ضلع اناؤ مرسلہ مولوی عزیز الحق عرف مولوی محمد عبد اللہ در ماہ محرم ۱۲۹۹ھ ۱۲۹۹ ہجری

ربیع اول سنہ ۱۱ ہجری بروز دوشنبہ واقع گردد چہ اگر ہر سہ ماہ یعنی ذیحجہ و محرم و صفر سی روز قرار داده شوند پس غرۂ محرم بروز شنبہ و غرۂ صفر بروز دوشنبہ و غرۂ ربیع بروز چہارشنبہ واقع خواہد شد بریں تقدیر دوشنبہ اول ربیع اول ششم و دوشنبہ دوم سیزدہم خواہد شد و اگر ہر سہ ماہ بست و نہ روز قرار یابند غرۂ محرم بروز جمعہ و غرۂ صفر بروز شنبہ و غرۂ ربیع اول بروز یکشنبہ خواہد شد و بریں تقدیر دوشنبہ اول ربیع اول تاریخ دوم و دوشنبۂ دوم نہم خواہد شد و اگر ہر سہ ماہ مختلف باشند پس از دو حال خالی نیست یا غرۂ محرم بروز جمعہ باشد یا بروز شنبہ بحساب نقصان ذیحجہ یا کمال آن چہ غرہ اش اتفاقاً بروز پنجشنبہ بوده پس اگر غرۂ محرم بروز جمعہ باشد از دو حال خالی نیست محرم کامل گرفتہ شود و صفر ناقص یا بالعکس بر تقدیر اول غرۂ صفر یکشنبہ و غرۂ ربیع دوشنبہ می شود و بر تقدیر دوم غرۂ صفر شنبہ و غرۂ ربیع دوشنبہ می شود بہر دو تقدیر دوشنبہ اول ربیع غرہ و دوشنبۂ دوم ہشتم خواہد شد و اگر غرۂ محرم بروز شنبہ گرفتہ شود پس اگر محرم کامل و صفر ناقص گرفتہ شود غرۂ صفر بروز دوشنبہ و غرۂ ربیع بروز سہ شنبہ می شود و بعکس آن غرۂ صفر بروز یکشنبہ و غرۂ ربیع سہ شنبہ می شود بہر دو تقدیر دوشنبۂ اول ربیع ہفتم و دوشنبۂ دوم چہاردہم خواہد شد سوائے ایں احتمالات احتمالے دیگر عالم وقوع نیست کہ بر آن بودن دوشنبۂ دوازدہم ربیع اول سنہ ۱۱ ہجری کہ سال وفات نبوی ست مستقیم گردد و علمای محققین دریں باب مختلف شده اند بعض بر مجرد اشکال کفایت کرده سکوت ساختند چنانچہ امام یافعی در تاریخ خود مرآۃ الجنان می نویسند قلت فیما قیل انہ توفی الثانی عشر منہ اشکال من اجل انہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت وقفتہ بالجمعۃ فی السنۃ العاشرۃ اجماعاً فاذا کان کذلک لا یتصور وقوع یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول من السنۃ التی بعدہا وذلک مطرد فی کل سنۃ یکون الوقفۃ قبلہ بالجمعۃ علی کل تقدیر من تمام الشہور ونقصانہا وتمام بعضہا ونقصان بعض انتہی و بعض تقدیر کمال ہر سہ ماہ اختیار کرده تاریخ وفات سیزدہم را مرجح ساختہ چنانچہ ابن رجب دمشقی در لطائف المعارف می نویسند اختلفوا فی تعیین ذلک الیوم من الشہر فقیل کان اولہ وقیل کان ثانیہ وقیل ثانی عشرۃ وقیل ثالث عشرۃ وقیل خامس عشرۃ والمشہور بین الناس انہ کان ثانی عشر ربیع الاول وقد رد ذلک السہیلی وغیرہ بان وقفۃ حجۃ الوداع فی السنۃ العاشرۃ وکانت الجمعۃ وکان اول ذی الحجۃ الخمیس ومتی کان کذلک لم یصح ان یکون یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول سواء حسبت الشہور الثلثۃ اعنی ذا الحجۃ ومحرما وصفر اکلہا کاملۃ او ناقصۃ او بعضہا کاملۃ وبعضہا ناقصۃ وانما اجیب عن ہذا

بجواب حسن وہو ان ابن اسحٰق ذکر انہ صلعم توفی لاثنتی عشرۃ لیلۃ بربیع الاول وہذا یمکن فان العرب
تؤرخ باللیالی دون الایام ولکن لا تؤرخ الا بلیلۃ مضی یومہا فیکون الیوم تبعا اللیلۃ وکل لیلۃ لم یمض
یومہا لم یعتد بہا وارخ فیوم الاثنین الذی توفی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ثالث عشر الشہر لکن
لما لم یکن یومہ قد مضی لم یورخ بلیلتہ انتہی وبعضے تاریخ دوم وبعضے غرہ وبعضے چہاردہم را اختیار کردند
ابو عبد اللہ محمد الزرندی المدنی در کتاب الاعلام بسیرۃ النبی علیہ السلام می نویسد اتفق العلماء واہل السیر
علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توفی یوم الاثنین فی ربیع الاول غیر ان اکثرہم قالوا فی الثانی عشر
منہ ولا یصح ان یکون یوم الاثنین ثانی عشر لاجماع المسلمین علی ان وقفۃ عرفۃ کانت فی حجۃ الوداع یوم
الجمعۃ وہو تاسع ذی الحجۃ وکان اول ذی الحجۃ یوم الخمیس وکان اول المحرم اما الجمعۃ واما السبت فان کان
الجمعۃ فقد کان صفر اما السبت واما الاحد فان کان السبت فقد کان الربیع اما الاحد او الاثنین
وکیف ما دارت الحال علی ہذا الحساب فلا یکون یوم الاثنین الثانی عشر من الربیع بوجہ وذکر الطبری
عن ابن الکلبی انہ توفی فی الثانی من الربیع قال السہیلی ہذا وان کان خلاف الجمہور فانہ لا یبعد ان کانت
الثلثۃ الاشہر التی قبلہ من تسعۃ وعشرین ونقل الخوارزمی انہ توفی فی اول یوم من الربیع وہذا اقرب فی
القیاس مما ذکرہ الطبری ونقل الاستاذ ابو سعید عبد الملک الواعظ فی کتابہ شرف المصطفٰی انہ توفی
یوم الاثنین للنصف من ربیع الاول وہذا اقرب انتہی و دریں جا احتمالے دیگر ست کہ در سنہ ۱۰ در مدینہ طیبہ
بسبب اختلاف مطالع یا امور آخر غرۂ ذی حجہ بروز جمعہ شدہ باشد وبہ تکمیل ہر ماہ غرۂ ربیع در سنہ ۱۱
بروز پنجشنبہ شدہ باشد بریں تقدیر البتہ دوازدہم بروز دوشنبہ واقع خواہد شد لیکن بریں تقدیر
لازم خواہد شد کہ چار ماہ متوالی بمدینہ کامل حساب کردہ شدہ باشند و در فتح الباری وارشاد الساری
وغیرہ شروح صحیح بخاری مصرح ست کہ غرۂ ذیقعدہ سنہ ۱۰ در مدینہ بروز چہارشنبہ بودہ وآنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم مع صحابہ برای حج بروز شنبہ تاریخ بست وپنجم ذیقعدہ از مدینہ روانہ شدند و در اثنائے راہ ہلال ذی حجہ
بتاریخ ۲۹ ذیقعدہ بروز چہارشنبہ دیدہ شد پس اگر بحساب کمال ذیقعدہ ہلال ذی حجہ بروز پنجشنبہ
در مدینہ شدہ باشد غرہ بروز جمعہ قرار دادہ خواہد شد وبہ تکمیل ذی حجہ غرۂ محرم بروز یکشنبہ وبہ تکمیل
محرم غرۂ صفر بروز سہ شنبہ وبہ تکمیل صفر غرۂ ربیع بروز پنجشنبہ خواہد شد وہذا فان کان نادر الوقوع
لکنہ لیس بخارج عن حیز الامکان لیکن بریں تقدیر بروز چہارشنبہ سی ام صفر خواہد بود نہ بست وہشتم صفر

بالجملہ بودن بست وششم صفر روز چہارشنبہ و بودن دوازدہم ربیع روز دوشنبہ بوجہ من الوجوہ
صحیح نمی تواند شد و در تاریخ سعید محمد گازرونی می نویسد ابتداء مرضہ فی اواخر صفر للیلتین بقیتا
من صفر یوم الاربعاء وقیل للیلۃ وقیل فی مفتتح الربیع الاول انتہی و در تاریخ خمیس میگوید فی ہذہ
السنۃ کانت سریۃ اسامۃ الی اہل ابنی کانت یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر فلما کان یوم
الاربعاء بدأ مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وروی انہ ابتدأ بہ صداع فی اواخر صفر للیلتین
بقیتا من صفر یوم الاربعاء وقیل للیلۃ وقیل بل فی مفتتح الربیع الاول وفی الوفاء مرض بعشر بقین منہ
وذکر الخطابی ان ابتداءہ یوم الاثنین وقیل السبت وقیل الاربعاء قال الحاکم انتہی ازینجا اختلافات
برخذ ما صفا ودع ما کدر عمل کردن لازم است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا بطور مکتوب ۲۲۹ بخدمت ذو الفضل والمکرمت مصدر الفضائل منبع الفواضل
جناب مولانا مولوی محمد عبد الحی صاحب لازالت شموس فیوضکم بازغۃ کمترین نیازمند ملا خلیل احمد
بعد تبلیغ تسلیمات وتحیات مسنونہ کے ملتمس ہے کہ کتاب عبقات الانوار مؤلفہ حامد حسین لکھنوی
سرسری نظر سے گذری اس میں ایک روایت جس کو درباب خلافت بلا فصل حضرت علی رض
وبطلان خلافت شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین نص صریح سمجھا ہے اور بزعم خود علماء اہل سنت سے
نقل کیا دیکھی اس میں حوالہ ایسے کتب مصنفین کے دیے ہیں جنکے حالات سے سنیان بھی
آشنا نہیں باعتماد وسعت علم ونظر و وفور فیض وکرم جناب سامی کو استفتا و چند امور سے
تکلیف دیتا ہوں براہ عنایت جواب عنایت ہو اور بہت جلد عنایت ہو اول روایت خیال فرمائے
بدر الدین محمد عبد اللہ شبلی حنفی در کتاب آکام المرجان فی احکام الجان میگوید وقد ورد ما یدل
علی ان ابن مسعود حضر لیلۃ الجن بمکۃ غیر لیلۃ الجول فقال ابو نعیم نا سلیمان بن احمد نا محمد بن
عبد اللہ الحضرمی نا علی بن الحسین بن ابی بردۃ البجلی نا یحیی بن یعلی الاسلمی عن حرب بن صبیح نا
معبد بن مسلم عن ابی مرۃ الصنعانی عن ابی عبد اللہ الجدلی عن عبد اللہ بن مسعود قال استتبعنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجن فانطلقت معہ حتی بلغنا اعلی مکۃ فخط علی خطا وقال لا تبرح
ثم انصاع فی الجبال فرأیت الرجال ینحدرون علیہ من رؤس الجبال حتی حالوا بینی وبینہ فاخترطت

السیف وقلت لاضربن حتی استنقذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ذکرت قولہ لا تبرح حتی آتیک
فلم ازل کذلک حتی اضاء الفجر فجاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا قائم فقال مازلت علی حالک قلت
لو مکثت شہرا مابرحت حتی تاتینی ثم اخبرتہ بما اردت ان اصنع فقال لو خرجت ماالتقیت انا وانت
الی یوم القیمۃ ثم شبک اصابعہ فی اصابعی وقال انی وعدت ان تؤمن بی الجن والانس فاما الانس
فقد امنت بی واما الجن فقد رأیت وما اظن اجلی الا قد اقترب قلت یا رسول اللہ الا تستخلف ابا بکرؓ
فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف عمرؓ فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ
قلت یا رسول اللہ الا تستخلف علیا قال فلک والذی لا الہ غیرہ لو بایعتموہ واطعتموہ ادخلکم
الجنۃ این حدیث ابو نعیم تاج المحدثین سفیان روایت کردہ وتبغیر یسیر امام احمد حنبل نیز
روایت کردہ فقد روی الامام احمد عن عبد الرزاق عن ابیہ عن میناء عن عبد اللہ بن مسعود قال
کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجن فتنفس فقلت ما بالک یا رسول اللہ نعیت الی نفسی
یا ابن مسعود قلت استخلف قال ومن قلت ابو بکر قال فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ماشانک
بابی وامی یا رسول اللہ نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف قال من قلت عمر فسکت
ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ماشانک نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت فاستخلف قال من قلت
علی قال والذی نفسی بیدہ لئن اطاعوہ لیدخلون الجنۃ النعیم وصاحب آکام المرجان از فقہاء
وعلمای اعیان وفضلای نبہای محدثین عالی شان ست ذہبی در معجم مختص گفتہ محمد بن عبد اللہ الفقیہ
العالم المحدث بدر الدین ابو البقاء الشبلی السابقی الدمشقی الحنفی ومصطفی بن عبد اللہ القسطنطینی
الحلبی در کشف الظنون گفتہ آکام المرجان للقاضی بدر الدین الخ وسیوطی ہم در رسالۂ تحفۃ الجلساء
برؤیۃ اللہ النساء ازو نقل آوردہ موفق بن احمد المعروف باخطب خوارزم در کتاب مناقب علیؓ
این روایت آوردہ وملا عمر در وسیلۃ النجاۃ المتعبدی نقل کردہ وشہاب الدین احمد در کتاب
توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل گفتہ رواہ الحافظ ابو نعیم فی کتابہ دلائل النبوۃ وعبد القادر بن محمد
الطبری کہ او از اکابر علمای مکۂ معظمہ است در کتاب حسن السریرۃ فی حسن السیرۃ از دلائل النبوۃ بمسوط
ازین نقل کردہ انتہی عبارۃ العبقات مختصرا لیس امور مستفسرہ یہ ہیں کہ بدر الدین صاحب آکام
معتبر علما سے ہے یا نہیں اور کتاب آکام پایۂ اعتبار کو پہونچی ہے یا نہیں اور مصطفی بن عبد اللہ

وذہبی وغیرہ سے جو تعدیل نقل کی ہے یہ تعدیل اور معدل بھی قابل اعتماد ہین یا نہین سیوطی تو معتبر مشہور ہین جیسے اخطب خوارزم یمانی کذاب غیر معتبر بانیہمہ یہ روایت ابو نعیم اور امام احمد نے نقل کی ہے یا نہین درصورتیکہ نقل کی ہے تو اسکی کیا توجیہ ہوگی اور دوسری روایت کے ساتھ جسمین لیلۃ الجن عدم ہمراہیۃ مذکور ہے ولیکن فقدناہ مذکور ہے کیونکر توافق ہوگا آیا واقعہ متعدد پر محمول ہوگا یا دوسری توجیہ کیجائیگی فقط فوائد بہیہ مین جو بعنایت جناب مولانا خادم حسین صاحب میرے پاس پہونچی بدر الدین کو دیکھا گیا مگر نہین ملا اس سوال کی جواب کا امیدوار ہون مفصل باسناد وشواہد تحریر ہو فقط ملتمس خلیل احمد از مدرسۂ عربی اسلامی

ریاست بہاول پور یکم رجب یوم پنجشنبہ ۱۲۹۷ھ ہجری

از محمد عبد الحی عفا عنہ بخدمت مولوی صاحب مجمع علوم منبع فہوم جناب مولوی خلیل احمد صاحب دامت مکارمہ بعد اہدای ہدیۂ سلام مسنون مع ضمیمۂ شوق مشحون ابراز مضمون یہ ہی عنایتنامہ مورخہ یکم رجب پہونچا مضمون مندرج معلوم ہوا بسبب قلت فرصت کے تحریر جواب مین تاخیر ہوئی معاف فرمائیے گا حقیقت امور مستفسرہ کی یہ ہے کہ مؤلف آکام مرجان معتبر ہے جو توثیق حامد حسین نے اوسکی ذہبی وغیرہ سے نقل کی وہ ٹھیک ہے مین نے بھی اونکا حال فوائد بہیہ کی تعلیقات مین لکھدیا ہے صفحۂ ۲۱ مین ملاحظہ فرمائیگا اور دونون روایتین جو حامد حسین نے نقل کین ایک تخریج ابو نعیم دوسری تخریج امام احمد وہ دونون بجنسہ آکام المرجان مین باب نوزدہم مین مذکور ہین مگر روایت امام احمد مین میناء مولی عبد الرحمن بن عوف ابن مسعود سے راوی ہے اور میناء کے باب مین لسان المیزان للحافظ ابن حجر مین اور میزان الاعتدال للذہبی مین ساقط مرقوم ہے اور ابن عراق نے تنزیہ الشریعہ عن الاخبار الموضوعہ کے مقدمہ مین لکھا ہے

میناء بن ابی میناء مولی عبد الرحمن بن عوف روی عن مولاہ وعن عثمان وابن مسعود قال ابو حاتم کذاب لیکن چونکہ روایت ابو نعیم وغیرہ مین ابو عبد اللہ جدلی کی متابعت مروی ہے اسوجہ سے یہ حدیث ساقط نہین غایۃ الامر یہ کہ ضعیف ہوگی بضعف مغتفر اور بلحاظ تعدد طرق اس حدیث کو مرزا محمد معتمد خان بدخشی نے رسالۂ تحفۃ المحبین فی مناقب الخلفاء الراشدین مین منجملہ احادیث حسان کے مذکور کیا ہے اور اس حدیث مین جو شرکت ابن مسعود کی لیلۃ الجن مین

مذکور ہے وہ منافی روایت فقدناہ لیلۃ الجن کے نہین ہے بوجہ اسکے کہ یہ دو واقعہ ہین آکام المرجان مین مفصلا ذکر کیا ہے کہ لیلۃ الجن چند مرتبہ واقع ہوئی بعض لیالی مین ابن مسعود شریک تھے اور بعض مین نہین باقی رہا استدلال حامدحسین کا ساتھ اس روایت کے اوپر خلافت مرتضوی کے وہ صحیح نہین حقیقۃ الامر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو استخلاف صریح کسی کے باب مین منظور نہ تھا بدین خیال کہ اگر صراحتہً کسی کا استخلاف کیا جاوے اور بعض لوگ اوسکی اتباع نکرین تو وہ مستحق عذاب ہو جاوین گے جیساکہ سیوطی تاریخ الخلفاء مین لکھتے ہین و سر ذلک ای عدم استخلافہ قال البزار فی مسندہ حدثنا عبداللہ بن وضاح اللکوفی حدثنا یحیی بن الیمان حدثنا اسرائیل عن ابی الیقظان عن ابی وائل عن حذیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ الا تستخلف علینا قال ان استخلفت علیکم فتعصون خلیفتی ینزل علیکم العذاب واخرجہ الحاکم فی المستدرک انتہی اسیوجہ سے ابن مسعود نے جب ابوبکر رض و عمر رض کی استخلاف کیواسطے عرض کیا آپنے اعراض و سکوت فرمایا اس سے یہ نہین ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعراض یا سکوت بسبب عدم استحقاق خلافت اور علی مرتضی رض کے باب مین آپنے نعم وغیرہ کلمات دالہ استخلاف مرتضوی پر ارشاد نہین کئے تا مطلب رفاض ثابت ہو بلکہ آپکو چونکہ معلوم تھا کہ مرتضی سے لوگ مخالفت کرینگے اور زمانۂ خلافت مین انکے فتن عدیدہ ہونگے اسوجہ سے آپنے اونکی اطاعت واتباع کی ترغیب فرمائی وبالجملہ فلیست الروایۃ صریحۃ فی استخلافہ ولا فی استحقاقہ بالنسبۃ الی غیرہ ومن ادعی فعلیہ البیان واللہ اعلم بما فی ضمیر نبیہ صلعم امید کہ ہمیشہ از امور متعلقہ فقیر اطلاع دادہ باشند والسلام

کتاب النوادر

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علمای دین ایسے موی مبارک کی زیارت کی نسبت اور نیز اوس محفل زیارت مین شرکت کی بابت جو بغیر اسناد صحیح کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ اوس مجلس زیارت مین بعض منہیات شرعیہ اور بدعات سیئہ کا ارتکاب بھی کیا جاتا ہے یعنی شب زیارت کو کثرت سے چراغان روشن کیے جاتے ہین نوبت وشہنائی ہنوبت بجائی جاتی ہے آتشبازی بھی چھوٹتی ہے راگ بھی مع مزامیر وغیرہ

ہوتا ہے غرضکہ جملہ رسومات شادی اوس محفل زیارت مین ادا ہوتے ہین اور اسباب عیش و طرب مہیا کیے جاتے ہین صبح روز زیارت کو مالیدہ پر آنحضرت کی روح پُرفتوح پر فاتحہ مرسومہ کرنا بھی واجبات سے خیال کیا جاتا ہے اور نیز ارشاد ہو کہ شیفتگان موی مبارک اکثر نقد و جنس بطور نذر و نیاز کے موی مبارک پر چڑہاتے ہین اوسکا لینا کیسا ہے اور کسکو لینا چاہیے اور کسیقدر اراضی وغیرہ بطور اعانت عرس موی مبارک کے سلاطین اہل اسلام کے عہد سے معاف چلے آتی ہے اوسپر خادمان موے مبارک کا متصرف ہونا اوسمین سے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا نفقہ چلانا شرعًا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب جاننا چاہیے ہر مسلمان کو کہ جن چیزون کو ذات بابرکات حضرت رسول الثقلین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کا علاقہ ہے خواہ وہ موی مبارک ہو خواہ جُبّہ مبارک ہو خواہ نعلین پاک ہون خواہ اور کوئی چیز ہو کہ جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا ہو یا اور کسی طرح آنحضرت سے اوسکو علاقہ پیدا ہوا ہو ایسی تمام چیزونکی تعظیم کرنا اور اون سے برکت حاصل کرنا نشان کمال ایمانی اور دلیل غایت محبت نبوی ہے اور جملہ آثار محمدی پر جان نثار کرنا ایک عمدہ علامت علامتہاے اسلام سے ہے اس باب مین کسی عاشق جناب نبوی کو کلام اور کسی اہل ایمان کو اس سے انکار کی مجال نہین ہے اور اسمین شبہہ نہین ہو سکتا کہ ایسے آثار و مشاہد کی تعظیم و تکریم اور اونسے برکت حاصل کرنا در اصل تعظیم و تکریم جناب احمدی کی ہے جو راس الایمان ہے اور ثبوت اسکا اکثر احادیث صحیحہ اور آثار صحابۂ کرام سے ہوتا ہے چنانچہ موی مبارک کی تعظیم اور برکت حاصل کرنے کی نسبت عثمان ابن عبداللہ بن موہب سے روایت ہے ارسلنی اہلی الی ام سلمۃ بقدح من ماء وکان اذا اصاب الانسان عین او شئی بعث الیہا مخضبۃ فاخرجت من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت تمسکہ فی جلجل من فضۃ فخضخضتہ لہ فشرب منہ قال فاطلعت فی الجلجل فرأیت شعرات حمراء رواہ البخاری ترجمہ عثمان بن عبداللہ بن موہب فرماتے ہین کہ بھیجا مجکو میرے گھر والون نے حضرت ام سلمہ کے پاس ایک پیالہ پانی کا لیکر اور عادت سبکی یہ تھی کہ جب کسی آدمی کو نظر لگتی یا اور کچھ بیماری ہوتی تو وہ حضرت ام سلمہ کے پاس پانی کا پیالہ بھیجدیا کرتا پس ام سلمہ رسول اللہ صلی

موی مبارک نکالتین اور وہ اوسکو ایک چاندی کی ڈبیا مین رکھا کرتی تھین پس اوسی موے
مبارک کو اوسی پانی مین ڈال کر ہلا دیا کرتی تھین اور وہ اوسکو پی لیا کرتا تھا پس مین نے جھانک کر
ڈبیا مین دیکھا تو اوسمین چند بال تھے سرخ رنگ کے روایت کیا اسکو بخاری نے اور جبۂ
مبارک کی تعظیم اور اوس سے برکت حاصل کرنے کی نسبت حضرت اسماء بنت ابی بکر ہمشیرۂ
خاص حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے انہا اخرجت جبۃ طیالسۃ کسروانیۃ لہا لبنۃ
دیباج وفرجیہا مکفوفین بالدیباج وقالت ہذہ جبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت عند
عائشۃ فلما قبضت قبضتہا وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضی یستشفی بہا
رواہ مسلم ترجمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ اونھون نے نکالا ایک جُبۂ طیلسان کا
کسروانی کہ اوسمین گریبان پر ریشمی سنجاف تھی اور دونون چاکون پر اوسکے ریشمی سنجاف تھی۔
اور کہا کہ یہ جُبّہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضہ کے پاس رکھا تھا پس جب
عائشہ رضہ نے انتقال کیا تو یہ جُبّہ مین نے لے لیا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے
اور اب ہم اوسکو دھو کر مریضون کو پلاتے ہین کہ اوسکی برکت سے شفا حاصل کرین روایت کی
مسلم نے اور اس سے بڑھکر یہ ثابت ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک
سے اپنے آثار مبارک کو تبرکًا اورون کو عطا فرمایا ہے اور بطریق تبرک اوسکا استعمال کرایا ہے چنانچہ
باب حجۃ الوداع مین حضرت انس سے مروی ہے قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی منی فاتی الجمرۃ
فاتاہا ثم اتی منزلہ بمنی ونحر نسکہ ثم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا اباطلحۃ الانصاری
فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ اباطلحۃ فقال اقسمہ بین الناس رواہ
الشیخان ترجمہ حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے منی مین پس جمرہ کی جگہ
آکر رمی کی پھر آپنے اپنے قیام گاہ پر مراجعت فرما کر قربانی کی پھر حجام کو بلا کر جانب یمین سر مبارک
اوسکی طرف کی اوسنے حلق کیا پھر ابو طلحہ انصاری کو بلا کر وہ موی مبارک دیدیے پھر حلاق کو دوسری
شق یسار کی دی اور فرمایا کہ حلق کر چنانچہ اوسنے حلق کیا تو فرمایا ابو طلحہ کو دیکر کہ یہ سبکو بانٹ دے
اور ایسے ہی مروی ہے حضرت ام عطیہ سے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل اور تکفین کے
قصہ مین انہا قالت فالقی حقوہ فقال اشعرنہا ایاہ ترجمہ حضرت ام عطیہ فرماتی ہین کہ حضرت نے

اپنا تہبند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا کہ اس کپڑے کو سب کپڑون سے پہلے پہنا کر کفن دو یعنی اوسکو بدن سے متصل رکھو اور یہ حدیث دلیل ہے برکت حاصل کرنے مین صلحاء کے آثار سے چنانچہ صاحب لمعات نے اسکے تحت مین افادہ فرمایا ہے وہذا الحدیث اصل فی التبرک باثار الصالحین ولباسهم الخ ترجمہ صاحب لمعات نے افادہ فرمایا ہے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ حاصل کرنے برکت کے ساتھ آثار صلحا اور لباس اونکے کے اور اسیطرح جن چیزونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا اونکی برکت ثابت ہے چنانچہ حضرت کبشہ روایت فرماتی ہین قالت دخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشرب من ماء فی قربة معلقة قائما فقمت الی فیها فقطعتها ترجمہ حضرت کبشہ روایت فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر آئے اور ایک مشکیزہ لٹکتا تھا اوسکے منہ سے منہ لگاکر آپنے پانی پیا پس مین نے اوس مشکیزے کے دہانے کو تراش رکھا اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا مین افادہ فرمایا ہے ومن اعظامه واعظامه جمیع اسبابه واکرام مشاهده وامکنته من مکة والمدینة ومعاهده وما لمسه علیه الصلوة والسلام وایضا قال کانت فی قلنسوة خالد بن الولید شعرات من شعره صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت قلنسوة فی بعض حروبه فشد علیها شدة انکر علیه اصحابه لکثرة من قتل فیها فقال لم افعلها بسبب القلنسوة بل لما تضمنت من شعره صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتها وتقع فی ایدی المشرکین الخ ترجمہ اور قاضی عیاض نے کہا منجملہ تعظیم آنحضرت صلعم کے تعظیم ہے آپکے تمام اسباب کی اور بزرگی آپکے تشریف لانیکی مقامات اور مکانون کی مکہ مین ہون یا مدینہ مین اور آپکے عبادت کرنے کے مقامات اور جن چیزون کو آپنے ہاتھ لگایا رحمت ہو حبیب اللہ کی آپ پر اور سلام نیز کہا عیاض نے کہ حضرت خالد کی ٹوپی مین چند موی مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے پس گر گئی ٹوپی اونکی ایک لڑائی مین پس دوڑے اوس ٹوپی کے واسطے کہ اوس موقع پر اونکے ساتھیون نے ناپسند کیا اوس جگہ کے قتل و قتال کے اندیشے سے تو حضرت خالد نے فرمایا کہ مین نہین چھپا اوس ٹوپی کے لیے نہین گھبرایا تھا بلکہ اسلیے کہ اوسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موی مبارک تھے مجکو اندیشہ ہوا کہ مبادا وہ مشرکین کے ہاتھ لگے اور مین اوسکی برکت سے محروم ہوجاؤن وایضا قال القاضی وحکی عن عبد الرحمن السلمی عن احمد بن فضلویة الزاهد وکان من الغزاة الرماة انه قال ما مسست القوس بیدی الا علی طهارة

مسند بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ الخ ترجمہ اور نیز کہا قاضی نے کہ مروی ہے عبد الرحمن سلمی سے وہ روایت کرتے ہین احمد بن فضلویہ زاہد سے اور وہ منجملہ غازیون تیراندازکے تھے اونھون نے کہا کہ جب سے مین نے یہ سُنا کہ میری کمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے چھوا اوس وقت سے مین نے اوسکو کبھی بے وضو نہین چھوا وایضا قال رای ابن عمر رض واضعا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی جبہتہ الخ ترجمہ اور کہا قاضی نے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کو لوگون نے دیکھا کہ جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھتے تھے اوس جگہ ہاتھ لگاکر پیشانی پر مس فرماتے تھے پس ان تمام احادیث وروایات سے اہل ایمان کی نظر مین بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جملہ آثار ومشاہد نبوی سے برکت حاصل کرنا اور اونکی تعظیم کرنا عمدہ نعماے الٰہی سے ہے اور اس قسم کی برکت اور تعظیم کا ثبوت خود آنحضرتؐ وصحابۂ کرام کے افعال مبارک سے ظاہر ہوتا ہے لیکن مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس بات پر نظر کرے کہ جسطرح ان احادیث سے آثار نبوی کی برکت وتعظیم کا ثبوت ہوتا ہے اسی طرح تعظیم وبرکت حاصل کرنے کا طریقہ بھی انہین احادیث سے ثابت ہوتا ہے پس جسطرح وہ شخص جو منکر برکت آثار نبویہ ہو بددین اور گنہگار ہے اسی طرح وہ شخص جو خلاف طرق مرویۂ حدیث کے کوئی خاص طریقہ تعظیم کا اپنی طرف سے اختراع کرے وہ مبتدع اور مخالف سنت سمجھا جاویگا اسلیے کہ مخالفت سنت مین دونون برابر ہین اور یہ اوس صورت مین ہے جبکہ اوس طریقۂ مخترعہ مین کوئی امر خاص صریح منہیات شرعیہ اور محرمات یقینیہ سے شامل نہو اور اگر اوس طریقۂ مخترعہ مین کوئی امر محرمات شرعیہ سے بھی شامل کیا جاے تو ایسی حالت مین دو نقصان ہونگے ایک تو طریق خاص کا احداث اور دوسرے محرمات شرعیہ کا ارتکاب اور ان دونون باتون کا حکم یہ ہے کہ انکا مرتکب غیر مستحل فاسق اور مستحل کافر ہے دوسرے اس بات پر نظر رکھنی چاہیے کہ جو تعظیم اور برکت آنحضرتؐ کے آثار کے واسطے ثابت ہے وہ آنحضرتؐ ہی کے آثار کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرے کے آثار کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو آنحضرتؐ کے آثار کے ساتھ مخصوص ہے حرام ہے پس ضرور ہوا کہ جب کسی خاص جُبہ اور خاص لباس اور خاص موکی نسبت یہ دعویٰ کیا جاوے کہ یہ آنحضرتؐ کے آثار ہین تو اول اس بات کا یقین حاصل کیا جاوے کہ یہ آثار فی الواقع آنحضرتؐ کے آثار ہین یا دوسرے شخص کے ہین جنکو

آنحضرت صلعم کی طرف کسی طمع سے منسوب کر دیا ہے تا کہ اس یقین سے غیر کے آثار کے ساتھ آنحضرتؐ کے آثار کا سا برتاؤ لازم نہ آوے اور اس قسم کے یقین کا حصول ایسے امور کی نسبت بغیر اوس طریقہ کے متعذر ہے جسکو ہمارے محدثین رحمہم اللہ نے روایت حدیث مین اختیار کیا ہے کیونکہ اثبات آثار نبوی بھی حدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور حدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہی طریقہ مسلوک ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب ان آثار کا ثبوت ایسے طرق روایت پر موقوف ہو تو اوسکی صحت و عدم صحت بھی صحت اسناد اور عدم صحت اسناد پر موقوف ہوگی اور جس صورت مین اوسکے واسطے سند ضعیف بھی میسر نہو تو صرف چند جاہلوں کے محضرنامے کب اوسکو ثابت کر سکتے ہین پس خلاصہ کلام یہ ہوا کہ بلاشبہہ تعظیم آثار نبوی علامات ایمانی مین سے ہے جسکا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہوتا ہے لیکن وہ تعظیم اور تبرک منحصر ہے انھین طرق مین جو احادیث سے ثابت ہین اور یہ تعظیم فرع ہے اس بات کی کہ ان آثار و تبرکات کا انتساب آنحضرتؐ کی ذات پاک کی طرف صحیح ہوا ور صحت انتساب موقوف ہے صحت روایت پر پس جو آثار بصحت روایت ثابت ہین بلاشبہہ اونکی تعظیم صحابۂ کرام کے طریقہ کے بموجب کرنی چاہیے اور اونسے برکت حاصل کرنے مین کوئی شبہہ نہین اور جو بصحت روایت ثابت نہین ہین اونکے ساتھ بلاتحقیق وہ معاملہ کرنا جو آنحضرتؐ کے آثار ثابتہ کے ساتھ کرنا چاہیے ایسا ہے جیسا کہ بلاسند کے کلام کو حدیث کہنا اور اوسپر عمل کرنا جسکی نسبت سخت وعید وارد ہے قال ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ الترمذی ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری طرف کسی بات کے منسوب کرنیسے خوف خدا کرو اور بغیر تحقیق کے مجھسے کوئی روایت مت کرو کیونکہ جو مجھپر جھوٹ باندھے جان بوجھ کر وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین کرلے پس واجب ہے ہر مسلمان پر یہ بات کہ جب تک اوسکو اس بات کا علم نہو کہ جس امر کی نسبت آنحضرت کی طرف کیجاتی ہے وہ نسبت صحیح ہے یا نہین اوس وقت تک اوسکی روایت نکرے اور جب روایت جائز نہین تو عمل بطریق اولی جائز نہوگا البتہ ایسی صورت مین احتیاط کا مقتضا یہ ہے کہ جب کوئی شئے آنحضرتؐ کیطرف دعوی کے ساتھ منسوب کیجاوے تو قبل تحقیق کے

جیسے انکا اقرار جائز نہین ہے انکار پربھی اصرار نکرے بلکہ سکوت کرے چنانچہ ایسی صورت مین حدیث نبوی سے بھی توقف ثابت ہوتا ہے صاحب مرقاۃ نے اس حدیث کے تحت مین قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتصدقوا اہل الکتاب ولاتکذبوہم وقولوا آمنا باللہ وما انزل الینا الخ رواہ البخاری ترجمہ مت تصدیق کرو تم اہل کتاب کی اور نہ تکذیب کرو انکی اور کہو تم کہ ایمان لائے ہم اللہ پر اور اوس چیز پر جو اوسنے ہمپر اوتاری روایت کیا اسکو بخاری نے لکھا ہی لاتصدقوا

اہل الکتاب ای فیما لم یتبین لکم صدقہ لاحتمال ان یکون کذبا وہو الظاہر من احوالہم قولہ لاتکذبوہم

ای فیما حدثوا من التوراۃ والانجیل ولم یتبین لکم کذبہ لاحتمال ان یکون صدقا وان کان نادرا لان

الکذوب قد یصدق وفیہ اشارۃ الی التوقف فیما اشتکل من الامور والعلوم الخ غرضکہ اسی طرح ایسے مواقع پر بھی توقف کا طریقہ اسلم ہے ترجمہ نہ تصدیق کرو اہل کتاب کی یعنی اون باتون مین جسکی تمکو بخوبی تصدیق نہین ہوئی واسطے احتمال اس بات کے کہ شاید وہ جھوٹ ہو اسلیے کہ انکا ظاہر حال جھوٹ ہی کو مقتضی ہے اور نہ تکذیب کرو انکی اون باتون مین جو توراۃ اور انجیل سے روایت کرتے ہین جبتک انکی تکذیب ظاہر نہو جاوے اسلیے کہ شاید سچے ہون گو سچا ہونے نادر ہے اسواسطے کہ کبھی جھوٹا بھی سچ بول دیتا ہے اور اسمین اشارہ ہے اس بات کا کہ جو امور مشتبہ ہون اعتقادی اور عملی معاملات مین سے تو انمین توقف چاہیے الخ پس جب تمام امور مرکوز خاطر ہو چکے تو اب سائل کو دیکھنا چاہیے کہ جو لوگ موی مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی زیارت طریقۂ مذکورۂ سوال کے بموجب کراتے ہین بدعات اور مخترعات کے پابند ہین دیکھو روایت مذکورہ بالا کے بموجب جب موئے مبارک کا پانی مریض کیواسطے حضرت ام سلمہ سے طلب کیا تو اونھون نے ڈھول تاشے نہین بجوائے پنج آیت اور قرآن خوانی نہین کرائی ترتیب مجلس اور تعیین وقت اور تاریخ نہین کیا غرضکہ کسی قسم کے تعینات خاصہ سے اوسکو مقید نہین فرمایا بلکہ اوسکی برکت کو ہر حالت مین قابل استفادہ تصور فرمایا بخلاف اس صورت کے جسکو سائل نے بیان کیا ہو جسمین تعیین ماہ دیوم و تاریخ کو امر ضروری اور موثر فی ازدیاد الثواب خیال کیا ہے جسکی سنت نبویہ مین کچھ بھی اصل نہین ہے اور تداعی اور انعقاد محافل خاصہ کو لابد خیال کیا ہے اور اوسمین نوبت ونقارہ وجملہ مزامیر مہیا کیے جاتے ہین جو سراسر افعال شیاطین سے ہین مالیدہ موی مبارک بھی العیاذ باللہ نظر

کیا جاتا ہے اور بطور تبرک کے تقسیم حالانکہ اوس سے انتفاع حرام قطعی ہے غزلین گاتے ہین حالانکہ
ایسے راگ بالاتفاق حرام ہین پس برکت حاصل کرنا جو غایۃ الامر مستحب ثابت ہوگی باعث ہوتی ہے
ایسے محرمات شرعیہ کے ارتکاب کی جنسے اجتناب واجب ہے اور ظاہر ہے کہ جس امر مستحب کے
ارتکاب سے ترک واجب لازم آوے اوس مستحب کا ترک واجب ہے پس اس صورت مین ہرگز
شریعت غرای محمدیہ اس بات کی اجازت نہین دیتی کہ ایسے بدعات کے ساتھ اس امر مستحب کا
ارتکاب صحیح ہو اور نفس استحباب اسکا بھی اوس صورت مین مسلم ہے جبکہ یہ بخوبی ثابت ہو جاوے
کہ فی الواقع یہ موی مبارک آنحضرت صلعم ہی کا ہے اور اگر یہ امر پایۂ ثبوت کو نہ پہونچے تو ایسے جلسہ مین
بقصد تبرک حاضر ہونا بھی جائز نہین ہے اور جو لوگ نذر مانتے ہین موی مبارک کی اور اوسپر
چڑھاوا چڑھاتے ہین وہ حرام ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت لغیر اللہ حرام ہے اور
ظاہر ہے کہ یہ نذر لغیر اللہ ہے پس یہ حرام ہے چنانچہ لکھا ہے صاحب بحر رائق نے والنذر
للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق یعنی نذر مخلوق کی ناجائز ہے اسلیے کہ وہ عبادت
ہے اور عبادت کسی مخلوق کیلیے نہین ہوتی الخ اور جسطرح یہ فعل حرام ہے اسی طرح اوس قسم کے
چڑھاوے کا لینا اور اوسکا کھانا اور اسے صرف مین لانا بھی حرام ہے اور ایسی نذر منعقد نہین ہوتی
اور ذمہ پر اوسکا ادا واجب نہین ہوتا چنانچہ اسی بحر الرائق مین ہے والاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد
ولا تشتغل الذمۃ بہ وانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ ولا اکلہ ولا التصرف فیہ بوجہ من الوجوہ
الخ ترجمہ یعنی اس بات پر اتفاق ہے کہ نذر مخلوق کی حرام ہے اور وہ نذر منعقد بھی نہین ہوتی اور
ذمہ پر اوسکا وجوب نہین ہوتا اور مجاور درگاہ کو اوسکا لینا اور کھانا اور کسی قسم کا تصرف کرنا جائز
نہین ہے اور جو اوقاف موی مبارک کے خدمت کیلیے مقرر ہین اگر وہ اوقاف اس غرض سے
مقرر کیے گئے ہین کہ وہ بدعات مذکورہ جو سوال مین مذکور ہین اس وقف کے ذریعہ سے
رائج کیے جاوین اور ایسے بدعات کی اوس اوقاف سے صرف کیا جاوے تو فی نفسہ یہ وقف ہی
باطل ہے اور انکا واقف گنہگار ہے کیونکہ صحت وقف کے ایک یہ شرط ہے کہ وہ کام
جسکے لیے وقف کیا ہے فی نفسہ قربت اور عبادت مقصود فی الدین ہو اور ظاہر ہے کہ یہ امور
نعوذ باللہ منہا عبادت نہین ہین چنانچہ [illegible] ان مین قربۃ

فی ذاتہ وعند التصرف الخ ترجمہ اور منجملہ شرائط کے ایک یہ شرط ہے کہ وہ امر فی نفسہ قربت ہو اور وقت تصرف کے الخ اور اگر اسنے صرف یہ نیت کی ہے کہ جو فقرا و مساکین یہاں حاضر ہون اونپر صرف کیا جاوے اور جو شخص اوسکے متولی ہون وہ بھی بقدر حاجت اوسمین سے لیا کرین تو وقف صحیح ہو اور بقدر حاجت خود لینا اور باقی فقرا پر صرف کرنا حلال ہے واللہ اعلم۔ کتبہ

العبد الذلیل محمد اسمعیل [محمد اسمعیل] اجاد من اجاب [محمد لطف اللہ]

فی الواقع برکت لینا ایسی چیزونسے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بانتساب صحیح بطریق صحیح منسوب ہین جائز و مستحسن ہے لیکن ایسی مجلس مین جانا جسکو سائل نے ذکر کیا بوجہ اشتمال انکے بدعات مستقبحہ اور افعال محرمہ پر شریک ہونا نہین جائز ہے اور نہ ایسے آثار سے جن کا انتساب بطریق صحیح ثابت نہین ہے برکت لینا جائز ہے اور جو اشیای عوام کالانعام موی مبارک پر چڑھاتے ہین اونکا لینا بوجہ منذور لغیر اللہ ہونے کے نہین جائز ہے وللہ در المجیب حیث انی بتفصیل رائق وہو فیہ مصیب واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا انقلاب نحاس وغیرہ بطرف ذہب و فضہ کہ نتیجۂ علم کیمیاست ممکن ہست یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب علمای حکمت درین باب اختلاف دارند بعضی مثل شیخ رئیس وغیرہ قائل بامتناعش گشتہ اند لیکن دلیلے قوی کہ مفید استحالہ باشد نزد شان نیست وجمعی ازایشان قائل بامکان اند و دلائل امتناع را از بیخ برکندہ اند در کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون می نویسد حاصل ما ذکرہ الصفدی فی شرح لامیۃ العجم ان الناس فیہ علی فریقین فقال کثیر منہم ببطلانہ منہم الشیخ الرئیس ابن سینا ابطلہ بمقدمات من کتاب الشفاء والشیخ تقی الدین ابن تیمیۃ صنف رسالۃ فی الکیمیا فی انکارہ وصنف یعقوب الکندی ایضا رسالۃ فی ابطالہ لکنہم لم یوردوا شیئا یفید الظن بامتناعہ فضلا عن یقینہ وذہب آخرون الی امکانہ منہم الامام الرازی فانہ فی المباحث المشرقیۃ عقد فصلا [illegible] ابن تیمیۃ [illegible] الطالب فی رسالتہ [illegible] یعقوب الکندی و [illegible] الامام فی الملخص علی امکانہ فقال [illegible] واحد

[illegible]

مایصح فی الآخر وحکی ابن ماجۃ الاندلسی فی بعض تالیفہ عن الشیخ ابی نصر الفارابی انہ قال بین ارسطو فی کتابہ من المعادن ان صناعۃ الکیمیاء داخلۃ تحت الامکان الا انہا من الممکن الذی یعسر وجودہ بالفعل انتہی ملخصاً واکثر از ارباب شرع ہم قائل باں کالن ہستند ابن حجر مکی ہیتمی در تحفۃ المحتاج شرح منہاج درباب الانجاس می نویسند اختلف فی انقلاب الشیء عن حقیقتہ کالنحاس الی الذہب ہل ہو ثابت فقیل نعم لانقلاب العصا ثعبانا حقیقۃ والا لبطل الاعجاز وقیل لا لان قلب الحقائق محال والحق الاول انتہی ملخصاً و نیز می نویسد کثیرا ما یسأل عن تعلم علم الکیمیا وحلہ ولم نر احدا ذکر فی ذلک والذی یظہر انہ ینبنی علی ہذا الخلاف فعلی الاول من علم العلم الموصل لذلک القلب علما یقینیا جاز لہ علمہ و تعلیمہ اذ لا محذور فیہ بوجہ وان قلنا بالثانی اولم یعلم الانسان ذلک بالعلم الیقینی فکان ذلک وسیلۃ الی الغش فالوجہ الحرمۃ انتہی ملخصاً و در رد المحتار حاشیہ در مختار بعد نقل ایں عبارت می نویسد حاصلہ انا اذا قلنا باثبات قلب الحقائق وہو الحق جاز العمل بہ وتعلمہ لانہ لیس بغش لان النحاس ینقلب ذہبا و فضۃ حقیقۃ وان قلنا انہ غیر ثابت لا یجوز لانہ غش کما لا یجوز من الکیمیا حقیقۃ لما فیہ من اتلاف مال المسلمین او غش المسلمین والظاہر ان مذہبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدلیل ما ذکروہ فی انقلاب العین فی النجاسۃ کانقلاب الخمر خلا والدم مسکا ونحو ذلک انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتاء ما قولکم ایہا العلماء الکرام فی ہذہ المسائل سادات صحیح النسب کا یوم القیامۃ منتفع بالنسب ہونا بادلہ شرعیہ ثابت ہے یا نہیں اور تقدیر اول انتفاع سے کیا مراد ہے آیا وہ لوگ باوصف بے علم و بے عمل ہونے اور ارتکاب فسق و فجور باوجود ہر حالت کے بھی بوجہ انتساب الی النبی کے دخول نار سے مطلقاً محفوظ رہیں گے اور مواخذات اخرویہ سے مامون ہونگے یا بعد دخول فی النار و سزا پانے مدت معین کے بشفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مثل دیگر مومنین غیر سادات جنت کے داخل بہشت ہونگے ان صورت میں درمیان سادات اور دوسرے مومنین امت محمدیہ کے کیا فرق ہوگا کیونکہ بموجب [illegible] داخل ہیں کوئی شخص سادات سے [illegible] ہو سکتا ہے یا نہیں یہاں ہر شخص سادات کا بدلائل شرعیہ ونصوص احادیث مستنبط ہے اور اگر جائز ہے تو دیگر دلیل کیا ہے او سادات کے

اور اقوام جو شرفا کہے جاتے ہین اور منتسب طرف صالح کے نسبا و نسبة ہین جیسے شیخ صدیقی وفاروقی وعثمانی وعلوی غیر فاطمی وہ لوگ با وصف محروم رہنے کے دولت علم و عمل سے اور مبتلا بفسق و فجور رہنے اور بلا توبہ مرجانے کے صرف برکت صلاح منتسب الیہم کے دخول نار و جملہ مواخذات اخرویہ سے محفوظ رہین گے یا بوجہ فاسق و فاجر ہونے کے سزاے اعمال پائین گے اور نسبت الی الصالحین عاقبت مین ون لوگون کے کام نہ آئیگی - سوای اقوام مذکورہ کے دوسرے اقوام جو بظاہر منتسب طرف کسی صالح کے نہین ہین جیسے افاغنہ و مغل و دیگر اقوام جو عرفا ارذال کہے جاتے ہین اونکے سلسلۂ آبا مین اگر کوئی صالح و ولی گذرا ہو تو بقیاس الی الشیوخ صدیقی وغیرہم وہ لوگ بھی با وصف بے ایمان مرجانے یا بحالت فسق و فجور بلا توبہ دنیا سے رحلت کرنے کے برکت اب صالح کے مواخذات اخرویہ سے مامون رہین گے یا نہین چونکہ یہ مسائل متنازع فیہا ہین اور متنازعین اہل علم ہین جواب ہر شق سوالات کا مفصل و مبسوط بہ تقریر واضح حاوی ادلہ ہر امر مندرج جواب و نقل عبارات معتبرات ارقام فرمایا جاوے

ہو المصوب سادات کا بحالت فسق و فجور مرنے کے بلا توبہ دخول نار اور عذاب سے مطلقا محفوظ رہنا بوجہ انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہے بلکہ آثار اور اخبار سے اوسکے خلاف ثابت ہے نور الدین علی سمہودی جواہر العقدین فی فضل الشرفین ذکر ماینبغی لاہل البیت مین لکھتے ہین الثالث اجتناب کل قبیح شرعا فان القبیح من اہل ہذا البیت اقبح منہ من غیرہم ولہذا قال العباس لابنہ عبد اللہ کما فی تاریخ دمشق یا بنی ان الکذب لیس باحد من ہذہ الامۃ اقبح منہ بی وبک و باہل بیتک یا بنی لا یکون شئی مما خلق احب الیک من طاعۃ ولا اکرہ الیک من معصیۃ فان اللہ ینفعک بذلک فی الدنیا والاخرۃ قلت اجماع ذلک کلہ ماجاء انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی باہل بیتہ بتقوی اللہ ولزوم طاعۃ کما سبق فی الذکر الرابع ویسبق فی اواخر التنبیہ الاول من الذکر السادس قول الحسن بن الحسن المثنی انی اخاف ان یضاعف للعاصی منا العذاب ضعفین واللہ انی لارجو ان یوتی المحسن منا اجرہ مرتین انتہی ور روایت قرانیہ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنۡ یَّاۡتِ مِنۡکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ یُّضٰعَفۡ لَہَا الۡعَذَابُ ضِعۡفَیۡنِ ؕ وَ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرًا وَ مَنۡ یَّقۡنُتۡ مِنۡکُنَّ لِلّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِہَاۤ اَجۡرَہَا مَرَّتَیۡنِ ۙ وَ اَعۡتَدۡنَا لَہَا رِزۡقًا کَرِیۡمًا شاہد عدل اس امر پر ہے

کہ انتساب الی الصالح باعث تضاعف اجر اعمال صالحہ کا اور تضاعف عذاب اعمال خبیثہ کا
ہوتا ہے نہ یہ کہ مطلقا اعمال خبیثہ مضر نہون اور اصحاب اعمال سیئہ صرف بوجہ انتساب
الی الصالح کے ناجی ہو جاوین اسیوجہ سے حق جلشانہ نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر
تضاعف عذاب کی بر تقدیر ارتکاب انکے فواحش کی دی اگر مطلق انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم باعث نجات ہوتا یہ مضمون نازل نہوتا اور نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا نسب صدیقی
وعلوی یا نسب کسی اور صالح کا نفع دینا بروز قیامت باین معنی کہ اگر وہ شخص اعمال صالحہ کرے
تو بہ نسبت اپنے امثال کے درجہ زائد پاوے صحیح ہے یا یہ کہ وہ شخص جس کی طرف انتساب ہے
بہ نسبت اور شخصون کے اسکی طرف زائد التفات کرے اور شفاعت کرے اور باین معنی کہ شخص
منتسب باوجود اعمال قبیحہ کے صرف بوجہ شرافت نسبیہ حق جلشانہ کے نزدیک مغفور ہو جاوے گا
اور باوجود اعمال سیئہ صرف انتساب الی الصالح کے ذریعہ سے نزدیک حق تعالی کے مکرم ہوگا
اور مطلقا عذاب سے نجات پاکے مرحوم ہوگا محض غلط ہے نص قرآنی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ
اَتْقٰکُمْ اسکے غلط ہونے پر شاہد عدل ہے امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر مین تفسیر اس آیت مین مرقوم ہے
فان قیل ہذا المبنی علی عدم اعتبار النسب ولیس کذلک فان للنسب اعتبارا عرفا وشرعا حتی لا یجوز
تزویج الشریفۃ بالنبطی قلنا اذا جاء الامر العظیم لا یبقی الامر الحقیر معتبرا وذلک فی الحس والشرع والعرف
اما الحس فلان الکواکب لا تری عند طلوع الشمس وجناح الذباب یری ولا یسمع عندما یکون رعد قوی
واما فی العرف فلان من جاء مع الملک لا یبقی لہ اعتبار ولا التفات اذا عرفت ہذا ففی الشرع کذلک
اذا جاء الشرف الدینی الالہی لا یبقی لما ہناک اعتبار لا النسب ولا النشب الا تری ان الکافر وان کان
من اعلی الناس نسبا والمؤمن وان کان اذ ونہم نسبا لا یقاس احدہما بالآخر ولہذا یصلح للمناصب
الدینیۃ کالقضاء والشہادۃ کل شریف ووضیع اذا کان دینا صالحا عالما ولا یصلح لشیء منہا فاسق
وان کان قرشی النسب وفاروقی النسب ولکن اذا اجتمع فی اثنین الدین المتین واحدہما نسیب
ترجح بالنسب عند الناس لا عند اللہ ان اکرمکم یقول وان لیس للانسان الا ما سعی وشرف النسب
لیس مکتسبا ولا یحصل بسعی انتہی اور ابو محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب اللدنیہ مین لکھتے ہین انما
ینظر للاصل والعنصر عند التحلی بالفضائل والتخلی عن الرذائل انتہی اور مسند احمد مین ابو بصرہ سے

مروی ہے حدثنی من شہد خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنی وہو علی بعیر یقول یا ایہا الناس ان ربکم واحد
وان اباکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاسود علی الاحمر الا بالتقوی خیرکم عند اللہ اتقاکم اور صحیح مسلم
وغیرہ میں ابوہریرہ رض سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بطأ بہ عملہ لم یسرع بہ
نسبہ اور ابن جریر وغیرہ نے روایت کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یسألکم
عن احسابکم ولا عن انسابکم یوم القیمۃ الا عن اعمالکم اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور کتاب الادب المفرد
میں بخاری نے ابوہریرہ رض سے روایت کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولیائی یوم القیامۃ
المتقون وان کان نسب اقرب من نسب اور معجم طبرانی میں حدیث معاذ میں مروی ہے لما بعثہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن خرج معہ یوصیہ ثم التفت الی المدینۃ فقال ان ہؤلاء اہل بیتی
یرون انہم اولی الناس بی ولیس کذلک انما اولیائی المتقون من کانوا وحیث کانوا اور صحیح بخاری
میں عمرو بن العاص سے مروی ہے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول جہارا غیر سر ان
آل ابی فلان لیسوا لی باولیاء انما ولیی اللہ وصالح المؤمنین ہذا لفظ مسلم اور بخاری نے بسند زائد روایت
کیا ہے لکن لہم رحم ابلہا ببلالہا یعنی اصلہا بالشفاعۃ اور اربعین طائی میں فضیل بن مرزوق سے
مروی ہے سمعت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب یقول لرجل یغلو فیہم ویحکم احبونا للہ فان
اطعنا اللہ فاحبونا وان عصینا اللہ فابغضونا فقال الرجل انکم لذو قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واہل بیتہ فقال ویحکم لو کان اللہ نافعا بالقرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر عمل بطاعتہ لنفع بذلک
من ہو اقرب الیہ منا اباہ وامہ انی اخاف ان یضاعف للعاصی منا العذاب ضعفین اور [illegible]
الاخبار والآثار السمہودی فی مواضع متفرقۃ من الجواہر ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجرد انتساب
الی الرسول باعث مغفرت وکرامت کا نہیں ہو سکتا ہے جبتک کہ اوسکے ساتھ تقوی منضم نہو
ہر گاہ نسب نبوی کا یہ حال معلوم ہوا نسب صدیقی وغیرہ کا بدرجۂ اولی یہی حال ہوگا ہاں نسب
نبوی اسقدر مفید ہوگا کہ اولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد کی شفاعت فرماوینگے اور
پہر بقیہ عامۂ مؤمنین کے ابتداء توجہ انکی طرف فرماوینگے جیسا کہ حدیث ابن عمر رض سے قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من اشفع لہ من امتی اہل بیتی ثم الاقرب فالاقرب من قریش ثم الانصار
ثم من آمن بی واتبعنی من اہل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع لہ اولا افضل طبرانی سے

روایت کی ہے علی ما اوردہ السیوطی فی البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ ثابت ہے وہذا ہو الفرق
بین السادات وعامۃ المؤمنین فی باب الشفاعۃ لا ان السادات ناجون مطلقا ولو کانوا فجارا
ملا علی قاری مکی رسالۂ تحقیق الاحتساب فی تدقیق الانتساب میں تفسیر آیۂ فلا انساب بینہم یومئذ
میں لکھتے ہیں لم یرد ان الانساب تنقطع بل المراد ان احدا بمجرد النسب لا ینفع لان مدار الدین
یوم الجزاء علی التقوی انتہی اور بھی لکھتے ہیں ثم اعلم ان مجرد النسب بدون کسب الحسب وتعلم العلم والادب
غیر معتبر فی المذہب انتہی اور بھی لکھتے ہیں فالمدار علی العلم والتقوی لا علی مجرد النسب المعتبر فی الدنیا
دون العقبی انتہی اور یہی معنی ہیں بقای نسب نبوی کے بروز قیامت جو مفاد حدیث کل نسب
وسبب منقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی اخرجہ البزار والطبرانی والبیہقی وابو نعیم والحاکم وغیرہم اور
حدیث ان الانساب تنقطع یوم القیامۃ غیر نسبی وسببی وصہری اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم وغیرہم
ہے چنانچہ تفسیر اسکی دوسری حدیث میں مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بال اقوام
یزعمون ان قرابتی لا تنفع ان کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وان رحمی موصولۃ
فی الدنیا والآخرۃ اخرجہ البزار وغیرہ اور ایسی دوسری روایت مفسر ہے قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ما بال رجال یزعمون ان رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینفع قومہ یوم القیمۃ بلی وان
رحمی موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ وانی ایہا الناس فرط لکم علی الحوض اخرجہ احمد والحاکم والبیہقی وغیرہم
الحاصل قرابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقا غیر نافع کہنا اور سادات وعامۂ مؤمنین کو
من کل الوجوہ مساوی سمجھنا تفریط ہے اور اسکو ایسا نافع سمجھنا کہ باوجود ارتکاب فواحش صرف
انتساب الی النبی کو باعث استحقاق نجات جاننا افراط ہے وخیر الامور اوسطہا اس تفصیل سے
جواب سوال سوم وچہارم کا بھی معلوم ہوگیا حاجت تفصیل کی نہیں ہے نسب نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم جسکی قطع وبقا کی خبر احادیث میں وارد ہوئی جب بانفرادہ باعث نجات واکرمیت عند اللہ
بدون انضمام تقوی منہو البتہ باعث استحقاق زیادتی اجرت شیعہ ہونا ثابت ہے النسب صدیقی
یا علوی یا کسی اور ولی وصالح کا کیونکر بانفرادہ منشا نجات ہو سکتا ہے اور جواب سوال دوم کا
یہ ہے کہ کسی سید کا حرۃ بحالت میوۃ تھہ ونزد الیہ اسکا انتقاع نقلا وعقلا وشرعا نہیں ثابت ہے
اور ہر سید کا مطلقا بلا عذاب جہنم سے نجات پا جانا اور ابتداء جنت میں داخل ہو جانا منصوص

معتبرہ سے نہین ثابت ہے بلکہ عمومات قرآن اور احادیث اسکے خلاف پر دال ہین باقی وہ حدیثین
کہ اسعاف الراغبین وجواہر العقدین وغیرہ مین مذکور ہین کہ جنکا مفاد و ملخص یہ ہو کہ اہل بیت و سادات
کے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعای نجات فرمائی اور پروردگار نے وعدہ اس امر کا
فرمایا کہ اولاد فاطمہ پر جہنم حرام ہے اور اہل بیت پر عذاب نہو گا وہ سب عام مخصوص البعض ہین
اور محمول ہین اوپر صلحاء و متقین کے یا صرف اولاد صلبی فاطمہؓ پر ابن عراق تنزیہ الشریعۃ عن الاخبار
الموضوعۃ مین بعد ذکر حدیث ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرمہا اللہ و ذریتہا علی النار کے لکھتے ہین
مما یدل علی ان الحدیث لیس موضوعا جزما عند ابن الجوزی انہ قال ان ثبت الحدیث فہو محمول
علی ذریتہا الذین ہم اولادہا خاصۃ فان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ وعلی ذلک حملہ
محمد بن علی بن موسی الرضا فقال ہو خاص الحسن والحسین واللہ اعلم وروی العقیلی عن ابی کریب
انہ قال ہذا للحسن والحسین ولمن اطاع اللہ منہم انتہی اور اس قسم کی حدیثین جو فضائل اہل بیت مین
وارد ہین نظیر انکی بہت سی احادیث صحاح ستہ وغیرہ مین مروی ہین کہ جن مین خاص خاص
عمل صالح کے کرنے والے پر حکم وجبت لہ الجنۃ یا حرمت علیہ النار یا فقد دخل الجنۃ یا فقد
من العذاب ونحو ذلک کا دیا گیا ہے چنانچہ ناظر کتب احادیث پر مخفی نہین ہے پس لازم
آتا ہے کہ اصحاب ان اعمال صالحہ کی بھی اگرچہ سیکڑون کبائر کرین کبھی جہنم مین داخل نہون
یا وہ لوگ سوء خاتمہ سے آمن ہو جاوین اور بہ برکت اوس عمل صالح کے جو اون سے صادر ہوا
یہ سمجھ لین کہ ہمکو خوف نہین خاتمہ خواہ ہمارا بخیر ہو گا اور یا بالفعل اوس حدیث سے ضرور
ہمکو مغفرت و نجات حاصل ہو گی حاشا وکلا ہذا لم یقل بہ احد من الفقہاء والمحدثین والعلماء المعتبرین
کما لا یخفی علی من طالع کتب الکلام والفقہ والحدیث ہذا الجواب واللہ اعلم بالصواب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء اکثر علمای دین تحریر فرماتے ہین کہ روح میت یک چلہ کم و زیادہ اپنے گھر مین بعدہ
ایک سال تک قبر پر رہکر مقام علیین وغیرہ کو جاتی ہے چنانچہ صحیح تر نزدیک اہل سنت کے کیا ہے فقط

ہو المصوب ظاہر احادیث سے یہ متوہم ہوتا ہے کہ بعد قبض کے روح علیین کو جاتی ہے

روایت بزار یہ صین ہے فاذا اخرجت روحہ وصعدت بہا ذلک لمسلک الریحان و ذہب بہا الی علیین

اور یہ امر کہ ایک چلہ گھر مین اور ایک سال قبر پر رہکے علیین کو جاتی ہو نہین ثابت ہو واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۲۳] آپنے فرمایا کہ بہشت مین ملاقات ہوگی مگر یہ نظاہر ہوا کہ جو رو خصم و لڑکے وغیرہ مانند یہان کے یکجا رہین گے یا نہین فقط

ہوالمصوب جب سب جنت مین جاوین گے تو مانند یہان کے سب یکجا رہین گے اور اگر مراتب درجات مختلف ہونگے تو ایک کے درجے مین دوسرے جاکے یا پاس پہونچ کے ملاقات کرسکین گے تفصیل اسکی بدور سافرہ فی احوال الآخرہ وغیرہ مین موجود ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علمای کرام اس مسئلہ مین کہ ابلیس لعین قراءت قرآن پر قادر ہی یا نہین

ہوالمصوب کتاب لقط المرجان فی اخبار الجان مین جلال الدین سیوطی لکھتے ہین سئل

ابن الصلاح عن رجل یقول ان الشیطان یقدر ان یقرأ القرآن وقیل ہو وجنودہ فاجاب ظاہر

المنقول ینفی قرائتہم القرآن وقوعا ویلزم منہ انتفاء الصلوۃ منہم اذ منہا قراءۃ القرآن وقد ورد

ان الملائکۃ لم یعطوا فضیلۃ قراءۃ القرآن وہی حریصۃ لذلک علی استماعہ من الانس فان

قراءۃ القرآن کرامۃ اکرمہا اللہ بہا الانس غیر ان المومنین من الجن بلغنا انہم یقرؤنہ انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات)

استفتا [۱۲۶] کیا فرماتے ہین علمای محققین اس مسئلہ مین کہ طریقہ اعطای منصب نبوت کا کسی شخص کے ساتھ اس طور پر بھی ہوا ہو کہ ایک نبی کسی شخص کو خرقہ اپنا عطا کرے اور محض اعطاے خرقہ سے وہ شخص نبی ہوجاے یا کوئی نبی کسی شخص سے کہے کہ مین نے منصب نبوت تمکو عطا کیا اور محض اس کہنے سے وہ شخص نبی ہوجاوے یا کوئی نبی کسی شخص سے کہے کہ میرے بعد حامل میری نبوت کے تم ہو اور محض اس کہنے سے وہ شخص بعد اس نبی کے نبی ہوجاوے یا ایک شخص خواب مین دیکھے کہ کوئی کہتا ہے کہ آج سے تمکو منصب نبوت کا عطا کیا گیا اور محض اس خواب سے وہ شخص نبی ہوجاوے یا کسی شخص کو القا اعطای منصب نبوت کا ہوا اور محض اس القا سے وہ شخص نبی ہوجاوے۔ اگر یہ طرق اعطای منصب نبوت کے رہے ہون فبہا ورنہ شرائط

عطاے منصب نبوت بالاستیعاب مرقوم فرمائے جائیں

ہوالمصوب حصول مرتبہ نبوت کے یہ طریقے نہیں ہیں اور شاذون طریقون سے کسی نبی کو نبوت ملی ہے بدون اسکے کہ حضرت پروردگار کی طرف سے کوئی فرشتہ حامل وحی آوے اور وہ خبر رسالت و نبوت کی پہنچاوے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبدالحی ابوالحسنات]

صح الجواب واللہ علیم حررہ ابوالاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۱۳۰۲ ہجری

استفتا[۲۳۷] کیا فرماتے ہین علمای محققین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص کسی رسول کی رسالت کا ایمان رکھتا ہو یعنی تصدیق قلبی و اقرار لسانی دونون ہون لیکن باینہمہ بوجہ کسی معاملہ دنیوی کے خاص اسی حیثیت سے اُس رسول کا عدو ہو جاوے اور کوئی موقع پاکر ایذا رسانی کرے یا بوجہ شدت عداوت اور کثرت غصہ کے اُس رسول کو قتل کرے تو اس صورت مین وہ شخص مومن رہیگا یا کافر ہو جاویگا جواب اسکا بحجت کتاب و سنت مرقوم ہو

ہوالمصوب عداوت رسول کی اور قتل اُسکا اور ایذا رسانی اور اہانت اسکی جس حیثیت سے ہو موجب کفر ہے قال اللہ تعالی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا وقال تعالی فی تقبیح شان بنی اسرائیل و ذکر طغیانہم ویقتلون الانبیاء بغیر حق لبغیر حق شرعی واللہ علم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبدالحی ابوالحسنات]

کتاب التقلید

استفتا[۲۳۸] کسے کہ تتبع رخص شرعیہ را مذہب خود گیرد حکم آن چیست مبتدع است یا نہ

ہوالمصوب تتبع رخص شرعیہ اگر بقصد تلہی باشد حرام است بالاجماع مثل آنکہ حنفی برای تلہی اختیار مذہب امام شافعی در شطرنج سازد و اگر بقصد تلہی نباشد مضائقہ ندارد و متتبع بمبتدع نخواہد شد مگر از این چنین امور عوام منع کردہ شوند عالم متقی را مضائقہ نیست کذا قال بحر العلوم فی شرح مسلم الثبوت وشاہ ولی اللہ محدث دہلوی در ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء می آرد فی المصابیح قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ فسددوا وقاربوا وابشروا

وذکر البغوی عن عمیر قال ادرکت من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من سبعین فما رأیت
قوما اہون سیرۃ ولا اقل تشدید منہم وعن ابراہیم انہ قال اذا لغک فی الاسلام امران فخذ ایسرہما
وقال الشعبی اذا اختلف علیک فی الدین فخذ ایسرہما فان ایسرہما اقربہما الی الحق ان اللہ تعالی
یقول یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وازین آثار صاف مفہوم می شود کہ تلفظ رخص مذاہب
اربعہ بعد ازانکہ مخالف نص قرآن وحدیث مشہور واجماع سلف وقیاس جلی نباشد حسن ست
خلافا للفقہاء المتاخرین بل نسبہ بعضہم الی الفسق انتہی کلامہ وفی المسلم وشرحہ لمولانا ولی اللہ
اللکنوی رح ویتخرج ای یستنبط منہ ای من جواز اتباع غیر المقلد الاول کما ہو مختار ابن الہمام
من ان تقلید مذہب معین لیس بواجب شرعا جواز اتباع رخص المذاہب ای اخذ ما ہو اہون
علیہ من المذاہب فلا یمنع منہ مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک المسلک الاخف علیہ اذا کان لہ
ای للانسان الیہ ای الی الاخف سبیل لم یکن عمل فیہ ای فی ذلک المحل المختلف
فیہ باخر ای بقول آخر مخالف لہذا الاخف وکان علیہ الصلوۃ والسلام یحب ما خفف علیہم وما نقل
عن ابن عبد البر انہ لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فاجیب عنہ فی التیسیر شرح التحریر بالمنع ای
بمنع صحۃ النقل عنہ ولو سلم فلا نسلم صحۃ دعوی الاجماع اذ فی تفسیق متتبع الرخص عن الامام احمد
روایتان فکیف یتحقق الاجماع وحمل بعضہم روایۃ التفسیق بما اذا قصد التلہی انتہی کلامہما وثمراہما
وہمچنین در شرح تحریر الاصول مرقوم ست واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا ۲۳۹ کسے کہ انکار مذہب نماید ومذہب گرفتن را بد داند واتباع کتب حدیث را
دعوی کند حکمش چیست مبتدع است یا چہ

ہو المصوب اصحاب مذاہب چہ ابوحنیفہ وچہ شافعی وچہ مالک وچہ احمد وچہ غیر ایشان
تدوین مذاہب واستخراج مسائل خلاف شرع نہ ساختند ادلۂ اربعہ مستند ہر یک ہستند بسبب
اختلاف فیما بین شان وقوع اختلاف در فہم معنی آیات واحادیث نہ آنکہ احدے را تعصبے راہ دادہ باشد
یا آنکہ قیاس را بر شرع مقدم کردہ باشد حاشا وکلا جملہ ائمہ ہداۃ از تقدیم قیاس مبرا ہستند ونسبت کنندہ
این امر بطرف یکی از ایشان کاذب ومفتری ست وآنچہ کہ بعضے متعصبین حنفیہ را اصحاب الرای
می نویسند قول ایشان از پایۂ اعتبار ساقط ست ودرینجا لطیفہ بخیال می گذرد وآن اینکہ الف لام

کہ داخل برای ہست چندے ست ومراد از آن رائے دقیق ست پس فی الحقیقت حنفیہ اصحاب الرای ہستند
یعنی اصحاب الرأی الدقیق حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی در مجمع مؤسس فی المعجم المفہرس اقرار این امر
می سازند کما ہمچنان کہ در مذہب حنفی قواعد منضبط ہستند در مذہب ما نیستند پس حق جل شانہ
از زبان متعصبین بوصف حسن حنفیہ خارج کنانید لیکن اوشان مطلبش نہ فہمیدند الحاصل مذاہب
بمونہ مخالف آیات واحادیث واجماع وقیاس نیستند اصل ہر مسئلہ یکی ازین چار ست شاہ
ولی اللہ دہلوی در انصاف فی بیان سبب الاختلاف می نویسند لما مہدوا الفقہ لم تکن مسألۃ من المسائل
التی تکلم فیہا من قبلہم والتی وقعت فی زمانہم الا وجدوا فیہا حدیثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا
صحیحا او ضعیفا او حسنا او اثرا من آثار الشیخین او سائر الخلفاء فیسر اللہ لہم العمل بالسنۃ علی ہذا الوجہ
انتہی ہرگاہ این امر ممہد شد پس میگوییم کہ منکر مذاہب اربعہ و بدوانندۂ آنہا اگر بدین سبب
بد میداند کہ مذاہب اربعہ موافق شرع ہستند آن شخص کافر خواہد شد لانہ اہان الدین
واگر در اعتقاد خود می پندارد کہ مذاہب اربعہ خلاف شرع ونصوص ہستند پس آنکس مخطی ست
لما مہدنا لا آنفا بنظر تامل باید فہمید کہ اگر ائمہ مجتہدین تحقیق مسائل وتدوین آنہا چنانکہ ہست نمیکردند
تمام عالم مظلم وگمراہ بودے وکسے را اطلاع بر حکم شرع حاصل نشدے چہ بسیارے از احکام این چنین
ہستند کہ از ظاہر نصوص مستنبط نمی شوند پس بد دانستن این مذاہب احسان فراموشی است
واما دعوی اتباع کتب حدیث پس اگر مدعی امتیاز صحیح از حسن وحسن از ضعیف وناسخ از منسوخ
می سازد و بر طبق محدثین سابقین بر شرح معانی آثار واحادیث وآیات قدرت دارد وسوای
آن بر جملہ فنون ضروریہ متعلقۂ کتب حدیث وغیرہ مہارتے دارد آنکس قابل مدح ست فظاہر ست
کہ وجود اینچنین کس فی زماننا ہذا مثل وجود عنقا ست البتہ در مائۃ ثامنہ بسیار کسان موصوف
بصفات مذکورہ یافتہ شدند وبعد آن در مائۃ تاسعہ علامۂ جلال الدین سیوطی خاتمۃ الحفاظ شدند
وبعد از ان در مائۃ عاشرہ ہم بعضے علما مثل ملا علی قاری وشیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ قدم بقدم
محدثین شدند مگر بمرتبۂ اوشان نرسیدند وبعد از ان تا الی الآن کسی یافتہ نشد کہ تمییز حدیث صحیح
از ضعیف کما حقہ نماید فضلا عن المہارۃ فیہ الا ما شاء اللہ تعالی فی زماننا محدث آن کس را می شمارند
کہ صحاح ستہ را درس دہد وتوضیح مطالب حدیث عام فہم کردہ دہد فانا للہ وانا الیہ راجعون

صاحب کشف الظنون از علامہ تاج الدین سبکی نقل میسازد وعلم ان قصاری نظر ابناء زماننا فی
علم الحدیث النظر فی مشارق الانوار فان ترفعت الی مصابیح البغوی ظننت انها تصل الی درجۃ
المحدثین وما ذلک الا لجهلهم بالحدیث بل لو حفظهما احد عن ظهر قلب وضم الیهما من المتون مثلیهما لم یکن محدثا
حتی یلج الجمل فی سم الخیاط وانما الذی بعده اہل الزمان بالغا الی النهایۃ ویناد ونہ محدث المحدثین
وبخاری العصر من اشتغل بجامع الاصول لابن الاثیر مع حفظ علوم الحدیث لابن الصلاح او التقریب
للنووی مع انہ لیس فی شئی من رتبۃ المحدثین وانما المحدث من عرف المسانید والعلل واسماء الرجال
والعالی والنازل وحفظ مع ذلک جملۃ مستکثرۃ من المتون وسمع الکتب الستۃ ومسند احمد
وسنن البیهقی ومعجم الطبرانی وضم الی ہذا القدر الف جزء من اجزاء الحدیث فهذا اقل درجاتہ انتهی
مقام غور است کہ ہرگاہ این حال زمانہ وجود سبکی کہ قبل مأتہ عاشرہ است شدہ حال این زمانہ
چہ تحریر شود محدثین زمانہ ہذا کہ خود را مجدد والمذہب میدانند ومذاہب حقہ را باطل مے شمارند کرارہ
کنندہ ہستند زیرا کہ مثلا اگر سندے کدامی مسئلہ حنفیہ یا شافعیہ در صحاح ستہ نیافتند می گویند کہ
امام ابوحنیفہ یا شافعی درین باب خلاف حدیث کردند ونمی دانند کہ فن حدیث بر صحاح ستہ
منحصر نیست کتب احادیث لا تعد ولا تحصی تصنیف شدہ اند وعدم السند فی الصحاح الستۃ
لا یستلزم عدمہ فی جمیع الکتب واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتاء [۲۲۰] مردے جاہل تقلید ہیچ کسے از ائمہ بر خود لازم نمیگیرد بلکہ ہریکے را از ائمہ
در اعتقاد خود مقتدا و پیشوائے خود داند در زمان خود ہر عالم را کہ دیندار ومتقی یابد بگفتہ
او عمل سازد وبدون تقلید مذہب حکم او چیست

ہو المصوب علماء قدیما وحدیثا در باب لزوم تقلید مذہب معین اختلاف دارند
بعضے قائل بوجوب تقلید معین شدہ اند علامہ محلی شافعی در شرح جمع الجوامع می نویسد یجب
علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتهاد التزام مذہب معین من مذاہب المجتهدین یعتقدہ
ارجح من غیرہ او مساویا لہ وان کان فی نفس الامر مرجوحا علی المختار انتهی وامام ہمام کمال الدین
ابن الهمام در تحریر الاصول می طرازند نقل الامام الاجماع علی منع تقلید العوام لاعیان الصحابۃ
ومن بعدہم الذین وضعوا ودونوا علی ہذا ما ذکرہ بعض المتاخرین من منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ

لانضباط مذاہبہم وتنقیح مسائلہم ولم یتفق مثلہم غیرہم الی الآن انتہی ومختار بعض علما آنست کہ تقلید مذہب
معین چیزی ضروری نیست ہر کس را اختیار است کہ بہر مذہبے کہ خواہد عمل نماید بشرطیکہ خالی از تخفاف مذہبی و تعصب
باشد و اگر مسلک تعصب یا استخفاف یکے از مذاہب اربعہ اختیار کردہ باشد واجب التعزیر است
ذوالمناقب الشیخ ابن الحاجب در مختصر اصول می آرند ولا یرجع عن قول المجتہد بعد تقلیدہ اتفاقا
وفی حکم آخر المختار جوازہ لنا القطع بوقوعہ ولم ینکر فلو التزم مذہبا معینا کمذہب مالک والشافعی فثالثہا
کالاول انتہی و سند ایں دعوی قاضی عضد الملۃ والدین در شرح آن می نویسند اذا عمل العامی بقول مجتہد
فی حکم مسألۃ فلیس لہ الرجوع عنہ الی غیرہ اتفاقا اما فی حکم مسألۃ اخری فقیل یجوز ان یقلد غیرہ المختار
جوازہ للقطع بوقوعہ فی زمان الصحابۃ وغیرہ فان الناس فی کل عصر کانوا یستفتون المفتیین کیف
ما اتفق ولا یلتزمون سوال مفت معین وقد شاع ہذا وتکرر فلو التزم مذہبا معینا وان کان لا یلزمہ
ففیہ ثلثۃ اقوال اولہا یلزمہ وثانیہا لا یلزمہ وثالثہا انہ کالاول وہو من لم یلتزم فان وقعت
واقعۃ قلدہ فیہا فلیس لہ الرجوع عنہ واما فی غیرہا فیتبع فیہا ما شاء انتہی وفی مسلم الثبوت وشرحہ
لمولانا ولی اللہ اللکنوی یجوز تقلید المفضول مع وجود الافضل فی العلم عند الاکثر وقیل ہم اکثر الحنابلۃ
واختارہ ابن الحاجب وتبعہم المصنف وحکی عن احمد انہ یجب النظر فی الارجح وہو المختار عند الامامیۃ
وہل یقلد المقلد غیر من یقلد بہ اولا فی غیر ما عمل بہ اولا المختار نعم لما علم بالاستقراء من استفتائہم
ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابۃ مرۃ واحدۃ من المجتہدین ومرۃ واحدۃ من غیرہم ولو التزم
مذہبا معینا فہل یلزم الاستمرار علیہ فقیل نعم حتی شدد بعض المتکلفین وقالوا الحنفی اذا ترک مذہب
امامہ یعزر والحق انہ تعصب لا دلیل علیہ اصلا وانما ہو تشریع من عند نفسہ وقیل لا قال فی التیسیر شرح
التحریر ہو الاصح اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ وبالجملۃ لا یجب تقلید مذہب معین بل جاز الانتقال لکن
لا بد ان لا یکون ذلک علی قصد التلہی وتوہین کبار المجتہدین انتہی ملخصا و ہمچنین بحر العلوم مولانا عبد العلی
در شرح مسلم الثبوت و در شرح تحریر می طرازند و عدم وجوب تقلید مذہب معین شرعا را محقق میسازند
وتحقیق درین باب آنست کہ عوام از چنین مسائل باز داشتہ شوند خصوصا عوام زمانۂ ہذا
ایشان را بجز تقلید مذہبے چارۂ دیگر نیست و اگر ایشان مجاز در اختیار مذہب وغیرہ می شوند
ہر آئینہ فتنہا درین واقع میسازند و زبان طعن و تشنیع بر ائمہ کبار خصوصا اعظم الائمہ امام ابوحنیفہ وغیرہ

کشادہ میگویند کہ مارا ازین مذاہب کا نیست کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کافی ست ونمی فہمند کہ تقلید این مذاہب معین تقلید نصوص ست کلام حضرت جل وعلا فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون شاہد عادل آنست وپرظاہر کہ عالمی کہ آن جاہل آن را مقتدا و مستند خود مقرر ساز د اگرچہ اتفاقی باشد ایمہ سابقین بدرجہا از وافضل خواہند بود پس ترجیح تقلید آن عالم بر تقلید ایمہ ترجیح مرجوح ست وعلامۂ فخر الدین زیلعی در شرح کنز وشیخ الاسلام بدر الدین عینی وغیرہ تصریح میسازند کہ الاحکام تتبدل بتبدل الازمنۃ وشاہد آنست روایت ابوداؤد از حضرت عائشہ رض لوادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدثۃ النساء لمنعھن من المساجد کما منعہ لنساء بنی اسرائیل وبہمین سبب صاحب ہدایہ وشمس الایمہ سرخسی بلکہ جملہ فقہای حنفیہ وشافعیہ در مواضع متعددہ بعد تنقیح مسئلہ می نویسند لکن ہذا مما لا یفتی بہ الناس بر ناظر کتب فقہ این امر مخفی نخواہد ماند پس اگرچہ مختار واصح نزد محققین عدم وجوب اختیار مذہب معین ست لیکن مختار برای فتوی عوام فی زماننا ہمین ست کہ تقلید مذہب معین واجب یا مستحسن گفتہ شود لما ہو عند البعض وہرگز ہرگز ایشایان برین امر مطلع نکردہ شوند البتہ عالم ماہر متقی متدین کہ خالی از تعصب باشد اگر اختیار مختار خود کند اولی واحسن ست عارف ربانی عبد الوہاب شعرانی در میزان می نویسند کان سیدی علی الخواص اذا سألہ انسان عن التقلید بمذہب معین الآن ہل ہو واجب ام لا یقول لہ یجب علیک التقلید بمذہب مادمت لم تصل الی شہود عین الشریعۃ فہناک لا یجب علیک التقلید بمذہب لانک تری اتصال جمیع المذاہب بہا انتہی وشاہ ولی اللہ محدث دہلوی در حجۃ اللہ البالغہ می نویسند ہذہ المذاہب الاربعۃ المدونۃ المحررۃ قد اجمعت الامۃ علی جواز تقلیدہا الی یومنا ہذا وفی ذلک من المصالح ما لا یخفی لاسیما فی ہذہ الایام التی قصرت الھمم جدا واشربت النفوس الھوی واعجب کل ذی رأی برأیہ وما ذہب ابن حزم من ان التقلید حرام فغلط انتہی ودر عقد الجید فی احکام التقلید می طرازند اعلم ان الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ فیہ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنہا مفسدۃ عظیمۃ ونحن نبین لک بوجوہ احدہا ان الامۃ اجمعت علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اعتمدوا فی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وہکذا اعتمد العلماء فی کل طبقۃ من قبلھم والقبول یدل علی حسن ذلک اذ تعین الاعتماد علی اقاویل

السلف فلا بد ان تکون اقاویلهم التی یعتمد علیها مرویة باسناد صحیح او مدونة فی کتب مشهورة ولیس مذهب من المذاهب بهذه الصفة الا هذه المذاهب الاربعة اللهم الا مذهب الامامیة والزیدیة وهم اهل البدعة لا یجوز الاعتماد علی اقاویلهم وثانیهما قال رسول الله صلی الله علیه وعلی آله وسلم اتبعوا السواد الاعظم انتهی ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة کان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم انتهی و در انصاف فی بیان سبب الاختلاف می آرد اعلم ان الناس کانوا فی المائة الاولی والثانیة غیر مجتمعین علی التقلید لمذهب معین وبعد المائتین ظهر فیهم التمذهب وقل من کان لا یعتمد علی مذهب مجتهد بعینه وکان هذا هو الواجب فی ذلک الزمان فان قیل کیف یکون شیء واحد واجبا فی زمان وغیر واجب فی زمان مع ان الشرع واحد قلت الواجب الاصلی هو تقلید من یعرف الاحکام الفرعیة عن ادلتها التفصیلیة اجمع علی ذلک اهل الحق فاذا کان للواجب طرق متعددة وجب تحصیل طریق من الطرق من غیر تعیین واذا کان طریق واحد تعین ذلک الطریق بخصوصه کما کان السلف لا یکتبون الحدیث ثم صار فی یومنا هذا کتابة الحدیث واجبة لان روایة الحدیث لا سبیل لها الا معرفة هذه الکتب وکان السلف لا یشتغلون بالنحو والصرف واللغة لان لسانهم کانت عربیة ثم صار فی یومنا هذا معرفتها واجبة فاذا کان انسان جاهل فی بلاد الهند وما وراء النهر ولیس هناک شافعی ولا مالکی ولا حنبلی ولا کتب هذه المذاهب وجب علیه ان یقلد بمذهب ابی حنیفة ویحرم علیه ان یخرج من مذهبه بخلاف ما اذا کان فی الحرمین لانه یتیسر هناک معرفة جمیع المذاهب انتهی ملخصا خلاصہ مرام اینکہ ہر چہ جاہل کہ تقلید مذہبی لازم نمیگیرد بر قول عالم متدین عمل میسازد اگر آنکس خالی از تعصب واستخفاف دین وطعن بر ائمہ مجتہدین وغیرہ باشد وعالمے کہ مستند اوست نیز مہارتے کامل در باب تحقیق مسائل داشتہ باشد واثر تعصب دران نباشد وطعن کسے از مجتہدین از زبان او صادر نشود پس درین صورت مجاز ست در باب عدم التزام معین لیکن فی زماننا نہ چنین عالم متدین بنظر می آید ونہ چنین جاہل متدین الا ماشاء اللہ تعالیٰ واللہ اعلم بالصواب وہو اعلم بالکتاب ۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۴۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد کیا فرماتے ہین علمای فحول ومفتیان ذوی العقول اس مسئلہ مین کہ ایک شخص حنفی المذہب تقلید شخصی کو واجب

نہین جانتا بلکہ جائز کہتا ہے اور نماز مین شرائط اور ارکان وسنن موافق حنفیون کے بجالاتا ہے
اور آمین بالجہر کہنے والے کو بھی فعل مسنون کا فاعل کہتا ہے نماز پیچھے ایسے شخص کے بلاکراہت
جائز ہے یا نہین اور جو شخص مذکور کے اقتدا کو ناجائز کہے اوسکا کیا حکم ہے شش اور
نماز مین آمین پکار کے کہنے والے کو مسجد سے نکلوا دینا کیسا ہے ابسطوا الجواب ولکم الثواب
الجواب نحمده ونستعینه ونصلی علیه عقیده جواز تقلید شخصی موافق ہے محققین حنفیون کے
جیسا کہ فرمایا علامہ عبد العلی بحر العلوم حنفی نے شرح مسلم الثبوت مین لایجب الاستمرار ویصح
الانتقال وہذا ہو الحق الذی ینبغی ان یؤمن ویعتقد بہ اور کہا علامہ ابن الہمام حنفی نے تحریر مین
لو التزم مذہبا معینا کابی حنیفۃ رح والشافعی رح فقیل یلزمہ وقیل لا وہو الاصح اور کہا علامہ
شرنبلالی حنفی نے عقد الفرید مین لیس علی الالتزام مذہب معین اور یہی مختار ہے علامہ
محمد عبد العظیم حنفی مفتی مکہ وشاہ ولی اللہ صاحب وشاہ عبد العزیز صاحب وامیر حاج وسید
بادشاہ وقاضی ابو عاصم اور بہت سے مشایخ کبار کا حنفیون کے جبکہ عقیدہ اوسکا موافق ہوا
محققین احناف سلف وخلف کے اور مذہب حنفی رکھتا ہے اور نماز مین رعایت کرتا ہے
شرائط وارکان وسنن حنفیون کے پس نماز پیچھے ایسے شخص کے بلا خلاف احدے جائز ہے
رسالۃ الاہتداء فی الاقتداء لملا علی قاری مین ہے ذہب عامۃ مشائخنا الی الجواز اذا کان یحتاط
فی موضع الخلاف والا فلا والمعنی انہ یجوز فی المراعی بلاکراہۃ وفی غیرہ معہا ثم المواضع المتہمۃ للمراعاۃ
ان یتوضأ من الفصد والحجامۃ والقیٔ والرعاف ونحو ذلک لافیما ہو سنۃ عنده مکروه عندنا کرفع الیدین
فی الانتقالات وجہر البسملۃ واخفائہا فہذا وامثالہ لایمکن الخروج عن عہدة الخلاف فکلہم یتبع مذہبہ
ولایمنع مشربہ انتہی وفی حاشیۃ الاشباہ للخیر الرملی الذی یمیل الیہ خاطری القول بعدم الکراہۃ اذا
لم یتحقق منہ مفسد کذا فی الشامی صفحہ باب الامامۃ مطبوعہ مصر اور قول سدید مین ہے یجوز صلوۃ المسلمین
بعضہم خلف بعض لما کان الصحابۃ رض والتابعون ومن بعدہم من الائمۃ الاربعۃ رح یصلی بعضہم خلف
بعض مع تنازعہم فی ہذه المسائل المذکورة وغیرہا ولم ینقل احد من السلف انہ لا یصلی بعضہم
خلف بعض ومن انکر ذلک فہو مبتدع ضال مخالف للکتاب والسنۃ واجماع سلف الامۃ وائمتہا وقد کان
فی الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من یقرأ البسملۃ ومنہم من لایقرأہا ومنہم من یجہر بہا ومنہم من لایجہر بہا

پھر کئی سطرون کے بعد کہا ومع ہذا فکان بعضہم یصلی خلف بعض مثل ما کان ابو حنیفۃ واصحابہ والشافعی وغیرہم یصلون خلف ائمۃ المدینۃ من المالکیۃ وغیرہم وان کان لایقرؤن البسملۃ لاسرا ولاجہرا وہکذا فی حجۃ اللہ البالغۃ اور قول عدم جواز اقتدا محض ضلالت وگمراہی ہے فقہ اکبر لابی حنیفہ رح مین ہے الصلوۃ خلف کل بر وفاجر من المؤمنین جائزۃ اسکے تحت مین ملا علی قاری فرماتے ہین فمن ترک الجمعۃ والجماعۃ خلف الامام الفاجر فہو مبتدع عند اکثر العلماء والصحیح انہ یصلیہا ولایعیدہا اور پھر منتقی سے نقل کیا سئل ابو حنیفۃ رح عن مذہب اہل السنۃ والجماعۃ فقال کذا وکذا وان نصلی خلف کل بر وفاجر و شرح عقائد مین ہے یجوز الصلوۃ خلف کل بر وفاجر لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا الخ ولان علماء الامۃ کانوا یصلون خلف الفسقۃ واہل الاہواء والبدع من غیر نکیر اور کہا حاشیہ مین اوسکے خلافا للشیعۃ فانہم قد اشترطوا العصمۃ فی الامامۃ الصغری کما فی الکبری والخوارج ایضا فان الکافر عندہم فاجر پس ثابت ہوا کہ امام اعظم رح اور تمامی اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ نماز پیچھے ہر مؤمن کے جائز ہے اور جو شخص جمعہ وجماعت ترک کرے بسبب فاجر ہونے امام کے وہ مبتدع اور ضال ہے اور عقیدہ شیعہ اور خارجی کا رکھتا ہے اور یہ اختلاف شیعہ اور خارجی کا امام کے بد ہونے کی تقدیر پر ہے اور جبکہ نیک ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہوتا ہے تو اسمین کسی اہل قبلہ کا اختلاف نہین پس قائل عدم جواز صلوۃ کا پیچھے شخص مسئول عنہ کے محض ضال ومضل ہے نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ **جواب سوال دوم** مؤمن کو مسجد سے روکنا خصوصًا فعل مشروع کے سبب سے بڑا گناہ ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِہَا اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَہُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْہَا اِلَّا خَائِفِیْنَ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ المجیب لراجی الی رحمۃ ربہ الرحیم ابو محی الدین محمد ابراہیم غفرلہ ولوالدیہ واقعی نماز پیچھے ایسے شخص کے بلا کراہت جائز ہے اور جو شخص مذکور کی اقتدا کو ناجائز کہے وہ مخطی ہے اور آمین پکار کر کہنے والے کو صرف بوجہ اس عمل کے مسجد سے نکلوا دینا درست نہین ہے

واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۳ ۲۰۵

یہ جواب صحیح ہے فی الواقع جو حنفی تقلید شخصی کو واجب نہ جانتا ہو اور ارکان وغیرہ موافق حنفیہ کے کرتا ہو اور آمین بالجہر کو بھی مسنون سمجھتا ہو اوسکے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے اور حکم کرنا

عدم جواز امامت اس شخص کا ضلالت ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا زید کو عمرو فریبا اپنے مکان کے اندر لے گیا اور چند آدمیوں کو بلا کے زید سے اوسکی بی بی کو جبرًا تین طلاق دلوائین بلکہ عمرو کے مددگار اور عمرو لاٹھی لیکر آمادہ ہوئے کہ اگر ذرا طلاق دینے مین انکار کیا تو فورًا مار ڈالین گے بعد طلاق دینے کے رہا کیا چونکہ زید و اسکی بی بی سے نہایت الفت ہے جدائی از حد محال ہے بضرورت بتقلید مذہب شافعی نکاح جائز ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب عند الضرورۃ الشدیدۃ تقلید مذہب شافعی درست ہے حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا سوالات وجوابات متعلقۂ مقدمۂ آرہ کہ بذریعۂ وکیل عدالت بند سوالات بتاریخ ۱۲ جنوری ۱۸۸۶ء آمدہ بود حضرت مولانا واوستاذنا الحافظ الحاج ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب قبلہ جوابش ارقام فرمودہ بودند **سوال اول** مسلمان ہونے کے لیئے ایک مذہب حنفی شافعی وغیرہ ہونا خدا اور رسول نے شرط کیا ہے یا نہین اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امامون کے وقت مین لوگ حنفی یا شافعی وغیرہ کہلاتے تھے یا نہین اور امامون نے اپنی اپنی تقلید کرنے کو کہا ہے یا نہین اور پیغمبر صاحب کے بعد کئی سو برس تک مسلمان لوگ تقلید ایک امام خاص کی نہین کرتے تھے اور وہ مسلمان غیر مقلد اصحاب اور تابعین اچھے سچے مسلمان تھے یا اُنکے بعد کے مقلدین حنفی شافعی کہلانے والے حدیث اور قرآن کے عامل سے ناراض ہونے والے اچھے ہین اور پیغمبر صاحب نے صحابہ اور تابعین غیر مقلد لوگ کے زمانے کو اچھا کہا ہے یا نہین اور اوسکے بعد کے زمانہ مین جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہے یا نہین قوی دلیل سے بیان کیجئے فقط

جواب نمبر ۱ نام میرا مولوی عبد الحی بن مولوی عبد الحلیم صاحب ساکن فرنگی محل عمر تخمینًا بتیس سال بقول صالح بیان کرتا ہون حنفی وغیرہ ہونا مسلمانی مین شرط نہین کیا گیا ہے اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امام کے وقت مین حنفی شافعی وغیرہ سے مسلمان موسوم نہ تھے امامون نے اپنے قول کی تقلید کی اجازت دی ہے اُس حالت مین جب خلاف قرآن وحدیث

ہو مسلمان زمانہ اصحاب اور تابعین کے اچھے تھے اُن لوگون سے جو عامل شدین قرآن وحدیث سے ناراض ہین اور پیغمبر صاحب نے زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو اچھا کہا ہے اور پچھلے زمانہ مین جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہے فقط العبد محمد عبد الحی عفا عنہ

سوال نمبر ۲۔ اگر کسی ایک امام کا مقلد بادشاہ ہو یا اور کوئی مسجد بناوے تو مسجد بنانے والے کی ملکیت مین باقی رہتی ہے یا نہین اور ہر مسجد مین ہر مسلمان اپنی طور مشروع پر مستحق نماز پڑھنے کا بہ یک وقت وبیک جماعت ہے یا نہین

جواب نمبر ۲۔ مسجد بنانے والے کی ملکیت مین مسجد نہین رہتی اور اُسمین سب مسلمان بطور شرع نماز ادا کر سکتے ہین اور ایک وقت اور ایک جماعت سے بھی پڑھ سکتے ہین الا ایک ساعت مین ایک ہی مسجد مین دو جماعت نہین پڑھ سکتے فقط

سوال نمبر ۳۔ جو شخص بموجب قرآن وحدیث کے نماز ادا کرے اور ہر مسئلون مین مقلد ایک امام خاص کا نہو اور سب امامون کو برابر برحق جانکر جسکا جو مسئلہ موافق حدیث کے سمجھے عمل کرے تو وہ مسلمان سنت وجماعت ہے یا نہین فقط

جواب نمبر ۳۔ ایسا شخص مندرجۂ سوال سوم مسلمان سنت وجماعت ہے بشرطیکہ قابلیت قرآن اور حدیث سمجھنے کی رکھتا ہو اور تخریب دین اُسکو منظور نہو فقط

سوال نمبر ۴۔ آمین بالجہر کہنا نماز مین پیغمبر صاحب کا قول اور فعل ہے یا نہین اور یہ اسلام کی بات ہے یا کفر کی اور حنفی کی کسی کتابون سے اور صحیح صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہین اور مسلمانون کا فعل قدیم ہے یا نہین فقط

جواب نمبر ۴۔ آمین بالجہر کہنا پیغمبر صاحب کا فعل ہے اور یہ اسلام کی بات ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہی اور حنفی بھی اس مضمون کو لکھتے ہین مگر اختلاف ہے اور بہت سے مسلمانون قدیم کا یہ فعل ہے فقط

سوال نمبر ۵۔ حنفیون کی کسی کتاب مین آمین بالجہر کہنے والے کے یا اُسکے ساتھ کے نماز والونکی نماز کا ٹوٹنا یا اور کسی قسم کا حرج اور نقصان ہونا اُسکے امام نے لکھا ہے یا نہین

جواب نمبر ۵۔ آمین بالجہر کہنے سے کہنے والے یا اُسکے ساتھیون کی نماز کا ٹوٹنا یا نقصان ہونا اور پہنچنا کسی کتاب معتبر حنفی مین نہین لکھا ہے

سوال نمبر ۶۔ آمین بالجہر سے ناراض ہونا مسلمانون کا فعل ہے یا یہودیون کا حدیث سے کیا ثابت ہے اور کسی امام یا عالم کے قول سے قرآن اور حدیث پر عمل کرنے والا اور جو شخص پیغمبر صاحب نے حکم کو

معیوب سمجھکر خود عمل نکرے اور عمل کرنے والے کو برا جانے وہ از روے قرآن وحدیث کے کون ہے

جواب نمبر ۶۔ باوصف علم اس امر کے کہ آمین بالجہر کہنا فعل نبوی ہے اُس سے ناراض ہونا کام مسلمان کا نہین ہے اور حدیث کا حال اوپر بیان ہوچکا ہے اور جو قول امام کا یا کسی عالم کا یقیناً خلاف قرآن اور حدیث کے ہو اُسپر عمل کرنا اور قرآن وحدیث کو چھوڑ دینا مسلمان کا فعل نہین ہے اور جو شخص پیغمبر صاحب کے حکم کو باوجود جاننے اس بات کے کہ یہ حکم نبوی ہے معیوب سمجھے تو وہ شخص مسلمان نہین ہے اور عالمون کو بُرا جاننا درست نہین ہے فقط

سوال نمبر ۷۔ اُمور مذہبی مین شدآمد قدیم ورسم ورواج کو دخل ہے یا نہین اور اگر ہے تو زور سے آمین کہنے والا مسلمان آہستہ آمین کہنے والے حنفیون کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہی یا نہین فقط

جواب نمبر ۷۔ اُمور واحکام مذہبی مین رسم ورواج کو دخل نہین اور زور سے آمین کہنے والا اگر منظور اُسکو اتباع شریعت ہو اور فساد منظور نہو تو حنفیون کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے فقط

سوال نمبر ۸۔ اگر کسی کو کوئی شخص مسجد مین نماز پڑھنے سے یا اور کسی طرح یاد الٰہی سے روکے تو روکنے والے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مین بڑا ظالم اور اُسکے واسطے دنیا مین رسوائی اور آخرت مین عذاب سخت کا حکم کیا ہی یا نہین

جواب نمبر ۸۔ جو شخص کسی کو مسجد مین نماز پڑھنے سے یا یاد الٰہی سے بغیر وجہ شرعی کے روکے اوسکو اللہ تعالیٰ نے ظالم کہا ہے اور عذاب سخت کا موعود کیا ہے فقط

سوال نمبر ۹۔ کسی حاکم کا یہ حکم کہ مسلمان لوگ مسجد مین اندر نماز کے آمین بالجہر نہ کہین دست اندازی امور مذہبی مین ہے یا نہین اور آمین بالجہر کہنے والون کو اس حکم امتناعی سے نقصان دینی ہی یا نہین اور مسجد مین اذن عام واسطے ہر مسلمان کے اپنے طور پر ہے یا نہین فقط

جواب نمبر ۹۔ آمین بالجہر کو منع کرنا امور مذہبی مین دست اندازی ہے اور آمین بالجہر کہنے والون کا نقصان دینی ہے اور مسجد مین ہر مسلمان کے واسطے بطور شرعی نماز پڑھنے کی اجازت ہی فقط محمد عبد الحی عفا عنہ

سوالات جرح وجواب آن مرقومہ جناب مولانا الحافظ الحاج ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ

سوال نمبر (۱) آپ مقلد ہین یا غیر مقلد و تقلید کرنا جائز سمجھتے ہین یا نہین

جواب نمبر (۱) ہم مقلد ہین اور تقیہ کرنا جائز نہین سمجھتے ہین۔
سوال نمبر (۲) اگر کوئی شخص بظاہر اپنے کو مسلمان کہتا ہو اور اوسکے فعل و حرکت سب خلاف طریقہ مسلمانون کے و تفرقہ انداز جماعت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتے ہون اور عام مسلمانون کو گمراہ کرنے والا پایا جاتا ہو اوسکے فتنہ و فریب سے بچنے کے لیے اُسکو اپنی جماعت سے باہر کر دینا چاہیئے یا نہین

جواب نمبر (۲) جس شخص کا فعل تمام مسلمانون کے خلاف ہو اُسکو جماعت سے باہر کرنا درست ہے اور جسکا فعل بعض مسلمانون کے موافق ہو اور بعض کے خلاف ہو اور وہ فعل موافق شریعت ہو اُسکو جماعت سے باہر کرنا نہین درست ہے اور جو شخص گمراہ کرنے والا معلوم ہوتا ہو اُسکو بطور شرعی تفہیم کیجاوے کہ وہ گمراہ کرنے سے باز رہے اور جماعت مین تفرقہ ڈالنا نہین جائز ہے فقط۔
سوال نمبر (۳) عام مسلمانونکو ضرور ہے یا نہین کہ حفاظت اس بات کی کرین کہ مسجد مین فساد و فتنہ نہووے کوئی ایک مفسد کا جسکا مقصود یہ ہووے کہ عام نمازیون کو متحیر و منغص کر دین کوئی فعل خلاف طریقہ عام نمازیون کے کرنے نہ دین فقط

جواب نمبر (۳) عام مسلمانون کو ضرور ہے کہ فتنہ و فساد سے مسجد کو محفوظ رکھین اور جس شخص کا فعل موافق شرع کے ہووے اگرچہ طریقۂ عام نمازیون کے مخالف ہووے اس سے منغص یعنی آزردہ نہون اور کسی شخص سے ابتدا فساد کی نکرین اور جو مفسد کہ بدنیتی سے فساد پر آمادہ ہو اُسکے فساد کو بذریعۂ حاکم وقت کے دفع کرین۔
سوال نمبر (۴) مجتہدین نے مسائل کو قرآن و حدیث سے نکالا ہے یا اپنی دلسے لکھا ہے
جواب نمبر (۴) مجتہدین نے مسائل قرآن و احادیث سے نکالے ہین صرف اپنی رای سے حکم نہین دیا
سوال نمبر (۵) آمین بالجہر کہنا حنفیون کے طریقہ کے خلاف ہے یا نہین
جواب نمبر (۵) حنفیہ چپکے سے آمین کہنے کو نماز مین سنت کہتے ہین اور آمین بالجہر کو بھی جائز کہتے ہین
سوال نمبر (۶) اگر آمین بالجہر نہ کہے اور آہستہ کہے تو گنہگار ہوگا یا نہین اور آمین بالجہر کہنے کا ثواب زیادہ ہے کہ فتنہ و فساد و خونریزی کے مسلمانون سے بچنے کا ثواب زیادہ ہے
جواب نمبر (۶) آمین آہستہ کہنے سے گنہگار نہوگا اور فتنہ و فساد و خونریزی سے بچنے کا

ثواب زیادہ ہے آمین بالجہر کہنے سے اس وجہ سے کہ آمین بالجہر کا سنت ہونا یا آہستہ کہنے کا سنت ہونا صحابہ و مجتہدین مین مختلف فیہ ہے اور فتنہ و فساد کی حرمت اتفاقی ہے فقط

سوال نمبر (۷) باعتبار دینداری مسلمانون کے مکۂ معظمہ و مدینۂ منورہ اسلام کا دیس ہے یا نہین اور مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ مین تقلید کرنا جاری ہے یا نہین

جواب نمبر (۷) مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ اسلام کے دیس ہین اور تقلید وہان جاری ہی فقط تحریر ۲۷ جنوری ۱۸۹۰ء

استفتا ۲۴۴ ما فتوکم یا ایہا العلماء العظام والفضلاء الکرام کہ ایک شخص کا عمل اور برتاؤ ہر امر مین بالکل موافق مذہب حنفی کے ہے اور تحقیق مسائل مین وہ اگر اسطرح کی عبارت لکھے کہ زمانۂ سلف مین درمیان صحابہ کے اور تابعین کے اور تبع تابعین کے آپسمین مسائل جزئیہ کے درمیان مین اختلاف ہوتا گیا ہے اور باوجود اسکے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے کسی کو انکار نہ تھا اور کوئی شخص التزام کرلے اس امر کا کہ ایک ہی شخص کے قول و فعل کو مانے اگرچہ حق خلاف اُسکے کیون نہو تو یہ بات اب تک ثابت نہوئی اور کسی اہل علم کا قول نہین پس ایسا شخص حنفیت سے بسبب ایسی عبارت لکھنے کے خارج ہوگیا یا نہین بینوا توجروا

ہوالمصوب ایسا شخص حنفیت سے بسبب اس عبارت کے خارج نہو گا حنفیت عبارت کتمان حق سے نہین ہے تا قائل اس امر صحیح کا حنفی نہ رہے بہت حنفیہ معتبرین اپنے کتب مین اسی مضمون کو لکھ گئے مفتی عظیم مفتی الحنفیہ بمکۂ معظمہ المتوفی ۱۰۰۰ ہجری کہ حنفیۂ معتبرین ہین اپنے رسالۂ القول السدید فی مسائل التقلید مین لکھتے ہین قد کان الصحابۃ یقتدی بعضہم ببعض وکذا التابعون وفیہم المجتہدون ولم ینقل عن احد من السلف انہ کان لا یری الاقتداء بمن یخالف قولہ فی بعض المسائل ولو فی خصوص الطہارۃ بل کان یقتدی بعضہم ببعض انتہی اور بھی لکھتے ہین لا علینا ان لا ناخذ بما ظہر لنا صوابہ خلافا اذا انعم اللہ علینا بحصول ضرب من النظر یعین الوقوف بہ علی الصواب ہذا ونحن مع ذلک بحمد اللہ لا نخرج عن درجۃ التقلید لامامنا الاعظم ابی حنیفۃ المقدم انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۴۵ ہوالحاکم کیا ارشاد فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی مجتہد کسی مسئلہ مین خلاف کرے اور کہے کہ اسپر اجماع نہین ہوا کیونکہ اجماع تو نام ہے ایک زمانے کے

جمیع مجتہدین کا کسی مسئلہ مین اتفاق کرنا اور مین بھی ایک مجتہد ہون اگر مذہب کا یہ مسئلہ میری راے کے خلاف ہو پس یہ مسئلہ کہ جس پر اکثر مجتہدین موافق ہوی ہین اس مجتہد کے حق مین اجماعی ہو یا نہین بینوا توجروا جناب مرقوم فرمائیے

ہوالمصوب اُس مجتہد کے حق مین جو اپنے اجتہاد کی وجہ سے مخالفت کرتا ہے وہ مسئلہ اجماعیہ نہوگا

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا ۱۹۴ ہوالحاکم کیا ارشاد فرماتے ہین علمای محققین و مفتیان مدققین اس مسئلہ مین کہ زید اس امر کا قائل ہے کہ جتنے فرقے متمسک بالقرآن ہین اُنہین سے کوئی فرقہ بہ نسبت کسی امر مختلف فیہ غیر قطعی کے اگر یہ دعوی کرے کہ ہمارے مذہب کا حق ہونا یقینی ہے اور علم باری تعالے مین ہمارا ہی مذہب حق ہے تو دعوی اس امر کا غیر صحیح ہے بلکہ یقینی ہونا تو کجا اگر اپنے مذہب کے ظنی ہونے کا دعوی کرے تو بھی نہین صحیح ہے اور عنداللہ کسی فرقے کا دربارۂ امور مختلف فیہا کے حق ہونا اُسکا علم ہمکو کیونکر ہو سکتا ہے واللہ اعلم دربارۂ امور غیر قطعیہ کون فرقہ حق پر ہے کیونکہ حق تو ایک امر دائر ہے پس اس قول مین زید صادق ہے یا کاذب ہے اور امور قطعیہ کون کون ہین اجرکم علی اللہ سبحانہ

ہوالمصوب زید صادق ہے لیکن ظنیت امور مختلف فیہا غیر قطعیہ مبنی ظنیت دلائل پر ہے اگر دلائل ظنیہ ہین مدلول بھی ظنی ہوگا ورنہ نہ اور امور قطعیہ وہ ہین جو ادلۂ قطعیہ سے ثابت ہون جیسے آیات قرآنیہ غیر مأولہ بتاویل صحیح و احادیث متواترۃ اللفظ او المعنی و اجماع امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

اصاب المجیب نمقہ محمد امان الحق عفی عنہ۔ فی الواقع زید صادق ہے اور تفصیل جو مجیب نے کی وہ نہایت صحیح ہے۔ حررہ الراجی الی رحمۃ رب الفلق محمد لمعان الحق عفا اللہ عنہ

استفتا ازعلمای کرام کسیکہ علم آن داشتہ باشد رقم فرمایید۔ کہ جناب حضرت غوث الثقلین مذہب حنفی داشتند یا حنبلی و آنحضرت بیشتر کدام مذہب داشتند بعد ترک آن حنبلی مذہب اختیار فرمودہ و از ترک یکے و اختیار دیگرے لازم می آید کہ اول را و نیز ثانی را دانستہ باشند یا نہ امید کہ بلا تعصب جواب صحیح رقم فرمایند

ہوالمصوب شیخ عبد الحق محدث دہلوی کان یفتی علی مذہب الشافعی و احمد میفرماید وانتقال غوث پاک بر مذہب حنبلی ست و ترک مذہبے و اختیار مذہب دیگر ہمچنین کس را جائز است

واز اختیار مذہبے بر داشتن مذہب دیگر لازم نمی آید واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات] صح الجواب حررہ ضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

کتاب الذکر

استفتا [۲۵۹] ما قولکم سادۃ المسلمین وائمۃ المحققین ادام اللہ فیوضاتھم الی یوم الدین فی جواب من یذکرون اللہ عز وجل قیاما وقعودا بالجہر المفرط و بانغام الموسیقات و بالطمطۃ فیما مابین ہمزۃ ولام والف و مد الہاء من اللہ ویقولون ہو وہا وہی ویذکرون بالحلق وہو الحاء بان یقولوا احی ویرقصون فی بعض الاحیان بالتواجد والوثبات ویغیبون عن ادراکہم ویصفقون ویوقعون علی الارض وینشدون الشعر والکلام المطرب المہیج للانفس للنشاط وغیر ذلک مما یتعلق باحوال المریدین من اہل الطریق عموما وبطریق الشاذلیۃ خصوصا ہل ہو حرام ام لا ترکہ مباح اولا او سنۃ وہل یجوز الانکار علی مثل ہؤلاء ام لا ام لہذا اصل فی الکتاب والسنۃ وہل یجوز سب مشایخ الطریق ام لا وفضیلۃ قطب الاقطاب غوث الثقلین سید عبد القادر محی الدین الجیلانی قدس سرہ علی قطب الوقت شیخ ابی الحسن الشاذلی قدس سرہ ثابتۃ ام عکسہ بینوا توجروا

ہو المصوب ینبغی الانکار علی ہؤلاء فی ارتکاب امور احدہا الذکر بالجہر المفرط فانہ منہی عنہ لما روی البخاری ومسلم والترمذی وابو داؤد واحمد بن شیبۃ وغیرہم عن ابی موسی الاشعری قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی غزاۃ فجعلنا لا نہبط وادیا لا نصعد شرفا الا رفعنا اصواتنا بالتکبیر فدنا منا وقال ایہا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصما ولا غائبا انما تدعون سمیعا بصیرا ان الذی تدعونہ اقرب الیکم من عنق راحلۃ احدکم فان قالوا قد ورد فی الحدیث اذکرا اللہ حتی یقولوا انہ مجنون فہذا یدل علی جواز الجہر قلنا لم لا کلام فی نفس جواز الجہر انما الکلام فی الجہر المفرط ومعنی الحدیث المذکور اکثروا فی ذکر اللہ حتی یقولوا انہ لمجنون فلا دلالۃ علی الجہر وقد دلت الآیات علی استحبابہ بالسر والتوسط بین السر والجہر قال اللہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین وقال اللہ تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین وقال الامام الرازی فی تفسیرہ معنی قولہ اذکر ربک فی نفسک اذکر

وسرا ومعنى قوله ودون الجهر دون الجهر المفرط والمراد منه ان يقع الذكر بحيث يكون بين المخافتة والجهر انتهى
وقال الله تعالى ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا وروى البيهقي في
كتاب شعب الايمان عن سعد بن مالك مرفوعا خير الذكر الخفي وخير الرزق ما يكفي وفي التسهيل شرح الدر
المستحب عندنا في اذكار الخفية الا في ما تعلق باعلانه مقصود كالاذان والتلبية انتهى وصرح كثير
من الحنفية منهم صاحب الهداية ان الجهر بالذكر بدعة والاصل فيه الاخفاء والحاصل ان الجهر
وان كان جائزا لكن المفرط منه منهي عنه والسر افضل من الجهر الغير المفرط ايضا ليت والجهر المفرط
يستلزم مفاسد منها ايقاظ النيام ومنها شغل قلوب المصلين وهو يفضي الى سهوهم ومنها ترك
الخشوع عما ينبغي الى غير ذلك من المفاسد التي لا تحصى وان شئت زيادة التفصيل في هذا فارجع
الى رسالتي سباحة الفكر في الجهر بالذكر والامر الثاني التصفيق عند الذكر فان هذا كان من عادات الجاهلية
فنهي عنه في الاسلام قال ابن القيم في اغاثة اللهفان في مصائد الشيطان قال ابن عباس كانت قريش
يطوفون بالبيت عراة ويصفرون ويصفقون وقال مجاهد كانوا يعارضون النبي صلى الله عليه وعلى
آله وسلم في الطواف ويصفقون فالمصفقون والصفارون فيهم مشبه من هؤلاء فلهم قسط من اللوم
بحسب شبههم قلنا لم يشرع الله التصفيق للرجال عند الحاجة في الصلوة بل امروا بالعدول الى التسبيح
فكيف اذا فعلوه لا لحاجة وتركوا به انواعا اذا عاش المعاصي انتهى وقد صرح كثير من شراح الفقه الاكبر
وغيرهم بان التصفيق عند الذكر حرام يفضي الى السوء وذلك لان التصفيق امر من قبيل اللهو واللعب
ولذلك يرتكبه الصبيان والنسوان اكثر والذاكرين بمحل اللهو فما معنى اجتماعه معه والامر الثالث الرقص
عند الذكر فانه ايضا حرام والرابع الغناء والخامس التواجد والوقوع على الارض فان كل ذلك
وان كان باضطرار فهو خارج عن الكلام والا فهو ممنوع انتهى فقد روى الخطيب البغدادي والطبراني
عن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الغناء والاستماع الى الغناء فقد روى ابن الدنيا و
ابن مردويه عن ابي امامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم ما رفع واحد صوته بغناء
الا بعث الله اليه شيطانين يجلسانه على منكبيه ويضربان باعقابهما على صدره حتى يمسك روى
ابن ابي الدنيا عن يزيد بن الوليد قال اياكم والغناء فانه ينقص الحياء ويزيد في الشهوة وفي
كتاب الردع على اخوان المناهي والبدع تمسك البطالون من المبتدعة المتشبهين بما حفت

له فلعل ما ورد في النهي من الجهر يكون المراد بالجهر والبالغ وغاية ادعين فما دون ذلك مانع ۲۲ منه

الجاریتان فی بیت عائشۃ مع انہا صرحت انہما لم تکونا مغنیتین کما روی البخاری عن عائشۃ قالت
دخل ابوبکر وعندی جاریتان تغنیان بما تقاولت بہ الانصار یوم بعاث ولیستا بمغنیتین فقال مزامیر
الشیطان فی بیت رسول اللہ وذلک یوم عید فقال رسول اللہ دعہما یا ابابکر ان لکل قوم عیدا وقد
صرح بذلک شارح السنۃ حیث قال استدل جماعۃ من الصوفیۃ بحدیث الباب علی اباحۃ الغناء
ویکفی فی رد ذلک تصریح عائشۃ بقولہا ولیستا بمغنیتین فنفت عنہما من طریق المعنی ما اثبت لہما باللفظ
لان الغناء یطلق علی رفع الصوت والمسمی فاعلہ مغنیا فاذا تقرر ہذا بطل احتجاجہم انتہی فان قالوا لاثبات
تواجدہم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تواجد ورقص صحابہ کما ذکرہ المشائخ فی کتبہم قلنا لہم القصۃ
فی ذلک موضوعۃ مخترعۃ لا اصل لہا صرح بہ المحدثون قال علی القاری فی تذکرۃ الموضوعات قال
ابن تیمیۃ ما اشتہر ان ابا محذورۃ انشد لسعت حیۃ الہوی کبدی بین یدی رسول اللہ صلعم وانہ تواجد حتی
وقعت البردۃ عن کتفیہ فتقاسمہا اصحاب الصفۃ کذب باتفاق اہل العلم وقال السیوطی اخرجہ الدیلمی
عن انس وقال تفرد بہ ابوبکر عمار بن اسحق وقال رواہ ابو طاہر المقدسی من حدیث صاحب العوارف
انہ علیہ السلام انشد بحضرۃ البیتان فتواجد وتواجد اصحابہ وقد سقط رداءہ من منکبہ فلما فرغوا آوی
کل احد الی مکانہ فقال علیہ الصلوۃ والسلام لیس بکریم من لم یتہتز عند السماع ثم قسم الرداء علی من حضر
او العمامۃ قطعۃ ہذا حدیث موضوع واضعہ عمار بن اسحق فان باقی الاسناد ثقۃ ہکذا قال الذہبی وغیرہ وہذا
الحدیث مما یقطع بکذبہ انتہی وفی الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث للحافظ برہان الدین الحلبی
عمار بن اسحق کانہ وضع ہذہ الخرافۃ التی فیہا لسعت حیۃ الہوی انتہی وذکر کثیر من اصحاب الفتاوی الحنفیۃ
والشافعیۃ منہم صاحب الدرۃ المنیفۃ ورد المحتار والبزازیۃ وغیرہا ان الرقص والغناء الذی یفعلہ
متصوفۃ زماننا عند الذکر حرام یجب الزجر عنہ وفی نصاب الاحتساب لا یجوز الرقص والسماع ذکرہ
فی الذخیرۃ انہ کبیرۃ ومن اباحہ من المشائخ فذلک للذین صارت حرکاتہ حرکات الارتعاش وانہ لیس للغناء
فی الشرع رخصۃ وذکر فی العوارف انہ لا یلیق بمنصب المشائخ الذین یقتدی بہم لانہ یشبہ اللہو ولو قیل
ہل یجوز السماع لہم فالجواب انہ ان کان السماع سماع قرآن وموعظۃ یجوز وان کان سماع غناء لا یجوز انتہی
والکلام فی ہذا المبحث طویل من اراد الاطلاع فلیرجع الی اغاثۃ اللہفان لابن القیم فانہ قاطع لمواد المفسدین
وقامع لبدعات المبتدعین واما سب مشائخ الطریق فہو حرام وقد جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من علامات الساعة ان يلعن آخر هذه الامة اولها كما اخرجه الترمذي وورد عنه انه قال اذكروا محاسن موتاكم وكفوا عن مساوئهم اخرجه اصحاب السنن ونص الامام الغزالي في الاحياء وابن حجر المكي في الزواجر وغيرهما بانه لا يجوز تحقير احد من الاموات وسبهم وان كان من الفساق في حياته واذا كان هذا في حق العوام فما بالك في حق مشائخ الطريق قدس الله اسرارهم فاما المفاضلة بين القطب الجيلاني وبين الشيخ ابي الحسن الشاذلي فلكل واحد منهما فضيلة الا انه صرح اليافعي وغيره ان كرامات القطب بلغت حد القوة والتواتر ما لم يبلغ كرامات غيره فمن هذا الوجه يكون افضل والله اعلم بالصواب وعنده علم الكتاب حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي وحفظ عن عيوب النفس

العبارات المذكورة صحيحة نمقه خادم اولياء الله الكريم محمد ابراهيم غفر له الله الرحيم

في جامع الرموز وكره وحرم الغناء فهو من انواع اللعب وكبيرة في جامع الاديان حتى يمنع المشركون عن ذلك كذا في الاختيار وغيره وفي المضمرات من اباح الغناء يكون فاسقا وفي السير الكبير للسرخسي انه صلى الله عليه وعلى آله وسلم كان يكره رفع الصوت عند قراءة القرآن والوعظ وما فعل الذين يدعون الوجد والمحبة مكروه لا اصل له في الدين ويمنع الصوفية مما يعتادونه من رفع الصوت فان ذلك مكروه في الدين عند قراءة القرآن والوعظ فما ظنك عند سماع الغناء وفي الجواهر ان السماع والرقص الذي يفعله المتصوفة في زماننا حرام لا يجوز الجلوس والقصد اليه وهو والغناء سواء ومشائخ من قبلهم فعلوا غير ما فعلوا وفي العوارف سماع الغناء من الكبائر والذنوب اما اباحه الا نفر قليل من الفقهاء ومن اباحه لم يامر باعلانه في المجالس والبقاع الشريفة وقال صلى الله عليه وعلى آله وسلم كان ابليس اول من تغنى وما نقل عنه انه سمع الشعر لا يدل على اباحة الغناء وكان النصر آبادي كثير الولوع بالسماع فعوتب في ذلك فقال هو خير من ان نقعد ونغتاب الناس فقال ابو عمرو وغيره من اخوته هيهات يا ابا القاسم زلة السماع شر من كذا وقال الرازي شرط التواجد في رغبته ان يبلغ الى حد لو ضرب وجهه بالسيف لا يشعر به بوجع ما وما روي عنه صلى الله عليه وعلى آله وسلم من حديث التواجد فقد تكلم اصحاب الحديث في صحته ومخارجه سرى انه غير صحيح وفي الحقائق ان مجرد الغناء والاستماع اليه معصية انتهى مختصرا وفي مشكوة المصابيح عن عبد الله بن مسعود مرفوعا سباب المسلم فسوق متفق عليه انتهى ملخصا وفي البحر الرائق ان العدالة تسقط بسب مسلم وان لم يكن من السلف كما في النهاية وغيرها انتهى وفي كتاب نشر المحاسن الغالية في فضل مشائخ الصوفية اصحاب المقامات العالية

له وما فعله الذين يدعون الوجد والمحبة لا اصل له ويمنع الصوفية من رفع الصوت وتخريق الثياب كذا في السراجية ۱۲ مختار

عه الا ان اصل انه لا رخصة في اباحة السماع في زماننا الان [illegible] تاب من السماع في زمانه ۱۲

روی فی کتاب مناقب الشیخ عبد القادر رح من طرق کثیرۃ بروایات شہیرۃ عن جماعۃ من المشائخ الاکابر والعلماء الافاضل انہ قال فی مجلسہ وہو علی الکرسی یتکلم الناس قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ وکان فی مجلسہ عامۃ مشائخ العراق وروی انہم کانوا نحو خمسین وروی نیفا وخمسین ولم یبق احد من الاولیاء فی ذلک الوقت من جمیع آفاق الارض الاحنی رقبتہ الا رجل باصبہان فانہ لم یفعل فسلب حالہ انتہی ملتقطا واللہ علیم کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم

کتاب الصید

استفتا اگر کوئی شخص بندوق وتیر ونیزہ وشمشیر وغیرہ بہ نیت شکار بسم اللہ کہکر جانور پر لگا دے اور وہ جانور اتنی جلد اوسکی ضرب سے مرجاوے کہ نوبت ذبح کرنے کی نہ پہونچے تو کھانا ایسے جانور کا درست ہے یا نہیں

ہو المصوب تیر اور نیزہ وغیرہ کو اگر بہ نیت شکار کے لگا دے اور اوس جانور مین زخم ہو جاوے اگرچہ وہ فی الفور مرجاوے تو جائز ہے ہدایہ مین ہے اذا سمی الرجل عند الرمی اکل ما اصاب اذا جرح السہم فمات لانہ ذابح بالرمی لکون السہم آلۃ لہ فیشترط التسمیۃ عندہ ولا بد من الجرح لیتحقق معنی الذکاۃ انتہی اور ملتقی الابحر مین ہے ان وقع السہم بہ فتحامل او غاب ولم یقعد عن طلبہ ثم وجدہ میتا حل ان لم یکن بہ جراحۃ غیر جراحۃ السہم انتہی اور بندوق سے شکار بمقتضای قواعد فقہیہ بغیر ذبح حلال نہین فان الاصل ان الموت اذا حصل بالجرح بیقین حل وان بالثقل لا یحل کذا فی التبیین اور در المختار مین ہے لا یخفی ان الجرح بالرصاص انما ہو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل وبہ افتی ابن نجیم انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

کتاب الاضحیۃ

استفتا چہ میفرمایند علمای دین اندرین صورت حکم مصرف چرم اضحیہ مثل حکم زکوۃ ست در نقل بلاد واعطای سادات وغیرہ یا نہ

ہو المصوب بر ظاہر کہ تصدق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات ست وصدقۂ تطوع محکوم علیہ

در جمادی اولی [illegible] ہجری از نزد مولوی شبلی صاحب از جونپور

بحرمت صرف آن بر بنی ہاشم وغیرہ نیست ہمچنین احکام از خصائص زکوٰۃ ہستند ملا خسرو در غرر الاحکام
می نویسند لا الی بنی ہاشم وان جازت التطوعات والاوقاف لہم ولا ذمی وان جاز غیرہا در جواہر نفیسہ
شرح در المنیفہ می آرد جازت التطوعات والاوقاف الیہم ای الی بنی ہاشم وموالیہم لانتفاء العلۃ المذکورۃ
فی الزکوٰۃ وہی کونہا من اوساخ الناس ودر فتح القدیر می آرد قالوا لا یجوز صرف کفارۃ الیمین و
الظہار وجزاء الصید وغلۃ الوقف الی بنی ہاشم واما النافلۃ فقال فی النہایۃ یجوز صرفہ الیہم
بالاجماع وصرح فی الکافی بدفع الوقف الیہم انتہی پس ازین تصریحات معلوم شد کہ صدقۂ تطوع
بر بنی ہاشم صرف کردن جائز است وہمین ست مذہب جمہور وتصدق بچرم اضحیہ نیز تطوع است
لاجرم بر ایشان صرف آن جائز خواہد شد وہمچنین فقہا کراہت نقل از بلدہ بسوی بلدۂ دیگر در زکوٰۃ وصدقہ
فطر کہ از واجبات ست می نویسند ودر تعلیل آن می آرند کہ چون حق اہل آن بلدہ کہ دران مال
نصاب یا من تجب علیہ صدقۃ الفطر ست دران متعلق شد بدین سبب منقول کردن مکروہ شد
ولہذا در نہر فائق وغیرہ می آرد کہ اگر قبل از حولان حول زکوٰۃ را نقل سازد مکروہ نخواہد شد لفوت العلۃ
المذکورۃ وچون تصدق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات ست لاجرم نقل آن مکروہ نخواہد شد واللہ اعلم

حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ الروایات المرقومۃ صحیحۃ نمقہ خادم العلماء اللہ الصمد علی محمد غفر اللہ الاحدہ

استفتا ۲۴۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علمای دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین
کہ بکری چھ مہینے کی اگر توانا اور فربہ ہو قربانی اوسکی درست ہے یا نہین جیسا کہ دنبا اور بھیڑ درست ہے
اور اس مسئلہ مین کہ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جس لڑکے کی طرف سے عقیقہ نہوا ہو اگر وہ لڑکا
مرجاوے تو اوسکے ماں باپ مستحق شفاعت کے ہونگے یعنی وہ لڑکا اپنے ماں باپ کی شفاعت
نکریگا اور سند مین اسکے حدیث نقل کرتے ہین الغلام مرتہن بعقیقتہ الخ پس حدیث شریف کا
خلاصہ مطلب کیا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب بکری چھ مہینے کی نہین درست ہے اور دنبہ چھ مہینے کا اگر فربہ وتوانا ہو
درست ہے یہی مذہب حنفیہ کا بلکہ جمہور علما کا ہے اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہے ہدایہ

وبنایہ شرح ہدایہ میں ہے ویجزی من ذلک کلہ الثنی فصاعدا الا الضان فان الجذع منہ یجزی والتقیید بالضان لان الجذع من الابل والبقر والغنم لایجزی بل لایجزی منہا الا الثنی انتہی اور منح الغفار شرح تنویر الابصار میں ہے وصح الجذع من الضان وصح الثنی فصاعدا من الثلاثۃ ای من الشاۃ اعم من ان یکون ضانا او معزا من البقر ومن الابل والجذع شاۃ لہا ستۃ اشہر والثنی ما یکون لہ سنۃ انتہی اس سے صاف واضح ہے کہ بکری اور بھیڑ اور ایسی ہی گائے اور اونٹ چھ مہینے کا نہیں درست ہے فقط دنبہ چھ مہینے کا درست ہے اور ایسے ہی اور کتب فقہ میں بھی موجود ہے اور شرح مسند امام اعظم میں ہے فی صحیح مسلم عن جابر لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان وبہ قال الجمہور یجوز الجذع من الضان لا من غیرہ انتہی اور حدیث الغلام مرتہن بعقیقتہ کے معنی محدثین کے نزدیک یہی ہیں کہ وہ لڑکا جسکا عقیقہ نہوا ہو وہ والدین کی شفاعت کرنے سے محروم رہیگا شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی اپنی کتاب ارتیاح الاکباد فی فقد الاولاد میں لکھتے ہیں ذکر البیہقی عن سلیمان بن شرحبیل حدثنا یحیی بن حمزۃ قال قلت لعطاء الخراسانی ما معنی مرتہن بعقیقتہ قال یحرم شفاعۃ والدہ وکذا قال الامام احمد انہ مرتہن عن الشفاعۃ لوالدہ واتخذ الخطابی حیث قال تکلم الناس فی ہذا واجود ما قیل فیہ ما ذہب الیہ احمد ان ہذا فی الشفاعۃ یرید انہ اذا لم یعق عنہ فمات طفلا لم یشفع والدیہ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

واقعی بکری چھ مہینے کی اگر فربہ ہو قربانی اوسکی درست نہیں فی جامع الرموز وہذا فی الضان لانہ لا یجوز من المعز وغیرہ بلا خلاف کما فی المبسوط ونحوہ انتہی اور حدیث شریف کا خلاصہ نزدیک جناب امام ہمام شیخ الکل مولانا احمد بن حنبل کے یہی ہے کہ وہ لڑکا شفاعت نکریگا فی مفاتیح الجنان ومصابیح الجنان عن سمرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغلام مرتہن بعقیقتہ قیل معناہ انہ محبوس سلامتہ عن الآفات بعقیقتہ وانہ لا ینشأ النشو المرجو ... به دون ان یقال بالعقیقۃ وقیل معناہ ان شفاعتہ لوالدیہ معلق بعقیقتہ لا یشفع لہما الطفل ان لم یعق عنہ انتہی وفی کاشف حقائق السنن المحمدیۃ شرح مشکوۃ المصابیح وقال صاحب النہایۃ معنی قولہ رہینۃ بعقیقتہ ان العقیقۃ لازمۃ لہ لا بد منہا فشبہہ فی لزومہا وعدم انفکاکہ منہا بالرہن فی ید المرتہن

قد تکلم الناس فیہ وا وجود ماقالہ احمد بن حنبل معناہ انہ اذا مات طفلا ولم یعق عنہ لم یشفع فی

والدیہ وروی عن قتادۃ انہ یحرم شفاعتہم اقول ولا ریب ان الامام احمد بن حنبل ما ذہب الی ہذا

القول الا بعد ما تلقی من الصحابی والتابعین علی انہ امام من الائمۃ الکبار یجب ان یتلقی کلامہ بالقبول

وحسن الظن بہ انتہی مختصراً واللہ علیم بالصواب وعندہ ام الکتاب حررہ العبد الفقیر

الی العلی الرب الحکیم ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۱۲۹۵ھ

استفتا ۲۶۳ چہ می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ اہل تشیع چہ باشندگان لکھنؤ وچہ ساکنان جواز لکھنؤ آنانکہ فی زماننا موجود ہستند طعام ہا وطعامہای شان وذبیحۂ دست آنہا جائز است یا نہ بینوا توجروا۔ دیگر زید بحالت غفلت وجاہلیت زنا کرد زان بعد بہوش آمدہ وخوف خدا در دلش پیدا شد توبہ کردہ درین حالت بباعث توبہ نمودن زید از جرم زنا بری شد یا نہ بینوا توجروا۔

ہو المصوب شیعہ کہ منکر ضروریات دین اند مثل آنانکہ علی رض را خدا میگویند وہمچنین آنانکہ قذف حضرت عائشہ رض میسازند کافر اند ذبیحۂ شان ناجائز وآنکہ چنان نیستند اگرچہ سب شیخین میسازند کافر نیستند بلکہ فاسق ذبیحۂ شان درست ست وجرم زنا از توبۂ نصوح معاف میشود واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۶۴ چہ می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین سوالات ضروری بحدیث وقرآن واجتہاد برای خود **اول** اینکہ از ہیچ کتابی عظمت مادۂ گاؤ بہ نسبت دیگر بہائم ثابت ست یا نہ **دوم** آنکہ پرستش مادۂ گاؤ تا بہ کے اجرا بود واز کدام وقت مسدود شد **سوم** آنکہ حکم ذبح مادۂ گاؤ از روی کدام حدیث وبچہ شرط وتصریح صدور یافتہ وآن حکم برای مادۂ گاؤ است یا برای بقر نیز وبرای مداومت استعمال لحمش ومفہوم آن حکم بحالت مادۂ مختص الوقت می برآید یا چہ **چہارم** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت بقر خود استعمال فرمودہ یا نہ **پنجم** در عرب باوجودیکہ بقر موجود دست چرا قربانی نمیکنند **ششم** اگر قربانی بقر نکنند آیا فتور بدین اسلام راہ می یابد یا نہ وقربانی گاؤ یا استعمال لحمش از ارکان دین ست وفرض وواجب یا چہ **ہفتم** در عہد بنی اسرائیل پرستش گاؤ می شد یا نہ وحکم ذبح گاؤ از قرآن وضاحۃ معلوم میشود

یا تاویل ہشتم بحالت اوراد و وظائف و تعازیے گیرای حصول دعامیکنند بخصوص و چہ ترک گوشت بقر چیست بینوا توجروا

جواب سوال اول عظمت گاؤ بہ نسبت دیگر بہائم شرعا ثابت نیست بلکہ در حدیثے اشارت بذلت آن بہ نسبت بعض بہائم آمدہ است در سنن ابوداؤد مروی ست قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تبایعتم بالعینة واخذتم اذناب البقر ورضیتم بالزرع وترکتم الجہاد سلط اللہ علیکم ذلا لا ینزعہ عنکم حتی ترجعوا الی دینکم انتہی و در حیوۃ الحیوان می نویسد فی نہایۃ الغریب فی الحدیث ما دخلت السکۃ دار قوم الا ذلوا والسکۃ ہی التی یحرث بہا الزرع ای ان المسلمین اذا اقبلوا علی الزرعۃ شغلوا عن الغزو فیاخذہم السلطان بالمطالبات والجبایات وقریب من ہذا الحدیث قولہ صلی اللہ علیہ وسلم العز فی نواصی الخیل والذل فی اذناب البقر انتہی ازین حدیث معلوم می شود کہ کثرت استعمال بزراعت و استعمال گاؤ برای آن باعث ذلت انسانیہ می شود جواب سوال دوم و ہفتم پرستش تمثال گاؤ در زمانہ بنی اسرائیل بعض کفار می کردند و ہمین امر باعث گوسالہ پرستی جہلای بنی اسرائیل گردیدہ کہ بسبب آن مستحق نکال و وبال گشتند حق جل شانہ در قرآن پاک می فرماید وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لہم قالوا یا موسی اجعل لنا الہا کما لہم الہۃ قال انکم قوم تجہلون و نیز می فرماید ان الذین اتخذوا العجل سینالہم غضب من ربہم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا وکذلک نجزی المفترین و در تفسیر در منثور ے آرد اخرج ابن جریر وابن المنذر عن ابن جریج فی قولہ تعالی فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لہم قال تماثیل بقر من نحاس فلما کان عجل السامری شبہ لہم انہ من تلک البقر فذلک کان اول شان العجل انتہی جواب سوال سوم و ہشتم جواز ذبح بقر نر باشد یا مادہ و جواز استعمال گوشت آن صراحۃ از قرآن و حدیث ثابت ست و بر آن اجماع ست حق جل شانہ بضمن بیانات احسانات خود می فرماید ومن الانعام حمولۃ وفرشا کلوا مما رزقکم اللہ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین ثمانیۃ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین قل آلذکرین حرم ام الانثیین اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین نبئونی بعلم ان کنتم صادقین ومن الابل اثنین ومن البقر اثنین و در حیوۃ الحیوان می آرد یحل اکلہا وشرب البانہا بالاجماع انتہی و در صحیح بخاری وغیرہ مروی ست

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی عن نسائہ البقرۃ یوم النحر انتہی و در جامع ترمذی وسنن نسائی وغیرہ مروی ست

عن ابن عباس قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی سفر فحضر الاضحی فاشترکنا فی البقرۃ سبعۃ انتہی **جواب سوال چہارم** از کتب حدیث ثابت ست کہ صحابہ وازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گوشت گاؤ خوردہ اند وبخدمت نبوی ہم پیش کردہ شدہ ست ودر صحیح مسلم مرویست عن عائشۃ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم بقر تصدق بہ علی بریرۃ فقال ہو لہا صدقۃ ولنا ہدیۃ انتہی **جواب سوال پنجم** قربانی نکردن ایشان بروز عید الضحی صرف امریست عادی شان نہ شرعی در بعض بلاد دیگر ہم رواج قربانی بقر نیست مثل بعض بلاد دکن پس عدم ذبح شان دلیل بر کراہت یا عدم حلت ذبح بقر باوجود ثبوت جوازش از قرآن واخبار نبویہ وآثار صحابہ واجماع فقہاء امت محمدیہ نتواند شد **جواب سوال ششم** نہ قربانی کردن گاؤ باعث فتورے نیست لیکن بخیال عظمتش وعدم جوازش وحلتش اگر ترک قربانی آن خواہد کرد البتہ در اسلام ہیچ کس فتورے خواہد گشت **جواب سوال ہفتم** این ترک مبنی بر عظمت وعدم جوازش نیست بلکہ مبنی ست بر تجارب مشایخ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۲۶۵] قربانی اونٹ کی بہتر ہے یا گاؤ کی بینوا توجروا —

ہو المصوب اونٹ کی بہتر ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

الجواب صحیح واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ [مہر: محمد عبد الوہاب]

استفتا [۲۶۶] **سوال** حضرات علما سے کہ جنکی مواہیر اس پرچہ مین ثبت ہین استفسار ہے کہ اس جواب مین آپکی مراد اس جملہ سے کہ بقصد اثارت فتنہ گاؤکشی نہین چاہیے بلکہ ایسے مقام پر کہ جہان فتنہ کا ظن غالب ہو باوجود سلامت اعتقاد کے احتراز اولی ہو کیا مراد ہے آیا یہ مراد ہے کہ ابتدای فتنہ اہل اسلام کی طرف سے نہو یعنی جہان عملداری ہنود کی ہو اور گاے ذبح نہ ہوتی ہو وہان مسلمان بقصد فتنہ انگیزی گاؤکشی نکرین یا یہ کہ بلاد ہندوستان وغیرہ مین کہ جہان ہمیشہ سے اہل اسلام گاے ذبح کرتے چلے آئے اور اس ذبح کرنے مین کبھی انکو مقصود فتنہ انگیزی نہین ہوتی بلکہ اجراے حکم شریعت اب اگر کوئی مسلمان ان بلاد مین

گائے ذبح کرے اور ہنود بنظر تعصب مذہبی کے اُسکو منع کرین تو وہ مسلمان اُس سے باز رہے
بتفصیل ارشاد ہو کہ ایسی صورت مین اہل اسلام کو ترک گاؤکشی اولی ہے یا کیا بینوا توجروا
ہو المصوب گائے ذبح کرنا شرعًا اگرچہ فعل مباح ہے واجب نہین مگر ایسا مباح نہین کہ کسی
زمانۂ خاص یا کسی بلدۂ خاص مین اسکا رواج ہو اور دوسرے زمانہ یا دوسرے بلدہ مین
نہو بلکہ ایک طریقۂ قدیمہ ہے زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تابعین و جملہ سلف صالحین سے
تمام بلاد و امصار مین اور اُسکی اباحت پر اجماع و اتفاق ہے تمام اہل اسلام کا ایسے امر شرعی
ماثور قدیم سے اگر ہنود روکین اور بنظر تعصب مذہبی منع کرین تو مسلمانون کو اُس سے باز رہنا
نہین درست ہے بلکہ ہر گاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کی ابطال مین کوشش کرین
اہل اسلام پر واجب ہے کہ اُسکے ابقا و اجرا مین سعی کرین اور اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو
چھوڑین گے تو گنہگار ہونگے اور مقصود اُس جملہ مین جو جواب سابق مین مرقوم ہے یہ ہے
کہ بقصد برانگیختہ کرنے فتنۂ و فساد کے گاؤکشی نہ چاہیے مثلاً جہان عملداری ہنود کی ہو وے اور
گائے وہان ذبح نہوتی ہو وہان مسلمان بقصد ابتداءً ہردم آزاری خواہمخواہ گائے ذبح کرین
یا عید الضحی مین کسی ہندو کے مکان کے قریب جاکے باین خیال ذبح کرین کہ فتنہ قائم ہووے ایسی
صورتون کا ارتکاب بیجا ہے بلکہ ایسی حالت مین ترک اولی ہے اور بلاد ہندوستان وغیرہ جہان
ہمیشہ سے گائے ذبح ہوتی ہے اور مقصود اہل اسلام اس سے فتنہ انگیزی نہین ہے بلکہ ابقاے
شریعت قدیمہ ہے ایسی حالت مین اگر ہنود منع کرین تو ترک اُسکا اولی نہین بلکہ اُسکے ابقا مین سعی
واجب و لازم ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]
ہو المصوب فی الواقع جن بلاد مین رواج گاؤکشی بے قصد فتنۂ فساد کے جاری رہا اور
اب کوئی قوم ہنود سے مانع ہے اُن بلاد مین مسلمانون کو رسم گاؤکشی کی باقی رکھنے مین کوشش
لازم ہے اور مراد اُس فقرۂ مسئول عنہا سے یہ ہے کہ جہان عملداری اور ریاست خاص ہنود کی ہے
اور گاؤکشی وہان زنہار نہین ہوتی اور اُس جگہ پر علانیہ گاؤکشی کرنا بنظر قیام فتنہ اولی نہین ہے نہ یہ بات
مطلقًا اولویت گاؤکشی کی ہر جگہ سے جاتی رہے بلکہ جن بلاد مین ہنود کو تشدد دربارۂ گاؤکشی اب تھا
اور اب کیا جاتا ہے وہان گاؤکشی کا ترک اولی نہین ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ [مہر]

ہو العلی الرب الحکیم الحلیم الجواب صحیح فی الواقع مقصود جملۂ جواب سابق سے یہ ہے کہ بارادۂ برانگیختہ کرنے فتنہ و فساد کے عملداری و ریاست خاص ہنود مین یا جہان کہین زمانۂ قدیم سے گائے نہ ذبح ہوتی ہو بمصالح وقت رعایۃً گاؤکشی باعلان نہین چاہیے کہ رفع فساد بہتر ہے یا مثلاً بقرعید مین کسی ہندو کے ہمسایہ مین علانیہ ذبح کرنا گاؤ کا باین ارادہ کہ فساد قائم ہو نہ چاہیے ہان جن بلاد و امصار و قصبات و قریات و دیہات و مواضعات ہندوستان مین رواج گاؤکشی کا بہ طریقۂ قدیمہ سے بلا قصد فتنہ و فساد قدیم الایام سے چلا آیا ہے اور اب کوئی ہندو بپاس تعصب مذہبی مانع و مزاحم ہے ایسے مواقع مین مسلمانون کو بپاس حمیت اسلامی ابقاے رسم گاؤکشی مین کوشش بلیغ لازم ہے زینہار ترک نہ کرین اور فقرۂ مسئول عنہا سے یہ مراد نہین ہے کہ تقلید و اتباع ہنود مین قطعاً گاؤکشی کہ جو امر قدیم ہے اور جسکی اباحت پر اجماع و اتفاق جمیع اہل اسلام کا از سلف تا خلف رہا ہے اور بوجہ ممانعت و مزاحمت ہنود کے ترک ہو جاوے معاذ اللہ من ذلک و ہر گاہ فی زماننا ہنود کو اہل اسلام سے تعصب مذہبی و عداوت بہت ہے کہ شعائر اسلامیہ سے روکتے ہین پس درین صورت مسلمانون کو بپاس حمیت اسلامی روکنے سے ہنود کے واسطے قربانی و ذبح گاؤ و کھانے گوشت گاؤ سے کہ طریقۂ ماثورۂ قدیم ہے رکنا نہ چاہیے اور انکی ممانعت کو تسلیم نہ کرنا چاہیے بہرحال گاؤکشی کو کہ شعار مسلمانی ہے ترک نہ کرین احیاناً اگر کسی منازعت مین احتمال فساد فیما بین ہو تو بذریعۂ حکام وقت دفع کرنا اسکا بابقاے رواج قدیم واجب ہے اور بخوف فساد ہنود قربانی و ذبح گاؤ سے مسلمان لوگ باز نہ رہین اس مین کوشش بلیغ کو کام فرماوین ورنہ گنہگار ہونگے ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم واللہ غالب علی امرہ ہداکم اللہ الی سواء السبیل واللہ اعلم وعلمہ احکم فقط حررہ عبدہ الآسی القسی الاثیم خادم العلماء والفقراء ابو الحسنات محمد عبد الحلیم عفا عنہ اللہ الکریم منہ بمقام دار العلم فرنگی محل من محلات البلدۃ لکھنؤ

خادم العلماء والفقراء ابو الضیاء محمد عبد الحلیم عفا عنہ اللہ الکریم

ہو الموفق ذبح گاؤ فعل مباح قدیم الرواج شعائر اسلام سے ہے اہمال اسکا بلا وجہ وجیہ جائز نہین ہان شق اول یعنی ابتداءً اثارۂ فتنہ و فساد نہ چاہیے اور یہی معنی ہین فقرۂ جواب سابق کے پس جن بلاد مین ذبح گاؤ مروج ہے اور شیوۂ اسلاف صالحین چلا آیا ذبح کرنا اثارۂ فتنہ و فساد پر قربانی کا کیونکر محمول ہو سکتا ہے بلکہ احیاء سنت قدیمہ پر محمول ہوگا پس شق ثانی بھی باطل ہوئی

اب اس صورت مروجہ مین منع کرنا ہنود کا اُنکی جانب سے اثارۂ فتنہ و فساد ہوگا اُسکو دفع کرنا مسلمانون کو ضرور ہوا اور ایسی صورت مین اس آئین دیرین کو کہ شعائر اسلام سے ہو ترک کرنا نچاہیے بلکہ اس طریقہ کے ابقاء مین سعی کرنا چاہیے واللہ اعلم حررہ ابو الغناء محمد عبد المجید غفرلہ اللہ الوحید

ابو الغناء محمد عبد المجید

استفتا ۲۹۴ کیا فرماتے ہین علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین ۱ اگر کوئی مسلمان عید الضحی مین گائے کی قربانی کرنا چاہے یا دوسرے ایام مین واسطے کھانے گوشت کے گائے ذبح کرنا چاہے اور ہنود بوجہ تعصب مذہبی یا تفخر اپنے کے یا بنظر توہین اسلام کے اُس قربانی یا ذبح کو روکنا چاہین تو اُس حالت مین اُس مسلمان کو از روی شریف کے گائے کی قربانی سے یا گائے کے ذبح سے باز آنا چاہیے یا کیا کرنا چاہیے ۲ اگر اُس روک ٹوک مین از جانب ہنود فساد ہونے کا احتمال ہو مگر اُس فساد کا دفعیہ بذریعۂ حکام ملک ممکن ہو تو صرف بلحاظ فتنۂ مذکور کے قربانی اور ذبح سے گائے کے باز آنا چاہیے یا کیا کرنا چاہیے ۳ یہ امر ظاہر ہے کہ اونٹ ان ملکون مین بہت کم دستیاب ہوتے ہین اگر کسی کو دستیاب بھی ہووے تو بہت قیمت دینے سے ہوتے ہین اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ آجکل کے زمانہ مین سات عدد بھیڑی یا خصی کی قیمت بلحاظ تعداد ایک گائے کے زیادہ ہوتی ہے تو اس حالت مین اگر کوئی مسلمان بلحاظ کفایت بعوض سات قربانی کے ایک گائے قربانی کرنا چاہے اور ہنود بنظر تعصب مذہبی کے یہ کہین کہ تم گائے قربانی مت کرو جس طرح سے ممکن ہووے تم اونٹ خواہ بھیڑی یا خصی قربانی کرو تو ہنود کی اس مزاحمت کو مان لینا مسلمان پر واجب ہے یا نہین بینوا توجروا جواب اس فتوے کا بزبان اردو عام فہم لکھنا چاہیے۔

ہو المصوب از آنجا کہ گائے کے ذبح کرنے کا جواز قرآن و حدیث سے ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے زمانۂ آنحضرت مین اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکو ذبح کیا ہے اور اسکے گوشت کے حلال ہونے پر اور ذبح کے جائز ہونے پر خواہ بروز عید ہو یا کسی اور روز ہو اتفاق ہے تمام مسلمانون کا کوئی مسلمان اسکے جواز اور حلت مین شبہ نہین کرتا ہے بناء علیہ جب کوئی مسلمان عید الضحی کے روز خواہ کسی اور روز گائے ذبح کرے اور کوئی ہندو بنظر اپنے مذہب کے اُسکو روکے تو مسلمان کو باز آنا نہین درست ہے اور ہندو کی ممانعت کو

از پھاگل پور کوٹھی جناب حافظ عبد الکریم خان صاحب صدر الصدور مرسلہ مولوی محمد حنیف بماہ شوال [illegible] ہجری

جو مبنی ہے اُنکے اعتقاد باطل پر تسلیم کر لینا نہین جائز ہے ہماری شریعت مین گائے کی یہ نسبت
اور جانورون کے کچھ بھی عظمت نہین ثابت ہے بلکہ یہ مثل اور جانورون کے جواز ذبح مین ہے
جو شخص اسکی عظمت کا خیال کرے اُسکے اسلام مین فتور ہے پس ہندو کی ممانعت تسلیم کرنا
موجب اُنکے اعتقاد باطل کی تقویت اور ترویج کا ہوگا اور یہ کسی طرح شرعاً جائز نہین ہے اور
اونٹ کا ذبح کرنا اگرچہ گائے سے اولی ہے مگر کوئی شخص اسپر مجبور کیا جا نہین سکتا علی الخصوص
جب ہنود بغرض تعصب مذہبی اہل اسلام کو گاؤکشی سے روکین اور کہین کہ خوا مخواہ اونٹ یا بکری
ذبح کرو ایسے وقت مین ہنود کے قول کو مسلمان پر مان لینا واجب نہین بلکہ مسلمانون کو ضرور ہے
کہ اس قول ہنود کو تسلیم نہ کرین اور گاؤکشی کے طریقہ کو کہ اہل اسلام کا طریقہ قدیمہ ہے ترک نہ کرین
اور اس منازعت مین اگر احتمال فساد کا ہنود کی طرف سے ہو تو اُسکو بذریعۂ حاکم وقت دفع کرانا
واجب ہے اور بخوف فساد ہنود کے گائے کے ذبح کرنے سے رُکنا نہین چاہیے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | محمد عبد الحی ابو الحسنات

ہو العلی الرب الحکیم الحلیم الجواب صحیح والمجیب نجیح فی الواقع فی زماننا ہنود کو
اہل اسلام سے تعصب بہت ہے درین صورت مسلمانون کو بپاس حمیت اسلامی روکنے سے
ہنود کے واسطے قربانی و ذبح گائے و کھانے گوشت گائے سے رُکنا نہین چاہیے اور ہنود
کی ممانعت کو تسلیم نکرنا چاہیے بہر حال گاؤکشی کے طریقے کو ترک نکرین اگر اس منازعت مین
احتمال فساد فیما بین کا ہو بذریعۂ حکام وقت کے دفع کرنا اُسکا واجب ہے اور بخوف
فساد ہنود قربانی و ذبح گائے سے مسلمانون کو رُکنا نچاہیے اللہ معکم این ما کنتم واللہ اعلم وعلمہ احکم فقط
حررہ عبدہ الآسی القسی الاثیم خادم العلما و الفقرا ابو الحیاء محمد عبد الحلیم عفا عنہ اللہ الکریم منمقام
دار العلم فرنگی محل منمحلات البلدۃ لکھنؤ مورخہ ۹ شوال المکرم ۱۲۸۵ سنہ ہجری قدسی نبوی صلعم | خادم العلما و الفقرا ابو الحیاء محمد عبد الحلیم عفا عنہ اللہ الکریم

فی الحقیقہ قربانی گائی کی ملت اسلامیہ مین شعار اسلام سے واقع ہوئی ہے اس کا موقوف کرنا
بسبب ممانعت ہنود کے موجب معصیت ہے بلکہ قائم رکھنے قربانی گائے مین مسلمانون کو سعی و کوشش
لازم ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ | محمد عبد الوہاب

واقعی ذبح گائے مروج قائم شعائر دین متین سے ہے ترک اسکا بجہت فتنہ انگیزی ہنود

برخلاف آئین دیرین نچاہیے بذریعۂ حکام وقت اس فساد حادث کو دفع کرنا چاہیے اور موافق اعتقاد سلیم فساد ہنود کے گائے کو حیوان ذی عزوشان سمجھکر یا بنابراس اعتقاد کے اُنکے منع کرنے سے برخلاف دستور اسلاف ترک ذبح کرنا نچاہیے واللہ اعلم حررہ ابو الغنا محمد عبد المجید غفر اللہ الرحیم

محمد عبد المجید ابو الغناء

والقصہ مسئلۂ اولی مین مسلمانون کو گائے کی قربانی وگائے کی ذبح سے بشرط امکان باز آنا نہین چاہیے اور مسئلۂ ثانیہ مین صرف بلحاظ فتنۂ مذکورہ کے قربانی اور ذبح سے گائے کی باز آنا نہین چاہیے اور مسئلۂ ثالثہ مین ہنود کی اس مزاحمت کو مان لینا بشرط امکان مسلمانون پر واجب نہین واللہ علیم

حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۹ شوال

درحقیقت گائے کی ذبح سے محض بلحاظ فتنۂ مذکورہ کے باز آنا اور ہنود کی مزاحمت تعصبی کو مان لینا مسلمان کو بشرط امکان نہین چاہیے واللہ اعلم حررہ ابو الکرم محمد اکرم تجاوز اللہ تعالی عما جرم

ابو الکرم محمد اکرم

استفتا [۲۶۸] کیا فرماتے ہین علماء دین اس صورت مین کہ زید نے ایک بکرا بنام شیخ سدو پرورش کیا بعد چندے بسم اللہ اللہ اکبر کہکے ذبح کیا وہ حرام ہے یا حلال صورت دیگر یون ہے کہ اُس بکرے کو بنام اللہ پرورش کیا بوقت ذبح شیخ سدو کہکے چھری پھیری پس یہ ذبیحہ کیسا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب یہ دونون صورتین ما اہل لغیر اللہ مین داخل ہین جس صورت مین تقرب الی غیر اللہ مقصود ہو وہ ذبیحہ حرام ہوگا اگرچہ بوقت ذبح بسم اللہ کہی جاوے درمختار مین ہے ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم ولو ذکر اسم اللہ علیہ انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۲۶۹] ما قولکم ایہا العلماء فی انہ ہل یجزی اضحیۃ الجذع من الضان وما المراد من الجذع والضان وہل الضان مختص بما لہ الیۃ ام یعمہ ویعم غیرہ بینوا توجروا

ہو المصوب قد وردت الروایات الحدیثیۃ علی ما فی المؤطا وسنن ابی داؤد وابن ماجۃ وغیرہا بجواز الجذع من الضان وانہ لا یجزی من غیرہ الا الثنی فما فوقہ والجذع ہو ما تمت لہ ستۃ اشہر والمراد بالضان ما لہ الیۃ قال فی منح الغفار شرح تنویر الابصار صح الجذع من الضان الجذع شاۃ لہا ستۃ اشہر والضان ما یکون لہ الیۃ قلت ہذا مذہب الفقہاء واما عند اہل اللغۃ فالجذع من الشاۃ ما تمت لہ سنۃ کذا فی النہایۃ والفقہاء انما جوزوہا فی ستۃ اشہر اذا کانت بحیث لو خلطت بالثنایا تشتبہ علی الناظرین

من بعيد وانما جاز الجذع من الضان لقوله عليه الصلوة والسلام لا تذبحوا الا مسنة الا ان يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضان رواه البخاري ومسلم واحمد وجماعة انتهى وفي شرعة الاسلام وشرحه مفاتيح الجنان ومن سنن الاسلام التضحية بالانعام بالجذع من الضان وهو ما تم له ستة اشهر وقيل سبعة اشهر وبالثني فصاعدا من الشاة اعم من ان يكون ضانا او معزا ومن الابل والبقر مطلقا وهو اي الثني ابن خمس من الابل وحولين من البقر وحول من الشاة والمعز والجذع قيدناه بالضان وهو ما ليس له الجذع من المعز لا يجوز به التضحية انتهى والله اعلم حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات

محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا ماں باپ دادا دادی پھوپھی بہن خالہ نانی نانا وغیرہ کو گوشت عقیقہ کا کھانا درست ہے یا نہیں

ہو المصوب ان سب کو کھانا درست ہے بقول معتبر کما فی نہایۃ البیان واللہ اعلم حررہ الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا بدیہ بکری پر قربانی جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

ہو المصوب جائز ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کما فی کتب الصحاح واللہ اعلم حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں لڑکے کے عقیقہ میں دو بکری کا حکم ہے اگر ایک بکرا کوئی قربانی کرے باوجود استطاعت دو بکری کے تو جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

ہو المصوب بحالت عدم قدرت وضرورت ایک پر بھی اکتفا درست ہے نہایۃ البیان فی ما یحل ویحرم من الحیوان میں ہے در کنز العباد است چون فرزند تولد شود عقیقہ دہند دختر را یک گوسفند وپسر را دو گوسفند واگر یکے دہند ہم رخصت است کذا فی کیمیاء السعادۃ واللہ اعلم حررہ الراجي

عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا ما قولهم رحمهم الله تعالی اس مسئلہ میں کہ گونگے کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام یا مکروہ کدام مکروہ بینوا افتوا بالسند الکتاب توجروا عند الله الجبل المآب

ہو المصوب گونگے کا ذبیحہ حلال ہے بلا کراہت مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے وحل ذبیحۃ مسلم ولکتابی ذمي او حربي ولو امراۃ او صبیا او مجنونا یعقلان وکان الذابح اخرس لان الاخرس عاجز عن الذکر فیکون

معذور او تقوم الملۃ مقام التسمیۃ کالناسی مل ولی انتہی اور اسی طرح در مختار وغیرہ مین ہو واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی　[مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

المجیب مصیب بمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم ابن مولانا مولوی علی محمد مرحوم　[مہر: محمد ابراہیم]

الحق ما ہو المحرر کتبہ العبد المسکین محمد ادریس عفا اللہ عنہ　[مہر: محمد ادریس]

استفتا [۲۴۴] کیا ارشاد ہے علماے دین کا اس مسئلہ مین کہ موافق کتاب کبرے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیحہ کفار اہل کتاب کا درست ہے چنانچہ یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ اسی قاعدہ کے موافق علماے کبار نے درست فرمایا ہے پس اہل تشیع کا فرقہ بھی داخل اہل کتاب ہے یا نہین اور ذبیحۂ روافض درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب صورت مسئولہ مین جو روافض ایسے ہین کہ اُنکے عقائد منجر بارتداد و کفر ہین مثلاً غلاۃ و فرقۂ اسماعیلیہ وغیرہما اُنکے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے اسلیئے کہ ذبیحہ مرتد کا حرام ہے کتب فتاوی اس امر سے مشحون ہین اور ارتداد ایسے روافض کا عامۂ فتاوی مین مذکور ہے چنانچہ شرح نقایہ للبرجندی مین ہے فہؤلاء خارجون عن ملۃ الاسلام و احکامہم احکام المرتدین انتہی بلکہ شاہ عبد العزیز کے تحفۂ اثنا عشری سے معلوم ہوتا ہے کہ جو روافض تکفیر ابی بکر یا عمر یا عثمان رضوان اللہ علیہم کرتے ہون یا انکار اُنکے دخول جنت قابلیت لیاقت خلافت باعتبار اوصاف دین مثل علم و عدالت و تقوی و ورع کے کرتے ہون کافر ہین چنانچہ فرماتے ہین بالجملہ اجماع اہل سنت است بر آن کہ تکفیر کنندۂ حضرت امیر یا منکر بہشتی بودن ایشان یا منکر لیاقت خلافت ایشان باعتبار اوصاف دین مثل علم و عدالت و تقوی و ورع کافر ست انتہی اقول و مثلہ الاصحاب الکبار خصوصاً الثلثۃ البتہ جو ایسے عقائد نہ رکھتے ہون مثل تفضیلیہ اُنکا ذبیحہ درست ہے واللہ اعلم

کتبہ العبد القسیس محمد ن المدعو بادریس النجرامی عفا اللہ عنہ [۱۲۹۹ ہجری] محرم　[مہر: محمد ادریس]

صح الجواب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی　[مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد امان الحق عفی عنہ

استفتا [۲۴۵] چہ می فرمایند علماے دین اندرین مسئلہ کہ زید یک بز را بر بز دیگر غلطانید و ہر دو را یکبارگی بیک تسمیہ ذبح ساخت پس این ذبح و خوردن گوشت آنہا جائز ہست یا نہ

ہو المصوب جائز است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا قول العلماء زید نے ایک بکرا واسطے قربانی کے منگوایا اور قصد یہ تھا کہ صبح کو کہ گیارھوین تاریخ ذیحجہ کی ہوگی قربانی کرونگا مگر ملازم زید نے بلا اطلاع زید اُس بکرے کو ذبح کرڈالا بلا نیت قربانی آیا زید سے قربانی ادا ہوئی یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب زید سے قربانی نہین ادا ہوئی او مبکر پہ قیمت اُسکی واجب الادا ہوئی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

کتاب الجہاد

استفتا چہ می فرمایند علماے دین اندرین مسئلہ کہ ہرگاہ اہل اسلام در سلطنت کفار مامون باشند و کفار در امور دین اہل اسلام خللے نہ اندازند و اہل اسلام را قدرت بر جہاد و مقاومت نماند چنانکہ در ہندوستان فی زماننا است آیا جہاد واجب می شود یا نہ

ہو المصوب جہاد مقرر شدہ ہست براے اعلاے کلمۃ اللہ و اعزاز اسلام و محو کردن رسوم و قواعد کفر نہ براے حقارت دین و ذلت اسلام و مومنین بناء علیہ فقہا در وجوب جہاد چند شروط نوشتہ اند اول این کہ مسلمان اینقدر باشند کہ از وشان و شوکت پیدا گردد دوم این کہ صرف ایشان نیز مہیا باشد سوم این کہ جارے براے امن و حفاظت باشد تا از شر کفار نجات حاصل شود و عند الحاجت بکار آید و اگر اہل اسلام را یقین ہست کہ غلبہ کفار را خواہد شد درین صورت جہاد فرض نیست در جامع الرموز می آرد الجہاد فرض عین بشرط القدرۃ علی القتال والسلاح والزاد والراحلۃ وغیرہا انتہی وفی العالمگیریۃ والثانی ان یرجو الشوکۃ والقوۃ لاہل الاسلام ان کان لا یرجو الشوکۃ للمسلمین فی القتال فانہ لا یحل لہ القتال لما فیہ من القاء نفسہ فی التہلکۃ انتہی وفی الدر المختار شرط لوجوبہ القدرۃ علی السلاح لا امن الطریق انتہی وفی رد المحتار قولہ شرط لوجوبہ الخ اے وعلی القتال وملک الزاد والراحلۃ کما فی قاضیخان وغیرہ شامی انتہی وفی فتح القدیر من توابع الجہاد الرباط وہو الاقامۃ فی مکان یتوقع ہجوم العدو فیہ بقصد دفعہ واختلف المشائخ فی الذی یتحقق بہ الرباط فانہ

لا یتحقق فی کل مکان نعی النوازل ان یکون فی مواضع لا یکون وراءہ اسلام الا ان ما دونہ لو کان رباطا
فکل المسلمون فی بلادہم مرابطون قال بعضہم اذا اغار العدو علی عدوہم مرۃ یکون ذلک الموضع
رباطا الی اربعین سنۃ واذا اغار مرتین یکون رباطا الی مأتہ وعشرین سنۃ واذا اغار ثلث مرات
یکون رباطا الی یوم القیامۃ قال فی فتاوی الکبری والمختار ہو الاول انتہی واللہ اعلم بالصواب

نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد

بلا ریب و شکے کہ اہل اسلام را قدرت بر قتال و زاد و راحلہ وغیرہ نباشد جہاد بر ایشان
فرض نیست واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

کتاب حدات العمارات

استفتا چہ می فرمایند علمائے دین اندرین صورت کہ در کوچہ غیر نافذہ فقط عمرو و محمد و حامد است
زید کہ شخص ثالث ست دروازہ جدید در کوچہ جاری ساختہ در مرور شریک شدن میخواہد و محمد و حامد
مانع است پس شرعا باوجود ممانعت محمد و حامد بنائے دروازہ را درست ست یا نہ

ہو المصوب نہ واللہ اعلم کتبہ ابو الحیش محمد مہدی عفی عنہ الہادی صح الجواب محمد رحمت اللہ عفی عنہ
درحقیقت باوجود ممانعت محمد و حامد بنائے دروازہ زید را نمیرسد صاحب در مختار می نویسد
زائغۃ مستطیلۃ تنشعب عنہا سکۃ مثلہا لمنع اہل الاولی عن فتح باب للمرور فی القصوی الغیر النافذۃ
علی الصحیح اذ لا حق لہم فی المرور انتہی مختصرا واللہ اعلم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ
اصاب من اجاب نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد

ہو المصوب در سکہ غیر نافذہ بغیر اجازت ارباب سکہ تصرف جائز نیست حتے کہ اگر یکے
از شرکائے آن سکہ ہم احداث دروازہ جدید خواہد بغیر اجازت دیگران جائز نیست بزازیہ می آرد
سکۃ غیر نافذۃ بین عشرۃ لکل ... غیران لاحد ہم دار فی سکۃ اخری لا طریق لہا فی ہذہ السکۃ
... غیران جاز لہا فی ہذہ السکۃ قال ... و لک و بہ افتی ابو جعفر و بہ ناخذ انتہی مختصرا پس
... شخصے کہ شریک ... حالانکہ ... نیست جائز نخواہد بود باوجود ممانعت ارباب سکہ بنائے دروازہ جدید نخواہد ...
... منح الغفار می نویسد ... التصرف فی ... اہلہا او الارباء لہم ان الطرق ...

لیست بنافذة مملوكة لانها والتصرف فی الملک المشترک من الوجه الذی لم یوضع له لا یملک الا باذن الکل واللہ اعلم حررہ محمد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً زید کے مکان میں دروازہ پر کھڑکیاں نصب ہیں اور مکان زید سے مکان خالد محض علحدہ ہے بلکہ درمیان میں شارع عام حائل ہے اور بھی ایک تیلی کا مکان درمیان میں واقع ہے چونکہ ایک دیوار مکان خالد کی بقدر ایک گز کے طول میں اور نصف گز کی بلندی عرض میں کم ہے اس وجہ سے کسیقدر اُسکا مکان کھڑکیوں سے معلوم ہوتا ہے زید اُسقدر پردہ بنوانے پر بھی راضی ہے لیکن خالد اُن کھڑکیوں سے مزاحمت کرتا ہے پس از روے شرع خالد کو تعرض پہنچتا ہے یا نہیں بینوا توجروا

ہو الموفق درین مسئلہ اختلاف ست بعضے متاخرین فتوے برین دادہ اند کہ اگر شخصے در ملکِ خود تصرف کند و ہمسایہ اش بآن بضرر بین متضرر شود منع کردہ شود آنچنان شخص از چنین تصرف قال فی الدر المختار وعلیہ الفتوی واختارہ فی العمادیۃ وافتی بہ قاری الہدایۃ حتی یمنع الجار من فتح الطاقۃ وہذا جواب المشائخ استحساناً انتہی ومثلہ نصاب الاحتساب لو فتح کوۃ حتی وقع نظرہ منہا الی نساء جارہ علی روایۃ کتاب القسمۃ لا یمنع والفتوی علی انہ یمنع انتہی وفی فتاوے قاضیخان ومثلہ فی خزانۃ المفتین لو اراد الجار ان یمنعہ من الصعود حتی یتخذ سترۃ قالوا ان کان فی صعودہ یقع بصرہ فی دار جارہ کان لہ ان یمنعہ من الصعود حتی یتخذ سترۃ وان کان لا یقع بصرہ علیہم اذا کانوا علی السطح لا یمنعہ من الصعود انتہی والکثرے موافق ظاہر روایت برآن فتوی دادہ کہ ہمسایہ را از ان ممانعت نمیرسد اگرچہ بآن متضرر شود فی فتاوی قاضیخان کل ما ذکرنا فی جنس ہذہ المسائل قول مشائخ بلخ وانہ یخالف قول ابی حنیفۃ من تصرف فی ملکہ لا یمنع منہ وان تضرر جارہ وفی الدر المختار جواب ظاہر الروایۃ عدم المنع مطلقاً وبہ افتی طائفۃ کالامام ظہیر الدین وابن الشحنۃ ووالدہ ورجحہ فی الفتح وفی قسمۃ المجتبی وبہ یفتی وعممہ المصنف ثمہ فقال قد اختلف الفقہاء وینبغی ان یعول علی ظاہر الروایۃ انتہی وفی حاشیتہ لو فتح صاحب البناء فی علو بنائہ کوۃ الی صاحب الساحۃ منعہ بل لہ ان یبنی ما یستر جنبتہ الی ان قال والامام ظہیر الدین کان یفتی بقول الامام والحاصل ان الذی علیہ غالب المشائخ من المتاخرین ہو الاستحسان فی جنس ہذہ المسائل وافتی طائفۃ بجواب القیاس المروی واختار فی العادیۃ المنع اذا کان الضرر بیناً و

وظاہر الروایۃ خلافہ وذکر العلامۃ ابن الشحنۃ ان فی حفظہ ان المنقول عن ائمتنا الثلثۃ ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد وزفر والحسن انہ لا یمنع من التصرف فی ملکہ وان اضر بجارہ وہو الذی امیل الیہ واعتمدہ وافتی بہ تبعا لوالدی شیخ الاسلام انتہی ورجح فی فتح القدیر ایضا ظاہر الروایۃ واللہ اعلم کتبہ انور علی عفی عنہ

ہو المصوب فقہا اختلاف دارند درین کہ آیا صاحب خانہ را در مکان خود تصرف بہر نوعے کہ باشد جائز ہست یا نہ ظاہر الروایۃ این ست کہ مالک را بہر نوعے کہ خواہد تصرف کند اگرچہ بدیگرے ازان ضرر پیدا شود وہمین ست مختار یک جماعت متاخرین واکثر مشائخ برآنند کہ تصرفے کہ ازان ضرر بین متصور شود جائز نیست وہمسایہ یا غیر ہمسایہ را کہ بآن ضرر رسیدہ منع میرسد علامہ غزی در منح الغفار می آرد فی المجتبی لو وقع فی نصب احدہما وفی الآخر ساحۃ فاراد صاحب الساحۃ ان یبنی فیہا ولیسد الریح والشمس علی الآخر فلیس لہ المنع فی ظاہر الروایۃ وبہ یفتی وقال نصیر الصفار لہ المنع وعلی ہذا لو اراد حماما او تنورا وفی فتاوی قاری الہدایۃ الفتوی علی انہ ممنوع من التصرف علی وجہ یتضرر بہ الجار وان کان فی ملکہ واجاب قاری الہدایۃ بان الجار یمنع ان یفتح کوۃ یشرف منہا علی جارہ فقد اختلف التصحیح وینبغی ان یعول علی ظاہر الروایۃ انتہی ملخصا وصاحب خزانۃ المفتین می نویسد اذا اراد الرجل ان یبنی فی دارہ اودکانہ تنورا وحماما اومدقاق القصارین لم یجز قال الصدر الشہید کان والدی یفتی بانہ اذا کان الضرر بینا قال وبہ یفتی وہذا جواب المشائخ وجواب ظاہر الروایۃ لا یمنع انتہی وعلامہ خیر الدین الرملی در فتاوی خود می آرد مسئلۃ فتح الکوۃ فیہا قیاس واستحسان والاستحسان المنع وعلیہ الفتوی کما نقل فی التاتارخانیۃ وشرح القدوری المسمی بالمضمرات عن التہذیب وقال فی التاتارخانیۃ قبیل مسئلۃ الکوۃ ثم الحاصل فی جنس ہذہ المسائل ان القیاس ان کل من تصرف فی خالص ملکہ لا یمنع وان کان یودی الی الضرر بالغیر لکن ترک القیاس فی موضع یتعدی ضرر تصرفہ الی غیرہ تصرفا بینا وقیل بالمنع مطلقا وبہ اخذ کثیر من مشایخنا وعلیہ الفتوی ومثلہ فی الفصول العمادیۃ من الکتب انتہی ومفتی شام ملا حامد در فتاوی خود میگوید فتاوی علی ان الکوۃ حیث کانت للنظر والموضع موضع النساء تسد بلا فاصل بین الطریق القاصل وغیرہ کما فی المضمرات وغیرہ انتہی ودر موضع دیگر ازان فتاوی کہ معروف بہ تنقیح المغنی عن سوال المستفتی ست می آرد لا فرق بین القدیم والحادث حیث کان الضرر بینا انتہی وعلامہ ابن عابدین در تنقیح فتاوی حامدیہ می آرد فی حاشیۃ البحر لقضاۃ

للتیم خیرا من لا فرق بین القدیم والحادث حیث کانت العلۃ الضرر البین انتہے پس در صورت مسئولہ از کشادن زید طاقات مکانان خود بہ خالد ضرر بین میرسد نظر بر عبارت ردالمحتار و فتویٰ فقہاء خالد اختیار منع ... میرسد و زید را باید کہ دیوار پردہ بنا سازد واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحی عفی عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس سوال کے جواب مین کہ زید کی ایک آراضی مملوکہ مقبوضہ ہے اور اُسی آراضی مین مرور مکان مسکونہ زید کا ہے اب اُس آراضی کے دروازہ پر کہ قبل اس سے چند عرصہ سے بلا چوکھٹ و کواڑ کے تھا زید نے چوکھٹ و کواڑ واسطے بعض مصالح اپنے کے لگاے ہین ایک شخص غیر کہ قدیم سے اُسکا مکان مرور اُس آراضی مین نہ تھا اب چند عرصہ سے اُسی آراضی مین اُسکا مرور ہے اس نصب چوکھٹ و کواڑ سے مانع ہے حالانکہ زید مالک اراضی بعد نصب چوکھٹ و کواڑ کسی طرح اُس شخص غیر کو مانع مرور سے نہین ہے اور نہ کوئی حق اُس شخص غیر کا سواے مرور کے اُس آراضی مین ثابت ہے آیا زید مالک قابض کو اُس زمین مین چوکھٹ اور کواڑ قائم کرنا پہنچتا ہے یا کیا اور شخص غیر کا منع صحیح ہے یا نہین اور اگر وہ شخص غیر ملکیت زید سے بہ نسبت اُس آراضی کے جسمین دروازہ لگایا ہے انکار کرے تو حاکم کو تحقیقات اُسکی ملکیت کی بہ نسبت اُس آراضی کے چاہیے یا نہین بینوا توجروا

الجواب ولی اللہ سبحانہ المآب زید قابض مالک کو درصورت نہونے کسی قسم ضرر بین اُس شخص غیر کے چوکھٹ اور کواڑ لگانا پہنچتا ہے اور شرعاً ممتنع نہین اور جب زید اُس شخص غیر کو مانع مرور سے نہین تو اس دروازہ سے کچھ حرج اُس شخص غیر کا ثابت نہین اور منع شخص غیر کا صحیح اور درست نہین اور مراد ضرر بین سے یہ ہے کہ ہمسایہ کے حوائج اصلیہ بند ہو جاوین جیسے مثلاً کسی شخص کے مکان مین سے ہمسایہ کے مکان مین روشنی آتی تھی اب اُس شخص نے اپنا مکان ایسا بنایا کہ روشنی بالکل مکان ہمسایہ کی بند ہو گئی اور اگر ایسا نہو یعنی ہمسایہ اپنے حوائج اصلیہ سے بند نہو تو ضرر بین نہوگا اور جب مالک و قابض مانع مرور ہمسایہ نہین ہے اور دروازہ اور چوکھٹ لگانے سے مرور مسدود نہین ہوتا تو ہمسایہ کو ممانعت نصب چوکھٹ و کواڑ سے شرعاً اصلا نہین پہنچتا قال فی الدر المختار ولا یمنع الشخص من تصرفہ فی ملکہ الا اذا کان الضرر بینا فیمنع من ذلک ... علیہ الفتوی وقال فی رد المحتار والحاصل ان القیاس فی جنس ہذہ المسائل ان

(مرسلہ ... مولوی محمد ارشاد حسین صاحب ...)

یتصرف المالک ابداً لانہ تصرف فی خالص ملکہ لکن ترک القیاس فی موضع یتعدی ضررہ الی غیرہ ضرراً فاحشاً وہو المراد بالبین وہو ما یکون سبباً للہدم ویخرج عن الانتفاع بالکلیۃ وہو ما یمنع الحوائج الاصلیۃ کسد الضوء بالکلیۃ واختاروا الفتوی علیہ فاما التوسع الی منع کل ضرر فیسد باب انتفاع الانسان بملکہ کما ذکرنا قریباً انتہی اور حاکم کو تحقیق ملکیت زید کی بہ نسبت آراضی مذکورہ کے چاہیئے کہ بناء جواز نصب دروازہ اوپر ملکیت زید کے ہے اور عدم جواز بر تقدیر عدم ملکیت کے وہو ظاہر فقط

محمد حسین سلیم پوری عفی عنہ

الجواب صحیح

محمد عبد القادر خان ابن حیدر علیخان عفا اللہ عنہما

الجواب صحیح بدریائے عرفان چو گوہر سعی

ذلک کذلک

فدا احمد

الجواب ہو الصواب

العبد

محمد عنایت اللہ ولد

حبیب اللہ خان

اصاب من اجاب۔ حامد حسین ۔ الجواب ہو الجواب العبد محمد ریاست علی خان عفا اللہ عنہ

قد صح الجواب والیہ المآب ابو القاسم محمد مزمل فی الواقع درصورت نہ ہونے ضرر بین جار کے ممانعت تصرف فی ملکہ سے نہیں پہنچتی اور یہی مفتی بہ اور مختار ہے اور دوسری روایت بھی در مختار کی اسکے موید ہے قال وجواب ظاہر الروایۃ عدم المنع مطلقاً وبہ افتی طائفۃ کالامام ظہیر الدین وابن شحنۃ ووالدہ ورجحہ فی الفتح وفی قسمۃ المجتبی وبہ یفتی انتہی بقدر الحاجۃ فقط

العبد

محمد عبد اللہ عفی عنہ

ہذا الجواب صحیح

محمد اکبر علیخان خلف رحیم یار خان

الجواب ہو الجواب

محمد عبد اللہ

ذلک کذلک

العبد

محمد نظیر علی

الاجوبۃ المذکورۃ صحیحۃ بتقدیر صحۃ ما قالہ المستفتی کتبہ الحافظ محمد شعیب صانہ اللہ عن العیب

ہو المصوب بعد تحقیق اس امر کے کہ وہ زمین ملک زید ہے زید چوکھٹ وغیرہ لگانے سے منع نکیا جاویگا مگر یہ کہ ہمسایہ کو اُس سے ضرر ظاہر پہنچے تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے فی حواشی الاشباہ لبیری زادہ ما نصہ لہ التصرف فی ملکہ وان تضرر جارہ فی ظاہر الروایۃ والذی استقر علیہ رای المتاخرین ان الانسان یتصرف فی ملکہ وان اضر بغیرہ ما لم یکن ضرراً بیناً والفتوی علیہ انتہی اور منح الغفار میں ہے فی فتاوی قاری الہدایۃ الفتوی علی انہ ممنوع من التصرف علی وجہ یتضرر بہ الجار وان کان فی ملکہ انتہی اور تاتارخانیہ میں ہے الاصل فی جنس ہذہ المسائل ان القیاس

ان کل من صرف فی خالص ملکہ لا یمنع وان کان یودی الی الضرر بالغیر لکن ترک القیاس فی موضع یتادی ضرر تصرفہ الی غیرہ ضررا بینا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

کتاب المتفرقات

استفتا [۲۸۱] ما قولکم حضرات علماے حنفیہ سے صورت مسئلہ کی پوچھی جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص مرد ہندی ناخواندہ قوم افغان دعوی نبوت کا اس پردے مین کرے کہ مین وکیل پیغمبر آخر الزمان کا ہون اور واسطے تردید کتب نصاری کے پیغمبر خدا کا بھیجا ہوا آیا ہون کہ ایک مطبع محمدی قائم کرکے کتب تردید دین نصاری تصنیف کرکے چھپوا دون تا دین نصاری باطل و رد ہو جاوے پس اس قول کو زبان مرد ہندی ناخواندہ سے باور کرنا اور اُسپر اعتقاد لانا کہ بیشبہہ یہ وکیل مختار فرستادہ نبی آخر الزمان کا ہے یا اُسکی مدد خرچ کرنا بنام مطبع دینا روا ہی یا نہین

ہو المصوب اگر وہ شخص اپنی وکالت پر اس امر کو سند گردانتا ہے کہ مین نے آنحضرت کو خواب مین دیکھا ہے پس بعد تحقیق و تفتیش اُسکے خواب کی تصدیق اُسکی ہو سکتی ہے ورنہ قول اُسکا پایۂ اعتبار سے ساقط ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

در ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۰ ہجری

استفتا [۲۸۲] کسی کا نام عبد الرسول یا عبد الحسین وغیرہ رکھنا درست ہی یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب ایسا نام جسمین اضافت عبد کی طرف غیر خدا کے ہو شرعا درست نہین ہے اور اگرچہ صرف اس قسم کے نام رکھنے سے حکم شرک کا نہو بسبب احتمال اسکے کہ عبد سے مراد خادم و مطیع ہے مگر بوے شرک سے ایسا نام رکھنا خالی نہین ہے قرآن و حدیث اس قسم کے نام رکھنے کی ممانعت پر دال ہے اور علماے امت محمدیہ نے بھی جابجا اسکی تصریح کی ہے تفسیر جلالین مین ہے ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ آدم وجعل خلق منہا زوجہا حوا لیسکن الیہا فلما تغشاہا حملت حملا خفیفا ہو النطفۃ فمرت بہ ذہبت وجاءت لخفتہ فلما اثقلت بکبر الولد فی بطنہا واشفقا ان یکون بہیمۃ دعوا اللہ ربہما لئن اتیتنا صالحا سویا لنکونن من الشاکرین فلما آتاہما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما آتاہما بتسمیتہ بعبد الحارث ولا ینبغی ان یکون عبدا الا للہ ولیس باشراک

از شہر مدراس بتاریخ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۸ ہجری

جواب میرے سامنے دلیل پیش کرنیکی اُسوقت حاجت ہوگی جب مین آپکے دعوی فضیلت کا منکر ہونگا اور چونکہ ابھی تک محل نزاع مقرر نہین ہوا اور سراپا تسلیم پایا نہین گیا تو ابھی دلیل پیش کرنے کی کچھ حاجت نہین شاید مین آپکے دعوی فضیلت کو مان جاؤن جس وقت مین آپکے دعوے کا منکر ہونگا دلیل طلب کرونگا اُسوقت آپ دریافت کرنا کہ تو دلیل کونسی مانگے گا اور جو آیت مین نے کل دلیل پکڑی تھی وہ مذہب مین اُن لوگون کی پکڑی تھی جب آنحضرت کے وقت مین منافق تھے چنانچہ مین نے تقسیم کی تھی کہ مکے و مدینے کے لوگ کئی قسم کے ہین ایک وہ جو پہلے حضرت کے کافر تھے اور دوسرے وہ جو حضرت کے وقت مین کافر تھے اور کہا تھا کہ آنحضرت کے وقت مین بھی مدینہ مین منافق موجود تھے جسپر وہ آیت پیش کی تھی سو مین ابتک اسی تمسک پر قائم ہون اور اُن منافقون کی مذمت مین وہ آیت پڑھتا ہون (محمد حسین) آپنے جو کل آیت کو مقابل ہمارے مناظرہ مین بیان کیا اگر مراد آپکی وہی تھی جو آپ فرمارہے ہو پس ظاہر ہے کہ آپ خطاے فاحش اور غلطی عظیم مین گرفتار ہوے کیونکہ جو حدیثین ہمنے مقابل مین بیان کی تھین اُنکا یہ مضمون نہ تھا کہ قبل تقرر اور نصرت اسلام کے ثبوت فضیلت کا ہو اگر مضمون اُس حدیث کا آپنے یہی خیال کیا ہے پس یہ امر اہل علم اور فراست سے دور اور بعید ہے اور اگر مراد آپکی بعد تقرر اسلام کے بھی ہے پس اس سے تکذیب احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لازم آتی ہے اعاذنا اللہ سبحانہ من ذلک کلہا اور آپ دو تین روز سے جو انکار فضیلت کر رہے تھے اسلیئے آپ سے دریافت متمسک کی ضرورت ہے آپنے دعوی کیا یعنی لکھا تھا کہ آپ کس زمانہ کے لوگون کی فضیلت کے مدعی ہو اسلیئے مین نے جواب مین تفصیل و تقسیم کیا تھا اور یہ مین نہین کہتا کہ جو مضمون احادیث سے فضیلت ثابت ہے وہ مسلم نہین۔ اور تقرر کی حد بیان کرنا آپ پر لازم ہے کہ کس وقت سے وہ تقرر پایا گیا جو وقت سے مدینہ مین منافق نہ رہے جب وقت حد بیان کرینگے اُسوقت میرا اقرار انکار آپکو ثابت ہوگا پہلے ہی سے آپ کیون فرماتے ہین کہ تم بعد تقرر اسلام منافقون کا وجود مدینہ مین تجویز کرتے ہو اور احادیث کا خلاف کرتے ہو۔ جواب دو اتنی بات کا مین دو تین دن سے منکر فضیلت کا منکر نہیں جسکا منکر ہون اب بھی ہوئے آپ تفضیلت معین کرین کہ آپ کس زمانہ کے مدعی ہین شاید مین اُسکا منکر نہ نکلون جب لکھا ہے

اُسوقت آپ مجھسے دلیل لائق تمسک کا سوال کرین جواب امر عجب العجائب ہے کہ آپکے سامنے جب حدیثین فضائل کی بیان ہوئین اور مضمون احادیث کا صریح دلالت کرتا ہے کہ مراد زمانہ نفاق اور کفر کا نہین پھر بھی ایسی آیت کو مقابل مین ان احادیث سے بیان کرنا صریح غلطی ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ دعوی فضیلت کل سکان حرمین کا بعد استیلاء و تقرر اسلام کے ہے نہ زمانہ کفر اور نفاق مین خیر اب جو کلہ آپ ادعاے مذکورہ سے کوئی وجہ نکال کر انکار کیا چاہتے ہین اس انکار کو آپکے ہمنے بجاے توجہ قرار دیا کیونکہ الانکار من الخطاء توبۃ اور فضائل سکان حرمین شریفین کی بالفعل بھی جو احادیث سے ثابت نہین کئی قسم کے ہین لیکن مابین اس مناظرے کے مدعا اور مقصود یہ ہے کہ جب علماء اطراف اور دیار مین کسی مسئلہ کا اختلاف ہو پس اُس صورت مین یہ امر افضل اور بہتر ہے کہ حرمین شریفین کے علما کو منصف قرار دیا جاوے چنانچہ مجموعۂ احادیث مشتملۂ استفتا جو پیش کیا جاتا ہے اس امر پر دال ہے جواب آپنے دعوی عام کیا تھا اور دلیل خاص فضیلت زمانۂ تقرر اسلام کے لائے تھے اسلیئے مین نے آپ کے عام دعوے کے مقابلہ مین تقسیم کے اور عام کے انھین افراد کو توڑا اور وہ آیت میری متمسک بمقابلہ آپکے عموم دعوے کے ہے نہ بمقابلۂ خصوص احادیث کے پس آپ کا سمجھنا کہ ہماری احادیث کے سامنے آیت پڑھی آپکی غلطی فہم ہے اور وہ پیدا ہوئی اس غلطی سے کہ آپنے دعوے مین ابہام اور تعمیم کی تھی خیر اب تو آپ اس تمام دعوے کو چھوڑتے ہین تو مین آپکے اس امر کو بجاے توبہ قرار دیتا ہون اس لیئے کہ انکار خطاسے توبہ ہے اور جو آپنے دعوی کیا ہے کہ ہم اس وصف خاص مین تفضیل کے مدعی ہین کہ منصفی مقدمات دین مین وہ افضل ہین اور اس دعوے پر آپنے احادیث متضمنہ فتوی پیش کی ہین سو مین کہتا ہون کہ آپکے اس دعوے مین اولاً یہ بات تعین طلب ہے کہ کس زمانہ کے لوگ اس فضیلت کے محل ہین آیا ہر زمانہ کے یا خاص قرون ثلثہ کے یا آج کل کے اسے تعین فرماوین تو آپکا فتوی دیکھا جاوے گا کہ وہ آپکے دعوے کا مثبت ہے یا نہین۔ جواب ہمارا دعوی اول یہ ہے کہ علماے حرمین شریفین کو اس زمانہ مین منصف قرار دینا بروقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے چاہیئے واسطے اس امر کے شرط تیسری ہماری شرائط مشمولۂ مثل جو قبل انعقاد مشورۂ سرکار کے داخل کی گئی تھی شاہد عدل ہے کیونکہ بسبب نماننے اُس شرط کے یہ بحث شروع ہوئی

اور اُس شرط کو بعینہ نقل کیا جاتا ہے کہ حضار مجلس اور ناظرین کو اغذات پر ظاہر ہو کہ تو ہم کسکی طرف عائد ہوتی ہے شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہے تو واسطے انفصال کے علماے مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ کو منصف مقرر کیا جاوے آپکو لازم ہے کہ آپ یا تو منصفی علماے حرمین کی منظور فرماوین یا ایک فتوی واسطے ثبوت مذمت سکان حرمین یعنی جو علماء اور اتقیاء اور مومنین وہان کے موجود ہین تحریر فرماوین کیونکہ آپکا اول روز سے یہی دعوی سبکے روبرو ظاہر اور عیان ہے تاکہ فتوے طرفین کے منصف کے پاس ارسال کیے جاوین - جواب بیشک جناب نے اپنی شرط مین علما کی منصفی کا ذکر کیا تھا ولیکن جب آپنے دعوے کیا تو عام ساکنان ملک کی فضیلت کے مدعی ہوے اور بہت ظاہر ہے کہ شرط اور شئے ہے اور دعوی مشروط یعنی جسکے لیے شرط مقرر کی گئی ہے اور ہے یہ لازم نہین کہ شرط مین تصریح فضیلت علماء کی ہونے سے مشروط مین بھی وہی تصریح سمجھی جاوے خصوصًا جبکہ الفاظ دعوی مین تعمیم ہو - اُس سے سب کو ثابت ہوا کہ آپ ایسے دعوی عام سے رجوع کرتے ہین خیر مین اس بات انصاف ناظرین و ثقات طرفین پر چھوڑتا ہون اور مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون آپ نے میری بات کا جواب نہین دیا کہ آپ ان لوگون کو اُس فضیلت کا جو احادیث فتوی سے ثابت ہے محل قرار دیتے ہین - ہر زمانہ کے لوگون کو یا قرون ثلثہ کے یا آجکل کے آپنے اس بات کا جواب تو دیا نہین اور مجھسے درخواست کی کہ تم منصفی علماے حرمین منظور کرو ورنہ انکی مذمت مین فتوی لکھو کہ محض اجنبی بات ہے مین ابھی نہ منصفی مذکور کی تسلیم یا انکار کو زبان پر لاتا ہون نہ اُسکے خلاف مین کچھ لکھتا ہون جب آپ تعین اُن لوگون کی کرین گے جو آپ کی احادیث متضمنہ فتوی کے مصداق ہین تو اُسوقت مین نظر کرونگا اگر وہ لوگ واقعی آپ کی احادیث فتوی کی مصداق ہوے تو مین مان جاؤن گا ورنہ اس مین عذر کرون گا آپ ابھی مجھ سائل سے تسلیم اپنے مجمل دعوے کی یا انکار کیون چاہتے ہین آئندہ جواب بحرف واحد دین کہ وہ کون لوگ ہین جن کے باب منصفی مین آپ مدعی ہین اور احادیث سے اُنکی فضیلت باب منصفی مین ثابت فرمائیے - جانبین کی عبارات کو منصف تحقیقات کرے گا اور یہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے کلام لاطائل ہے جس امر کے آپ مدعی تھے دلیل اُسکی پیش نکر سکے آپ کو اختیار ہے - جواب مین بھی التماس کرتا ہون لاطائل

ہونا کلام ہر شخص کا سپرد ناظرین ہونا چاہیئے اور جو مجھے آپ مدعی بنا کر مجھ سے دلیل طلب کرتے ہین محل تعجب ہے وہ کونسا لفظ میری اس تحریر مین ہے جس سے میرا مدعی ہونا کسی امر مین ثابت ہوتا ہے مہربانی فرما کر نشان دین ہین تو اب تک سائل ہون اور مدعی آپ ہین پس آپ پر دلیل پیش کرنا لازم ہے چنانچہ آپ نے ایک فتوی بھی دکھایا تھا اب اسکو کیون چھپاتے ہو آیندہ دعوے مین تعیین کرو اور اسپر کوئی ایک حدیث اسی فتوے کی شاہد ظاہر اکر پیش کرو پھر مجھسے دریافت کرو کہ تو اسکو مانتا ہے یا اُس مین منع پیش لاتا ہے یا معارضہ کرتا ہے جواب لاطائل ہونا کلام کا سپرد ناظرین کے کرنا نہایت انصاف ہے لہذا وجوہ لاطائل ہونے آپ کے کلام کے بیان کیئے جاتے ہین تا ناظرین کو اغلاط اور ماہرین علوم پر خوب واضح اور لائح ہو جاوے وجہ اول یہ قول آپ کا (ولیکن جب آپ نے دعوی کیا تھا تو عام ساکنان مکہ معظمہ کی فضیلت کے مدعی ہوے) محض بے سند ہے بلکہ وقت اول ملاقات کے جو سردار صاحب کے حضور مین ہوئی تھی اور شرائط جانبین علٰحدہ علٰحدہ سردار صاحب کو حوالہ کی گئی تھین آخر ہمارے تیسری شرط منجملہ شرائط ستہ کے یہ تھی (شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہی تو واسطے انفصال کے علماے مکہ اور مدینہ کو منصف مقرر کیا جاوے) اس شرط کو آپنے نامنظور فرمایا بلکہ سکان حرمین شریفین کو فاسق وغیرہ الفاظ ہتک آمیز سے یاد فرمایا اور مین نے جواب مین کئی حدیثین ثبوت فضیلت مین پیش کین کہ ہم بموجب ان احادیث کے علماے حرمین کو منصف قرار دیتے ہین آپ سے اسکے جواب مین بجز واقعات کے کوئی حدیث پیش نہین ہو سکی تھی دوسرے روز روبروے تھانہ دار اور سردار صاحب کے مجمع عام مین پھر اُسی شرط کا شروع ہوا اُس روز بھی آپ سکان حرمین کی مذمت کے مدعی ہوے مین نے کھڑے ہو کر مجمع عام مین احادیث فضائل کے بیان کین آپنے اُسکے جواب مین آیۃ الاعراب اشد کفرا و نفاقا الآیہ و من اہل المدینۃ مردوا علی النفاق الآیۃ اور چند واقعات واسطے استدلال مذمت اہل حرمین کے پڑھین اور مین نے روبروے تھانہ دار اور سردار صاحب کے ہر چند آپ سے التجا کی کہ آپ ان آیات کو ثبوت مذمت جانکر تحریر کر دیجے آپ نے بالکل نہ مانا وجہ دوم اور قول آپ کا ذکر شرط اور شروط یعنی دعوی اور برحق ہے لیکن شرط مذکور واسطے بحث مسائل مختلفہ کے کی گئی تھی

جب جانبین نے اُس شرط کو مبحث قرار دیا بعینہ وہی شرط دعوی ہوگئی پس اس دعوی کا غیر شرط
ہونا محالات سے ہے لان سلب الشئ عن نفسہ محال وجہ سوم اور قول آپکا دکہ دعوے کے الفاظ مین
تعمیم ہوئی) محض افترا ہے ورنہ اُن الفاظ پر کو اغذات مثل مین نشان دو وجہ چہارم اور قول آپکا
دآنپے میری بات کا جواب نہین دیا کہ آپ کن لوگون کو آہ) بڑے تعجب کی بات ہے کہ عبارت
ہماری سراسر دال ہے اوپر تعیین مدعا کے اُسکے جواب مین آپ نے یہ فرمایا اب آپ ارشاد فرمائین
کہ تعیین مدعا اگر کسی جسم کا نام ہے تو اُس جسم کو حاضر کردین وجہ پنجم مذمت سکان حرمین کا جو آپ
کئی روز سے ورد کر رہے تھے اب جب آپ سے دلیل اُسکی طلب کی گئی تو اُسکو اجنبی بات فرمانا لگا
اسکی مثل یہ ہے ایک شخص اپنے لڑکے سے بر وقت آپڑنے کسی واردات کے منکر اُسکی ولدیت کا
ہو جاوے اور اب جو آپ لکھتے ہین کہ آپ پر دلیل پیش کرنا لازم ہے برحق سو ہم دو روز سے دلیل
اپنی پیش کر رہے ہین لیکن آپ کو مدعی مذمت زبانی ہونا اور دلیل پیش نکرنا بعید مناظرہ سے ہے
کیونکہ مناظرہ مین یہ شرط نہین کہ جس چیز کا دعوی زبانی ہوا اُسکے واسطے دلیل بیان نکرے اور
آپ کئی جگہ اپنے آپ کو سائل سے تعبیر کرتے ہین اور حالانکہ مراد سائل سے علم مناظرہ مین وہ شخص ہے
کہ جو مقابلہ مدعی کا بعد قائم ہونے دلیل کے کرے تسلیم کرنا دعوے کا بعد اقامت دلیل کے شان
سائل سے نہین قال فی الرشیدیۃ السائل من نصب نفسہ لنفی الحکم پس آپ کا سائل ہونا خبر نہین
کہ کس علم سے مستنبط ہے اُس سے آگاہ کرے اب آپکو لازم ہے کہ مذمت کی دلیل پیش کرو اور تفضیلت
اہل حرمین کی دلیل جو آپ کے روبرو کئی دفعہ بیان ہو چکی تحریری میری لے لینا تا دونون کو
منصف کے پاس روانہ کیا جاوے اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ صدق کو ہاتھ سے ندے خصوصًا
مناظرۂ شرعیہ مین قال اللہ تعالیٰ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بل یکب الناس فی النار علی وجوہہم الاحصائد السنتہم واللہ اعلم وعلمہ اتم
جواب اگر آپ نے انصاف لاطائل کلام ہونے کا سپرد ناظرین کیا تھا تو بیان وجوہ ایک
لاطائل امر تھا اس لیئے اُنکا جواب ضروری تو نہ تھا لیکن بنظر اُسکے کہ عوام الناس دھوکا نہ کھاوین
لکھا جاتا ہے (جواب وجہ اول) باوجود اُسکے کہ آپنے احادیث فضائل مدینہ پڑھے ہین اور
شرط ثالث مین منصفی علما کی چاہتے تھے ولیکن دعوی آپ کا یہ تھا کہ مکہ ایسی جگہ ہے جہان کوئی حیثیت

رہنے نہین پاتا وہان کے سبھی لوگ اچھے ہوتے ہین جسکے مقابلہ مین مین نے تقسیم کی اور کہا کہ
مکہ اور مدینہ پرکئی زمانے آئے ایک زمانہ قبل نبوت یا ہجرت ہونے کی کہ اُس مین کفر ظاہر تھا پھر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کہ اُسوقت بھی بعض منافق موجود تھے جسپر وہ آیۃ پڑھی تھی
پھر وہ زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا اُس مین بھی بعض اطراف کے لوگ مرتد ہوگئے تھے
جنکو حضرت صدیق اکبر نے مارا اور بعض نے اکابر صحابہ کو جیسے حضرت عثمان رض اور حضرت عمر رض کو
شہید کیا پھر خلفاء کے مابعد کا زمانہ ہوا جس مین یزید پلید کے لشکر سے حرکتین بیجا زنا و قتل مدینہ مین
سرزد ہوئین اور مکہ مین عبدالملک نے چڑہائی کی ان دلائل سے مین نے آپ کے اس عام دعوے کو
توڑا جو آپ فرماتے ہین کہ مکہ مین جو رہتے ہین اچھے ہوتے ہین میرا صریح کلام یہ ہے کہ ہمارے
دین و ایمان کا رکن ہے ولیکن وہان کے سبھی لوگ ہمیشہ یکسان نہین رہے اب فرمائیے آپ کی
درخواست منصفی سے یہ کہان لازم آتا یا سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے بروقت بیان فضائل ساکنان
مکہ کے اُن ساکنان مین قید علماء و فضلاء کی لگادی ہو اور میرا نہ لکھنا اُن آیات کو جو مین نے
منافقون کی مذمت مین بیان کی تھین اس لیئے تھا کہ بدون تقرر شروط اور تقرر بحث مقصود
لکھنا لکھانا محال ہے اب جو آپ پہلے اپنے دعوے کا ثبوت لکھ چکین گے اور مجھے آپ کے خلاف
مین کچھ نہ دریافت ہوگا تو مجھے بہ تفریق آیتین لکھدونگا (جواب وجہ دوم) وہ شرط اگرچہ پیچھے کو ایک دعوی
ہوگئی ہے ولیکن بوقت اول دعوے کے نہ مغائر تھی (جواب وجہ سوم) آپ کا اشارالیہ مخفی
اشارہ ہے اور جو آپ کا نفرات مثل مین اسقاط نشان چاہتے ہین محل تعجب ہے وہ تو گفتگو زبانی
تھی تو مثل کہان ہے جس سے نشان دون مثل تو وہی ہوئی جس مین آپ مدعی فضیلت ساکنان
حرمین کے باب منصفی مین ہوے ہین (جواب وجہ چہارم) آپ کی کسی لفظ سے تمام تحریر مین بھی
اس بات کی نہین آتی ہے کہ آپ حرمین کے ساکنان ہر زمانہ کے بہتری کے باب منصفی مین مدعی
ہین یا خاص قرون ثلثہ کے یا آجکل کے لوگون کی جس سے کہ میرا سوال ہے جس جگہ وہ عبارت
ہے جس سے یہ بات سمجھی جاوے وہان سے ایک سطر تحریر فرماوین (جواب وجہ پنجم) مین مذمت
تمام ساکنان حرمین کا مدعی نہین ہون کیونکہ سبھی وہان کے برے ہین تمام لوگ مسلمان و ہنود حاضرین
مجلس جانتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ وہان اچھے لوگ بھی ہین اور برے بھی ہین اور کہتا ہون کہ

اُس جگہ کے اچھے ہونے سے وہان کے سبھی لوگون کا اچھا ہونا لازم نہین آتا ہے اور یہ بھی میرا کہنا بطور
دعوے کے نہین تھا بلکہ بطور نقض کے آپکے دعوے مین تھا اور وہ بھی پہلے زبانی گفتگو مین ہوچکا اور
جب سے گفتگو تحریری شروع ہوئی ہے مین کسی امر کا مدعی نہین رہا آپ سے تعین دعویٰ اور اُسکی
دلیل کا سوال کرتا ہون اور اس بات پر مستعد ہون کہ جب آپ اپنے دعوی پر دلیل قائم کرین تو پھر مین
نظر کرون کہ آپ کے کلام مین تقریب تام ہے یا نہین اگر دلیل سے آپ کا دعوی ثابت پاؤن تو مان جاؤن
ورنہ سائل بنجاؤن اور اُسکے نفی کی درپے ہو جاؤن اور اُس کا رد لکھون اس اعتبار سے مین
سائل مصطلح ہو سکتا ہون۔ جناب من جب مین آپکے دعوے کی ابطال کرنے کے درپے ہو گیا
تو سائل ہون گا یا نہین علاوہ یہ کہ وہ تعریف سائل مصطلح فن مناظرہ کی ہے اور لغتاً ہر بات پوچھنے والے کو
سائل کہتے ہین جیسا کہ میرا سوال اول اسی اطلاق سے سوال ہو سکتا ہے اور ایسے ہی سائل بھی
مجیب کو دلیل طلب کرنا نہین آتا اور جو آپ نے کہا ہے کہ تسلیم کرنا دعوے کا بعد قائم ہونے دلیل کے
شان سائل سے نہین ہے معلوم نہین میرے کس بات کی جواب مین ہے میرا سائل رہنا بعد
قائم ہونے دلیل اور تسلیم دعوے کی میرے کس کلام سے مفہوم ہوتا ہے یہ تو جواب ہے
آپکا اعتراض کا اگر آپکے کلام کے ضمیمہ کو دیکھتا ہون تو اُس مین بھی مجھے کئی وجہ سے کلام ہو لیکن
مین اس جگہ اس بحث نوعی کو فضول جانتا ہون اسی واسطے جب آپ نے جملہ السائل من الصبيان کو
سین سے پڑھا تھا اور ترجمہ بھی اُس کا یہ کیا تھا کہ نسبت کرے تو درگذر کر کے زبانی آپ کو اس
غلطی پر متنبہ کر دیا اور آپ ہی کے قلم سے سین کو صاد بنوا دیا اگر مجھے لفظی بحث منظور ہوتی تو خاموش
رہتا اور آپکی تحریر کے جواب مین تفصیل و تطویل کرتا یہ جوابات آپ کے وجوہات کے مین
آپ مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون آپ نے پھر وہی بات کی اور اپنے دعوے کی دلیل پیش نکی
اور مجھ سائل سے دلیل مانگی اور جو آپ فرماتے ہین کہ ہم دو تین دن سے دلیل پیش کر رہے ہین
یہ بڑی دلاوری کی بات ہے کہ آپ برملا خلاف واقع اظہار کرتے ہین اسکی کیا مثال دون شرم
آتی ہے مین دلیل مانگتا ہون آپ اپنے فتوے کو اپنے ہاتھ مین رکھکر دور سے دیتے ہین ہر چند
آپ سے سبھی لوگ یہانتک کہ سرکار و صاحب بھی کہہ رہے ہین کہ آپ فتوی دین اور اپنے دعوے کا ثبوت
پیش کرین آپ فتوی میرے ہاتھ دیتے نہین پھر کس طرح فرماتے ہین کہ مین دو تین روز سے دلیل

پیش کر رہا ہون اور مجھسے دلیل مذمت چاہتے ہین یہ محال ہے۔ مین اس گفتگو مین جس مین تحریر ہوتی ہے مذمت کا مدعی نہین۔ جو پیچھے زبانی کہا تھا سو دوسری بات ہے جسکی تشریح جواب دفعۂ اول مین گذری اس گفتگوِ تحریری کو اس سے کوئی علاقہ نہین اور باوجود اُسکے مین اسی جواب مین اس اپنی دلیل کو لکھ بھی چکا ہون اب تو ضد چھوڑ دیجیے اور اپنے دعوے کا ثبوت تحریری دیجیے جس کا آپ نے وعدہ آخر تحریر مین کیا ہے مین اُسکو دیکھکر تسلیم کر دون یا رد کر دون پھر اُسکو منصف کی طرف بھیجا دین اگر اس امر کے سوا کوئی اور بات پیش کرین گے یعنی پھر وہی باتین لاطائل کرین گے اور اپنا ثبوت پیش نہ کرینگے تو میری طرف سے اس بات مین خطاب سے اعراض ہے مین ایسی باتون کو لائق جواب نہین جانتا اس بات کا انصاف ناظرین پر ہے اور جو آپ نے اپنی تحریر مین آیت اور حدیث لکھی ہین اسی پر خود بھی عمل کرتے تو اتنی فضول باتین بعید از مطلب اور مخالف واقع زبان قلم سے نہ نکالتے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم بھی قرآن ہی کی آیت ہے آیندہ اگر اس مسئلہ مین سوا ایسے قیل و قال کے آپ کو کوئی بات نہین آتی تو آپ دوسرے مسئلہ مین بحث کریں جیسے رفع یدین و آمین بالجہر اور مثل اُسکے اور اگر وہ بھی منظور نہین تو میری طرف سے سلام ہے **جواب** اگرچہ جواب دینے کی حاجت نہین لیکن بنظر فائدہ عامہ کے جواب بطور اختصار لکھا جاتا ہے لکھنا وجوہ کا واسطے اصل لاطائلیت کے نہین ہوا بلکہ واسطے وضاحت لاطائلیت کلام خصم کے لکھی گئین ہمنے کہین تحریراً یا تقریراً یہ دعوی نہین کیا کہ ساکنان حرمین شریفین قبل اسلام کبھی بہتر تھے ورنہ کوئی تحریر سند مین پیش کر دیا جاوے (مجلس کے گواہی دلوادو) جیسا کہ ہمنے گواہ تحریری شرط ثالث کی پیش کیے اور جو واقعات قتل ابن زبیر اور یزید کے پیش کیے اُن کا مقابل مین احادیث نبویہ کے مثل ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیۃ الی جحرہا وغیرہ کے جو صحاح ستہ اور مشکوۃ مین موجود ہین پیش کرنا شان محدثیہ سے بعید ہے آپ تو فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک بجز قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ کے کوئی دلیل نہین ہے اب واقعات کو کیون بیان کرتے ہو علاوہ برین آنکہ واقعات مذکورہ سے بجز مظلومیت اُنکی کے اور کچھ ثبوت نہین ہوتا یعنی عبد الملک وغیرہ نے مکہ اور مدینہ پر چڑھائی کرکے سکنات حرمین [illegible] شدائد [illegible] سکنائے حرمین کی [illegible] ہوئی لقولہ

علیہ السلام اشد البلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ ہم اُنکی عصمت کے
مدعی نہین ہوے تاہم پر کوئی اعتراض لازم آوے اور جو آپ نے حدیث زنا کرنے ماعز کے
بطور اہانت سکنائے حرمین کے بیان کی تھی جو حقیقت مین طعن صحابہ پر ہے اُسکے جواب مین
مین نے بھی کہا تھا کہ ہم اُنکی معصومیت کا دعوی نہین کرتے اور اب آپ جو فرماتے ہین کہ
بعضے لوگ وہان کے اچھے ہین اگر مراد اس سے علما ہین تو اُنکی منصفی سے منحرف کیون
ہوتے ہو اگر ذی علم مراد نہین تو اُسکی سند قرآن وحدیث سے پیش کرو ہے اگر دعوی سے
آپ نے اپنی عبارت مین دعوی عام فضیلت کا مراد لیا ہے تو اُسکا مشروط ہونا ساتھ شرط الثالث
ہمارے کے محالات سے ہے للزومہ شرطیۃ الشئ لنفسہ ولغیرہ وان اختلج فی صدرک بعد ذلک شئی
فاقرأ قولہ تعالی ان اللہ علی کل شئی قدیر فلیتامل فانہ دقیق وبالتامل حقیق آپ جو فرماتے ہین کہ
دعوی سے مین نے دعوی تقریر عام آپ کا مراد رکھا ہے باوجودیکہ یہ افترا محض ہے لیکن واسطے
ہمارے سند کامل ملگئی یعنی اب آپ دعوی تقریر کے سند ہونے کے مقر ہوے پس اب آپ پر
دلیل دعوی مذمت تقریری اپنے کی تحریراً واسطے ملاحظہ منصف کے ضروریات سے ہوئی
المرء یؤخذ باقرارہ ہے اور آپ جو فرماتے ہین کہ ایک سطر واسطے تعین دعوی اپنے کے نشان دو
سو چھٹی تحریر ہمارے مین یہ درج ہے دیکھ لو ہمارا دعوی اول سے یہی ہے کہ علمای مکہ معظمہ اور
مدینہ منورہ کا اس زمانہ مین منصف ماننا وقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے [illegible]
[illegible] اطلاق کرنا لفظ سائل کا مقابل لفظ مدعی کے لغویت کو لغو کرتا ہے اور کہنا آپ کا کہ شاید مین تسلیم
کرلون آپ کے سائل ہونے کو باعتبار ما یؤل الیہ کے باطل کرتا ہے واللہ ہر محارب کو قتیل [illegible]
مقتول ہونا درست ہوتا تو ہو کما تری اور آپ جو لکھتے ہین کہ مین نے سین کو صاد بنوایا آپ حلفاً
بیان کیجئے کہ جب آپ نے ہماری تحریر سے نقل کی تھی تو اُس مین صاد تھا یا سین اُس مین تو صاد
صاد ہی تھا ہے اور آپ جو فرماتے ہین کہ فتوی ہمارے ہاتھ نہین دیتے کس علم مناظرے کی
کتاب مین درج ہے کہ جو شخص دلائل اپنے زبانی بیان کر چکا ہو اُس کو تحریر کرکے بھی [illegible] ضروریات
سے ہے جب آپ نے بمقابلہ احادیث فضیلت کے جو مین نے [illegible] مین پڑھی تھین معارض [illegible]
دلائل مذمت کے موافق زعم اپنے کے بیان کیے پس تحریر دلائل کے واسطے ملاحظہ منصف کے

ضرور درکار ہے سو ہم کئی دن سے کہہ رہے ہین کہ مذمت کا فتوی مدلل کرکے تم بھی پیش کرو تا دونون شامل مسل ہو کر منصف کے پاس روانہ کیے جاوین آپ جو بار بار زبان پر لاتے ہین کہ گفتگو فضیلت حرمین کی فضول ہے یہ بات آپ کی بالکل بے سند ہے کیونکہ اکثر فساد عوام کالانعام مین اس واسطے زیادہ برپا ہوتے ہین کیونکہ متبعین مذاہب سند عمل در آمد علماے اور اتقیاے سکناے حرمین شریفین کی پکڑتے ہین اور آپکے فرقے کے لوگ سکناے مکہ کی مذمت کرکے لوگون کی طبیعت کو اشتعال دلاتے ہین اگر آپکو دینا فتوی مذمت کا واسطے ملاحظۂ منصف کے منظور نہین تو ہم فتوی اپنا شامل مسل کرکے منصف کی پاس روانہ کردیتے ہین اور ختم گفتگو کرکے حضار مجلس کو پیام سلام کا دیتے ہین - مدعی فضیلت ساکنان حرمین شریفین - مولوی عبد العزیز صاحب - سائل مقابل - مولوی محمد حسین صاحب لاہوری

خلاصہ تنازع یہ ہے کہ مدعی نے فضیلت ساکنان حرمین کا دعوی کیا سائل نے اسکے جواب مین کہا کہ حرمین کے لوگ منافق وکافر بھی تھے چنانچہ آیۂ ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق وآیۂ الاعراب اشد کفرا ونفاقا اُسپر دال ہے بروز مباحثہ سائل نے استفسار کیا کہ آپ فضیلت کلی کے مدعی ہین یا کسی وصف خاص مین اُسکے جواب مین مدعی نے کہا کہ مراد فضیلت کلی ہے اور وصف سے کیا ہے اور آپ تمسک اس مسئلہ مین کس دلیل سے پکڑوگے سائل نے شرح کی کہ فضیلت کلی عبارت ہے فضیلت سے ہر وصف مین جیسے علم وفہم وتقوی وفضل وسکونت وغیرہ اور وصف خاص ایک صفت ان صفتون سے اور یہ کہا کہ میرا تمسک کرنا آپکو ابھی کہان معلوم ہوا ہے تو سائل ہون آپ مدعی ہین آپ جس دلیل سے تمسک کرین گے مین جواب دون گا مدعی نے کہا کہ جبتک آپ کوئی دلیل ادلۂ شرعیہ مین سے منظور نہ کرین گے جواب متعذر ہے اس لئے آپ کو لازم ہے کہ آپ اپنا تمسک بیان کرین تا جواب دیا جاوے اور آپ نے جو کل آیت مذمت اہل مدینہ مین اور مذمت عرب مین پڑھی تھی اُس کو بھی مذمت مین سند جانتے ہین یا اُس سے رجوع ہے سائل نے کہا کہ میری سامنے دلیل پیش کرنے کی اُس وقت حاجت ہوگی جب مین آپ کے دعوی فضیلت کا منکر ہون گا اور چونکہ ابھی تک محل نزاع مقرر نہین ہوا اور میرا انکار یا تسلیم مانا نہ گیا تو ابھی دلیل پیش کرنے کی حاجت نہین شاید مین آپکے دعوے کو مان لون جس وقت مین آپکے دعوے کا منکر ہون گا اُس وقت آپ دریافت کیجئے تاکہ تم کونسی دلیل مانگتے ہو اور آیت سے جو مین نے کل دلیل پکڑی تھی وہ مذمت مین اُن لوگون کی تھی جو آنحضرت صلعم

وقت مین منافق تھے چنانچہ مین نے تقسیم کی تھی کہ مکہ و مدینہ کے لوگ کئی قسم پر ہین ایک وہ جو
پہلے آنحضرتؐ کے کافر تھے دوسرے وہ جو حضرتؐ کے زمانہ مین کافر تھے اور یہ کہا تھا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بھی مدینہ مین منافق موجود تھے جس پر وہ آیت پیش کی تھی مدعی نے
کہا کہ آپنے جو آیت مقابل ہمارے مناظرہ مین بیان کی تھی اگر مراد آپ کی وہی تھی جو آپ فرما رہے ہین
پس آپ سے خطا ہوئی کیونکہ جو حدیثین ہمنے فضائل مین بیان کی تھین اُنکا یہ مضمون نہ تھا کہ
قبل زور اور نصرت اسلام کے ثبوت فضیلت کا ہو پس یہ اہل علم سے بعید ہے اور اگر مراد آپ کی
بعد تقرر اسلام کے بھی ہو پس اس سے تکذیب احادیث کی لازم آتی ہے اور آپ دو تین روز
سے جو انکار فضیلت کا کر رہے ہین اس لئے آپ سے دریافت تمسک ضرور ہے سائل نے کہا کہ چونکہ
آپنے دعوی معین نہ کیا تھا کہ کس زمانہ کے لوگون کی فضیلت کے مدعی ہین اس لئے مین نے
تفصیل و تقسیم کی تھی اور یہ مین نہین کہتا کہ جو مضمون احادیث سے ثابت ہے مسلم نہین اور
تقرر اسلام کی حد بیان کرنا آپ پر لازم ہے کہ کس وقت سے وہ زمانہ پایا گیا جب آپ حد
بیان کرین گے اُس وقت میرا اقرار یا انکار آپ کو ثابت ہوگا پہلے سے آپ کیون فرماتے ہین کہ تم بعد
تقرر اسلام کے منافقون کا وجود مدینہ مین تجویز کرتے ہو مین دو تین روز سے مطلق فضیلت کا
منکر نہین آپ وصف معین بیان کرین کہ کس فضیلت کے مدعی ہین شاید اُس کا مین منکر نہ ہون
جب آپ منکر پا دین اُس وقت مجھ سے دلیل لائق تمسک کا سوال کرین مدعی نے کہا کیا یہ
عجب العجاب ہے کہ آپکے سامنے جب حدیثین فضائل کی بیان ہوئین اور مضمون احادیث کا
صریحا دلالت کرتا ہے کہ مراد زمانہ نفاق و کفر کا نہین پھر ایسی آیت مقابل احادیث کے
بیان کرنا صریح غلطی ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ دعوی فضیلت کل سکان حرمین کا بعد استیلاء
و تقرر اسلام کے ہے نہ زمانہ کفر و نفاق مین خیر اب چونکہ ادعاء مذکور سے انکار کیا چاہتے ہین
انکار کو بجائے توبہ کے قرار دیا اور فضائل حرمین شریفین کے بالفعل بھی جو احادیث سے
ثابت ہین کئی قسم کے ہین لیکن مقصود یہ ہے کہ جب علماء اطراف و دیار مین کسی مسئلہ کا اختلاف ہو
پس اُس صورت مین یہ امر افضل و بہتر ہے کہ حرمین کے علماء کو منصف قرار دیا جاوے چنانچہ
مجموعۂ احادیث مشتملہ استفتا جو پیش کیا جاتا ہے اس امر پر دال ہین سائل نے کہا چونکہ آپنے

دعوی عام کیا تھا اور دلیل خاص فضیلت زمانۂ تقرر اسلام کے لائے تھے اس لیئے آپکے دعوی کے
مقابلہ مین مین نے تقسیم کی تھی اور وہ آیت بمقابلہ آپ کے عموم دعوے کے تھی نہ خصوص
دعوے کی خیر آپ اس دعوی عام کو چھوڑتے ہین تو مین آپ سے اس امر کو بجائے تو یہ قرار
دیتا ہون اور جو آپنے اب دعوی کیا ہے کہ ہم اس وصف مین مدعی ہین کہ منصفی مقدمات مین مین
وہ افضل ہین اور اس دعوے پر آپنے احادیث منضمہ فتوی پیش کی ہین سو مین کہتا ہون کہ
اس دعوے مین یہ بات تعین طلب ہے کہ کس زمانہ کے لوگ افضلیت کے محل ہین ہر زمانہ
کے یا خاص قرون ثلثہ کے یا آجکل کے آپ تعین فرماوین تو آپ کا فتوی دیکھا جاوے گا مدعی نے کہا
ہمارا دعوی اول سے یہی ہے کہ علماء حرمین کا اس زمانہ مین منصف قرار دینا بر وقت اختلاف
اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے چاہیے واسطے اس امر کے شرط تیسری ہمارے منجملہ شرائط مشمولہ اصل
جو قبل انعقاد شرائط سرکار کے داخل کی گئین بحقین شاہد عدل ہے کیونکہ بسبب ماننے اس شرط کے
یہ بحث شروع ہوئی تھی اور وہ یہ تھی (شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہی تو واسطے فیصل
کے علمائے مکہ اور مدینہ کو منصف قرار دیا جاوے) اب آپ کو لازم ہے کہ یا تو منصفی علماے
حرمین کی منظور کرین یا ایک فتوی ثبوت مذمت سکان حرمین مین یعنی جو علما اور اتقیا اور مومنین
وہان کے موجود ہین تحریر فرماوین سائل نے کہا بیشک آپنے شرط مین منصفی کا ذکر کیا تھا لیکن
جب آپنے عام دعوی کیا تو عام ساکنان مکہ کی فضیلت کے مدعی ہوے اور بہت ظاہر ہے
کہ شرط اور امر ہے اور مشروط یعنی دعوی جسکے لیے شرط مقرر کی گئی تھی اور امر یہ لازم نہین کہ شرط مین
تصریح فضیلت علماء کی ہونے سے مشروط مین بھی وہی تصریح سمجھی جاوے اس سے سب کو ثابت ہوگا
کہ آپ اس دعوی عام سے رجوع کرتے ہین خیر مین اس بات کو انصاف ناظرین پر چھوڑ کے
مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون کہ آپنے میری بات کا جواب نہین دیا کہ آپ کن لوگون کو اس
فضیلت کا جو احادیث فتوی سے ثابت ہے محل قرار دیتے ہین ہر زمانہ کے لوگون کو یا قرون ثلثہ
کے یا آج کل کے جب آپ تعین کیجئے گا مین نظر کرون گا اگر وہ لوگ واقعی آپکی احادیث فتوی کے
مصداق ہین تو مین مان جاؤن گا ورنہ اُس مین عذر کرون گا آپ ابھی مجھ سائل سے تسلیم اپنے مجوزہ
بار دیگر کیون چاہتے ہین مدعی نے کہا کہ جانبین کی عبارت کو منصف خود تحقیقات کر لے گا

آپنے لکھا ہے کلام لاطائل ہے جس امر کے آپ مدعی تھے اُسکی دلیل پیش کیجیے ورنہ آپ کو اختیار ہے
سائل نے کہا مین ابھی التماس کر چکا ہون کہ لاطائل ہونا کلام ہر شخص کا سپرد ناظرین ہونا چاہیے
اور جو مجھے آپ مدعی بناتے ہین اور مجھسے دلیل طلب کرتے ہین محل تعجب ہے وہ کون لفظ میری
اس تحریر مین ہے جس سے میرا مدعی ہونا کسی امر مین ثابت ہوتا ہے ہین تو اب تک سائل اور آپ مدعی
ہین پس آپ پر دلیل پیش کرنا لازم ہے چنانچہ آپنے ایک فتوی بھی دکھایا تھا اب اُس کو کیون
چھپاتے ہو آیندہ دعوی مین تعیین کرو اور اُس پر ایک حدیث فتوی کی شاہد ٹھراؤ پھر مجھ سے
دریافت کرو کہ تو اُس کو مانتا ہے یا نہین تب ازان مدعی نے وجوہ لاطائلیت کلام سائل کا بیان کرنا
شروع کیا چند وجوہ سے ایک یہ کہ قول سائل کا دو لیکن جب آپنے دعوی کیا تھا تو عام کیا تھا
محض بے سند ہے کیونکہ جب اول ملاقات سردار صاحب کے حضور مین ہوئی تھی اور شرائط بیان علحدہ
علیحدہ سردار صاحب کو حوالہ کی گئین تھین اور ہماری تیسری شرط منجملہ شرائط ستہ کے یہ تھی کہ شرط
سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہی تو واسطے انفصال کے علماء مکہ اور مدینہ منصف مقرر کیے جاوین
اس شرط کو آپنے نامنظور فرمایا بلکہ سکان حرمین کو فاسق وغیرہ الفاظ سے یاد فرمایا مین نے جناب
کئی حدیثین فضیلت کی پیش کین کہ ہم بموجب ان احادیث کے علماے حرمین کو منصف قرار دیتے ہین
آپنے اُسکے جواب مین بجز واقعات کے کوئی حدیث پیش نہین کی دوسرے روز روبرو سردار صاحب
کے مجمع عام مین پھر اُسی شرط کا تکرار شروع کیا اُس روز بھی آپ سکان حرمین کی مذمت مین
مدعی ہوے مین نے کھڑے ہو کر مجمع عام مین احادیث فضائل کے بیان کیے آپ نے اُسکے
جواب مین آیۃ الاعراب اشد کفرا ونفاقا و آیہ ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق اور چند واقعات
بیان کیے دوسرے یہ کہ قول آپ کا (شرط اور شئے ہے اور مشروط اور ہے) حق ہے لیکن شرط مذکور
واسطے بحث مسائل مختلفہ کے کی گئی تھی جب جانبین نے اُس شرط کو مبحث قرار دیا بعینہ وہی
شرط دعوی ہو گئی تیسری وجہ یہ کہ قول آپ کا کہ دعوے کے الفاظ مین تعمیم تھے محض افترا ہے ورنہ
اُن الفاظ کو مسل مین نشان دیجیے چوتھی وجہ یہ کہ قول آپ کا کہ آپنے میری بات کا جواب نہین دیا
بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو عبارت ہماری سراسر دال ہے اوپر تعیین مدعی کے اُسکے
جواب مین آپنے یہ فرمایا پانچوین وجہ یہ کہ مذمت سکان حرمین کا جو آپ کئی روز سے ذکر کر رہے تھے

اب جب دلیل آپ سے طلب کی گئی تو اُسکو اجنبی بات فرمانے لگے اور اب کئی جگہ آپ اپنے کو
سائل سے تعبیر کرتے ہین حالانکہ مراد سائل سے علم مناظرہ مین وہ شخص ہے جو تابلہ مدعی کا بعد
قائم ہونے دلیل کے کہے تسلیم کرنا دعوی کا بعد اقامت دلیل کے شان سائل نہین قال فی
الرشیدیۃ السائل من نصب نفسہ لنفی الحکم اب آپ کو لازم ہے کہ مذمت کی دلیل پیش کیجیے نہ فضیلت
کی دلیل جو بیان ہو چکی تحریری میری لے لینا تا دونون منصف کے پاس روانہ کی جاوین بعد اسکے
سائل نے جواب مین کہا کہ آپکی وجہ اول کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ شرط ثالث مین منصفین علما کی
چاہتے تھے لیکن دعوی آپ کا یہی تھا کہ مکہ ایسی جگہ ہے جہان کوئی خبیث رہنے نہین پاتا وہانکے
سبھی لوگ اچھے ہوتے ہین جس کے مقابلہ مین مین نے تقسیم کی تھی اور کہا تھا کہ مکہ اور مدینہ پر کئی زمانے
آئے ایک زمانہ قبل نبوت کہ اُس مین کفر ظاہر تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ کہ اُسوقت
مین بعض منافق موجود تھے جس پر آیت پڑھی تھی پھر وہ زمانہ جو حضرت کے بعد ہوا اُس مین بھی بعض
اطراف کے لوگ مرتد ہو گئے تھے پھر خلفاء کے مابعد کا زمانہ ہوا جس مین یزید پلید کے لشکر سے
حرمین بیجا سرزد ہوئین اور مکہ پر عبد الملک نے چڑھائی کی ان دلائل سے مین نے آپکے
دعوی عام کو توڑا اور جواب وجہ دوم کا یہ کہ اگرچہ شرط پیچھے کو ایک دعوی ہو گئی تھی ولیکن اول
دعوے کے وہ مغائر تھی اور جواب وجہ سوم یہ ہے کہ آپ کا افترا کہنا محض افترا ہے وہ گفتگو
زبانی تھی کہ جس مین دعوی عام تھا مسل کہان تھی جس مین نشان دیا جاوے مسل تو پیچھے ہوئی
جس مین آپ مدعی فضیلت سکان حرمین کے باب منصفی مین ہوئی اور وجہ چہارم کا جواب یہ ہے
کہ آپ کو کسی لفظ سے تمام تحریرین بھی اس بات کی نہین آتی کہ آپ حرمین کے ساکنان ہر زمانہ
کے بہتری کے باب منصفی مین مدعی ہین یا خاص قرون ثلثہ کے یا آج کل کے لوگون کی اور
جواب وجہ پنجم کا یہ ہے کہ مین مذمت عام ساکنان حرمین کا مدعی نہین ہوا تمام لوگ حاضرین
مجلس جانتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ وہان بھلے لوگ بھی ہین اور برے بھی ہین اور کہتا ہون
کہ اُس جگہ کے اچھے ہونے سے وہان کے سبھی لوگون کا اچھا ہونا لازم نہین آتا اور یہ بھی میرا کہنا
کچھ بطور دعوے کے نہ تھا بلکہ بطور نقض کے آپکے دعوی میں تھا اور جب سے گفتگو تحریری شروع
ہوئی مین کسی امر کا مدعی نہین ہوا آپ سے تعیین دعوی اور دلیل کا سوال کرتا ہوت اور سائل تھے

ہر بات پوچھنے والے کو کہتے ہین اس نظر سے اطلاق سائل کا مجھپر ہو سکتا ہے اور جو آپ فرماتے ہین کہ مین دو تین روز سے دلیل پیش کر رہا ہون بڑی دلاوری کی بات ہے کہ آپ برخلاف واقع اظہار کرتے ہین مین جب دلیل مانگتا ہون آپ اپنے فتوے کو اپنے ہاتھ مین رکھکر دور سے دکھا دیتے ہین مین کہتا ہون کہ فتوے مجھے دیجیے مین اُسکو قبول کرون یا رد کرون آپ نہین دیتے ہین بعد اُسکے مدعی نے کہا کہ ہمنے کہین تقریرًا یا تحریرًا یہ دعوی نہین کیا کہ ساکنان حرمین قبل تقرر اسلام بھی بہتر تھے اور واقعات قتل ابن زبیر اور یزید کے مقابل احادیث نبویہ پیش کرنا شان محمدیہ سے بعید ہے آپ تو فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک بجز قرآن وحدیث واجماع صحابہ کے کوئی دلیل نہین پھر واقعات کو کیون بیان کرتے ہین علاوہ اسکے ان واقعات سے بجز مظلومیت اہل حرمین کے اور کچھ ثابت نہین ہوتا اور یہ امر ظاہر ہے کہ ہم اُنکی عصمت کے مدعی نہین ہوے تا ہمپر کوئی اعتراض لازم آوے اور اب جو آپ فرماتے ہین کہ بعض لوگ وہان کے اچھے ہین اگر مراد اس سے علما ہین تو اُنکی منصفی سے منحرف کیون ہوئے اور ہمارا دعوی اول سے یہی ہے کہ علماء مکہ اور مدینہ کا اس زمانہ مین منصف ماننا وقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے چاہیے اور آپ جو فرماتے ہین کہ فتوی ہمارے ہاتھ نہین دیتے یہ کس کتاب مین مناظرہ کے درج ہے کہ جو شخص اپنے دلائل زبانی بیان کرے اُسکو تحریر کر کے بھی خصم کو دینا ضرور ہے فقط تقریر میصلہ چونکہ متخاصمین اس فقیر سراپا تقصیر کے انصاف ومحاکمہ پر راضی ہوے یقین ہے کہ جو امر مین انصافًا بلا لحاظ احد الجانبین تحریر کرون گا اُسکو دونون پسند فرماوین گے اور بعد نظر غائر و فکر وافر کے میری تحریر کو محض انصاف واظہار حق تصور فرماوین گے بنا بر علیہ امتثالًا للامر مین متوجہ انصاف ہوتا ہون اور امر مکنون کو ظاہر کرتا ہون مخفی نرہے کہ متخاصمین کے تقریرات امور زائدہ پر کہ بمراحل واب مناظرہ سے دور ہین مشتمل ہین ان سب سے قطع نظر کر کے بعد بمعاینۂ تقریرات طرفین کے جو امور واضح ہوے اُسکو درج صحیفۂ ہذا کرتا ہون اول مدعی کو لازم تھا کہ اولًا دعوی کی تنقیح کما حقہ فرماتے اور دعوی فضیلت سکان حرمین کا علی سبیل التعین عمومًا یا خصوصًا فرماتے اور سکان کے تقیید ساتھ علماء کے اور فضیلت کا تعین کہ غرض باب انصاف مین ہے اور تعین زمانۂ فضیلت کرتے تا سائل کو موقع تطویل بحث کا نہ ملتا اور بوجہ

صرف ہو جانے زمانۂ تقریر کے امور غیر مقصود مین امر مقصود فوت نہو تا دوسوم اگرچہ مدعی نے بوقت تقریر دعویٰ عامہ بلا تعین کیا ہو مگر قرائن حالیہ و مقالیہ تقریرات سابقہ و شرائط سالفہ کے لحاظ سے یہ امر بدیہی ہے کہ غرض اُنکی اثبات فضیلت علماء اسلام حرمین تھی اسلام مسلم و دلیل ساطع اس امر پر ہے کہ وہ کفار اور منافقین اہل حرمین کو افضل نہیں کہہ سکتا اور عقل عاقل مقتضی اس امر کی ہے کہ یہ دعویٰ سوائے مجنون یا زندیق و ملحد کے کسی سے نہین ہو سکتا پس گو دعویٰ مدعی عام ہو کہ شامل جملہ ساکنان حرمین ہو مگر قرائن واضحہ عقلیہ دال اس امر پر ہین کہ وہ خاص ساتھ ساکنان حرمین بعد تقرر اسلام کے بلکہ ساکنین مسلمین کے بلکہ علمائے مسلمین حرمین کے ہے علی الخصوص مابین متخاصمین کے قبل اس تقریر کے مذاکرہ مشروط ہو چکا تھا اور شرط ثالث مین یہ مضمون مندرج تھا کہ بعد گفتگو کے اگر تکرار رجا نہین باقی رہے تو واسطے انفصال کے علماء مکہ و مدینہ کو منصف قرار دیا جائے اور اگرچہ وہ شرط محل بحث واقع ہو گئی اور وقت مباحثہ کے مدعی نے دعویٰ مطلقا کیا لیکن قرینۂ سابقہ سے ظاہر ہے کہ غرض اُس کی اس دعوے سے اجراء اُسی شرط کا تھا پس بالضرورۃ دعویٰ اُس کا خاص ہوا اگرچہ اُسنے بوقت دعویٰ برخلاف داب مناظرہ اجمال کیا پس ایسی حالت مین سائل کو ہرگز نہین لازم تھا کہ بعرض نقض دعویٰ عامہ کے آیۃ الاعراب اشد و من اہل المدینۃ وغیرہ کی تلاوت کرین یا قصص فتنہ بیان کرین اس واسطے کہ سائل کو مدعی سے تعین دعویٰ و تعریفات مفردات دعویٰ وغیرہ اُس وقت کرانا چاہیئے جب علم اُس کا نہو اور اگر باوجود علم کے طلب کرے گا تو یہ مکابرہ یا بیجا ہوگا جیسا کہ ابحاث باقیہ وغیرہ مین مصرح ہے اور ما نحن فیہ مین علم اس امر کا کہ دعویٰ خاص ساتھ علمائے حرمین کے ہے بدلالت حال و مقال ہر کس و ناکس کو حاصل ہے پس مقابلہ سائل کا ایسی صورت مین خارج از مناظرہ ہے سوم ہرگز سائل کو بمقتضائے مناظرہ نہین لائق تھا کہ آیات مذمت کفار و منافقین حرمین کے تلاوت کرتے مگر بعد اسکے کہ اُنسے یہ امر خلاف داب مناظرہ ہوا مدعی کو دلیل مذمت سکان حرمین سائل سے طلب کرنا اور سائل کو مدعی مذمت ٹھیرنا خلاف داب مناظرہ ہے اس وجہ سے کہ ہر ذی عقل اس امر کو جانتا ہے کہ غرض سائل کی اس تلاوت وغیرہ سے صرف نقض عموم و اطلاق دعویٰ مدعی تھا نہ دعائے مذمت سکان حرمین

یا منقصت علماے حرمین چہارم یہ کہ سائل نے جو بمقابلہ اطلاق دعوی کے وقائع یزید وعبد الملک
بن مروان بیان کیے وہ خارج از بحث ہین اس وجہ سے کہ ان وقائع مین کوئی امر شرارت و
خباثت کا اہل حرمین سے نہین ہوا تھا بلکہ انپر غلبہ مفسدین کا ہوا تھا پنجم تعین دعوی جو مدعی نے
بعد چند تقریرات کے کیا یعنی یہ کہ دعوی فضیلت علماے حرمین کا باب انصاف مین ہے اگرچہ یہ امر
انکی شرط سابق سے معلوم ہوتا تھا مگر وقت بحث کے ابتدا سے اسکی توضیح ضرور تھی کہ سائل کو
موقع سوال کا نہوتا اور وقت دعوے کے اسکا اجمال اس غرض سے کہ جب خصم انکار اس
دعوے کا کرے گا حضار مجلس سے کہدیا جاوے گا کہ دیکھیے یہ مکہ اور مدینہ کے لوگون کی فضیلت سے
جو نصوص صریحہ سے ثابت ہے انکار کرتے ہین اور خلاف احادیث اعتقاد رکھتے ہین شان
ارباب مناظرہ سے نہین ہے ششم باوجود استفسار سائل کے مرۃً بعد اخری مدعی نے صاف
بیان نہ کیا کہ دعوی فضیلت علماے حرمین کا من حیث الانصاف آج کل کے علما کے باب مین ہے
یا قرون ثلثہ کے علما کے باب مین یا بہ نسبت ہر زمانہ کے ہے یہ امر خلاف داب مناظرہ ہے
جب سائل استفسار امر ضروری کا کرے مدعی پر اس کا جواب صاف دینا لازم ہے اور اس مین
لیت و لعل کرنا خالی مجادلہ و مکابرہ سے نہین ہے مدعی نے اسکا حوالہ اپنی تقریرات سابقہ پر کیا
حالانکہ کسی تقریر مدعی سے اسکا حال نہین معلوم ہوتا ہے البتہ شرط ثالث کے عنوان سے
اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس زمانہ کے علماے حرمین کے افضلیت انصافیہ کے قائل ہین مگر یہ
نہین معلوم ہوتا ہے کہ آیا یہ امر خاص اسی زمانہ کے ساتھ ہے یا ہر زمانہ مین از ابتداے تقرر اسلام
پایا گیا یا قرون ثلثہ مین یہ وصف ہو کے معدوم ہو گیا پھر اس زمانہ مین اعادہ معدوم ہوا جبتک
کہ مدعی تعین دعوی صاف صاف نہ کرے دعوی کیونکر متقرر ہو گا اور سائل کس طرح دلیل مین
نظر کر سکے گا ہفتم بحث کرنا اس امر مین کہ سائل سائل نہین خارج از مناظرہ ہے اگر اصطلاحاً سائل
ولغۃً سائل ہوتے ہین شبہہ نہین ہشتم سائل کا یہ قول کہ مکہ و مدینہ مین اچھے لوگ بھی ہوتے ہین اور برے بھی
ہوتے ہین صحیح ہے لیکن منصفی مین افضل ہونا اس کا اثبات ذمہ مدعی کے ہے سائل کے اس کہنے سے نہین
لازم ہے کہ افضلیت من حیث الانصاف کا بھی قائل ہووے نہم فضیلت عرب بحیثیت عرب
ہونے کے اور فضلیت اہل حرمین شریفین کی عموماً اور علماے حرمین کی خصوصاً بسبب تضاعف

ثواب عبادات وکثرت قبولیت حسنات ومغفرت سیئات وبحسب فضیلت موطن ومسکن متفق علیہ ہے اور اسکا ثبوت بہت سے احادیث صحیحہ واخبار صریحہ سے ہوتا ہے کسی مسلم کی شان سے نہین ہے کہ ان فضائل کا انکار کرے اور کثرت ثواب طاعات ومغفرت خطیئات وقبولیت عبادات وفیضان رحم الٰہی قرب جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وافضلیت مسکن وموطن مین کسی کو اہل حرمین پر فضیلت دے باقی امر انصاف وتحقیق مسائل خلافیہ مین اور تنقید وتدقیق دلائل متخالفین مین پس یہ موقوف ہے اوپر جودت طبیعت وفرط ذکاوت ووسعت نظر وحسن فکر ووسعت علم وکمال فہم وترک تعصب مذہبی وقطع تعلق ہوائے قلبی کے پس جب تک یہ ثابت نہو کہ علمائے حرمین ہر زمانہ کے یا کسی زمانۂ خاص کے ان سب صفات کے ساتھ متصف رہے ہے ثبوت افضلیت بحسب الانصاف مشکل ہے اور ماہران کتب تواریخ حرمین شریفین مثل العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین وتاریخ المدینہ وغیرہ وناظران تراجم علمائے متقدمین ومتاخرین پر مخفی نہ رہے گا کہ اجتماع ان سب صفات کا ہمیشہ علمائے حرمین مین نہین پایا گیا بلکہ بعد قرون صحابہ رضی اللہ عنہم کے جس قدر شیوع علم وقوت فہم بلاد شام ومصر وغیرہ مین پایا گیا حرمین مین اُس قدر نہین پایا گیا دہتم مدعی نے جو احادیث اثبات دعوی کے واسطے ذکر کین ہین ثبوت دعوی اُن سے محل تامل ہے حدیث اول صلوة فی مسجدی ہذا خیر من الف صلوة فی ما سواہ الا المسجد الحرام ثبت فضیلت مسجد نبوی ومسجد حرام ہے اور اُس سے فضیلت ساکنان حرمین بحسب تضاعف ثواب عبادات وبحسب شرافت سکونت ثابت ہے اور اس مین کسی مسلم کو نزاع نہین اور اس فضیلت سے فضیلت من حیث الانصاف لازم نہین ہے بلکہ من حیث العلم بھی ضروری نہین ہے اور حدیث دوم سے یعنی ان اللہ حبس عن مکۃ الفیل الحدیث شرافت ذاتیہ بلدۂ مکۂ معظمہ کی ثابت ہے نہ فضیلت علمیہ سکان اور حدیث سوم یعنی واللہ انک لخیر ارض اللہ الی اللہ الحدیث سے بھی فضیلت ذاتیہ زمین حرم مکہ کی اور فضیلت اہل حرمین بجہت شرافت مسکن ثابت ہے نہ فضیلت علمیہ اور حدیث چہارم یعنی ان الدین لیارز الی الحجاز بحسب تصریح شراح حدیث اُس زمانے سے خبر ہے کہ جس مین استیلاء کفرہ تمام اقالیم مین ہوجائے گا اور قوت دین تمام بلاد مین سے منتفی ہوجائے گی اُسوقت دین حجاز کی طرف مائل ہوگا اور وہان سے زائل نہ ہوگا اور بعض محدثین کہتے ہین کہ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ دین حرمین قوی رہے گا اور جسطرح سے مداہنت امور دنیہ دیگر

بدعت شرعیہ اور بلاد مین ہو گا اُس قدر حرمین مین نہ ہو گا علی کل تقدیر اس حدیث سے فضیلت علما من حیث الاتصاف نہین ثابت ہو گی کیونکہ بقاے دین اور قلت مداہنت دین شئے دیگر ہے

اور فضیلت اتصاف امر دیگر ہے اور حدیث پنجم مین یعنی لا یرید اہل المدینۃ بسوء الا اذابہ اللہ فی النار وعید ہے اُس پر جو اہل مدینہ کو ایذا پہونچاوے جیسے عسکر یزید و عبد الملک بن مروان سے سرزد ہوا فضیلت علما سے کچھ بحث نہین اور مجرد افضل نہ سمجھنا اہل حرمین کو من حیث العلم والاتصاف کسی طرح سے داخل ایذا نہین ہان جو شخص اہل مدینہ سے عداوت کرے اور اُنکو ایذا دے اور تحقیر اہل حرمین کی کیا کرے اور اُنکے مذمت کے بیان مین سرگرم رہے وہ البتہ اس وعید مین داخل ہے اور حدیث ششم یعنی لا یدعہا احد رغبۃ عنہا الخ مین مدینہ سے نکل جانے کا اور مدینہ مین رہنے پر شفاعت ہونے کا ذکر ہے مبحث سے کچھ علاقہ نہین اور حدیث ہفتم مین یعنی ان ابراہیم الخ ذکر برکت مکہ و مدینے کا تول و ناپ وغیرہ مین ہے فضیلت علمیہ سے اُسکو کیا علاقہ ہے اور حدیث ہشتم سے یعنی من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیفعل فضیلت موت کی مدینے مین ثابت ہے اور یہ فضیلت علمیہ پر موقوف نہین اور حدیث نہم سے یعنی انما المدینۃ کالکیر شرافت مدینے کی اسطور کی ثابت ہوئی کہ وہ ایسی جگہ ہے کہ وہان منافق اور خبیث الباطن بعد تقرر اسلام کے نہین رہ سکتا اور یہ نہین ثابت ہے کہ وہان کا ہر عالم علماے بلاد سے من حیث العلم افضل ہوتا ہے اور بعض شراح حدیث نے اس حدیث کو بھی زمانۂ ظہور علامات قیامت کبری پر محمول کیا ہے کہ اُس وقت مین مدینے مین سواے مسلم کامل کے کوئی نہ رہ سکے گا پس عموماً فضیلت نہ ثابت ہوئی اور حدیث دہم یعنی ان اللہ سمی المدینۃ طابۃ کو کچھ دخل مقصود مین نہین نام مدینے کا طابہ ہونا اور چیز ہے اور وہان کے سکان کا افضل ہونا اور چیز ہے اور حدیث یازدہم یعنی آخر قریۃ من قری الاسلام خرابا المدینۃ بھی مقصود سے بیگانہ ہے کیونکہ خبر اس امر کی ہے کہ بوقت خراب عالم و قرب قیامت مدینہ سب بلاد کے بعد خراب ہو گا اُسکو فضیلت سے کیا علاقہ ہے اور حدیث تبغض العرب فتبغضنی اور حدیث من غش العرب لم یدخل شفاعتی اور حدیث لا یجتمع دینان فی جزیرۃ العرب اور اخرجوا العرب ثلاث ایسی ایجاب حب عرب و حرمت ایذاء و طہارت [illegible] شرک سے ثابت ہے اصل مقصود سے اسکو کچھ ربط نہین اور احادیث جو فتوی [illegible] اور شام کے مذکور ہین وہ بھی بالکل مطلب سے بیگانہ ہین کہان فضیلت علماے

حرمین من حیث الانصاف کہاں فضیلت یمن و شام

الحاصل جو احادیث کہ مدعی نے پیش کین کوئی اُن مین سے مثبت دعویٰ نہین ہے البتہ فضیلت ذاتیہ بلاد حجاز و قوت دین و بقاے اسلام در مدینہ تا زمانہ آخر و فضیلت اہل حرمین بجہت تضاعف ثواب والزام بجہت اہل حرمین و وعید موذی ایشاں یان ثابت ہوتی ہے اور اس مین کسی مسلم کو انکار نہین ہو سکتا ہے یا ذہتم ناظرین کتب فقہ و حدیث پر ظاہر ہو کہ زمانہ صحابہ سے تا این زمان مجتہدین و فقہا و محدثین مسائل فرعیہ و دلائل حدیثیہ مین مختلف رہا کیے اور فیما بین اصحاب مذاہب کے مناظرات ہوا کیے مگر کہین یہ نہین ثابت ہے کہ مختلفین نے رفع خلاف کے واسطے اہل حرمین کو منصف مقرر کیا ہوا اور اُنکی تحقیق کو لازم التسلیم سمجھا ہو و دوسرے کتب اصول مین مصرح ہے کہ امام مالک کے نزدیک اجماع اہل مدینہ حجت ہے اور عمل صحابہ و تابعین مدینہ اُنکے نزدیک سند مستند ہے اور سواے انکے اور ایمہ مثل امام ابو حنیفہ وغیرہ کے اس مین مخالفت کرتے ہین اور مجتہدین اہل مدینہ کو مساوی باقی مجتہدین کے سمجھتے ہین پس اگر فضیلت اہل حرمین من حیث الانصاف والتحقیق احادیث سے ثابت ہوتی تو اس مسئلہ مین مخالفت نہوتی

الغرض دعویٰ اس امر کا کہ علماے حرمین تمام علماے بلاد سے من حیث العلم والانصاف افضل ہین قرون ثلثہ مین یا ہر زمانہ مین اب تک حیز ثبوت تک نہین پہونچا ہان وہان کے علما کی بلکہ کل سکان کی فضیلت من حیث الثواب والشرافۃ وغیر ذلک کا کوئی انکار نہین کر سکتا اگر ہے اس قدر ثابت ہے کہ دو طائفہ علما کے فرض کیے جاوین کہ مساوی وسعت علم و تحقیق و انصاف و تدقیق مین ہون اور ایک طائفہ اُنمین سے حرمین کا ہو تو وہ افضل دوسرے طائفہ سے ہو مگر یہ امر خارج از مقصود ہے۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم رحمکم اللہ اندرین صورت کہ کچھ لوگ مذہب سے انکار کرتے ہین اور تقلید سے منکر ہین اور اپنے مکانون مین اور جابجا اظہار لا مذہبی کا کرتے ہین مگر ہملوگون کی مسجدون مین بخوف اہل مذہب کے رفع الیدین نہین کرتے اور آمین بجہر نہین کہتے مگر سینے پر ہاتھ باندھتے ہین ایسے لوگون کو ہم لوگ اپنی مسجدون مین آنے دین یا نہین اور اُنکے پیچھے اقتدا درست ہے یا نہین کیونکہ وہ لوگ اکثر امام بھی ہو جاتے ہین

عبارت عربی اور اردو دونون ارقام فرمائی جاوے بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب وہ لوگ جو مقلد کسی امام مجتہد صاحب مذہب کے نہین اور خود رتبۂ اجتہاد نہین رکھتے ہین اور متبع اپنے اہواء غیر شرعیہ کے بنام مہنا دعمل بالحدیث ہین لیکن بنخوت مقلدین یا بوجہ آخر مساجد اہل سنت مین رفع یدین وغیرہ نہین کرتے ہین انکو جماعت و دخول مساجد اور حضور صلوۃ سے منع کرنا چاہیے اس واسطے کہ اس فعل اور اعتقاد سے وہ لوگ کافر نہین ہین البتہ تارک واجب ہین اور جب وہ اپنے اس فعل کو مخفی کرتے ہین تو مسجد مین آنے سے اشاعت بھی اس امر قبیح کی نہین ہے پس ممانعت کی کوئی وجہ وجیہ ظاہر نہین ہے اور ہاتھ باندھنا سینہ پر ایسا امر قبیح نہین ہے کہ جسکی وجہ سے ممانعت تجویز کی جاوے مگر نماز ایسے صاحبون کے پیچھے موافق مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مکروہ ہے لہذا انکو امام نہ کرنا چاہیے قال فی الدر المختار وکذا تکرہ خلف امرد وسفیہ ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحران تیقن المراعات لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ انتہی مختصرا واللہ سبحانہ اعلم

العبد محمد ارشاد حسین عفی عنہ | احمدے محمد ارشاد حسین

الجواب صواب | عنایت اللہ ولد حبیب اللہ خان | جواب صحیح ہے بیشک جب تک یہ لوگ کوئی مفسدہ لامذہبی کا اور اضلال مضلین وتفریق جماعت وغیرہ مساجد مین نہ کرین تو ممانعت مساجد سے نہ کی جاویگی

هو المصوب فی الواقع ایسے لوگون کو مسجد سے ممانعت کرنا نہین درست ہے اور اُنکے پیچھے اقتداء درست ہے بعض حنفیہ کے نزدیک مطلقا اور بعض کے نزدیک باین شرط کہ امام مراعات مذہب مقتدی کی کرے اور کسی مفسد ومبطل صلوۃ کا استعمال نہ کرے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | محمد عبد الحی ابو الحسنات

۲۸۵ **استفتا** بخدمت شریف جناب مولانا بحر العلوم مولوی محمد عبد الحی صاحب دام فیضہ السلام علیکم **سوال اول** زید قدرے زمین کا زمیندار ہے اور خراج اُس کا حاکم وقت کو دیتا ہے اور زید کو اس قدر اختیار ہے کہ اُس زمین کو خود کاشت کرے یا کسی دوسرے کو دیوے یا اُس مین درخت نصب کرے یا اور کسی مصرف مین لاوے یا بیع اور رہن کرے مگر جب کسی کو کاشت کرنے کو دیا اور قبضہ اُسکا مدت دراز یعنی بارہ برس تک اُس زمین پر رہا تو اُس کو زمیندار کسی طرح بیدخل نہین کر سکتا ہے اور اگر قبضہ اُس کا بارہ سال سے کم ہے تو اُسکو بھی از خود

بے دخل نہین کرسکتا بلکہ جب اُس پر اطلاع نامہ بے دخلی کا جاری کرے گا اور بعد تحقیقات عدالت جب قبضہ اُس کا بارہ سال سے کم پایا جاوے گا تب زمیندار کو از جانب حاکم دخل دلایا جاوے گا اور حاکم وقت انتظام اُس کا ردو بدل نہین کرسکتا تو اُس صورت مین زمیندار اُس زمین کا مالک ہی یا نہین **سوال دوم** اگر زمیندار ایسی زمین کو کہ جس پر اختیارات مذکورہ حاصل ہون خود کاشت کرے تو اُس کو پیداوار غلہ پر زکوۃ واجب ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس قدر یعنی دسوان حصہ یا بیسوان حصہ یا چالیسوان حصہ **سوال سوم** وقت وجوب زکوۃ غلہ کون ہے وقت درود فصل یا جب تمام سال کے خرچ سے فاضل بچے **سوال چہارم** جو اسامی کہ زمین کو زمیندار کے جانب سے کاشت کرتے ہین اور محصول اُسکا زمیندار کو دیتے ہین اُس مین دو صورت ہے اولاً یہ کہ قبضہ اُس کا زیادہ بارہ سال سے ہے اور زمیندار اُس کو بے دخل کر نہین سکتا ہے ثانیاً وہ کہ قبضہ اُس کا کم از بارہ سال ہے اور زمیندار اُس کو بذریعہ اجراے اطلاع نامہ بے دخلی بے دخل کرسکتا ہے تو اُس زمین کی پیداوار غلہ پر ذمہ اسامی زکوۃ ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس قدر **سوال پنجم** مالک ایسی زمین کا اسامی ہے یا زمیندار یا حاکم وقت اور تعریف ملک کی کیا ہے اور بموجب آیۂ کریمہ ان الارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ مالک زمین بجز خداوند کریم کوئی نہین ہے البتہ وارث اُسکے حاکم وقت ہین زمیندار وارث نہین ہوسکتا اس واسطے کہ زمیندار باجازت حاکم وقت اُس زمین پر قابض ہے

ہوالمصوب مالک زمین مذکور کا زمیندار ہے نہ اسامی و کاشتکار بدلیل اسکے کہ اُس زمین مین تصرف مالکانہ جیسے بیع ہبہ رہن وغیرہ زمیندار کرسکتا ہے نہ کاشتکار اور نہ کوئی اور رد المحتار مین ہے قد قالوا ان وضع الید والتصرف من اقوی مایستدل بہ علی الملک لذا تصح الشہادۃ بانہ ملکہ انتہی اور حاکم وقت اگر باعتبار سلطنت وغلبہ کے مالک اُس کا کہا جاوے تو ممکن ہے لیکن ہرگاہ حاکم نے وہ زمین زمیندار کے قبضہ مین دیدی اور تصرفات مالکانہ کا مجاز کر دیا وہ زمین مملوک حاکم نہ ٹھہرے گی بلکہ مملوک زمیندار رد المحتار مین فتاوی ابن حجر مکی سے منقول ہے من فی یدہ شیئ فہو ملکہ لایحل لاحد الاعتراض علیہ ولا یکلف اثباتہ بینۃ انتہی اور جو شخص اپنی زمین مین زراعت کرے اُسپر ادا کرنا اور مصارف زکوۃ مین صرف کرنا دسوان حصہ غلہ کا واجب ہے

اگر زراعت بذریعہ پانی برسات یا نہرون وغیرہ کے ہو اور اگر کنوئین سے پانی نکلوا کے اور خرچ کر کے
زراعت کی ہو تو بیسوان حصہ واجب ہے لیکن جس صورت مین کہ خراج اس زمین کا حاکم وقت کو
دینا پڑتا ہو اس وقت ادائے عشر وغیرہ ساقط ہے جیسا کہ رد المحتار وغیرہ مین ہے لا یجمع العشر
مع الخراج انتہی اور کاشتکار اس زمین کا مستاجر ہوتا ہے اس مین خلاف ہے کہ در صورت
اجارہ عشر مستاجر پر واجب ہے یا مالک زمین پر بعضون نے فتوی مستاجر پر واجب ہونے کا
دیا ہے اور بعضون نے مالک زمین پر اور یہی مختار ہے اکثر متاخرین کا در مختار مین ہے والعشر
علی الموجر وقالا علی المستاجر وفی الحاوی القدسی بقولہما ناخذ انتہی اور رد المحتار مین ہے قلت
لکن افتی بقول الامام جماعۃ من المتاخرین کالخیر الرملی فی فتاواہ وکذا تلمیذ الشارح الشیخ اسمعیل وکذا
حامد افندی العمادی وقال فی فتاواہ قلت عبارۃ الحاوی القدسی لا تعارض عبارۃ غیرہ فان
قاضیخان من اہل الترجیح ومن عادتہ تقدیم الاظہر والاشہر وقد قدم قول الامام وکان ہو المعتمد
وافتی بہ غیر واحد واقتصر علیہ فی الاسعاف والخصاف انتہی الحاصل بقول مختار کاشتکار پر
عشر واجب نہین اور نہ زمیندار پر بسبب ادائے خراج کے حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا زنے کہ چند نکاح ساختہ بشرط جنتی بودن آن بجملہ شوہران ایام شوہر وادہ خواہد شد بینوا توجروا
ہو المصوب از بعض روایات چنان ثابت ست کہ آن زن را اختیار دادہ خواہد شد کہ منجملہ
شوہران آن شوہرے کہ در دنیا از وے موافقت زائد بود اختیار سازد و در معجم طبرانی از ام سلمۃ مروی ست
قلت یا رسول اللہ صلعم المرأۃ تزوج الزوجین والثلثۃ والاربعۃ فی الدنیا ثم تموت فتدخل الجنۃ ویدخلون
معہا من یکون زوجہا منہم قال انہا تخیر فتختار احسنہم خلقا فتقول یا رب ان ہذا کان احسنہم خلقا
فی دار الدنیا فزوجنیہ یا ام سلمۃ ذہب حسن الخلق بخیر الدنیا والآخرۃ انتہی ونیز در معجم طبرانی و مسند بزار
ومکارم اخلاق خرائطی از انس مرویست ان ام حبیبۃ قالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
المرأۃ تکون لہا ازواج فی الدنیا تموت ویموتان منہا یجتمعون فی الجنۃ لایہما تکون فقال لاحسنہم
خلقا کان عندہا فی الدنیا انتہی واز بعض روایات معلوم می شود کہ آن زن باخر شوہران
خود بسپردہ خواہد شد طبقات ابن سعد از ابو الدرداء مرویست سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یقول ان المراۃ لآخر ازواجہا فی الآخرۃ انتہی و بظاہر این صورت در آن وقت خواہد بود کہ جملہ
شوہران در حسن صحبت مساوی الدرجہ باشند واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۲۸۷] بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علمائے دین و مفتیان شرع متین
اس مسئلہ مین کہ مولانا مولوی محمد عبد العزیز صاحب خلف الصدق شاہ محمد عیسیٰ صاحب مرحوم
برادرزادہ حقیقی شاہ محمد یعقوب و شاہ محمد فصاحت نے صرف یکجائی سے علوم دینی سے
فراغ حاصل کیا اور بعد فراغ علوم کے چندے جابجا نوکر رہے اور نوکری سے جو کچھ حاصل ہوا
مکان پر بھیجا اور بشمول مال یکجائی کے سب کے صرف مین در آیا یعنی خرید زمینداری کے نام سے
انکی بی بی اور زوجہ شاہ محمد یعقوب و شاہ محمد فصاحت کی ہوئی کسی قسم کی علٰحدگی باخودھا
نرہی اور حالت یکجائی مین مولانا موصوف نے وفات پائی اب عرصہ پانچ چھ مہینے سے باخودھا
محمد یعقوب و محمد فصاحت عمیان و منظاہر الحق برادر بے مات مولانا ممدوح کے علٰحدگی ہوگئی
تو اب مال متروکہ مین مولوی صاحب کی چیزین جو مثل کتاب وغیرہ کے ہین اس مین استحقاق
شاہ محمد یعقوب و شاہ محمد فصاحت چچاؤن کا بھی ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس قدر ہے
اور کتنا کتنا ہر ایک شخص کو پانا چاہیئے بینوا توجروا

ہو المصوب ایسی حالت مین وہ مال درمیان مولوی عبد العزیز و محمد یعقوب و محمد فصاحت
کے مشترک سمجھا جاوے گا اور اثلاثا تقسیم ہوگی ایک حصہ محمد یعقوب کو اور ایک محمد فصاحت کو
اور ایک محمد عبد العزیز کا تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے ما حصلہ الاخوۃ الخمسۃ بسعیہم و سعیہم یکون
بینہم اخماسا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۲۸۸] عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ
مساجد مسجدی ہذا والمسجد الحرام والمسجد الاقصی ہذا اخرجہ البخاری و مسلم بصیغۃ الخبر و معنی الخبر فی
ہذا معنی النہی بین ذلک ما رواہ مسلم فی صحیحہ من حدیث ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال لا تشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجدی ہذا والمسجد الحرام والمسجد الاقصی ہذا رواہ مسلم
بصیغۃ النہی ورواہ الامام اسحق بن راہویہ فی مسندہ بصیغۃ الحصر انما تشد الرحال الی ثلثۃ مساجد

مسجد ابراہیم و مسجد محمد و مسجد بیت المقدس ومن رواۃ ہذا الحدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ لصیغۃ النفی ایضا انتہی لکن این فرق بر بسیارے از اہل علم مخفی ماندہ وسبب اختلاف یک دیگر گشتہ و موجب رد و قدح باہم آمدہ ویدل لہ ما قالہ فی الصارم ومن قال من العلماء انہ یستحب زیارۃ قبرہ فمرادہ بذلک السفر الی مسجدہ وفی مسجدہ یسلم علیہ ویصلی علیہ انتہی و درینجا دلیل بیّن ست برآن کہ مراد اہل علم در مناسک بزیارت قبر نبوی استحباب سفر بسوے مسجد نبوی ست زیرا کہ قبر مبارک در مسجد ست و ہرگز نمی تواند شد کہ مراد سفر بسوے نفس زیارت قبر بلا قصد مسجد نبوی باشد بنا برآن کہ درین باب حدیثے صحیح نزد اہل معرفت مروی نگشتہ و نہ ارباب صحیح و سنن چیزے ازآن اخراج نمودہ و نہ اہل مسانید بروایتے پرداختہ و نہ احدے از ائمہ اربعہ بحدیثے درین باب احتجاج نمودہ پس چہ قسم میتوان گفت کہ مراد ایشان سفر از برائے نفس زیارت ست نہ از برائے مسجد و این مغلطہ عظیم ست کہ راہ بسیارے از قاصرین زدہ وجہالے را گمراہ ساختہ * دلیل الطالب علی ارجح المطالب از صفحہ ۲۳۴ و ۳۵ مطبوعہ مطبع شاہجہانی واقع بھوپال از تالیفات سید ابو الطیب صدیق بن حسن بن علی الحسینی القنوجی ما قولکم دام فضلکم فی ہذہ المسئلۃ ہل یختار السفر لزیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم او لزیارۃ مسجدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم توجروا

ہو المصوب لا کلام فی استحباب السفر بقصد المسجد النبوی واما بقصد زیارۃ القبر النبوی فہو الذی وقع فیہ الاختلاف الفاحش والصحیح انہ جائز غیر منہی عنہ لاطلاق حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وحدیث من جاء فی زائرا لا تحملہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا وشہیدا یوم القیامۃ وسندہ حسن والقول بان الاحادیث الواردۃ فی الزیارۃ کلہا ضعیفۃ او موضوعۃ باطل وکذا القول بان المراد بزیارۃ القبر النبوی السفر الی المسجد النبوی وقد اشبعت الکلام فی ہذہ المسئلۃ فی رسالتی السعی المشکور فی رد المذہب الماثور واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۸۹ بسم اللہ الرحمن الرحیم چہ می فرمایند علمائے دین کہ در امرے از امور استخارہ نمودہ شود بچہ طور نمودہ آید بینوا توجروا

ہو المصوب در صحیح بخاری مروی ست عن جابر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلہا کما یعلمنا السورۃ من القرآن یقول اذا ہم احدکم بامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقل اللہم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک

تقدر ولا اقدر و تعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللہم ان کنت تعلم ان ہذا الامر الذی انا عازم
علیہ خیر لی فی دینی و دنیائی و معاشی و عاقبۃ امری و عاجلہ و آجلہ فقدرہ لی و یسرہ ثم بارک لی فیہ
وان کنت تعلم ان ہذا الامر شر لی فی دینی و دنیائی و عاقبۃ امری و معاشی و عاجلہ و آجلہ فاصرفہ عنی
واقدر لی الخیر حیث کان ثم رضنی بہ یا رب العالمین انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا[۲۶] حامدا و مصلیا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ کلام اللہ جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالی سے سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہونچاتے تھے یا لوح محفوظ سے دیکھکر اگر اللہ تعالی سے سنکر پہونچاتے تھے تو سمع حادث نے احاطۂ کلام قدیم کیونکر کیا اور اگر لوح محفوظ سے دیکھکر پہونچاتے تھے تو امر پہونچانے کا کیونکر سنا اور اس صورت مین مکتوب لوح محفوظ پہونچا یا نہ کلام باری تعالی اور پہونچانا کلام اللہ بعینہ ممکن نہین اس واسطے کہ حلول کلام ایک کا دوسرے مین ایسا کہ وہ دوسرا پہونچاوے محال ہے پس حقیقت اس قرآن مجید کی کیا ہے اور قول اللہ تعالی

انہ لقول رسول کریم کے کیا معنے ہین

ہو المصوب وحی نازل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ حق جل جلالہ کے کلام کو جبرئیل امین سنتے ہین اور وہان سے احکام پہونچاتے ہین اور کلام الہی کو سننا کچھ محال نہین حضرت موسی علی نبینا و علیہ السلام نے اور ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین کلام الہی سنا اور ملائک مقربین پروردگار کی آواز سنتے ہین سنن ابی داؤد اور بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات مین عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تکلم اللہ بالوحی سمع اہل السماء الدنیا صلصلۃ کجر السلسلۃ علی الصفا فیصعقون ولا یزالون کذلک حتی یاتیہم جبرئیل فاذا اتاہم جبرئیل فزع عن قلوبہم قالوا یا جبرئیل ماذا قال ربنا فیقول الحق فینادون الحق الحق اور ابن مردویہ نے روایت کی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما نزل جبرئیل بالوحی علی رسول اللہ فزع اہل السموات لانحطاطہ وسمعوا صوت الوحی کاشد ما یکون من صوت الحدید علی الصفا فکلما مر باہل سماء فزع عن قلوبہم یقولون یا جبرئیل بما امرت فیقول کلام اللہ بلسان عربی الحاصل یہ کلام اللہ جس قدر نازل کرنا منظور ہوتا تھا پروردگار عالم جبرئیل امین کو

سنایا تھا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرتے تھے اور اسی لحاظ سے انہ لقول رسول کریم وارد ہوا حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۹۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ علی رسولہ وآلہ والتسلیم **سوال** کیا فرماتے ہین علماے دین متین و مفتیان شرع مبین اس مقدمہ مین کہ کوئی مرد مسلم معمولی ہوش وحواس والا ہو کہتا ہو کہ قرآن میرے لوٹے مین ہے اور حدیث شریف میرے لوٹے مین ہے اور مسجد کو خالی ٹکرین مارنے کے لیئے جاتے ہین مسجد مین کیا میرا لوٹا ہے اور جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین اللہ تعالی کو ایک وقت دیکھا مین اس چشم سر سے پل پل اللہ تعالی کو ظاہر دیکھتا ہون جو شخص اس سر کی آنکھ سے اللہ تعالی کو عیاناً نہ دیکھے وہ مؤمن نہین اور اسکی نماز بھی درست نہین علاوہ اسکے خدائی کا دعوی بھی کرتا ہو ایسا کہ مین اللہ ہون مین اللہ ہون مین اللہ ہون پس شخص مذکور داخل اسلام ہے یا خارج اسلام و دوسرے مسلمان برادران کو اسکے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے بیان فرماکر ماجور ہو وین دیر نفرماوین

ہو المصوب یہ الفاظ صریح کفر ہین ایسے کلمات سے مسلم مرتد ہو جاتا ہے ایسے شخص کے ساتھ جو ایسے ہفوات بکتا ہو مثل اہل اسلام کے برتاؤ کرنا نہین درست ہے فتاوی بزازیہ مین ہے

اذا وصف اللہ بما لا یلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ او بامر من اوامرہ او انکر وعدا او وعیدا کفر ولو قال من من خدایم یکفر انتہی اور بھی اسی مین ہے انکر آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ منہ کفر انتہی اور بھی اسی مین ہے من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شئی یکفر انتہی اور ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مین لکھتے ہین من زعم ان الالہ سبحانہ یحل فی شئی من آحاد الناس فہو کافر انتہی اور بھی اعلام مین ہے لو قال المصحف آلۃ الفساد او اللہو او قال القرآن حکایات جبرئیل کفر انتہی اور بھی اسی مین ہے ویکفر من کذب بشئی مما صرح بہ القرآن من حکم او خبر او جملۃ التوراۃ والانجیل وکتب اللہ المنزلۃ او کفر بہا او لعنہا او سبہا او استخف بہا انتہی اور فتاواے انوار مین ہے من استخف بالمصحف او التوراۃ او الانجیل او الزبور کفر او قال انہ یری اللہ عیاناً فی الدنیا او یکلمہ شفاہا او ان اللہ یحل فی الصور الحسان او قال انا اللہ او ہو انا انتہی اور فصول عمادیہ مین ہے اذا انکر آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ منہ کفر رجل یقرء القرآن فقال آخر این چہ بانگ وطوفان ست کفر رجل قیل بیا یک درم بدہ تا

ملک دکن از مقام پامڑی ضلع انند پور تعلق گنی بوساطت عبدالعزیز عرف بابا میان صاحب مرسلہ سید ولی الدین بادشاہ قادری عرف ولی پیران

بعمارت مسجد صرف کنم یا بمسجد حاضر شو فقال مرا با مسجد چہ کار یعنی زرا انتہی اور بھی بہت سے کتب فقہ و کلام وغیرہ مین ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین رحم کرے اللہ جل شانہ اُنپر کہ عیسائی مذہب کے پادریون نے سہارنپور مین آکر نوجوان لڑکیون اور لڑکون کو اپنے مدرسون مین داخل کر کے بہکانا اور بے دین کرنا اور مرتد بنانا شروع کیا ہی تھا اب ایک اور فریب اور جال کی راہ نکالی وہ یہ کہ مسلمانون کی چھ چھ آٹھ آٹھ دس دس بیس بیس وغیرہ عمر کی لڑکیون اور عورتون کو اپنے مذہب کی کتابین پڑھانا شروع کیا ہے اور لڑکیان اور عورتین مطلق اپنے مذہب سے واقف نہین انکو ہر اتوار کو پیسے اور تصویرین اور شیرینی کی لالچ دئیے جاتے ہین اور مسیح کو غزلون اور بھجنون مین خدا اور خدا کا بیٹا گوایا جاتا ہے اور لڑکیان اور عورتین خصوصًا مسلمانون کی تنخواہ کے لالچ مین کفر والحاد کے جملہ اور الفاظ بولتے ہوئے بھی نہین جھجکتین اسی مکر و فریب سے پادری لوگ ملک پنجاب مین گزشتہ سالون مین سات سو لڑکیان عیسائی کر چکے ہین سہارنپور مین یہ بلاے جانگزا و ایمان ربا اسی سال آئی ہے تو مدرسے خاص سہارنپور مین مسلمانون مین جاری ہین اور مسلمانون کی عورتین اسوجہ سے کہ روپیہ کے لالچ مین اگر خود انتظام کر لین گی اور لڑکیون کو جمع کر کے بے دین بے ایمان کرنے کا ڈھنگ ہمکو بتا دین گی معلمہ مقرر کی گئین ان مدرسون مین پڑھنا اور پڑھانا اور پڑھائی کے واسطے مکان دینا اور پڑھنے والیان اور پڑھانے والیان اور جو اس فعل سے راضی ہون اور جو عورتین شوہرون کی اس حکم خاص کو نہین مانتین اور جو شخص اپنے مکان اور اپنے اہل و عیال کو اس کام سے باز نہین رکھتا اور اپنے لڑکیون کا ایسے مدرسے مین جانے سے مانع نہین ہوتا عند الشرع کیا حکم رکھتے ہین مفصل بحوالہ آیات و احادیث تحریر فرمائیے اجر عظیم اللہ سے پائیے فقط

از سہارنپور جامع مسجد کلان مرسلہ مولوی ابو المظفر میر محمد حسن مدراسی ماہ شوال [illegible] ہجری

الجواب کلمۂ کفر بولنا عمدًا اگرچہ اعتقادًا اُس پر نہو کفر ہے چنانچہ رد المحتار مین لکھتا ہے قال فی البحر والحاصل ان من تکلم بکلمۃ الکفر ہازلا او لاعبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ کما صرح بہ فی الخانیۃ ومن تکلم مخطیا او مکرہا لا یکفر عند الکل ومن تکلم عامدا کفر عند الکل ومن تکلم بہا اختیارا جاہلا بانہا کفر ففیہ اختلاف الخ وفی الفتح ومن ہزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقدہ للاستخفاف فہو ککفر العناد قال فی الدر ای تکلم باختیارہ غیر قاصد معناہ وہذا لا ینافی ما مر من ان الایمان ہو التصدیق فقط او مع الاقرار لان التصدیق وان کان موجودا حقیقۃ لکنہ زائل حکما لان الشارع جعل بعض المعاصی امارۃ عدم وجودہ

کالہزل المذکور ولما او سجد لصنم او وضع مصحفا فی قاذورۃ فانہ یکفر وان کان مصدقا لان ذلک فی حکم التکذیب کما افادہ فی شرح العقائد انتہی رجل کفر بلسانہ طائعا وقلبہ مطمئن علی الایمان یکون کافرا ولایکون عند اللہ مؤمنا کذا فی قاضیخان پس ان روایات سے صاف واضح ہے کہ جو کوئی حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ راگ مین گاوے یا کوئی کلمہ کفریہ پادڑیون کے کہلانے سے جو صاحب مدارس کے لڑکے لڑکیان کہتی ہین کہے مرتد کافر ہوگا اور اس امر پر رضا دینا بھی کفر ہے قال فی شرح العقائد وشرح القاری علی الفقہ الاکبر الرضا بالکفر کفر انتہی اور ان سخت کلمات پر کچھ پروا نہ کرنا اور سہل جاننا بھی کفر ہے الاستہانۃ بالمعصیۃ بان یعدہا ہینۃ ویرتکبہا من غیر مبالاۃ بہا ویجریہا مجری المباحات فی ارتکابہا کفر کذا فی شرح حلی علی الفقہ الاکبر الحاصل اس مدرسہ کے لڑکے لڑکیان جو ایسے کلمات بولتے ہین سب مرتد ہین اور جو اُن کو بخوشی ایسے کام کے واسطے وہان سنتے ہین دیدہ ودانستہ وہ بھی مرتد کافر ہین اور اس مدارس کے پڑھانے والیان اور اُسکے معین مکان وچندہ کے اگر اس فعل بد سے راضی ہین سب کافر اور مرتد ہین اور جو اس امر کو برا جانکر دنیا کی طمع سے یہ کام کرتے ہین سب فاسق فاجر ہین سب اہل اسلام کو لازم ہے کہ ایسے لوگون کو اور اپنے بچون کو روکین اور منع کرین لقولہ علیہ السلام من رأی منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذلک حبۃ خردل من ایمان الحدیث الحاصل جو شخص استطاعت کسی قسم کی منع کی رکھتا ہے اور پھر منع نہ کرے تو اگر اس فعل کو مستحسن جانتا ہے یا سہل جانتا ہے تو کافر مرتد ہوا اور جو برا جانکر منع نہ کرے گا وہ مداہن فاسق ہوا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ جواب صحیح ہے محمد مظہر مدرس مدرسۂ سہارنپور [محمد مظہر لطف الٰہی]

الجواب حق والحق یتبع عنایت الٰہی عفی عنہ سہارنپوری الجواب صحیح [ابو الحسن]

جواب صحیح ہے عزیز حسن عفا اللہ عنہ جواب صحیح ہے مشتاق احمد عفی عنہ الجواب صحیح حبیب الرحمٰن عفی عنہ الجواب صحیح محمد حسن مدرس مدرسۂ دیوبند الجواب حق عبد الرحمٰن عفی عنہ جواب صحیح ہے [محمد امیر یار خان] اصاب المجیب ذو الفقار علی عفی عنہ الجواب صحیح ومنکرہ فضیح احمد عفی عنہ الجواب صحیح حق محمد محمود عفی عنہ مدرس مدرسۂ عربی دیوبند [محمد محمود] الجواب صحیح عزیز الرحمٰن دیوبندی مدرس مدرسۂ عربیہ میرٹھ عفی عنہ ہذا الجواب صحیح

واللہ اعلم وعلمہ اتم محمد ابراہیم عفی عنہ سنبھلی الجواب صحیح عبدالمؤمن دیوبندی عفی عنہ الجواب صحیح
محمد منفعت علی عفی عنہ دیوبندی [محمد منفعت علی] جواب صحیح ہے محمد محمود حسن عفی عنہ
مدرس مدرسۂ عربی اسلامی دیوبند الحق اجرای کلمۃ الکفر کفر ہے اور آیت کریمہ سے بھی یہ مضمون
صراحۃ ثابت ہوتا ہے وہی ہذہ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان
ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیہم غضب من اللہ ولہم عذاب عظیم اس واسطے کہ آیت کریمہ میں صرف حالت
اکراہ کا استثنا کیا ہے اور ماسوا اس کے اجرای کلمۃ الکفر علی سبیل الاختیار کفر میں داخل ہوتا ہے اور
ظاہر ہے کہ اشخاص مذکورہ کا راگ وغیرہ میں کلمات کفر کے زبان سے نکالنا قبیل اکراہ سے نہیں ہے
بلکہ باختیار خود ہے تو ضرور کفر میں داخل ہوگا اور اعانت کفر اور تعلیم اس کی اسی قبیل سے ہے واللہ اعلم
بالصواب الراقم مدرس مدرسۂ عربی سہارنپور

صح الجواب قال اللہ تعالی فی کتابہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان
واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات
محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۹۳
استفتا ہو العلیم الکبیر علمای دیندار و حکمای حق شعار اندرین معنی چہ می فرمایند
کہ شخصی بکنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نام خود ابوالقاسم دارد پس حالا ورا بموجب حدیثی
کہ در کتاب الاستیذان دارمی شریف باین اسناد واقع است اخبرنا سعید بن عامر عن ہشام
عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولا تکنوا
بکنیتی تبدیل اسم خود باید یا نہ بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل

ہو المصوب درین مسئلہ درمیان علمای امت اختلاف است کثیر و ہر یک را سندی ست از حدیث بشیر
ونذیر چنانچہ طحاوی در شرح معانی الآثار مذاہب مختلفہ را بیان ساختہ و دلیل ہر یک را سند کردہ مذہب بعضی آنکہ تکنی
بابی القاسم جائز نیست خواہ نام مکنی محمد باشد یا دیگر و سند آن حدیثی ست کہ ابوہریرہ و جابر وغیرہ روایت
کردہ اند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی ودر روایت دیگر ست تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانی انا
ابوالقاسم ونیز ابوہریرہ رض روایت کردہ تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی ابوالقاسم اللہ یعطی وانا اقسم ونیز جابر
روایت کردہ اند ولد لرجل من الانصار غلام فسماہ محمدا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم احسنت الانصار تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما

اقسم بینکم ونیز بروایت جابر وارد ست تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما جعلت قاسما اقسم بینکم
وہمین ست مذہب محمد بن سیرین ونخعی وغیرہما مذہب دوم این کہ نہ مجرد تکنی ممنوع ست ونہ مجرد
تسمی بلکہ جمع منع ست بسند این کہ براء بن عازب رضی میگوید نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجمع
بین اسمہ وکنیتہ وجابر روایت می کند من تسمی باسمی فلا یکتنی بکنیتی ومن اکتنی بکنیتی فلا یتسم باسمی
مذہب سوم این کہ تسمیہ بقاسم نیز ممنوع ست چہ این صفت از مختصات حضرت نبوت ست چنانکہ
حدیث سابق بدان اشارہ می کند ونیز تسمیہ بقاسم اشارہ بطرف تکنی پدر بابی قاسم است وسند آن
حدیث جابر ست ولد لرجل منا غلام فسماہ القاسم فقلت لم لا نکنیک ابا القاسم ولا ننعمک عینا
فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ فقال سم ابنک عبد الرحمن مذہب چہارم این کہ تکنی بابی القاسم
یا جمع ہر دو ممنوع ست برای ہر کس و ناکس بدلیل حدیث علی رضی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان ولد لک بعدی ابن فسمہ باسمی وکنہ بکنیتی وہی لک خاصۃ دون الناس مذہب پنجم این کہ تکنی
بابی القاسم وجمع بین التکنی والتسمی ہر دو جائز است بدلیل حدیث علی کہ بروایت دیگر آمدہ ودر آن
لفظ خصوصیت نبودہ وہمین مذہب را طحاوی مختار ساختہ وطیبی در حواشی مشکوۃ می نویسد
اختلفوا فیہ علی وجوہ احدہا لا یحل التکنی بابی القاسم سواء کان اسمہ محمدا او غیرہ وذلک انہ لما کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یکنی ابا القاسم لانہ یقسم بین الناس من قبل اللہ ما یوحی الیہ ولم یکن احد یشارکہ
فی ہذا المعنی منع ان یکنی بہ غیرہ وہو مذہب الشافعی واہل الظاہر وثانیہا ان ہذا الحکم کان فی بدء الاسلام
ثم نسخ فیباح التکنی الیوم بابی القاسم لکل احد سواء کان اسمہ محمدا او غیرہ ویدل علیہ نہیہ فی حدیث انس
عقیب ما سمع رجلا یقول یا ابا القاسم فالتفت الیہ رسول اللہ فقال انی لم اعنک وما روی عن علی
انہ قال یا رسول اللہ ان ولد لی بعدک ولد الحدیث وہذا مذہب مالک قال عیاض وبہ قال جمہور
السلف وفقہاء الامصار وثالثہا انہ لیس بمنسوخ وان کان النہی للتنزیہ والندب لا للتحریم وہو مذہب
جمہور ورابعہا ان النہی للجمع ولا باس بالکنیۃ وحدہا وہو مذہب جماعۃ من السلف وخامسہا انہ نہی
عن التکنی بابی القاسم مطلقا واراد المقید وہو النہی عن التسمیۃ بالقاسم وقد غیر مروان لما بلغہ ہذا
الحدیث اسم ابنہ فسماہ عبد الملک وکان اسمہ القاسم وسادسہا ان التسمیۃ بمحمد ممنوعۃ مطلقا وجاء
فیہ حدیث مرفوعا تسمون اولادکم محمدا ثم تلعنونہم انتہی ملخصا ودر در مختار ست من کان اسمہ محمدا

لا باس بان یکنی ابا القاسم لان حدیث سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی قد نسخ لان علیا کنی ابنہ محمد بن الحنفیہ ابا القاسم انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

۲۹۴

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین کہ محفل مولد شریف مین جو مستنبط بعض صوفیۂ صافیہ و بعض محدثین ہے اور اُس مین علما مختلف ہین کما ہو مصرح فی موضعہ اکثر عوام و خواص اُسکو کرتے ہین یعنی وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے ہین اور اُس کھڑے ہونے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سمجھتے ہین اور آپ کے افراد تعظیمہ مین داخل کرتے ہین آیا اس قیام کا کوئی ثبوت و استنباط اصول شرعیہ معتمدہ سے ہے یا نہ بر تقدیر اول کے جو اکثر علما فرماتے ہین ہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا چنانچہ سیرت شامیہ و سیرت حلبی وغیرہما مین مندرج ہے اور کسی نے اسکی تردید نہین کی ہے یہ کیسا ہے اور بر تقدیر آخر مباح ہے یا بدعت حسنہ یا بدعت سیئہ اور جو بعض لوگ یہ زعم کرتے ہین کہ وقت ذکر ولادت شریف روح پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف لاتی ہے یہ زعم زاعمین صحیح ہے یا نہ اور جو بعض لوگ کہ متبع سنت نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا وسلم ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو فرض عین مثل دیگر فرائض جانتے ہین وہ بنظر اس امر کے کہ جناب سید الانام نے خود حیات صوریہ مین صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کو ایسے قیام سے منع فرمایا ہے اور صحابہ نے کبھی نہین کیا کما ہو مصرح فی الاحادیث اور موافق قول مسطور یعنی ہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا کے اس قیام کو نہین کرتے ہین اُنکو اکثر لوگ بخصوص ترک ایسے قیام کے تارک تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہین اور اُنپر طعن و تشنیع کرتے ہین پس اس طعن مین وہ لوگ مصیب ہین یا مخطی بینوا توجروا

بسم الکتاب توجروا من اللہ الوہاب

ہو المصوب قیام جو بوقت بیان ولادت نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیہ کیا جاتا ہے اسکی کوئی اصل معتدبہ شرعا نہین ہے اور یہ گمان کہ قیام تعظیم نبوی ہے فاسد ہے اس وجہ سے کہ تین حال سے خالی نہین یا یہ کہ یہ قیام واسطے تعظیم نام پاک محمدی کے ہے یا واسطے تعظیم ہیئت ولادت و تصور وقائع ولادت کے ہے یا واسطے تعظیم ذات محمدی کے جسدا و روحا یا روحا فقط شق اول باطل ہے اولا اس وجہ سے کہ نام پاک کی تعظیم قیام یا انحنا وغیرہ کو سمجھ

کہین نہین وارد ہے بلکہ بدعت ہے تعظیم کا نام یہی ہے کہ وقت نام لینے یا سننے کی درود بھیجا جاوے
وثانیا اس وجہ سے کہ اگر نام لینے کی تعظیم قیام کے ساتھ ہو تو لازم ہے کہ تمام بیان مولد کھڑے ہوکے
کیا جاوے اور جب نام پاک آپ کا لیا جاوے غیر بیان مولد مین اُس وقت قیام کیا جاوے والتالی
اور شق دوم بھی باطل ہے اس وجہ سے کہ مجرد تصور ہیئت کی تعظیم اس طرح سے نہین وارد ہے
باقی رہی شق ثالث وہ موقوف اس امر پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقت بیان ولادت
مین جسد اً وروحاً یا روحاً تشریف لاتے ہین اور یہ امر شرع مین نہین ثابت ہے ومن ادعی فعلیہ البیان
بادلة الشرعیة لا بما قیل او یقال اور اگر بالفرض والتقدیر آپ کا تشریف لانا ثابت بھی ہو تو یہ ثابت ہونا
محال ہے کہ بوقت بیان ولادت فقط تشریف لاتے ہین نہ ابتداے بیان مولد سے بلکہ بر تقدیر
ثابت ہونے تشریف لانے کے ظاہر یہ ہے کہ ابتداے مجلس سے تشریف لاتے ہونگے پس
لازم ہے کہ از ابتدا تا انتہا قیام کیا جاوے ولا یقول بہ احد علاوہ ازین کتب احادیث مین لکھا
ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم حیات مین اپنے واسطے صحابہ کے کھڑے ہونے کو
منع کرتے تھے اور صحابہ آپ کے واسطے قیام نہین کرتے تھے پس جو امر کہ آپ اپنے حق مین بحالت
حیات پسند نہین فرماتے تھے بلکہ صحابہ کو اُس سے منع کرتے تھے وہ بعد وفات کے آپ کے
تشریف لانے کے وقت کیونکر جائز ہوگا اور اگر بالفرض والتقدیر قیام بوقت مولد مشروع بھی ہو
تو غایة الامر یہ ہے کہ مستحب ہوگا نہ واجب و نہ فرض اور علمانے تصریح اس امر کی کی ہے کہ جس
مندوب پر اصرار مثل فرائض و واجبات کے کیا جاوے اور اُسکے تارک پر ملامت کی جاوے
وہ مکروہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰة وغیرہ مین لکھا ہے پس اصرار کرنا اس
فعل پر اور اُسکے تارک پر ملامت کرنا اور اُسکو بدنام کرنا اور اُسکی تذلیل کی فکر مین رہنا
درجہ کراہت تک پہونچاتا ہے الحاصل یہ قیام افراد تعظیم نبوی سے جو ہر مسلمان پر فرض ہے
نہین ہے اور نہ اُسکی کوئی اصل معتد بہ شرعاً پائی جاتی ہے بلکہ بدعت ہے اور تارکین قیام پر
ملامت کرنے والے مرتکب گناہ کے ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

۲۹۵
استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس صورت مین کہ زید از مدت مدید

وسالہای دراز اس صورت سے بسر اوقات اپنی اور جملہ متعلقین و وابستگین اپنے کی کیا کرتا ہے
کہ مال اس نیشکر دیہات کا مالگذاران و دیہات سے بزر مکسوبہ خاص خرید کرکے شکر وغیرہ
تیار کرا کر فروخت کیا کرتا ہے اور زید مذکور کے دو پسر یعنی عمرو فرزند اکبر و بکر خلف اصغر چنانچہ زید کو بمقتضاے
الفت پدری کاغذ بیعنامہ گاہے بنام فرزند اکبر و احیانا باسم خلف اصغر تحریر کرا دیتا ہے مگر خرید مال
و جملہ مصارف ضروریہ مین زر مکسوبہ ذاتی اپنا صرف کرتا ہے در حقیقت بوجہ صرف زر مکسوبہ خاص
اپنے کے زید مسطور اصل مالک کل مال کھنڈ ساری ہے و یا باجازت زید فرزند اسکے کہ جسکے نام سے
وہ مال خرید کرکے بیعنامہ جات موسومہ شان تحریر کرا دیتا ہے اہتمام و انتظام جملہ کاروبار کھنڈ سار
بیٹون اپنے سے لیا کرتا ہے اور شروع سے برخاست کھنڈ سار تک جملہ حساب و کتاب جمع و خرچ
سمجھکر کل خرآمدنی معرفت فرزندون اپنے کے حاصل کرتا ہے اس صورت مین کل کھنڈ سار مملوکہ
خاص زید مذکور ہے اور اگر وہ کل مال مملوکہ محصلہ زید مذکور ہے تو فرزند اسکے جہت کرنے کاروبار
اور اہتمام کھنڈ سار کے مستحق پانے اجر مثل کے ہین اور جو کچھ فرزندان زید نے بلا اجازت زید
از روے نقدی خورد و برد یا ہلاک اور صرف بیجا کیا ہو اُس کا ضمان فرزندان زید پر شرعا
عائد ہو سکتا ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اس صورت مین کل مال مذکور مملوک زید ہے اور فرزندان زید کو استحقاق
اجر مثل کا ہے اور ضمان تعدی کا اُنپر عائد ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ فرسخ اور میل کی تحدید معتبر کیا ہے
ہو المصوب اس باب مین حنفیہ کے چند اقوال ہین کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدار
میل مین اختلاف ہے اور فرسخ بقدر تین میل کے اتفاقا ہوتا ہے ایک یہ کہ میل تین ہزار گز کا
ہے پس فرسخ نو ہزار گز کا ہوگا لیکن اس قول کے معنی یہ ہین کہ گز موافق قدماے اہل حساب
چوبیس انگشت کا ہے دوسرا قول وہ جو عینی اور مسکین اور ابن نجیم نے شروح کنز مین نقل کیا ہے
کہ میل چار ہزار خطوہ ہے اور ہر خطوہ بقدر ایک و نیم گز اور گز چوبیس انگشت کا پس فرسخ
بارہ ہزار خطوہ اور اٹھارہ ہزار گز ہوگا اور میل چھ ہزار گز اور اس قول کو خیر الدین رملی وغیرہ نے

لکھا کہ غیر معتبر ہے تیسرا قول وہ جو ذخیرہ مین ابو شجاع سے منقول ہے کہ میل تین ہزار اور پانسو گز بحساب چوبیس انگشت ہے چوتھا قول وہ جو زیلعی نے شرح کنز اور حدادی نے جوہرہ شرح مختصر قدوری وغیرہ مین ذکر کیا کہ میل چار ہزار گز اور فرسخ بارہ ہزار گز بحساب چوبیس انگشت ہے اور یہی قول مشہور ہے بین الحنفیہ اور خیر رملی نے اسی کو معتبر لکھا ہے

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۹۷ سوال جو راوی کتب رجال مین منجملہ الفاظ ثقۃ ثبت صدوق کے ایک یا دو یا تین لفظ کے ساتھ وصف کیا جاوے اس وصف سے اُس راوی مین وہ شرائط اربعہ راوی کے جو اصول فقہ مین بیان کیے گئے ہین یعنی عقل و اسلام و ضبط و عدالت تا وقتیکہ کچھ جرح مثل صدوق سیی الحفظ صدوق یہم اور مانند اسکے اُس مین ذکی گئی ہو ثابت ہو جاوینگے یا نہین ہو جاوینگے اور یہ تردد ہے گا کہ یہ راوی مسلم تھا یا نہین عاقل تھا یا نہین ضابط تھا یا نہین عادل تھا یا نہین

ہو المصوب یہ الفاظ عمدہ ترین مراتب تعدیل سے ہین اور بعد ورود ان الفاظ کے کسی راوی کے حق مین شبہ اسلام یا عقل یا ضبط یا عدالت مین کرنا کسی عاقل کا کام نہین ہے سخاوی فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث مین لکھتے ہین قال الذہبی ان قولہم ثبت وحجۃ وامام وثقۃ ومتقن من عبارات التعدیل التی لا نزاع فیہا انتہی اور مقدمہ ابن صلاح اور مختصر ابن جماعہ وغیرہ مین ہے اما الفاظ التعدیل فعلی مراتب الاولی قال ابن ابی حاتم اذا قال للواحد انہ ثقۃ او متقن فہو ممن یحتج بحدیثہ قلت وکذا اذا قیل ثبت او حجۃ وکذا اذا قیل فی العدل انہ حافظ او ضابط انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۲۹۸ سوال صحیح مسلم کے باب صفۃ الجلوس فی الصلوۃ وکیفیۃ وضع الیدین علی الفخذین مین اس اسناد مین حدثنا عبد بن حمید قال نا یونس بن محمد قال نا حماد بن سلمۃ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قعد فی التشہد الحدیث ابن عمر سے راوی نافع مولی ابن عمر ہین جس کی نسبت تقریب مین مسطور ہے ثقۃ ثبت فقیہ مشہور من الثالثۃ یا اور کوئی نافع اور اسی اسناد مین حماد بن سلمہ جو ایوب سے راوی ہین اُنکی نسبت

تقریب مین مسطور ہے تغیر حفظہ باخرہ پس قبل تغیر لفظ حماد کے یہ روایت صحیح مسلم مین اخذ کی گئی ہو جیساکہ نووی سنے مقدمہ شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے واعلم ان ما کان من ہذا القبیل محتجا بہ فی الصحیحین فہو محمول علی انہ اخذ قبل الاختلاط یا بخلاف اسکے بعد تغیر حفظ حماد کے

ہوالمصوب فی الواقع یہ روایت قبل اختلاط کے ہے نہ بعد اختلاط کے جیساکہ نووی کی عبارت سے واضح ہوا اور فتح المغیث مین ہے ما یقع فی الصحیحین او احدہما من التخریج لمن وصف بالاختلاط فانا نعرف علی الجملۃ ان ذلک مما ثبت عند المخرج انہ من قدیم حدیثہ انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

۱۹۱ ۲۹۹ **استفتا سوال** اگر کوئی کہے کہ تقریب مین جو جرح و تعدیل رجال مذکور ہے صرف اسی پر مجکو اعتبار نہین آتا کوئی اور بھی صاحب تقریب کے سوا اسکے قول کی تصدیق کرے جب قابل اخذ ہوگا یہ کہنا اُس کا بجا ہے یا جہالت اور گمراہی کی بات ہے

ہوالمصوب یہ کہنا اُس کا ضلالت و حماقت ہے اولاً تو اس وجہ سے کہ جلالت قدر مصنف تقریب حافظ ابن حجر عسقلانی کی کہ کتب تواریخ اور طبقات کے معاینہ سے معلوم ہوتی ہے اس امر کو مقتضی ہے کہ اُن کا قول باب جرح و تعدیل مین خواہ مخواہ معتبر ہو گا ثانیاً اس وجہ سے کہ جو تعدیل و جرح تقریب مین مذکور ہے وہ صرف قول مصنف تقریب کا نہین ہے بلکہ قول ایک جماعت ائمہ حدیث کا ہے اس وجہ سے اولاً ابو الحجاج مزی دمشقی نے جو باب رجال مین دستگاہ تمام رکھتے تھے صحاح ستہ کے رجال کے واسطے تہذیب الکمال تالیف کی اور اس مین اقوال محدثین متقدمین سے جرح و تعدیل نقل کی بعد اسکے حافظ ابن حجر نے اسکی تلخیص کر کے مع زیادات کثیرہ کے تہذیب التہذیب تصنیف کی پھر اسکی تلخیص تقریب مین کی پس جو جرح و تعدیل تقریب مین مذکور ہے وہ وہی ہے کہ تہذیب التہذیب اور تہذیب مین نظراً اقوال محدثین مذکور ہے پس کوئی جرح و تعدیل تقریب مین ایسی نہین ہے کہ جس کی تصدیق اقوال محدثین سابقین سے نہوئی ہو جیساکہ ماہرین پر ظاہر ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

۳۰۰ **استفتا** کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے

اپنی زوجہ اور لڑکے کو سوائے ظلم کے کبھی شفقت شوہرانہ اور پدرانہ سے نہین دیکھا اور نہ پرورش کیا اس لئے وہ زوجہ اور لڑکا اُس سے دور ہو گیا اور اب کسی طرح پرورش پاکر ہوشیار ہوا چونکہ شوہر و پدر واجب الاطاعت ہین اور یہ دونون بسبب بے مہری اُسکی اطاعت سے محروم رہے ہیں پس اس مین گناہگار کون ہے اور کون کس کے واسطے پوچھا جائے گا باوجودیکہ زوجہ اور لڑکا اپنی خواہش سے اطاعت سے محروم نہین ہے

ہوالمصوب ایسی صورت مین کہ نافرمانی کی ابتدا وزیادتی پسر وزوجہ کی جانب سے نہو وہ ماخوذ نہونگے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوزاللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبدالحی ابوالحسنات)

استفتا (۲۱) چہ می فرمایند علمائے دین اندرین صورت مثلاً زید نے فعل شنیع ہمراہ ہندہ کے سہواً یا قصداً کیا بعد حرکت فعل مذکورہ کے جب کہ خیال آیا کہ یہ حرکت نہایت بیجا تھی بہت نادم ہوکر عذاب الٰہی سے خوف زدہ ہوا ہندہ مذکورہ شوہر دار تھی مگر شوہر اُسکا چار سال سے مفقود الخبر ہے اب زید مذکور توبہ و استغفار چاہتا ہے تاکہ مغفرت ہو کیا کرے کیونکر کرے کہ گناہ سے نجات پاوے

ہوالمصوب وہ شخص اچھی طرح سے وضو کرکے دو رکعت نماز نفل خشوع وخضوع سے ادا کرے اور بعد نماز کے نہایت آہ وزاری سے آنسو بہاکے عاجزی ظاہر کرکے جیسے کوئی غلام مجرم اپنے آقا سے قصور معاف کراتا ہے دعائے مغفرت کرے اور دل مین اُس گناہ سے ندامت رکھے اور یہ قصد کرے کہ آیندہ مجھسے ہرگز ایسی حرکت نہ ہوگی پروردگار عالم اُسکے گناہ کو معاف فرمائے گا اور اُس عورت کے حق مین بھی دعائے مغفرت کرے اور اگر وہ عورت ابتدا مین راضی نہ تھی تو اُس سے بھی عفو قصور کرالے تاکہ حشر مین وہ دامن گیر نہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوزاللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبدالحی ابوالحسنات)

الحمدللہ والمنہ کہ اندنون **مجموعۂ فتاوی** جلد ثانی جسکو مولوی **محمد ایوب صاحب** نبیسۂ حضرت خاتم العلماء والمحدثین مولانا مولوی حاجی حافظ ابوالحسنات **محمد عبدالحی** لکھنوی فرنگی محلی نوراللہ مرقدہ نے حسب ترتیب ابواب فقہی ترتیب دیا ہے **باردوم** ماہ ذیحجہ ۱۳۲۱ہجری **مطبع یوسفی** فرنگی محل لکھنؤ مین حسب الحکم جناب مولوی مفتی **محمد یوسف صاحب** مالک مطبع کے طبع ہوکر شایع ہوا چونکہ اس کتاب کا حق کاپی رائٹ محفوظ ہے لہذا کوئی صاحب بلا اجازت مالک مطبع کے نہ چھاپین

المشتہر منیجر مطبع یوسفی واقع فرنگی محل لکھنؤ

فہرست استفتاہائے مجموعۂ فتاوے جلد ثانی

نام کتاب

مجموعۂ میر زاہد رسالہ مع حواشی
زاہدیہ متعلقہ قطبیہ و تنویر الہدی فی اللیل
والدجی و ہدایۃ الوری الی لواء الہدی و
حاشیۂ مولانا مولوی محمد فضل اللہ رحمہ اللہ
فرنگی محلی و التحقیقات المرضیہ بر میر زاہد رسالہ
از مولانا محمد عبد الحلیم رحمہ اللہ تعالی۔
میبذی تحشیۂ جناب مولانا مولوی
محمد عین القضاۃ صاحب مدظلہ۔
مجموعۂ حل المعاقد حاشیۂ شرح عقائد جلالی
از مولانا محمد عبد الحلیم رح و حاشیۂ مولانا کرم اللہ
العلوی و حاشیۂ مولانا کمال الدین سہالوی
و حاشیۂ مولانا نظام الدین و حاشیۂ ملا باقر جانی رح
میر زاہد شرح مواقف حسین مع رسالہ
و حاشیۂ میر زاہد امور عامہ مع سہیات
و حاشیۂ وحیدیہ جدیدہ و تحشی شرح مواقف
از مولانا محمد عبد الحی رح و حاشیۂ زاہدیہ باہم
منسلک ہیں۔
مجموعۂ سبع رسائل الفلک الدوار
فی رویۃ الہلال بالنہار و القول المنشور فی
ہلال خیر الشہور و تحفۃ الثقات فی جماعۃ
النساء و الاجوبۃ الفاضلہ للاسئلۃ العشرۃ

نام کتاب

الکاملہ و الکلام الجلیل فیما یتعلق بالمندیل
و قوۃ المغتذین بفتح المقتدین و آکام النفائس
عن شہادۃ المرأۃ فی الارضاع از مولانا
محمد عبد الحی رح
مطول الی مقام الدرس تحشیۂ مولانا
محمد عبد الحلیم نور اللہ مرقدہ
مختصر معانی کلاں مع حاشیۂ تجرید للبنانی
مختصر معانی خرد تحشیۂ مولوی برکت اللہ صاحب
مجموعۂ خمس رسائل آکام النفائس فی
اداء الاذکار بلسان الفارسی و ترویح الجنان
فی حکم شرب الدخان و ردع الاخوان عن
محدثات آخر جمعۃ رمضان و فیہ بحث القضاء
العمری و زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس
و الانصاف فی حکم الاعتکاف از مولانا محمد
عبد الحی رح مع حاشیۃ الاسعاف لمولوی عبد الغفور رح
مجموعۂ تحفۃ الطلبۃ و اقامۃ الحجۃ و نزہۃ
الفکر از مولانا محمد عبد الحی رح
مجموعۂ ست رسائل النافع الکبیر
لمن یطالع الجامع الصغیر و طرب الاماثل
بتراجم الافاضل و السعی المشکور فی نقض الوضوء بالقہقہۃ
و خیر الخبر فی اذان خیر البشر و سباحۃ الفکر

نام کتاب

فی الجہر بالذکر و ازالۃ الستر عن کیفیۃ ادخال
المیت فی القبر لمولانا محمد عبد الحی رح
ملا حسن شرح سلم تحشیۂ مولانا محمد عبد الحلیم رحمہ اللہ
مع حاشیۂ مولانا مفتی محمد یوسف رح
میر مطول حاشیۂ سید شریف بر مطول
مجموعۂ میر زاہد ملا جلال تحشیۂ مولانا
محمد عبد الحی مع التعلیق العجیب و القول
المحیط حواشی از مولانا محمد عبد الحی رح
مجموعۂ میزان الصرف مع رسالہ
چارگل تصنیف لطیف عالم المعی فاضل
لوذعی مولانا محمد عبد الحی رح۔
مجموعۂ صرف میر مع امتحان الطلبہ
تصنیف لطیف مولانا محمد عبد الحی رح
نصب الرایہ جلد ثانی۔
نور الانوار مع حاشیۂ قمر الاقمار از مولانا
محمد عبد الحلیم رحمہ اللہ۔
نوادر الوصول شرح فصول اکبری
ہدایہ کامل تحشیۂ مولانا عبد الحلیم و
مولانا عبد الحی رحمہما اللہ
ہدایۃ النحو یوسفی۔
ہدیۂ مختاریہ از مولانا عبد الحی رح